صلی اللہ علیہ وسلم
ہادیٔ عالم
سیرت طیبہ پر پہلی غیر منقوط کتاب
محمد ولی رازی
دار العلم کراچی

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کا حامل اُردو کا وُہ واحد رسالہ
کہ اُس کی ہر سطر اور ہر کلمہ "اُردوئے مُعرّا" سے مُرصّع ہے، اور علمی طور سے مُحکم ہے

مُحمّد وَلی (رازی)

دارُالعِلم

مِلنے کا پتہ
۲۳۷-بی، اشرف منزل، ویب روڈ، گارڈن ایسٹ — کراچی
فون نمبر:

تصحیح و اضافہ شدہ جدید ایڈیشن

اشاعت چہارم ــــــــــ مئی ۱۹۸۶ء / رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

باہتمام ــــــــــ فرید اشرف عثمانی

ناشر ــــــــــ دار العلوم لسبیلہ چوک کراچی

طباعت ــــــــــ احمد پرنٹنگ کارپوریشن ناظم آباد کراچی

سرورق اور عنوانات ــــــــــ سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم لاہور

کتابت ــــــــــ مشتاق احمد خوشنویس اچھاپور جہان

تعداد اشاعت ــــــــــ گیارہ سو

قیمت مجلد اعلیٰ ــــــــــ

ملنے کے پتے

دار العلوم : اشرف منزل گلشن اقبال ایسٹ کراچی ۵

ادارۂ اسلامیات - ۱۹۰ - انارکلی لاہور

ادارۃ القرآن : اشرف منزل لسبیلہ چوک کراچی

ادارۃ المعارف - دار العلوم کورنگی کراچی

دار الاشاعت - اردو بازار کراچی نمبر ۱

تعارف

ہادیٔ عالمؐ کے بارے میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ کی رائے

ہادیٔ عالمؐ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کی نظر میں

مقدمہ

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی صاحب

مطالعہ ہادیٔ عالمؐ

جناب رئیس امروہوی صاحب

جذباتِ تشکر

ہادیٔ عالمؐ کے بارے میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ کی رائے

الحمد للہ رب العٰلمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین
وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔

پیشِ نظر کتاب "ہادیٔ عالم" صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم، سیرتِ طیبہ پر مشتمل ہے۔ ابتدائے اسلام سے آج تک نہ جانے کتنی بے شمار کتبِ سیر مختلف زبانوں میں مورخانہ انداز میں عالمانہ انداز میں، عارفانہ انداز میں، عاشقانہ انداز میں لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی۔ لیکن ادیبانہ انداز میں سیرت کے موضوع پر زیرِ نظر کتاب "ہادیٔ عالم" اپنی شانِ انفرادیت کا ایک عجیب شاہکار ہے۔ کتاب کافی ضخیم ہے اور تقریباً سوا چار سو صفحات اور پورے دو سو عنوانات پر مشتمل ہے۔ نیز بیشتر لوازمات سیرت نگاری سے متصف ہوتے ہوئے اپنے انداز کی ندرت و جدّت کے اعتبار سے زبانِ اُردو کے خزینۂ ادب کے لئے سرمایۂ فخر و مباہات ہے۔ اس کتاب میں ملہمانہ خصوصیت یہ ہے کہ ابتداء سے انتہا تک جس قدر معانی معرضِ تحریر میں آئے ہیں، ان کے کسی حرف پر بھی نقطہ نہیں ہے یعنی پوری کتاب صنعتِ غیر منقوط نویسی سے مرصّع و مزین ہے۔ اس کے باوجود کسی جملے میں یا ربطِ عبارت میں یا بیان کی سلاست و روانی میں یا مفہوم کی ادائگی میں یا واقعات کی تفصیل میں کہیں بھی کسی مقام پر بھی کوئی خلش یا ابہام نہیں ہے۔ ذوقاً یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ صاحبِ سیرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے شرفِ نسبت حاصل ہونے کا ایک اعجاز ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

اس سیرتِ طیبہ کے مصنف و مرتب عزیزم محمد ولی رازی عثمانی سلمہٗ ہمارے محترم و مشفق بزرگ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی صاحب موصوف کو کمالاتِ علوم ظاہری و مدارجِ معارف باطنی میں منجانب اللہ اس دورِ حاضر میں ایک خاص مقامِ امتیاز کا عطا ہوا تھا۔ حضرت مولانا مفتی صاحب موصوف حکیم الامت، مجدد الملت، محی السنت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ العزیز کے ممتاز و مخصوص خلفاء میں تھے۔

علاوہ ازیں انہوں نے جس بے مثال جذبۂ اخلاص و ایثار کے ساتھ کراچی میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی ہے، وہ اُن کے لئے ایک غیر فانی یادگار ہے۔ حضرت ممدوح پاکستان کے مفتیٔ اعظم بھی تھے۔

محمد ولی رازی عثمانی سلمہٗ اللہ تعالیٰ نے تعلیم و تربیتِ دینی کے ساتھ کراچی یونیورسٹی سے اسلامی علوم میں پہلی پوزیشن کے ساتھ ایم اے کی سند بھی حاصل کی ہے لیکن مزید براں انہوں نے جہاں اپنے والدِ ماجد سے ذکاوتِ فہم اور فراستِ علم کی دولت پائی ہے وہاں محبوبِ ربّ العالمین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ تعلقِ محبت کے جذبات کی میراث بھی حاصل کی ہے۔ اس حقیقت کی شاہدِ ناطق خود اُن کی یہ تصنیف "ہادیٔ عالم" ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔ یہ امر اُن کے لئے باعثِ عز و شرف بھی ہے اور موجبِ شکر و امتنان بھی۔

ماہرینِ علم و ادب و نکتہ سنجانِ فکر و نظر جب اس کتاب کا مطالعہ کریں گے

تو اُن کو جس طرح ادبِ اُردو کی وُسعت و جامعیت پر تعجب ہوگا، اُسی طرح ادبِ اُردو پر مُصنّف کے عبورِ کامل اور اُسلوبِ نگارش کی جدت پر بھی حیرت ہوگی۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالےٰ اپنے نبی الرحم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس بے نوا اُمتی کے اس نذرانۂ عقیدت و محبت کو شرفِ قبولیت اور اپنی رضائے کاملہ کے ساتھ سعادتِ دارین نصیب فرمادیں۔ آمین ثم آمین !

دُعاگوئے خیر و برکت

احقر محمد عبدالحیٔ عُفی عنہٗ

شوال ۱۴۰۲ھ
اگست ۱۹۸۲ء

تاثرات

ڈاکٹر سید محمد عبداللہ

مولانا محمد ولی رازی نے جو ایک ممتاز علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں، ایک ایسا کارنامہ انجام دیا ہے جس کی مثال اُردو زبان میں موجود نہیں۔ انھوں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اس انداز میں مرتب کی ہے کہ اس خاصی بڑی کتاب میں منقوط حرف کہیں نہیں آیا۔ اکبر کے زمانے میں فیضی نے سواطع الالہام کے نام سے اس صنعت میں تفسیر لکھنے کی کوشش کی تھی، مگر وہ کوئی مسلسل کتاب نہ تھی۔ محمد ولی رازی نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل زندگی غیر منقوط حروف کی ترکیب و ترتیب سے اُردو میں لکھ کر اپنی ذہانت و فطانت کا کمال کر دکھایا ہے۔ اُردو میں نُقطہ دار حروف بہت زیادہ ہیں اس لئے رازی کی مشکل کا اندازہ لگانا دشوار نہیں۔

اس پر قابلِ ستائش اور موجبِ حیرت امر یہ ہے کہ مُصنّف نے واقعات کی صحت کا پُورا اہتمام کیا ہے اور اس بات کا خیال رکھا ہے کہ معمولی سے معمولی جزئی بھی تحقیق اور صداقت واقعہ کے خلاف نہ ہونے پائے۔ اس نگار خانۂ عجائب پر محمد ولی رازی جملہ اہلِ علم کی مُبارک باد کے مُستحق ہیں کہ انھوں نے جہاں حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچّے واقعاتِ زندگی رواں اور عام فہم زبان

میں پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے، وہاں علم بدیع کی ایک مشکل صنعت (غیر منقوط) کو مکمل طور سے بامعنی عبارتوں میں استعمال کر کے جانفشانی کا ایک ایسا نادر نمونہ پیش کیا ہے جسے اُردو زبان کے ذخیرے میں ایک بیش بہا اضافہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے جا بجا حواشی بھی لکھے ہیں جن کی بدولت اغلاق و ابہام کے شاذ و نادر مقامات کو سہل اور قابلِ فہم بنا دیا ہے اور اس کی وجہ سے کتاب خاص و عام کے لئے مفید بھی ہو گئی ہے اور مستند بھی۔

خدا تعالےٰ مصنّف کو اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر سیّد عبدُاللہ
صدر شعبۂ اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ
پنجاب یونیورسٹی لاہور

"الماس" اُردو نگر لاہور
۱۶ راگست ۱۹۸۲ء۔

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
دارالعلوم کورنگی، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔

نبی کریم سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ایک ایسا سدا بہار موضوع ہے، جس پر بلا مبالغہ ہزارہا مصنفین نے مختلف زبانوں میں خامہ فرسائی کی ہے۔ اس موضوع کے عشاق نے نہ جانے کس کس پہلو سے کس کس انداز میں سیرتِ طیبہ کی خدمت کرکے کتابوں، مقالوں اور مضامین کا ایسا گرانقدر ذخیرہ تیار کر دیا ہے جس کی نظیر سیرت و سوانح کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا اور آپ کی حیاتِ طیبہ کے ایک ایک واقعہ کو رہتی دنیا تک محفوظ کرنے کے لئے جس دیوانہ وار محنت اور جس محیر العقول کاوش کا مظاہرہ اس امت نے کیا ہے وہ بذاتِ خود سرکارِ دو عالم کا ایک معجزہ ہے جس کی ظاہری اسباب میں کوئی اور توجیہہ ممکن نہیں۔

لیکن اس دیوانہ وار محنت کے باوجود جس کی تاریخ چودہ صدیوں سے کے طویل

عرصے پر محیط ہے، کون کہہ سکتا ہے کہ اس محبوب اور مقدس موضوع کا حق ادا ہو گیا اور
اس بحرِ ناپیدا کنار کی تہ سے تمام موتی نکال لئے گئے۔ آج بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ
وسلم کے جاں نثار سیرتِ طیبہ کے نئے نئے گوشوں پر اپنی کاوش و تحقیق کی پونجی نچھاور
کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے اور یہ سلسلہ انشاء اللہ تعالےٰ رہتی
دُنیا تک جاری رہے گا ؎

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے

جہاں معنوی اعتبار سے مختلف مصنفین نے سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اپنا
موضوع بنایا ہے۔ وہاں سیرت کے بیان و اظہار کے لئے بھی طرح طرح کے اسلوب اختیار
کئے گئے ہیں۔ کسی نے پوری سیرتِ طیبہ کو شعر و نظم کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔ کسی نے
اُس کے لئے قافیہ بند نثر استعمال کی ہے۔ کسی نے اُسے دُوسری ادبی صنعتوں سے
سجا کر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں تک کہ عربی کے متعدد علماء اور شعراء
نے تو سیرتِ طیبہ کو ایسے قصیدوں میں نظم کیا ہے جن کا ہر شعر ایک نئی ادبی صنعت
پر مشتمل ہے۔ ان میں صفی الدین الحلی (متوفی ۷۵۰ھ) ابن جابر اندلسی (ولادت ۶۹۸ھ)
عزالدین موصلی (متوفی ۷۸۹ھ) شرف الدین سعدی (متوفی ۸۳۷ھ) اور زین الدین
آثاریؒ (متوفی ۸۲۸ھ) بطورِ خاص مشہور ہیں۔ مؤخر الذکر نے اس قسم کے تین قصائد
کہے ہیں جن کا ہر شعر ایک نئی ادبی صنعت کا شاہکار ہے۔ یہاں تک کہ علم بدیع کی تمام
صنعتیں ان قصیدوں میں جمع اور سچ تو یہ ہے کہ ان پر ختم ہیں۔ یہ قصائد "بدیعیات الآثاری"
کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ احقر کی معلومات کی حد تک علم بدیع پر
سب سے مبسوط کتاب مدنی کی "انوار الربیع" ہے اور یہ کتاب جو چھ جلدوں پر مشتمل
ہے، تمام تر ایک ایسے ہی قصیدے کی شرح ہے جو سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

سیرت وشمائل پر مشتمل ہے اور جس کا ہر شعر بدیع کی کسی صنعت کا آئینہ دار ہے۔

انھی ادبی صنعتوں میں سے ایک صنعت "غیر منقوط تحریر" ہے۔ اس قسم کی تحریروں میں صرف وہ حروف استعمال کئے جاتے ہیں جن پر نقطہ نہیں ہے اور نقطے والے حروف سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ یہ بڑی مشکل اور سنگلاخ صنعت ہے اور جس میں بہت کم ادیب پوری طرح کامیاب ہوسکے ہیں۔ لیکن احقر کے برادر معظم جناب محمد ولی رازی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم وادب کے نہایت ستھرے مذاق اور بڑی قابلِ رشک ذہانت و فطانت سے نوازا ہے۔ اُن کے دل میں یہ داعیہ بڑی قوت کے ساتھ پیدا ہوا کہ وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ غیر منقوط نثر میں تحریر فرمائیں اور انہوں نے اس مشکل کام کا بیڑہ اٹھالیا۔

کسی خاص صنعت کی پابندی کے ساتھ کوئی عام ادبی تحریر لکھ لینا اتنا مشکل نہیں لیکن کسی دینی موضوع پر اور بالخصوص سیرتِ طیبہ پر کچھ لکھنا انتہائی نازک کام ہے۔ یہاں ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہے کہ کہیں الفاظ کے بناؤ سنگھار میں موضوع کے تقدس کو کوئی ٹھیس نہ لگ جائے۔ اسی لئے محتاط علماء نے دین و شریعت، تفسیر و حدیث اور سیرتِ طیبہ جیسے موضوعات کے لئے سادہ طرزِ تحریر کو زیادہ پسند کیا ہے اور ان موضوعات کی تحریروں میں لفظی صنعتوں کے پُر تکلف اہتمام کی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔

چنانچہ جب برادرِ محترم موصوف نے ذکر فرمایا کہ انھوں نے غیر منقوط سیرتِ طیبہ لکھنے کا آغاز کردیا ہے تو اس راہ کی نزاکتوں کے پیشِ نظر کئی بار اُن کی خدمت میں یہ مؤدبانہ گذارش کرنے کا ارادہ ہوا کہ اس آزمائش میں پڑنا خلافِ احتیاط ہے، لیکن جب کبھی یہ ارادہ لے کر اُن کے پاس آیا تو اُن کے والہانہ جذبے اور اُن کے عزمِ محکم کے سامنے پیش نہ گئی۔ پھر جوں جوں اُن کے کام کی رفتار، ادب واحتیاط کی رعایت اور

بحیثیتِ مجموعی تحریر کی بے ساختگی سامنے آتی رہی تو یہ خیال پختہ ہوتا گیا کہ ان کے دل میں یہ ارادہ منجانب اللہ پیدا ہُوا ہے۔ اُن سے ہفتے میں کم از کم ایک بار ضرور مُلاقات ہوتی اور ہر بار یہ معلوم ہوتا کہ اُنھوں نے حیرت انگیز تیز رفتاری سے ایک بڑا حصّہ مزید مکمل کر لیا ہے۔ یہاں تک کہ دیکھتے ہی دیکھتے چند ہی ہفتوں میں کتاب مکمل ہو گئی اور احقر کو یقین ہو گیا کہ اس کتاب کی تالیف کسی پُر تکلف یا تصنّع آمیز منصوبہ بندی کا نہیں بلکہ اُس جذبۂ بے اختیار کا کرشمہ تھا جس کی رہنمائی قدرت کی غیبی طاقتوں نے کی ہے۔ لہٰذا اس جذبۂ بے اختیار کی روانی کو روکنا کسی طرح نہ مناسب تھا نہ ممکن۔ سچ ہے کہ:

"لاکھ حکیم سر بجیب ایک کلیم سر بکف۔"

مجھے تحقیق سے معلوم نہیں ہے کہ سب سے پہلے غیر منقوط تحریر کس نے لکھی؟ لیکن مَیں نے اس کمال کا سب سے پہلا مظاہرہ بچپن میں ابوالقاسم حریری کی مقامات میں دیکھا تھا، یہ کتاب درسِ نظامی کے نصاب میں داخل ہے اور اس کا اٹھائیسواں مقامہ ایک ایسے خطبے پر مشتمل ہے جس کے کسی حرف پر نقطہ نہیں ہے۔ بلکہ حریری نے اس سے بھی زیادہ مشکل صنعت کا مظاہرہ انیسویں مقامے میں کیا ہے جس میں ایک خط اس التزام کے ساتھ لکھا ہے کہ اس کا ایک لفظ نقطوں سے یکسر خالی ہے اور دوسرے لفظ کے ہر حرف پر نقطے ہیں اور شروع سے آخر تک یہ پابندی برقرار ہے۔ اس خط کے یہ ابتدائی جملے آج تک میرے حافظے میں محفوظ ہیں:-

اَلْکَرَمُ ثَبَّتَ اللّٰہُ جَیْشَ سُعُوْدِکَ یَزِیْنُ
وَاللُّؤْمُ غَضَّ الدَّھْرُ جَفْنَ حَسُوْدِکَ یَشِیْنُ

لیکن یہ دونوں تحریریں صرف چند صفحات پر مشتمل ہیں اور چند صفحات کی عبارت میں

اس قسم کے التزامات اتنے مشکل نہیں ہوتے۔ بالخصوص جبکہ اُن کا کوئی خاص موضوع بھی متعین نہ ہو۔ اس کے برعکس کسی ایک مگے بندھے موضوع پر سینکڑوں صفحات کی غیر منقوط کتاب لکھنا اس سے کہیں زیادہ کمال کی بات ہے۔

اس سلسلے میں جس کتاب کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی وہ فیضی کی "سواطع الالہام" ہے جس میں اُس نے قرآنِ کریم کی غیر منقوط تفسیر لکھی ہے۔ فیضی کے نظریات سے قطع نظر اس میں شک نہیں کہ اُس کی یہ کتاب اس مخصوص صنعت میں ضرب المثل بن گئی اور اُسے دُنیا بھر میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ فیضی کا کام بھی اتنا مشکل نہ تھا۔ جن حضرات نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ کوئی مسلسل کتاب نہیں ہے۔ بلکہ اُس میں "تفسیر جلالین" کے طرز پر قرآنی آیات کے بیچ بیچ میں تشریحی الفاظ بڑھا کر قرآنِ کریم کی تفسیر کی کوشش کی گئی ہے۔ اس طرح اس کتاب میں ایسی مسلسل عبارتیں بہت کم ہیں جو ایک ڈیڑھ سطر سے زیادہ لمبی ہوں۔ اس طریق کار میں فیضی کو سہولت یہ حاصل تھی کہ وہ قرآنِ کریم کے جس حصے پر چاہے تفسیری اضافہ کرے اور جس حصے پر چاہے نہ کرے۔ اس کے علاوہ اُس کے بیشتر جملے قرآنی آیات کے سہارے کھڑے ہیں۔ اگر صرف تفسیری الفاظ کو چھوڑ دیں تو اکثر جملہ بھی پورا نہیں بنتا۔

ان تمام سہولتوں کے باوجود فیضی کی تفسیری عبارتیں عام طور پر اس قدر مُغلق اور نامانوس الفاظ سے پُر ہیں کہ ان کو سمجھنے کے لئے ایک مستقل شرح کی ضرورت ہے اور اس کی تفسیر کو سمجھنا قرآنِ کریم کو براہِ راست سمجھنے سے زیادہ مشکل ہے۔ اس کتاب میں خلافِ محاورہ عبارتوں کی بہتات ہے اور بعض تعبیرات ایسی بھی اختیار کی گئی ہیں جن سے اُن کے اصل معنی پر دلالت بھی صحیح نہیں ہوتی۔ مثلاً یہودیوں کے لئے "اہلِ ھود" کا لفظ استعمال کیا ہے جبکہ حضرت ھود علیہ السلام کا بنی اسرائیل سے کوئی تعلق نہیں۔

پھر یہ ساری کاوشیں عربی زبان میں تھیں جس کی وسعت کے بارے میں یہ کلیہ بڑی حد تک صحیح ہے کہ کسی بھی تین حرفوں کو جوڑ دیجئے عربی زبان کا کوئی نہ کوئی بامعنی لفظ ضرور بن جائے گا۔ اس زبان میں ایک ایک مفہوم کو ادا کرنے کے لئے بیسیوں الفاظ موجود ہیں۔ اس لئے اس میں غیر منقوط الفاظ کی تلاش آسان ہے۔ اس کے برعکس اُردو زبان اوّل تو عربی کے مقابلے میں یوں بھی بہت تنگ داماں ہے۔ پھر اس کا صرفی ڈھانچہ کچھ ایسا ہے کہ اس میں نقطوں سے صرفِ نظر کر لی جائے تو تقریباً تین چوتھائی صیغوں سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔

اُردو میں غیر منقوط تحریر لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ نفی یا نہی کا کوئی صیغہ تو کبھی استعمال ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں لازماً " نہیں " یا " مت " آئے گا اور ان میں سے ہر لفظ منقوط ہے۔ چنانچہ اُردو کی غیر منقوط تحریر صرف مثبت جملوں ہی پر مشتمل ہو سکتی ہے۔

پھر مثبت جملوں میں بھی " مضارع مطلق " (مثلاً گرتا ہے) اور " مستقبل " (مثلاً گرے گا) کے صیغوں کا استعمال بھی ممکن نہیں[1]۔ کیونکہ ان میں ت یا یائے منقوط کے بغیر چارہ نہیں۔ نیز ماضی میں بھی ماضی بعید اور ماضی استمراری کے استعمال کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ ان میں لازماً لفظ " تھا " لانا پڑتا ہے۔ ماضی قریب کی اُردو میں چار صورتیں ہوتی ہیں (گرا ہے، گر گیا ہے، گر چکا ہے، کر لیا ہے) ان میں سے صرف پہلی صورت غیر منقوط تحریر میں استعمال ہو سکتی ہے۔ باقی تین صورتوں کا استعمال ممکن نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر منقوط تحریر میں صرف ماضی مطلق، مضارع استمراری (گر رہا ہے) اور ماضی قریب کی صرف ایک صورت بمشکل استعمال ہو سکتی ہے اور

---

[1] فاضل مؤلف مدظلہم نے مستقبل کے صیغوں کو رسم الخط بدل کر اس طرح استعمال کیا ہے کہ نقطوں کی ضرورت نہ پڑے مثلاً " گریگا " کے بجائے " کرے گا " لکھا ہے۔ یہ تدبیر بھی ان کی نکتہ رسی کا کرشمہ ہے ورنہ کوئی مجھ جیسا ہوتا تو وہ مستقبل کے صیغوں کو منقوط سمجھ کر ان سے قطع نظر ہی کر لیتا۔ (م ت ع)

وہ بھی مثبت جملے ہیں۔ ان میں بھی صرف "ماضی مطلق" ایسا ہے کہ اس کے تمام صیغے، واحد، جمع، مذکر اور مؤنث استعمال ہو سکتے ہیں ورنہ مضارع استمراری اور ماضی قریب دونوں میں جمع کے صیغے استعمال نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان میں لازماً لفظ "ہیں" لانا پڑے گا جو منقوط ہے۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اردو میں نقطوں سے بے نیاز ہو کر لکھنے کی کوشش اپنے آپ کو کس قدر تنگ دائرے میں مقید کرنے کے مرادف ہے۔ اس محدود دائرے میں رہ کر سیرتِ طیبہ جیسے موضوع پر تقریباً چار سو صفحات کی کتاب لکھنا ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی کما حقہٗ تعریف کے لئے الفاظ ملنے مشکل ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے خصوصی کرم کے سوا کوئی اور توجیہ اس کی ممکن نہیں ہے۔

احقر نے برادرِ معظم کی اس تاریخی تالیف کے اکثر حصّوں کے مطالعے کی سعادت حاصل کی ہے اور بفضلہٖ تعالےٰ یہ کہنے میں احقر کو کوئی باک نہیں کہ اس تالیف میں اللہ تعالےٰ کی خصوصی توفیق اُن کے شاملِ حال رہی ہے۔ مَیں جب اس نازک اور مشکل کام کا تصوّر کرتا ہوں تو دانتوں کو پسینہ آتا ہے۔ لیکن برادرِ معظم موصوف اس راہ کے ہر مرحلے سے ایسی سلامتی اور خوب صورتی کے ساتھ گزرے ہیں کہ باید و شاید، اتنی شدید پابندیوں کے باوجود زبان کی سلاست و روانی بیشتر مواقع پر برقرار رہی ہے۔ بلکہ غیر منقوط الفاظ کی پابندی نے بسا اوقات زبان میں اور مٹھاس پیدا کر دی ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا یہ تذکرہ ملاحظہ ہو:۔

"اللہ اللہ! وہ رسولِ اُمم مولود ہُوا کہ اُس کے لئے صدہا سال لوگ دُعا گو رہے۔ اہلِ عالم کی مُرادوں کی سحر ہوئی۔ دلوں کی کلی کھلی، گُمراہوں

کو بازاری علامت کھلے کو راعی ملا، ٹوٹے دلوں کو سہارا ہوا، اہلِ درد کو درماں ملا، گمراہ حاکموں کے محل گرے۔ سال ہا سال کی دہکی ہوئی وہ آگ مٹ کے رہی کہ لاکھوں لوگ اس کو الٰہ کر کے اس کے آگے سر جھکاتے رہے اور رودِ ساوہ ماءِ رواں سے محروم ہوا۔"

اس کے ساتھ الحمد للہ! موصوف نے احتیاط اتنی برتی ہے کہ واقعات کے بیان، مکالموں کی نقل اور آیات و احادیث کے مفہوم میں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی گوارا نہیں کی۔ مختلف مقامات پر عربی عبارتوں کے جو ترجمے کئے ہیں۔ وہ تقریباً لفظ بہ لفظ ہیں مثلاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر حضرت ابو طالب نے جو خطبہ دیا اس کے عربی الفاظ یہ ہیں :-

"الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراھیم و ذرع اسماعیل وضئضئ معد و عنصر مضر و جعلنا بیتہ و سوّاس حرمہ و جعل لنا بیتا محجوبا و حرما آمنا و جعلنا الحکام علی الناس۔ ثمّ ان ابن اخی محمد بن عبد اللہ لا یوزن بہ رجل الا رجح بہ و ان کان فی المال قلّ، فان المال ظلّ زائل و امر حائل۔ و محمد من قد عرفتم قرابتہ منی قد خطب خدیجۃ بنت خویلد و بذل لہا من الصداق ما آجلہ من مالی عشرین بعیرا وھو واللہ بعد ھذا لہ نبأ عظیم۔"

اس خطبے کا یہ غیر منقوط ترجمہ ملاحظہ فرمائیے :-

"وہ ساری حمد اللہ کے لئے ہے، اسی کے کرم سے ہم معمارِ حرم (سلام اللہ علی روحہ) کی اولاد ہوئے اور اس کے دلداؑ کے واسطے سے ہم کو سلسلۂ معد کی طاہر اصل ملی، اسی کے کرم سے ہم کو حرم کی رکھوالی کا اکرام ملا اور

ہم کو وہ مسعود گھر عطا ہُوا کہ دُور دُور کے امصار و ممالک کے لوگ اُس
کے لئے راہی ہُوئے۔ وہ حرم عطا ہُوا کہ لوگ وہاں آکر ہر طرح کے ڈر
سے دُور ہوں، اسی گھر کے واسطے سے ہم کو لوگوں کی سرداری ملی۔
لوگو! معلوم ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ مردِ صالح ہے کہ کسے
کا ہر مرد اُس کی ہمسری سے عاری ہے۔ ہاں! مال اُس کا کم ہے۔ مگر
مال سائے کی طرح ہے۔ اِدھر آئے اُدھر ڈھلے، اُس کو دوام کہاں؟
سارے لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ مری سگی اولاد کی طرح ہے اور وہ اس
صالحہ سے عروسی کے لئے آمادہ ہے اور ہمارے مال سے دس اور
دس سواری اس کا مہر طے ہُوا۔ اور اللہ گواہ ہے کہ اس مردِ صالح
کا معاملہ اہم ہے۔ وہ سارے لوگوں سے مکرّم ہو گا۔ اور اُس کی
اساس محکم ہو گی۔"

کتاب پُوری آپ کے سامنے ہے، اس لئے اس کے زیادہ نمونے یہاں پیش کرنے
کی ضرورت نہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ غیر منقوط تحریر میں عربی عبارتوں کی ایسی ترجمانی کو اس میں احتیاط کا تمام لحاظ
ایک ایسا قابلِ ستائش کارنامہ ہے جس کا صدور اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔

غیر منقوط کتاب لکھنے کا شوق یہ بھی کرا سکتا تھا کہ سیرتِ طیبہ کے خاص خاص واقعات
اختصار کے ساتھ بیان کر کے باقی کتاب کو لفاظی سے بھر دیا جاتا، جس سے اس خاص صنعت
کا مظاہرہ اصل اور سیرت (معاذ اللہ) تابع ہو جائے۔ لیکن بحمد اللہ برادرِ معظم موصوف
اس طریق کار سے محفوظ رہے ہیں۔ اُن کی یہ کتاب سیرت کی باقاعدہ کتاب ہے جس میں
تمام تر سیرت کے واقعات ہی کا بیان ہے اور اس میں واقعات کی بعض ایسی جزوی
تفصیلات تک بیان کی گئی ہیں جن سے عام طور پر سیرت کی مختصر بلکہ بعض متوسط کتابیں
بھی خالی ہیں۔ مثلاً بعثت سے پہلے کے واقعات، اسلام کی ابتدائی دور اور سفر

ہجرت وغیرہ کی جو تفصیل اس کتاب میں بیان کی گئی ہے، عام طور سے لوگ اس سے ناواقف ہیں۔ چنانچہ اس کتاب کے مطالعہ سے صرف ادبی لطف اندوزی کا فائدہ ہی حاصل نہیں ہوگا، بلکہ اس سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے بارے میں وہ گرانقدر معلومات حاصل ہوں گی اور ایسے واقعات سامنے آئیں گے جو اس ضخامت کی سیرت کی کتابوں میں نایاب یا کمیاب ہیں۔

تمام واقعات مستند کتابوں سے لئے گئے ہیں اور بیشتر مقامات پر اُن کے حوالے بھی حاشیہ پر مذکور ہیں۔ بعض مقامات پر غیر منقوط الفاظ کی پابندی کی بناء پر عبارت میں کچھ گنجلک یا اشارات کا استعمال ناگزیر تھا۔ ایسے مواقع پر ان اشارات کی تشریح کے لئے بھی حواشی استعمال کئے گئے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایسی غیر منقوط کتاب میں جتنے اغلاق کا گمان ہو سکتا ہے، اس کتاب کے گنجلک مقامات اس سے حیرت انگیز حد تک کم ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ تالیف سیرت طیبہ کی ایک گراں قدر خدمت ہے اور اردو زبان وادب کے لئے تو ایک ایسے شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے جس پر اُردو زبان بلاشبہ فخر کر سکتی ہے۔ علم وادب کے ایسے نادر عجوبے خال خال کہیں وجود میں آتے ہیں اور صدیوں تک یادگار رہتے ہیں۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازے، اسے فاضل مؤلف مدظلہم کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور جس جذبۂ عشق کے ساتھ وہ لکھی گئی ہے اس پر انہیں دارین میں اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔

محمد تقی عثمانی
خادم طلباء، دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
۱۴ شوال المکرم ۱۳۹۲ھ

مطالعۂ ہادیٔ عالم

(جناب رئیس امروہوی)

خدا شاہد ہے کہ میں شعر و ادب کے کسی نادر اور عجیب شاہکار کو دیکھ کر اس قدر ششدر اور سحر زدہ نہیں ہوا جتنی حیرت، ہادیٔ عالمؐ کے مطالعہ سے ہوئی۔ شاعری کے اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے نظر سے گذرے ہیں۔ ادب کی بے مثال تخلیقات سے بارہا لطف اندوز ہو چکا ہوں لیکن ادب کا کوئی شہ پارہ، نثر کا کوئی نمونہ اور شعر کا کوئی گلدستہ اس قدر حیرت آفرین ثابت نہیں ہوا جتنی حیرت جناب محمد ولی رازی کی تصنیف "ہادیٔ عالمؐ" کے مطالعہ سے ہوئی۔ چار سو آٹھ (۴۰۸) صفحے کی یہ کتاب اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ یعنی پوری عبارت غیر منقوط حروف میں ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں فصاحت کی زبان گنگ اور بلاغت کے حواس خبط ہو جاتے ہیں۔ زیر نظر تصنیف "ہادیٔ عالمؐ" کی مثال اردو تو اردو، عربی و فارسی زبان تک میں نہیں مل سکتی۔ فیضی کی سواطع الالہام کے بڑے چرچے ہیں۔ لیکن وہ کوئی مسلسل عبارت نہیں، محمد ولی رازی کی یہ تصنیف اگر معجزہ نہیں تو ادبی کرامت ضرور ہے۔

صنعت غیر منقوط میں شعر کہہ لینا چنداں مشکل نہیں۔ انیس و دبیر دونوں نے اپنے بعض مرثیوں میں صنعت غیر منقوط کو برتا ہے۔ مثلاً

آگاہ کہیں طرح کہو عمرو کو مارا
صمصام کا اک وار ہوا کس کو گوارا

ہمارے معاصر احباب میں جناب حکیم راغب مراد آبادی اور جناب صبا متھراوی نے بھی صنعت غیر منقوط میں اشعار کہے ہیں۔ یہ بھی اپنے مقام پر پُرلطف ہیں۔ لیکن

جناب محمد ولی رازی نے اس تصنیف میں تخلیق ولایت کا کمال دکھایا ہے۔ لطف یہ ہے کہ عبارت رواں اور بیان برجستہ ہے اگر آپ کو یہ نہ بتایا جائے کہ یہ کتاب غیر منقوط حروف میں لکھی گئی ہے تو قاری کو اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کس عجیب و غریب ادبی شاہکار کا مطالعہ کر رہا ہے۔ یہ ضخیم اور خوبصورت کتاب تین حصوں اور ایک سو پچھتر (۱۷۵) عنوانات پر مشتمل ہے۔ رسول اللہؐ کی عمر کے دور اول سے لے کر آنحضرتؐ کے وصال مسعود تک تمام واقعات کو کمال صحت علمی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ میرا خیال (خیال ہی نہیں یقین) ہے کہ اس وضع کی کتاب مشکل ہی سے لکھی جا سکے گی۔ دار العلم نے اس نادر روزگار کتاب کو نہایت حسن کاری اور سلیقہ مندی کے ساتھ شائع کیا ہے۔ عقیدت سے قطع نظر ادبی ذوق کی تسکین کے لئے بھی "ہادئ عالمؐ" کا مطالعہ ہر ادب دوست کا فریضہ ہے۔

(مطبوعہ روزنامہ جنگ، ۲۱ جنوری ۱۹۸۳ء)

ضروری گذارش

ہادئ عالمؐ کے مطالعہ سے پہلے براہ کرم کتاب کے مشکل الفاظ و معانی کی فہرست، دو کلموں کی مراد، حرف ناشر اور عرض مؤلف صفحات نمبر ۴۰۹ تا ۴۱۷ پر ملاحظہ فرمالیں۔ شکریہ

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے احوال کا حامل اُردو کا وُہ واحد رسالہ

کہ اُس کی ہر سطر اور ہر کلمہ اُردوئے شعرا سے مرصّع ہے اور علمی طور سے محکم ہے

محمد ولی

اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا، کمال رحم والا ہے

عکس

[1] اسرائیلی کا لفظ بغیر یاد کے اسرائیل کی علمائے لغت سے منقول ہے۔ اس کی تفصیل حوالہ صفحہ ۵۳ پر دیکھئے۔

سُطورِ اوّل

(اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا، کمال رحم والا ہے)

اِس کم علم وکم آگاہ کو احساس ہے کہ ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے احوالِ مطہرہ سے حامل کسی رسالے کی لکھائی، اک اہم علمی معاملہ ہے اور اہلِ علم ہی کا کام ہے۔ اس کم علم کو اس کا حوصلہ کہاں؟ مگر اللہ کی درگاہ، کرم وعطا کی درگاہ ہے۔ اُس کا کرم حدود سے ماوراء اور لامحدود ہے اور اُس کی عطاء ہر کسی کے لئے عام ہے۔ اگر اُس کا ارادہ ہو، وہ مٹی کو گوہر کر دے اور محروم کو مالا مال۔

اللہ کی عطائے کامل سے اک عرصے سے اس کم عمل کو آس لگی رہی کہ اُس کی درگاہ سے کرم کی گھٹا اٹھے گی اور اس عاصی وکم عمل کو اس کا حوصلہ ہوگا کہ وہ سارے لوگوں سے اوّل اُردو کا اک رسالہ کہ سرورِ عالم محمد صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے احوال کا حامل ہو، اس طرح لکھے کہ اُس کی ہر سطر اور ہر کلمہ "سواطع الالہام"[1] کے کمال کی حامل ہو اور "اُردوئے معرا"[2] کے کمال سے معمور اور مرصّع ہو۔ مگر علم سے عاری اور کمال سے محروم آدمی کمال کہاں سے لائے؟

ہر سطر اس کی اسوۂ ہادی کی ہو گواہ	اس طرح حالِ احمدِ مُرسل کہا کروں
معمور اس کو کر کے معرا سطور سے	ہر کلمہ اس کا دل کے لہو سے لکھا کروں

---

[1] سواطع الالہام، ابوالفیض فیضی کی اُن تفسیری وضاحتوں کا نام ہے جو انہوں نے غیر منقوط لکھیں۔ یہ کوئی مسلسل کتاب نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کریم کے الفاظ اور جملوں کے مابین مختصر وضاحتی کلمات کا مجموعہ ہے۔ اس لئے جہاں تک مجھے علم ہے "ہادیٔ عالم" دُنیا کی شاید پہلی سیرت ہے جو غیر منقوط ہے۔

[2] "اُردوئے معرا" یعنی غیر منقوط اُردو جس میں ایک حرف بھی نقطے والا استعمال نہیں ہوا ہے۔ غیر منقوط اردو کے لئے مجھے اُردوئے معرا سے بہتر کوئی لفظ نہیں مل سکا۔ (محمد ولی)

مگر لکھوں حمد ہوں اللہ کے لئے کہ وہی سارے اُمور کا مالک و مولیٰ ہے۔ اس کے کرم کی اک لہر آئی اور اس امرِ محال کا ارادہ اور اس مہم کے اکمال کا حوصلہ عطا کر گئی دل کا اصرار ہُوا کہ "اُردو دے مُعرّا" کی اساس رکھ کر اُردو کا اک کامل رسالہ لکھوں۔

اوّل اوّل اس محال کام کی رُکاوٹوں اور اس راہ کے کوہ ہائے گراں کا احساس آٹھے ہُوا۔ حوصلوں کو سردی سی لگی۔ دل سے کہا کہ اس امرِ محال سے دُور ہی رہو۔ اس وادی کی لامحدود رُکاوٹوں کو کس طرح طے کرو گے؟ اور اس گھاٹی کے رُوح گسل دھکے اور صدمے کس دل سے سہو گے؟ مگر اس احساس سے ڈھارس ہوئی کہ اگر اللہ کا ارادہ ہُوا ہے کہ وہ اس کم علم و کم عمل سے کوئی کام لے، وہ لامحالہ اس کام کا حوصلہ دے گا اور اس راہ کے سارے مراحل طے کرا دے گا۔ اس طرح راہ کی رُکاوٹوں کا ہر احساس ارادے کو اور محکم کر کے لوٹا۔

مآلِ کار اللہ کے کرم کے سہارے اُردو دے معرّا کی اُس گھاٹی کے لئے رواں ہُوا کہ اُس کا ہر ہر گام ٹھوکروں سے معمور اور رُکاوٹوں سے مسدود ہے[1]۔ اہلِ علم کو معلوم ہے

---

[1] عربی زبان کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ حروفِ تہجی کے کوئی تین حروف لے کر کسی ترتیب سے جوڑ دیجئے، کوئی بامعنے لفظ بن جائے گا۔ اس کے مقابلے میں اُردو ذاتی طور پر قواعد، ترکیبوں اور خزانۂ الفاظ کے اعتبار سے ایک مفلس زبان ہے۔ اُردو میں غیر منقوط نثر لکھنا کس قدر دشوار ہے، اِس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ اس کے کُل حروفِ تہجی میں سے صرف اٹھارہ حروف غیر منقوط ہیں۔ اس کے علاوہ تمام ضمائر سوائے چند کے منقوط ہیں۔ مثلاً میں، تُو، تُم، آپ، اُن، اُنہوں، اُن کا، مجھ وغیرہ۔ بیشتر حروفِ جار کا یہی حال ہے۔ جیسے پر، تک، نے، میں وغیرہ۔ ان حروف کے بغیر کسی عبارت کا تصور ہی مشکل ہے۔ حروفِ شرطیہ و جزائیہ بیشتر اسی قبیل سے ہیں۔ جیسے چونکہ، چنانچہ، اگرچہ، جب اور تب، وغیرہ سارے منفی الفاظ مثلاً نہیں، نہ، مت وغیرہ سب خارج ہیں۔ اُردو کے عام طور پر ۹۰ فیصد مصادر اور افعال نقطے والے ہیں اور خاص طور پر ماضی سب منقوط ہیں۔ مثلاً سویا، کھایا، گیا، آیا وغیرہ۔ فعل حال تو بالکل استعمال ہو ہی نہیں سکتا۔ کھاتا ہے، پیتا ہے، سوتے ہیں وغیرہ۔ اسی طرح جمع کی تقریباً تمام صورتیں خارج از تحریر ہیں۔ اگر کوئی لفظ واحد میں غیر منقوط ہے تو وہی جمع میں اکثر منقوط ہو جاتے ہیں

(باقی حاشیہ صہ ۳۱ پر)

کہ اُردوئے معرّا کی راہ لامحدود رکاوٹوں سے کس طرح اَٹی ہوئی ہے۔ اس لئے اک اک سطر کے اکمال اور ہر کلمے کے حصول کے لئے سرگرداں گھوما ہوں اور اُردو کا ہر ورد کھٹکا سے محروم لوٹا ہوں۔ ادھر اس راہ کے لئے اک گام اٹھا اور اُدھر رکاوٹوں کے کوہ ہائے گراں آگے آکھڑے ہوئے۔ ہر گام ٹھوکر لگی، مگر ہر ٹھوکر اللہ کی مدد سے کرائی۔ اسی مدد کے سہارے اُٹھا اور لڑکھڑا کر آگے رواں ہوا۔ اس راہ کے سارے مراحل گام گام کر کے اور اللہ، اللہ کر کے اسی طرح طے ہوئے۔ اللہ کے کرم سے راہ کی ہر رکاوٹ دھول ہو کر اڑ گئی۔

اللہ کے کرم کا سہارا ملے اگر !   کہسار ہو کے دھول ہوا کی طرح اُڑے

کرم ہی کرم ہے اُس مالک الملک کا اور واسطہ ہے اسمِ رسولِ اکرمؐ کا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے ہر حال کی لکھائی سہل ہو گئی اور سارے احوالِ رسولِ اکرمؐ اس طرح مسطور ہوئے کہ سالِ مولود سے لے کر لمحۂ وصال کے سارے احوال، سال وار آگئے اور عالمِ اسلام کے محکم علمی وسائل سے حاصل کر کے اور اُردوئے مُعرّا سے مرصّع کر کے لکھے گئے اور دلی مدعا ہی اس کا اہل ہوا کہ اُس کے واسطے سے "ہادیٔ عالمؐ" کا رسالہ لوگوں کو ملے اور اس طرح اُردو کو وہ کمال حاصل ہو کہ اس سے آگے وہ اس کمال سے محروم رہی۔ الحمد للہ "ہادیٔ عالمؐ" اُردو کا واحد اور اوّل رسالہ ہوا کہ اُردوئے مُعرّا کے اصول سے مسطور ہوا۔ مگر لوگوں کو معلوم رہے کہ سارا کام اللہ کے کرم اور اُس کی عطائے کامل سے ہوا۔ اس لئے اگر رسالہ "ہادیٔ عالمؐ" کو کوئی عمدگی اور کوئی کمال حاصل ہے، وہ ساری عمدگی اور کمال اللہ ہی کا ہے اور اس کے لئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰ سے آگے) لڑکی سے لڑکیاں، بہے سے بہیں، سوئی سے سوئیں، اَئی سے اَئیں، وغیرہ۔ اس کے علاوہ دنیا کی مقدس ترین ہستی کی سوانح لکھتے وقت انتہائی ضروری ہے کہ حالات و واقعات سرِ مو تبدیل نہ ہوں، مواد کا اس طرح پابند ہونا خود ایک رکاوٹ ہے۔ میرے لئے قطعی ناممکن تھا کہ اتنی ضخیم کتاب غیر منقوط لکھتا۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کی عنایت ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔

(محمد ولی)

ساری حمد کا اہل وہی ہے۔ اس رسالے کا محرر ہر علمی دعوے سے دور ہے اور اللہ ہر مسلم کو علم وعمل کے دعووں سے دور ہی رکھے۔ اس لئے کہ ہر علم اور آدمی کا ہر عمل اُسی کی عطا اور اُسی کا کرم ہے۔

ہاں! اس کم علم و کم عمل کا دل اس امر کے لئے اللہ کی حمد سے معمور ہے کہ سارے لوگوں سے اوّل اسی کو اس امرِ محال کا حوصلہ اور ارادہ عطا ہُوا اور اللہ کا ارادہ ہُوا کہ وہی لوگوں کے لئے "ہادیٔ عالم" کا واسطہ ہو۔ الحمد للہ!

دوسرے اس احساس سے دل مسرور ہے کہ اس کم علم وکم عمل کی ساری عمر لاحاصل اور مہمل کاموں سے گھری رہی۔ اللہ کا ارادہ ہُوا کہ وہ اس کم علم سے کام لے اور الحمد للہ عمر کے وہ لمحے کارآمد ہُوئے کہ اس مسعود کام کے لئے گھرے رہے۔ اس کے علاوہ اس احساس سے کمال مسرور ہوں کہ اس عاصی وکم عمل کا اسمؔ "ہادیٔ عالمؐ" کے واسطے سے رسولِ اکرمؐ کے احوالِ مطہرہ کے محرروں کے ہمراہ آئے گا۔ (الحمد للہ)

اہلِ مطالعہ کو کاہے گاہے احساس ہوگا کہ اس رسالے کی اُردو کسی کسی مرحلے آکر اُردو کے عام محاورے سے ہٹ گئی ہے۔ مگر اہلِ علم کو معلوم ہے کہ ہر وہ آدمی کہ اُردوئے معرّا کی راہ کا راہی ہوگا، اُس کا واسطہ اس طرح کے امور سے لامحالہ رہے گا۔ گو محرر کی ہر طرح سعی رہی کہ وہ محال اور لامعلوم کلمے کم سے کم لکھے اور اللہ کا کرم ہے کہ اسی طرح ہُوا، عام طور سے "ہادیٔ عالمؐ" کی اُردو سہل ہی لکھی گئی۔ مگر گاہ گاہ اس طرح کے کلمے آگئے کہ عام اہلِ مطالعہ کے لئے گراں ہوں گے۔ اس لئے وہ کمی اس طرح دور کی گئی کہ اس طرح کے محال کلموں، اسماء اور احوال کی اصل مراد الگ حصہ الگ کرکے لکھ دی گئی اور ہر کلمہ اعداد لکھے گئے کہ ہر عدد کے واسطے سے اُس کلمے کی اصل مرادؔ معلوم ہو۔

لہ ہر صفحہ پہ ایک فٹ نوٹ اور حاشیہ دے کر اُس صفحہ کے مشکل الفاظ اور حالات وواقعات کی تشریح اور سیرت طیبہ کے واقعات کے مآخذ کے حوالے درج دیئے گئے ہیں۔

اس امر کو معلوم کر کے اہلِ مطالعہ مسرور ہوں گے کہ اس رسالے کے سارے مسطورہ احوال کی اساس عُلمائے اسلام کے وہ علمی وسائل ہوئے کہ ہر طرح علمی طور سے مُحکم رہے اور مکمل سعی کی گئی کہ "ہادیٔ عالم" صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا ہر حال مسعود ماہر علماء کے حوالے سے مسطور ہو۔ اس لئے سارے احوال کے حوالے لکھے گئے کہ اس رسالے کے سارے احوال کو عُلماء کی گواہی حاصل ہو۔

اس طرح "ہادیٔ عالم" دو طرح سے اہم ہے۔ اوّل اس لئے کہ اس کو اُردو نے معرّا" کا وہ کمال حاصل ہے کہ اُردو کا ہر رسالہ اس کمال سے محروم رہا۔ دوسرے اس لئے کہ اس کے سارے احوال اور مسطورہ اُمور علمی غور سے محکم کر کے لکھے گئے۔ اس طرح "ہادیٔ عالم" موٹے موٹے اور محال الحصول علمی وسائل کا اک عُمدہ ما حصل ہو گا۔

اُردو کو اک رسالۂ الہام دوں و لی   لوگوں کو ذوقِ "ہادیٔ عالم" عطا کروں

عام اہلِ مطالعہ سے اور اہلِ علم سے دل کو آس ہے کہ وہ اس رسالے کا مطالعہ کر کے اس کے محرر کے لئے دُعاگو ہوں گے کہ اللہ اس کی سعی کو کامگار کرے اور اس محرومِ علم و عمل کو اس کے واسطے سے اس عالمِ ہادی اور اس عالمِ سرمدی کا سرور اور آرام عطا کرے اور لوگوں کے لئے اس رسالہ کو کارآمد کر کے اس کو عمومِ کلّی عطا کرے۔

اہلِ مطالعہ اور اہلِ علم سے سوال ہے کہ اگر اس کے مطالعہ سے وہ لوگ محرر کے کسی سہو اور کسی کمی سے آگاہ ہوں، وہ محرر کو اس کی اطلاع دے کر اس کی دُعاؤں کے حامل ہوں۔

دُعاؤں کا سائل

"محمّد ولی"

(اٹھارہ مئی۔ سال اسّی اور دو)

مدحِ رسولؐ

(دو اُردو کے شعرا)

محمد ولی

ہر دم درودِ سرورِ عالمؐ کہا کروں
ہر لمحہ محوِ ورد سے مکرم رہا کروں

اسمِ رسولؐ ہوگا مداوائے دردِ دل
صلِ علیٰ سے دل کے دکھوں کی دوا کروں

ہر شعر اس کی اسوۂ ہادیؐ کی ہو گواہ
اس طرح حالِ احمدِ مرسلؐ کہا کروں

معمور اس کو کرکے شعر اسطور سے
ہر کلمہ اس کا دل کے لہو سے لکھا کروں

گو مرحلہ گراں ہے، مگر ہو رہے گا طے
اسمِ رسولؐ سے ہی دردِ دل کو دوا کروں

ہر دم رواں ہو دل سے درودوں کا سلسلہ
طے اس طرح سے راہ کا ہر مرحلہ کروں

مسعود ہوں اگر رسولِ مکرمؐ کا واسطہ!
دل کی ہر اک مراد ملے، گر دعا کروں

اس کے علاوہ سارے سہاروں سے ٹوٹ کر
اللہ کے کرم کے سہارے رہا کروں

ہو کر رہے گا سہل ہر اک مرحلہ کڑا
اللہ کے کرم کا اگر آسرا کروں

اردو کو اک رسالۂ الہام دوں ولی
لوگوں کو دورِ ہادیٔ عالمؐ عطا کروں

اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا، کامل رحم والا ہے

حصہ اوّل

رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا

دَورِ اوّل

رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمرِ مسعود کے اوّل حصّے کے سارے احوال کا حامل ہے

(اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا کمال رحم والا ہے۔)

امامِ رسل، سرکارِ دو عالم محمد صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کے لئے لاکھوں درود و سلام کہ اُس کا ہر عمل اور اُس کی ہر ادا، وحیِ الٰہی کے اسرار لئے ہوئے ہے۔ لاکھوں سلام اُس مہرِ علم و عمل کو کہ اُس کے طلوع سے صدہا سال کی گمراہی اور لاعلمی سے لوگوں کو رہائی ملی۔

وہ رسولِ اُمّی کہ اللہ اُس کا معلّم ہے، وحی اُس کا مدرسہ۔ علم اُس کی کلی ہے، اور عدل اُس کی کرسی ہے۔ رحم و کرم اُس کا علم ہے اور صلہ رحمی اُس کا درس۔ وہ ہادیٔ کامل کہ اس کا گھر علومِ وحی کی درس گاہِ اوّل ہوا۔ وہ معلّمِ علوم و حکم کہ سارے عالم کے حکما اُس کے آگے گرد۔ وہ رسولِ طاہر و مطہر کہ اُس کی دعا سے لوگ موالی سے ملوک اور عالی سے ملکی ہوئے۔ وہ مصلحِ کامل و اکمل کہ اُس کی اک اک ادا سے کردار و عمل کو کمال حاصل ہوا اور اُس کی مساعی سے سارے عالم کے گمراہ اور علم سے محروم علم و آگہی کے امام ہوئے اور علم و عمل کا وہ نمونہ گراں کہ کلامِ الٰہی اُس کے لئے گواہی دے کہ "اُس کا ہر عمل سارے عالم کے لئے اُسوۂ کاملہ ہے[1]۔"

وہ امامِ رسل کہ معمارِ حرم[2]، سلام اللہ علیٰ روحہٖ کی دعا ہے۔ وہ رسولِ مکی کہ سارے رسولوں کو اُس کی آمد کی اطلاع دی گئی۔ وہ رسولِ موعود کہ اُس کی آمد سے اہلِ عالم کے لئے اللہ کا وعدہ مکمل ہوا۔ وہ موردِ وحی کہ اس کے لئے لوگوں کو اللہ کا حکم

---

[1] قرآن کریم کا ارشاد ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "بے شک تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) (کی زندگی میں) بہترین نمونہ ہے۔"

[2] حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

ہُوا کہ[1]:۔

"ہر وہ امر کہ اللہ کا رسول لوگوں کو دے، اُس کو لے لو اور ہر اُس امر سے کہ وہ لوگوں کو روکے، دُور رہو"

وہ ولیِ مُرسل کہ اُس کا اسم "احمد" اللہ کا وحی کردہ ہے۔ وہ احمدِ مُرسل کہ سالہا سال، اہلِ عالم اُس کی آمد کے لئے محوِ دُعا رہے۔ وہ مردِ کامل کہ "روح اللہ"[2] (سلام اللہ علیٰ رُوحہ) اُس کی اطلاع لے کر آئے، وہ لمحۂ موعود آکے رہا۔ اور مکّہ مکرّمہ کی وادی اُس کی آمد سے معمور ہو کے رہی۔

مکّہ مکرّمہ اور اِردگرد کا ماحول

اہلِ مکّہ اور اُس مُلک کے سارے لوگ سالہا سال سے گروہ در گروہ ہو کر رہے اور دائم اِک دُوسرے کے عدو ہو کر معرکہ آرا رہے۔ مٹی کے گھڑے ہوئے اِلٰہوں سے ملوک ہوئے اور ہر مکروہ امر کے عادی رہے۔ حسد، ہٹ دھرمی، گمراہی اور لاعلمی، مکّاری اور دھوکہ دہی، لوٹ مار اور حرام کاری، وہاں کے لوگوں کا معمول رہی۔ ہر آدمی اسی طرح کے اسلحہ سے مسلّح ہو کر اِک دُوسرے کے لہو کے لئے آمادہ رہا۔ لڑائی اور مار کٹائی سے ہر لمحہ سروکار، حلال و حرام کے علم سے محروم، ہمدردی اور صلۂ رحمی سے کوسوں دُور۔ الحاصل عالم کے سارے ممالک سے اس مُلک کا حال دِگر ہوا۔

---

[1] قرآن کریم کا ارشاد ہے: مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔
"جو کچھ رسول تم کو دے وہ لے لو اور جس سے تم کو منع کرے اُس سے باز رہو"

[2] رُوح اللہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا لقب ہے۔

رسُول اللہؐ کے گھر والے

مگر اللہ کے حکم سے ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے گھر والے اس ملک کے عام مکارہ[1] سے عموماً دور رہے اور حرمِ مکّہ کے رکھوالے ہو کر صلۂ رحمی، ہمدردی، سادگی اور عطاء و کرم کے عامل رہے۔ ہر سال موسمِ حرام[2] کے راہ دُور دُور سے گروہ مکّہ مکرمہ آئے اور ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے گھر والوں سے ہر طرح کا آرام اور تسکین لے کر لوٹے۔ اس لئے عام طور سے اُسرۂ[3] رسول کے لوگ اہلِ مکّہ کے سردار رہے اور سارے ملک کے گروہوں کے لئے مکرم ہو کر رہے۔

رسُول اللہؐ کے دادا

ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے دادا اہلِ مکّہ کے سردار ہوئے اور اللہ کے کرم اور اس کی مدد سے رسول اللہؐ کے دادا کو مولودِ مسعود کے سال سے آدھ صدی اس طرح کے اکرام اور احوالِ عطا ہوئے کہ دوسرے اہلِ مکّہ اس سے محروم رہے۔ "ماءِ مطہر"[4] کا وہ محل کہ صدہا سال سے مسدود اور لاعلم رہا، اللہ کے حکم سے اس کی اطلاع رسول اللہؐ

---

[1] مکارہ: برائیاں [2] صرف یہی ایک لفظ علامہ ابو الفیض فیضی کی غیر منقوط عربی کتاب "سواطع الالہام" سے لیا گیا ہے۔ (محترم مدنی) [3] اُسرہ: خاندان۔

[4] طبقات ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب کو خواب میں آبِ زمزم کے کنوئیں کی اطلاع دی گئی۔ پہلے دن خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے طیبہ کو کھودو۔ انھوں نے پوچھا طیبہ کیا ہے؟ [illegible] دوسرے دن کہا کہ برّہ کو کھودو۔ انھوں نے کہا برّہ کیا ہے؟ تیسرے دن کہا کہ مضنونہ کو کھودو۔ کہا مضنونہ کیا ہے؟ چوتھے دن آواز آئی کہ "احفر زمزم" زمزم کو کھودو۔ انھوں نے کہا کہ "ما زمزم" زمزم کیا ہے؟ جواب ملا کہ زمزم وہ ہے کہ نہ اس کا پانی ختم ہوگا اور نہ اس کی مذمت ہوگی۔ حاجیوں کو سیراب کرے گا اور وہ اس جگہ ہے جہاں لال چونچ والا کوا کریدتا رہتا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے وہ جگہ تلاش کر کے کھدوایا [illegible] اور زمزم نکل آیا۔

(طبقات ابن سعد، حصہ اوّل، صفحہ ۱۲۸)

کے دادا ہی کو دی گئی اور اُس کی مساعی سے وہ "مائدہ طعام" اہلِ مکہ کو ملا۔ اس کے علاوہ ہادیٔ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے دادا کے عمدہ سلوک کے سارے لوگ مداح رہے۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کی آمد کے کئی سال اُدھر سے اُس رسول کے لوگ اللہ کے حکم سے طرح طرح کے اکرام اور اللہ کی عطا وکرم کے عامل ہوئے اور لوگوں کو احساس ہوا کہ اس مکرم گھر کو کوئی امرِ اہم عطا ہوگا۔ اس لئے اہلِ مکہ اور اردگرد کے لوگوں کے دل مکے کے سرداروں کے اس گھر کے اکرام سے دائم معمور رہے اور سارے اہم امور کے لئے رسول اللہؐ کے دادا کی رائے لوگوں کے لئے اہم ہوئی۔ کسے معلوم کہ اس مکرم گھر ہی کو وہ مولودِ مسعود عطا ہوگا کہ اہلِ عالم اُس کی آمد کے لئے دعا گو رہے اور وہ رسولِ اُمم اس گھر سے اُٹھے گا کہ سارے عالم کی اصلاح کا اہم کام اُس کے حوالے ہوگا اور وہ مہرِ رسل طلوع ہوکر علومِ وحی سے سارے عالم کو دمکا دے گا اور اللہ کا وہ رسولِ موعود کہ رسولوں کو اُس کی اطلاع دی گئی۔ مکہ مکرمہ ہی کی وادی سے طلوع ہوگا۔ اسی لئے اُس رسولِ اکرمؐ کی آمد سے اُدھر مکہ مکرمہ اور اُس کے اردگرد اس طرح کے احوال آگے آئے کہ وہاں کے لوگوں کو احساس ہوا کہ اللہ کے حکم سے کسی امرِ اہم کی آمد آمد ہے۔ الحاصل وہ سالِ مسعود آکے رہا کہ اہلِ عالم کو وہ رسولِ اُمم ملا کہ اُس کی مساعی سے اہلِ عالم کی اصلاح ہوئی اور وہ ٹوٹے دلوں کا سہارا ہوا۔

اِک حاکمِ مردُود کا حملہ[1]

عُلمائے اسلام سے مروی ہے کہ مولدِ رسولؐ کے سال اک ہمسائے مُلک کا حاکم اک عسکر لے کر اِس ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہُوا کہ وہ حرمِ مکہ کو ڈھا کر اور مسمار کر کے لوٹے۔ مگر اللہ کی مدد آئی اور وہ حاکم مع سارے عسکر کے وہاں آکر ہلاک ہُوا۔ اس حملے کا مکمل حال اس طرح ہے کہ اُس حاکم کو معلوم ہُوا کہ مکہ مکرمہ کا اک گھر دُور دُور کے لوگوں کے لئے اکرام کا گہوارہ ہے اور ہر سال "موسمِ احرام[2]" کو امصار[3] و ممالک کے لوگ وہاں آکر حمد و دُعا اور اِس گھر کے "دور[4]" کے عامل رہے۔ اُس مردُود کو اللہ کے گھر سے حسد ہُوا اور مُلک کے لوگوں کو حکم ہُوا کہ "دارالله[5]" سے سِوا اک عمدہ گھر کی معماری کروا اور لوگوں کو حکم دو کہ وہ مکہ مکرمہ سے دُور رہ کر اُس مُلک کے لئے راہی ہوں اور اس صومعہ[6] کا دَور کر کے حمد و دُعا سے مسرور ہوں۔ اس طرح اُس حاکم کے حُکم سے اک عمدہ صومعہ کی معماری کی گئی اور سارے لوگوں کو حاکم کا حکم ملا کہ لوگ مکہ مکرمہ کے گھر سے دُور رہ کر اس گھر کے لئے راہی ہوں اور وہاں آکر حمد و دُعا کر کے مسرور رہوں۔ اس حُکم سے لوگوں کو عام طور سے دُکھ ہُوا۔ حرمِ مکہ کا اک دلدادہ[7] ارادہ کر کے اُٹھا کہ وہ لامحالہ اُس صومعے کے لئے کوئی مکروہ کام کرے گا۔ وہ اُس مُلک کے لئے راہی ہُوا اور کسی طرح رسائی حاصل کر کے اُس صومعہ کو کوڑے کرکٹ سے آلُودہ کر ڈالا اور وہاں سے سوئے مکہ مکرمہ دوڑا۔ اِس امرِ مکروہ کی اطلاع اُس حاکم کو کی گئی، وہ حسد کی آگ سے دہک اُٹھا اور کہا

---

۱ حاکمِ یمن: ابرہہ بن الاشرم۔ ۲ موسمِ احرام: موسمِ حج۔ ۳ مصر کی جمع: بستی شہر۔ ۴ دور: طواف
۵ دارالله: بیت الله۔ ۶ صومعہ: مندر ۷ یہ شخص نفیل الخثعمی تھا۔

(طبقات ابن سعد حصہ اول صـــ ۱۴)

کہ لامحالہ وہ مکروہ عمل کسی مکّہ کے آدمی کا ہو گا۔ اس لئے اُس کا ارادہ ہُوا کہ وہ اک لشکر کو ہمراہ لے کر سوئے مکّہ مکرّمہ راہی ہو اور مکّہ مکرّمہ کو حرمِ الٰہی سے محروم کر کے لوٹے۔

اس طرح وہ حاکمِ مردود کئی گروہوں کو ہمراہ لے کر حملے کے ارادے سے سوئے مکّہ راہی ہُوا اور مکّہ مکرّمہ سے اُدھر اک مرحلے آ کر رُکا اور لوگوں کو حکم ہُوا کہ مکّے والوں کے اموال لُوٹ لو۔ لوگ وہاں سے ہادیٔ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے دادا کے کئی اموال[1] لُوٹ کر لے گئے۔

رسول اللہ صلعم کے دادا کو اس امر کا حال معلوم ہُوا۔ وہ اِک آدمی کے ہمراہ اُس حاکم کی وردگاہ آئے اور اُس سے مِل کر کہا کہ ہمارے اموال ہم کو لوٹا دو۔ وہ حاکم کھڑا ہُوا اور کہا کہ اے سردار! ہم کو اطلاع دی گئی کہ مکّے کا سردار اک مردِ صالح اور حوصلہ ور آدمی ہے اور سارے لوگوں سے سوا مکرّم ہے، مگر ہم کو دھوکہ ہُوا ہے۔ اس لئے کہ مکّے کا سردار اموال کے لئے مصر ہے۔ ہم کو اُمّید رہی کہ وہ حرمِ مکّہ کے لئے ہم سے کہے گا۔ مگر مکّے کا سردار حرمِ مکّہ سے الگ[2] رہا۔ رسول اللہ صلعم کے مکرّم دادا کھڑے ہُوئے اور کہا کہ اے حاکم ہمارے اموال ہم کو لوٹا دو۔ حرمِ مکّہ کا مالک اللہ ہے۔ وہ اللہ کا گھر ہے اور اللہ ہی اُس کا حامی و مددگار ہو گا۔ اُس گھر سے کسی طرح کا سلوک کرو اس لئے کہ اللہ سارے حاکموں کا حاکم ہے۔ وہ اُس گھر کے اعداء کو اُس گھر سے دُور ہی رکھے گا۔ رسول اللہ صلعم کے دادا اور اہلِ مکّہ کے سردار مکّہ مکرّمہ لوٹے اور لوگوں

---

[1] روایات میں ہے کہ ابرہہ کے لوگ حضرت عبدالمطلب کے مویشی جو وہاں چر رہے تھے پکڑ کر لے گئے (طبقات ابن سعد صفحہ ۱۴۲)

[2] ابرہہ سے لوگوں نے کہا کہ اے ابرہہ! مکّے کا وہ سردار تم سے ملنے آ رہا ہے کہ سارے عرب میں سب سے زیادہ شرف و عظمت والا ہے اور لوگوں کو عطیات دیتا ہے اور کھانا کھلاتا ہے۔ جب حضرت عبدالمطلب نے اُس سے مویشیوں کے لئے کہا اور بیت اللہ کے بارے میں کوئی گفتگو نہ کی تو اُس نے تعجب سے کہا کہ میرا گمان تھا کہ تم بیت اللہ کی بابت گفتگو کرو گے، مگر تم تو اونٹ لینے آئے ہو، اس لئے جو اطلاع تمہارے بارے میں مجھے ملی وہ دھوکے پر مبنی تھی۔ اس پر حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ دراصل اس گھر کا ایک رب ہے اور وہی اپنے گھر کی حفاظت کرے گا۔
(طبقات ابن سعد صفحہ ۱۴۳)

کو ہمراہ لے کر کوہِ حرا آ گئے اور رو رو کر اللہ سے دُعا کی :

"اے اللہ! اس مکرم گھر سے حملہ آوروں کو دُور کر دے۔ سارے حاکموں کا حاکم اللہ ہے اور اُس کا حکم سارے حاکموں کو حاوی ہے"

اُدھر اللہ کا حکم ہُوا اور طائروں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ مٹی کے ڈھیلے لے کر آئے اور اس مسلح گروہ کو وہ ڈلے اس طرح مارے کہ اِدھر وہ مٹی کے ڈلے لوگوں سے مَس ہُوئے اور اُدھر وہ لوگ اُس کے صدمے سے گل سڑ کر گرے۔ اس طرح اللہ کے عدو ہر طرح سے مسلح ہو کر آئے اور آل کار اللہ کے ارسال کردہ طائروں سے ہلاک و رُسوا ہُوئے۔ کلامِ الٰہی کی اک مکمل سورہ اس عسکرِ اعدا اور اُس کے مآل کے احوال سے معمور رسول اللہ ؐ کو وحی کی گئی۔[1]

الحاصل سالِ مولود سے اُدھر کا سارا دور اسی طرح کے احوال سے معمور ہے۔ ہر حال کو الگ الگ کہاں لکھوں۔ اس طرح کے دُوسرے احوال علمائے اسلام سے مکمل طور سے مسطور ہوئے۔ اہلِ مطالعہ کو سارے امور وہاں مطالعہ سے معلوم ہوں گے۔[2]

مولودِ مسعود

ہادیٔ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے والدِ مکرم اس مولودِ مسعود کی آمد سے کئی ماہ اُدھر راہیٔ مُلکِ عدم ہُوئے۔ رسول اللہ ؐ کی والدہ مکرمہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ؐ کی حاملہ ہو کر دورِ حمل کے ہر دُکھ اور ہر اَلم سے دُور رہی[3] اور دل کو اک طرح کا سرور

---

[1] سورۂ فیل اسی واقعہ پر مشتمل ہے۔ [2] طبقات ابن سعد اور سیرت النبیؐ میں اس دور کے غیر معمولی حالات کی تفصیل موجود ہے، وہاں دیکھے جا سکتے ہیں۔ [3] حمل کے دوران حضرت آمنہ کو کوئی گرانی محسوس نہیں ہوئی۔ (سیرت خاتم الانبیاء از مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

سارا جہاں مولود کے ماہ سوم کی دس اور دو[1] ہے۔ سوموار کی سحر ہوئی اور مآل کار وہ لمحۂ مسعود آ کے رہا کہ رسول اللہ کی والدہ کی گود اُس ولدِ مسعود سے ہری ہوئی اور وہ اہلِ عالم کی اصلاح کے لئے مامور ہو کر مولود ہوا۔ اسی لمحۂ مسعود و محمود کے لئے سارا عالم مادّی گلزار ہا اور اسی ولدِ مسعود کو "لولاک" کا عہدۂ مکرم عطا ہوا۔

اللہ اللہ! وہ رسولِ اُمّم مولود ہوا کہ اُس کے لئے صدہا سال لوگ دُعا گو رہے۔ اہلِ عالم کی مُرادوں کی سحر ہوئی۔ دِلوں کی کلی کھلی، گمراہوں کو ہادی ملا، گلّے کو راعی ملا، ٹوٹے دِلوں کو سہارا ملا، اہلِ درد کو درماں ملا، گمراہ حاکموں کے محل گر رہے، سالہا سال کی دہکی ہوئی وہ آگ بیٹھ سے رہی کہ لاکھوں لوگ اُس کو الٰہ کر کے اُس کے آگے سر جھکائے رہے اور دریائے ساوہ آبِ رواں سے محروم ہوا۔[2]

رسول اللہ کے مکرم دادا کو اطلاع ہوئی وہ اولاد کے ہمراہ گھر دوڑے اور ولدِ مسعود کو گود لے کر اللہ کے گھر گئے اور وہاں آ کر اس طرح دُعا کی[3]

"ہر طرح کی حمد ہے اللہ کے لئے کہ اک ولدِ طاہر و مسعود ہم کو عطا ہوا۔
وہ لڑکا کہ گہوارے ہی سے سارے لڑکوں کا سردار ہوا۔ اس لڑکے کو
اللہ کے حوالے کر کے اُس کے لئے دُعا گو ہوں کہ اللہ اُس کا سہارا ہو اور وہ
اس کو ہر مکروہ امر سے دُور رکھے اور اس کو عمر عطا کرے اور حاسدوں سے

---

[1] ۱۲ ربیع الاوّل

[2] ایران کے بادشاہ کسریٰ کے محل میں ٹھیک اسی وقت زلزلہ آیا جس وقت آنحضرت کی ولادت ہوئی اور اس زلزلے سے اُس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔ اسی طرح ملک فارس کے آتشکدے کی آگ جو ایک ہزار سال سے نہ بجھی تھی سرد ہو گئی اور فارس کا ایک دریا بحر ساوہ خشک ہو گیا (سیرت خاتم الانبیاء بحوالہ سیرت مغلطائی وغیرہ)۔

[3] اس موقعہ پر حرم آ کر حضرت عبدالمطلب نے یہ اشعار پڑھے ؎

الحمد للہ الذی اعطانی	ھٰذا الغلام الطیب الاردان
قد ساد فی المھد علی الغلمان	اعیذہٗ باللہ ذی الارکان
حتی اراہ بالغ البنیان	اُعیذہٗ من شر ذی شنآن

من حاسدٍ مضطرب العنان

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰۳)

دُور رکھے ۔"

رسولِ اکرمؐ کے اسمائے گرامی

علمائے اسلام سے مروی ہے کہ ہادئ کاملؐ کا اسمِ مسعود "احمد" اللہ کا وحی کردہ ہے۔ محمد ولدِ علیؓ[1] سے مروی ہے کہ اُمِ رسول حاملۂ رسول ہوئی، اُس کو اللہ کا الہام ہوا کہ اس مولود کا اسم "احمد" رکھو۔

اسی طرح محمد ولد علی سے مروی ہے کہ "ہمدم رسول"[2] علی کرم اللہ کو رسول اللہؐ سے مسموع ہوا کہ "ہمارا اسم احمد ہے" اور احمد ہی وہ اسم ہے کہ اللہ کے رسولؐ روح اللہؑ سے لوگوں کو معلوم ہوا[3] اور کلامِ الٰہی کا حصہ ہے۔

ولد مطعمؓ[4] سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ لوگوں سے ہمکلام ہوئے اور کہا "محمد ہوں، ماحی ہوں، احمد ہوں، رسولِ ملحمہ ہوں۔"

دوسرے کئی علماء سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کے دادا کا رکھا ہوا اسم محمد ہے۔ اہلِ علم کی رائے ہے کہ اُس دور کے اہلِ علم سے لوگوں کو معلوم ہوا کہ اک رسول مکہ مکرمہ کی وادی سے آئے گا اور اُس کا اسم محمد ہوگا۔ اسی طرح کے لئے اُس دور کے کئی لڑکوں کے اسم "محمد" رکھے گئے۔[5]

---

[1] ابو جعفر محمد بن علیؓ: طبقات ابن سعد۔ [2] صحابہ کرام کے لئے اردو کا کوئی ایسا لفظ نہیں مل سکا جو غیر منقوط ہوتا اس لئے ہمدم رسول کا لفظ اس کتاب میں معانی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ [3] قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں ارشاد ہے: وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ "اور وہ خوشخبری دیکر آئے تھے ایک رسول کی کہ وہ میرے بعد آئے گا اور اُس کا نام احمد ہوگا۔" [4] حضرت جبیر بن مطعمؓ۔ راوی ابن سعدؒ۔

[5] طبقات ابن سعد۔

رسولِ اکرمؐ کی دائی ماں

اوّل اوّل اس ولدِ مسعود کو مسروح کی ماں کا دُودھ ملا۔ مسروح[2] کی ماں ہادئ اکرمؐ کے اُس عمِ عدو[3] کی مملوکہ رہی کہ مکے کے سارے لوگوں سے سوا، رسولِ اکرمؐ کا عدو رہا۔ اور کلامِ الٰہی اُس کی ہٹ دھرمی اور بلا کی کا گواہ ہُوا۔ اس سے آگے اسی مملوکہ کا دُودھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے ہم عمر اک عمِ ہمدم[4] کو ملا۔ وہ عمِ ہمدم اسلام ، کر رسول اللہ صلعم کے حامی ہوئے۔

اُس دَور کی عام رسم رہی کہ مکے کے سرداروں کے سارے لڑکے کسی دائی کے حوالے ہوں اور وہ گاؤں کی کُھلی ہَوا کے عادی ہوں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کی والدۂ مکرمہ کا ارادہ ہُوا کہ رسمِ مکہ کی رُو سے وہ ولدِ مسعود کسی دُودھ والی کے حوالے ہو کر گاؤں کی کُھلی ہَوا اور وہاں کا سادہ ماحول رسول اللہ صلعم کو سادگی کا عادی کرے۔ اُسی سال اولادِ سعد[5] کا اک کارواں مکہ مکرمہ آکر وارد ہُوا اور گھر گھر گھوما کہ مکہ مکرمہ کے سارے مولود اُس کے حوالے ہوں۔ ہر اک کو مکے کے سرداروں کے لڑکے مل گئے۔ مگر اک دائی سارے گھروں سے گھوم کر محروم لوٹی۔ مآلِ کار وہ دائی[1] گلی گلی گھوم کر رسول اللہ صلعم کے گھر آئی۔ مگر وہاں آکر معلوم ہُوا کہ اس گھر کا مولود والد کے سائے سے محروم ہے۔ والدہ مکرمہ آمادہ ہُوئی کہ ولدِ مسعود کو اس دائی کے حوالے کر دے۔ وہ

---

[1] حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا [2] حضرت ثُوَیبہؓ : یہ ابولہب کی لونڈی تھیں۔ ان کے ایک لڑکے مسروح نامی تھے جو آنحضرتؐ کے رضاعی بھائی ہیں۔ [3] ابولہب : سورۂ لہب میں اس کی اور اُس کی بیوی کے لئے سخت وعید آئی ہے۔ [4] حضرت حمزہؓ نے بھی حضرت ثُویبہ کا دُودھ پیا تھا۔ اسی رشتے سے وہ آنحضرتؐ کے رضاعی بھائی ہوئے۔ [5] قبیلہ بنو سعد۔

دائی ملول ہوئی اور اُس کو احساس ہُوا کہ والد سے محروم لڑکے کے گھر سے مال کہاں ملے گا؟ اس لئے کہا " لَامَالَ لَهٗ "[1] اس کی ماں مال کہاں سے لائے گی؟ اس دائی کے کارواں کے لوگ لڑکوں کو گود لے کر گاؤں کے لئے راہی ہوئے۔ اس لئے اس دائی اور اُس کے مرد کی رائے ہوئی کہ اسی لڑکے کو گود لے کر سُوئے کارواں راہی ہوں۔ کہ والوں کے سارے لڑکے دُوسروں کو مل گئے ہم مولود سے محروم رہے۔ اس لئے اُمّ رسول سے کہا اے والدۂ مکرمہ اس لڑکے کو ہمارے حوالے کرو۔ ہادیٔ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی والدۂ مکرمہ دل کے ٹکڑے کو دائی ماں کے حوالے کر کے اُس سے ہمکلام ہوئی اور کہا کہ " اے ماں اس لڑکے کا معاملہ دُوسرے لڑکوں سے الگ ہے۔ اللہ کے حکم سے اس ولدِ مسعود کا حال سارے لڑکوں سے اہم اور مکرم ہوگا۔ " اور دائی ماں سے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے سارے احوال کہے۔ دائی ماں وہ سارے احوال معلوم کر کے کمال مسرور ہوئی اور لڑکے کو گود لے کر والدہ مکرمہ کے آگے آئی۔ اللہ کے حکم سے اُسی دم دائی ماں کا دُودھ سوا ہُوا۔ اُمّ رسولؐ دل کے ٹکڑے کو اُس کے حوالے کر کے ملول ہوئی اور کہا :

" اس لڑکے کو اللہ کے حوالے کر کے اُس سے دُعا گو ہوں کہ وہ اُس ولدِ مسعود کو ہر مکروہ امر سے دُور رکھے اور وہ مردِ صالح ہو کر امرِ حلال کا حامل ہو اور ہر مملوک کی مدد کرے اور مملوکوں کے علاوہ ہر محروم آدمی کا سہارا ہو۔ "[2]

---

[1] ابن سعدؒ نے پورا جملہ اس طرح نقل کیا ہے یَتِیْمٌ وَّلَامَالَ لَهٗ. وَمَا عَسَتْ اُمُّهٗ اَنْ تَفْعَلَ (طبقات ج۱)

[2] طبقات ابن سعد میں حضرت آمنہ کے یہ اشعار نقل کئے گئے ہیں جو آپ نے اس موقع پر کہے :

اعیذہ باللہ ذی الجلال   من شر ما مر علی الجبال

حتیٰ اراہ حامل الحلال   ویفعل العرف الی الموالی

وغیرہم من حشوۃ الرجال

(طبقات ابن سعد ص۴۹)

وہ دائی ماں اُس ولدِ مسعود سے مالا مال ہو کر لَوٹی اور ہر دو سُوئے کارواں راہی ہوئے۔ دائی ماں سے مَروی ہے کہ ہم گاؤں سے سُوئے مکہ اس طرح رواں ہُوئے کہ ہماری سواری دوسروں کی سواری سے الگ رہی اور رُک رُک کر راہی ہوئی ، اس لئے کہ وہ اکل و طعام سے محروم رہی۔ مگر ولدِ مسعود کو مکے سے لے کر رواں ہوئے اللہ کا کرم ہُوا اور وہی سواری اس طرح دوڑی کہ ہَوا ہو گئی اور اہلِ کارواں سے آ ملی۔ اہلِ کارواں کو معلوم ہُوا کہ وہ مکہ مکرمہ سے وہ مولود لے کر آئی ہے کہ والد کے سائے سے محروم ہے۔ کہا کہ اس لڑکے کو گود لے کر ہر طرح کے مال اموال سے محروم رہو گی۔ دائی ماں سواری دوڑا کر آگے آئی اور کہا کہ "اے لوگو! اللہ کے کرم اور اُس کی عطاء سے ہم کو مکے کا وہ مولود ملا ہے کہ سارے عالم کے مولود اُس کے آگے گرد۔ واللہ سارے لڑکوں سے اعلیٰ و اسعد مولود ہم کو ملا ہے۔[1]"

اس ولدِ مسعود و مکرّم کے سارے احوال معلوم کر کے لوگوں کو ہم سے حسد ہُوا۔ اور اس ولدِ مسعود کے سارے احوال لوگوں سے کہے۔

اس طرح وہ مولودِ مُرسل اس کارواں کے ہمراہ اولادِ سعد کے گاؤں آ رہا کہ اُس گاؤں کی کُھلی ہَوا اور طاہر ماحول اللہ کے رسول کو عمدہ لگے اور اُس گاؤں کے لوگوں کی طرح وہ کلام کا ماہر ہوئے۔[2]

ہادئ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی آمد سے اُس گاؤں کے محلّے محلّے اور گھر گھر اللہ کے کرم کا ورود ہُوا اور لوگوں کو احساس ہو کے رہا کہ واللہ! اس ولدِ مکی کا معاملہ سارے لڑکوں سے الگ اور اہم ہے۔

---

[1] حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "اخذت واللہ خیر مولود رأیتہ قط واعظمہ برکۃ" خدا کی قسم! مجھے سب لڑکوں سے بہتر لڑکا ملا ہے، ہم نے اس کی عظیم برکتیں مشاہدہ کی ہیں (طبقات ابن سعد)

[2] اہلِ عرب کا اس پر اتفاق ہے کہ سارے عرب میں سب سے زیادہ فصیح اور صاف زبان قبیلہ بنو سعد کی ہے۔

محمد ولدِ عمر[1] سے مروی ہے کہ سرورِ عالم محمد صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو دو سال دائی ماں کے ہاں آئے ہوئے ہو گئے۔ دائی ماں کا ارادہ ہوا کہ وہ اس ولدِ مسعود کو لے کر مکۂ مکرمہ آئے اور اُس کی ماں سے ملا لائے۔ ولدِ مسعود کو لے کر سوئے مکہ راہی ہوئی۔ اور والدہ مکرمہ سے مل کر اس ولدِ مسعود کے سارے احوال کہے۔ والدہ مکرمہ دل کے ٹکڑے سے مل کر کمال مسرور ہوئی۔ دائی ماں سے کہا کہ اے دائی ماں! اس لڑکے کو لے کر گاؤں کو لوٹو۔ اس لئے کہ اس ماہ مکۂ مکرمہ کی وادی ہوائے سموم[2] سے معمور ہے۔ ہم کو ڈر ہے کہ وادی کی ہوائے سموم اس ولدِ مسعود کو لگے اور اس کو ملول کر دے۔ واللہ! اس لڑکے کا معاملہ اہم ہے۔ اللہ اس کو علوّ اور اکرام عطا کرے گا۔ دائی ماں ولدِ مسعود کے ہمراہ گاؤں لوٹ گئی۔

اسی طرح اور دو سال ہادئ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم وہاں رہے۔ گود سے الگ ہو کر راہ روی کے عادی ہوئے۔ سارے گاؤں کے لوگ اس ولدِ مکی کے دلدادہ رہے۔

ملائک کی آمد

اللہ کا حکم ہوا کہ اس ولدِ مکی سے ہر آلودگی دور ہو اور اسی عمر سے وہ اُس امرِ اہم کا اہل ہو کہ اُس کے لئے وہ مولود ہوا۔ اک سحر کو ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم دائی ماں کے اک لڑکے کے ہمراہ گھر سے دور گئے، وہاں اللہ کے حکم سے دو ملائک آئے، ولدِ مکی کو لٹا کر اُس کے صدرِ مسعود کو کاٹا اور اُس سے کوئی کالا حصہ اُٹھا کر دور ڈالا۔[3]

---

[1] محمد بن عمر (طبقات ابن سعد) [2] سموم: زہریلی۔ مکۂ مکرمہ میں اُس وقت کوئی وبا پھیلی ہوئی تھی۔ (طبقات ابن سعد صلا) [3] ابن سعد کی روایت ہے کہ دو فرشتوں نے شکم مبارک اور سینے کو چاک کیا اور کوئی سیاہ نقطہ نکال کے اس کو پھینک دیا اور سونے کے ایک طشت میں رکھ کر شکم مبارک کو دھویا۔ (طبقات ابن سعد صلا)

رسول اللہ صلعم کا ہمراہی لڑکا ڈر کر گھر کو دوڑا اور دائی ماں سے آکر کہا کہ "ولد مکی کا حال معلوم کرو[1]" دائی ماں دوڑی ہوئی وہاں گئی اور ولد مسعود کو گلے لگا کر گھر لے آئی۔ ولد مسعود سے سارا حال معلوم ہوا۔ دائی ماں اس امر سے ملول ہوئی اور اُس کو ڈر لگا اور ارادہ ہوا کہ اس لڑکے کو والدہ مکرمہ کے حوالے کر کے اِس اہم معاملے سے الگ ہو۔ دائی ماں ولد مسعود کو لے کر مکے آگئی اور والدہ مکرمہ سے سارا معاملہ کہا اور کہا کہ اس ولد مسعود سے دُوری ہمارے دل کا ملال ہے۔ مگر ہم کو ڈر ہے کہ اس لڑکے کو کوئی صدمہ آئے۔ والدہ مکرمہ سے مِل کر رسول اکرمؐ مسرور ہوئے۔ مگر والدہ مکرمہ کی رائے ہوئی کہ اک سال اور ولد مسعود دائی ماں کے حوالے رہے۔ دائی ماں دِل کے سرور کو لے کر گاؤں لوٹ آئی۔ اس طرح اُس سال اور ولد مسعود دائی ماں کے حوالے رہا۔ اک سال کا عرصہ مکمل ہوا اور دائی ماں وعدہ کی رُو سے رسول اللہ صلعم کو مکہ لے آئی اور ولد مسعود کو والدہ مکرمہ کے حوالے کر کے دل کا ملال گلے لگائے ہوئے گاؤں لوٹ گئی۔

عُلما سے مروی ہے کہ دائی ماں اور اُس کے گاؤں والوں سے ساری عمر رسول اللہ کا سلوک صلۂ رحمی اور ہمدردی کا رہا۔ آسامہ[2] سے مروی ہے کہ وحیِ اوّل سے کئی سال اُدھر دائی ماں مکہ مکرمہ آکر رسول اللہ صلعم سے ملی اور مال کی کمی کا حال کہا۔ سرورِ عالم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم عروسِ مکرمہ[3] سے رائے لے کر لوٹے اور دائی ماں کو اک سواری مال سے لدی ہوئی اور دُوسرے مال دے کر الوداع[4] کہا۔ اسی طرح وہاں کے اک اور عالم محمدؒ[5] سے مروی ہے کہ دائی ماں مکہ مکرمہ آئی، رسول اللہ صلعم اکرم کے

---

[1] اُس نے کہا "اَدرِکُوا اَخِی القُرَشِی" "میرے قریشی بھائی کی خبر لو"۔ [2] بنو سعد کے عالم آسامہ بن زید لیثی۔ [3] حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ [4] آنحضرتؐ نے انہیں چالیس بکریاں اور ایک اُونٹ مال و متاع سے لدا ہوا عنایت کیا۔ (طبقات ابن سعد)
[5] محمد بن المنکدر ؒ

لئے اُٹھے اور کہا۔ دائی ماں، دائی ماں! اور اک دری لاکر کھول دی اور اس سے اکرام کا سلوک[1] ہُوا۔

والدۂ مکرمہ کا وصال

عاصم ولد عمر اور محمد ولد عمر اور دوسرے علماء سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کی عمر دو کم آٹھ سال ہوئی کہ رسول اللہؐ کی والدہ، رسول اللہؐ کو لے کر سُوئے وادیٔ احمد رواں ہوئی کہ وہاں کے شہر[2] آکر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے والد کے گھر والوں سے اس ولدِ مسعود کو ملا لاتے۔ رسولِ اکرمؐ وہاں والدہ کے ہمراہ اک ماہ رُکے رہے۔ سارے لوگوں سے مل ملا کر آپؐ رسولؐ کا ارادہ ہُوا کہ وہ دل کے ٹکڑے کو لے کر سوئے مکہ راہی ہو۔ اس طرح والدہ مکرمہ کے ہمراہ رسول اکرمؐ سُوئے مکہ راہی ہُوئے۔ مگر مکے سے اُدھر ہی اک مرحلہ[3] آکر رُکے اور وہاں والدہ مکرمہ کے لئے اللہ کا حکم آلگا اور اُسی مرحلے دہ راہیٔ مُلکِ عدم ہوگئی اور وہی محل والدہ کی دائمی آرام گاہ ہے۔

اس طرح رسول اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اس کم عمری ہی سے والدہ مکرمہ کے سائے سے محروم ہوگئے۔ دادا کے سوا، اس عالمِ مادّی کا ہر سہارا ٹوٹا۔ والد کے سائے سے اوّل ہی محروم رہے۔ والدہ اس طرح مُلکِ عدم کو سدھاری۔ اللہ کا آسرا رہا۔ دادا کو اطلاع ہُوئی اور عمِ سردار[4] وہاں آئے اور رسول اللہؐ کو لے کر مکہ مکرمہ آگئے۔ دادا کا گھر اُس کا سہارا ہُوا۔

---

[1] آنحضرتؐ نے حضرت حلیمہؓ کے لئے چادر بچھادی کہ وہ اُس پر بیٹھیں [2] یثرب: جس کا بعد میں مدینۃ النبیؐ نام ہُوا۔ [3] مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام "ابوا" میں حضرت آمنہ کا انتقال ہُوا اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ [4] آنحضرتؐ کے چچا حضرت ابوطالب مراد

رسول اکرمؐ کے دادا اس ولدِ مسعود کے اوّل ہی سے دلدادہ رہے۔ اولاد کی طرح اُس کو سکھ اور آرام سے رکھا اور اُس کے ہر آرام کے لئے ساعی ہوئے۔

علماء سے مروی ہے کہ اک سحر کو رسول اللہؐ گم ہو گئے۔ دادا کو اطلاع ہوئی کہ ولدِ مسعود گم ہے۔ دوڑتے ہوئے حرم گئے اور اس طرح دُعا کی :-

"اے اللہ! میرے رہوار محمد (صلی اللہ علی رسولہ وسلّم) کو لوٹا دے۔
اے اللہؐ اُس کو لوٹا دے اور اُس کے واسطے سے ہم کو رحم و کرم کا مورد
کر۔ اے اللہ! میرے رہوار کو لوٹا دے، وہ مرا مددگار اور سہارا ہے۔
اے اللہ! اس اَمر سے ہم کو دُور رکھ کہ وہ ہم سے دُور ہو۔ اُس کا اسم
محمدؐ اللہ ہی کا رکھا ہوا ہے۔ اے اللہ! میرے راہوار کو لوٹا دے"[1]

رسُول اللہؐ کے دادا کا وصال

رسول اللہؐ کی عمر آٹھ سال اور دو ماہ کی ہوئی، وہ دادا کے گھر آرام اور سکھ سے رہے۔ مگر اللہ کا حکم ہوا کہ ہر مادّی سہارا ٹوٹے، اللہ کے سوا ہر سہارا دُور ہو اور اللہ کا رسول اللہ ہی کے سہارے رہے اور اسی طرح ہوا۔ اہلِ مکہ کے سردار، رسول اللہؐ کے دادا کا عمرِ موعود آ گھڑا ہوا۔ رسول اللہؐ کے عم سردار اور ہمدم علی کرمہٗ اللہ کے والد[2] کو حکم ہوا کہ اس ولدِ مسعود کی ہر طرح سے مدد کرو اور

---

[1] ابن سعد نے حضرت عبدالمطلب کے یہ اشعار نقل کئے ہیں ؎

لاھُمَّ رَدِّ رَاکبی محمّدا | ردّہٗ الیّ واصطنع عندی یدا
انت الذی جعلتہٗ لی عضدا | لایبعد الدھر بہ فیبعدا

انت الذی سمّیتہٗ محمّدا

(طبقات ابن سعد صفحہ ۱۱۲)

[2] حضرت ابوطالب ہیں۔

اس کو سگی اولاد کی طرح رکھو۔ اس لڑکے کا معاملہ اہم ہے اور دُوسری اولاد اور گھر والوں کو آگے کھڑا کر کے کہا کہ لوگو سارے مل کر ہم کو روؤ۔ وہ لوگ آگے کھڑے ہُوئے اور سوگوار ہو کر والد کے لئے روئے[1]۔ اور اس طرح رسول اللہ ؐ کے دادا اللہ کے گھر کو سدھارے۔ رسول اللہ ؐ کے دادا کی کل عمر اسّی اور دو سال ہُوئی۔

ہادیٔ کامل صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم دادا کے سائے سے محروم ہو کر عمّ سردار کے گھر آ گئے۔ عمّ سردار اس ولدِ مسعود کے اس طرح دلدادہ ہُوئے کہ سگی اولاد سے سوا اُس کو سکھ اور آرام سے رکھا اور ساری عمر ہادیٔ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے اعداء کے آگے اک کوہ کی طرح ڈٹے رہے۔

اس ولدِ مسعود کے عام احوال سے عمّ سردار کو محسوس ہُوا کہ اس کے ہمراہ اللہ کا کرم اور اُس کی مدد ہے۔ عمّ سردار سارے اہم کام اس لڑکے کے حوالے سے کر کے دائم کامگار ہُوئے۔

عمّ سردار کے مالی احوال

رسول اللہ ؐ کے دادا کے وصال سے اہلِ مکّہ کی رائے ہُوئی کہ عمّ سردار مکّے کے سردار ہوں۔ گو وہ اہلِ مکّہ کے سردار ہو گئے، مگر مکّہ مکرّمہ کے دُوسرے سرداروں کی طرح مالی آسودگی سے محروم رہے۔ اس لئے ارادہ ہُوا کہ حصولِ مال کے لئے کسی مالی کارواں کے ہمراہ دوسرے امصار و ممالک کو مال لے کر راہی ہوں اور وہاں سے مالی معاملے کر کے آسودگی کے لئے ساعی ہوں۔ معلوم ہُوا کہ اک کارواں لوگوں کے اموال لے کر دوسرے ملک کے لئے رواں ہو رہا ہے۔ آمادہ ہُوئے کہ اُس کارواں کے ہمراہ راہی ہوں۔ مگر ولدِ مسعود سے دُوری کہاں گوارا۔

---

[1] طبقات ابن سعد میں ہے کہ نزع کے وقت حضرت عبدالمطلب نے اپنی لڑکیوں سے فرمائش کی کہ "ابکینی وانا اسمع" مجھے رو دو اور میں سنوں۔ سب لڑکیوں نے مرثیے کہے اور اُن کا ماتم کرتی رہیں۔ اُمیمہ کے مرثیے کے اشعار بھی ابن سعد نے نقل کئے ہیں۔

اس لئے رسول اللہ کو ہمراہ کرکے لوگوں کے اموال لے کر اس ملک کے لئے راہی ہوئے کہ وہ صد ہا رسولوں کی آرامگاہ[1] ہے۔

وہ کارواں راہ کے اس مرحلے آ گزرا کہ وہاں اک عالم کا صومعہ[2] ہے۔ اس عالم کے لئے اہل علم کی رائے ہے کہ وہ "روح اللہ" رسول کی وحی کا حامل رہا۔ وہ عالم اہل کارواں سے ملا اور لوگوں سے سوال ہوا:

"کوئی مردِ صالح اس کارواں کے ہمراہ ہے؟"

اک لمحہ رک کر وہ رسول اللہ کے آگے آ کھڑا ہوا اور کہا کہ اس لڑکے کا والد کہاں ہے؟ کسی سے معلوم ہوا کہ عم سردار اس لڑکے کا ولی ہے۔ عم سردار سے کہا کہ "اس لڑکے کو لوگوں سے دور رکھو اور اس ملک کے ارادے سے رکو، اس لئے کہ اسرائلی[3] لوگ اس لڑکے کے حاسد ہو کر اس کے عدو ہوں گے اور ہم کو اس لڑکے کا ڈر[4] ہے۔"

عم سردار کو اس عالم کے کلام سے ڈر لگا اور وہ عالم کی رائے کے عامل ہو کر کارواں سے الگ ہوئے اور رسول اللہ کو ہمراہ لے کر سوئے مکہ مکرمہ لوٹ گئے۔

رسول اللہ وہاں سے لوٹ کر آئے اور کئی سال عم سردار کے گھر آرام اور سکھ سے رہے۔ کئی سال وہ ولدِ معصوم اک مردِ صالح ہو کر اہلِ مکہ کے ہمراہ رہا۔ اس مردِ

---

[1] ملکِ شام [2] بحیرا راہب (طبقات ابن سعد) [3] اسرائیل عام طور سے یائے معروف کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ لیکن اس کا دوسرا لغت بغیر یائے معروف کے بھی لغات میں موجود ہے۔ چنانچہ علامہ زمخشری کی تفسیر کشاف کے صفحہ ۱۸۷ پر یہ تعریح موجود ہے "وقرءُ اسرائل بحذف الیاء" اور یا کے بغیر اسرائل بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر روح المعانی صفحہ ۲۴۲ تا صفحہ ۲۴۳ پر اس کی مزید تحقیق اور تفصیل موجود ہے۔

یہود کے لئے "موسوی گروہ" کا لفظ اختیار کرنا سوئے ادب معلوم ہوتا ہے اس لئے اسرائلی کا لفظ اختیار کیا ہے۔

[4] بحیرا راہب کا یہ جملہ ابن سعد نے نقل کیا ہے "احتفظ بھذا الغلام ولا تذھب بہ الی الشام ان الیھود حسد و انی اخشاھم علیہ" (اس لڑکے کی حفاظت کرو اور اسے لے کر شام نہ جا یہودی ان کے حاسد ہیں اور مجھے ان سے اس لڑکے کی نسبت خوف ہے) ابن سعد صفحہ ۱۵۳

صالح کے اطوارِ مطہرہ اور اعمالِ صالحہ سے مکّے والوں کا سالہا سال واسطہ رہا اور مکّہ مکرّمہ کے سارے لوگ اس عرصے رسول اللہ م کے دلدادہ رہے۔ ہر طرح کے مکروہ کاموں سے الگ اور اہلِ مکّہ کی گمراہی اور لاعلمی سے دُور، عمّ سردار کا لاڈلا مکّے کے لوگوں کا ہمدرد و الم گسار رہا۔

عمّ سردار کے مالی احوال اسی طرح آسودگی سے دور رہے۔ اک سحر کو وہ رسول اللہ م کے آگے آئے اور کہا کہ اے ولدِ صالح! ہمارا مالی حال آسودگی سے دور ہے، اس لئے ہماری رائے ہے کہ کسی کارواں کے ہمراہ لوگوں کے اموال لے کر دوسرے ممالک کو سدھارو کہ گھر کے مالی مسائل حل ہوں اور کہا کہ "اگر رائے ہو مکّہ مکرّمہ کی اک مالدار صالحہ[1] سے اس طرح کا معاملہ کر لوں کہ اس کے اموال لے کر دوسرے ممالک و امصار کو راہی ہو اور وہاں سے مالی معاملے کر کے لوٹو، اس طرح اس صالحہ سے ہم کو مال حاصل ہوگا۔" رسول اللہ م اس کے لئے آمادہ ہو گئے۔

اُدھر اس مالکہ کو رسول اللہ صلّی اللہ علی رسولہ وسلّم کے احوال و اطوارِ محمودہ کا علم کئی لوگوں کے واسطے سے ہوا۔ عمّ سردار رسول اللہ م کو لے کر اس کے گھر آئے اور دل کا مدعا کہا۔ وہ سرورِ دل سے اس معاملے کے لئے آمادہ ہوئی اور کہا کہ ہمارے اک مملوک کے ہمراہ اموال لے کر دوسرے ممالک کے لئے راہی ہو۔

اس طرح ہادیٔ اکرم اُس صالحہ کے اموال لے کر اُس کے اک مملوک[2] کے ہمراہ اسی مُلک کے لئے راہی ہوئے کہ اس سے کئی سال اُدھر عمّ سردار کے ہمراہ وہاں سے لوٹ کر مکّہ مکرّمہ آئے۔

---

[1] حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ مکّہ مکرّمہ کی ایک ممتاز مالدار خاتون تھیں۔ [2] حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کا غلام میسرہ

اِک عالمِ وحی کی اِطّلاع

کاروان اُس ملک سے مالی معاملے کر کے لَوٹا اور کئی مراحل طے کر کے اک عالم کے صومعے کے اُدھر آ کے رُکا۔ وہ صومعہ سالہا سال سے اُس عالمِ وحی کی ورود گاہ رہا۔[1] اُس عالم کو معلوم ہُوا کہ اک کاروان آ کے رُکا ہے۔ اہلِ کاروان سے کہا کہ ہمارے صومعے آ کر اکل و طعام کھا کر آرام کرو۔ کاروان کے لوگ رسول اللہ ص کو احوال حوالے کر کے اُس کے صومعہ آ گئے۔ وہ عالم کھڑا ہُوا اور کہا کہ اس کاروان کے ہمراہ اک مردِ صالح ہے۔ اُس مردِ صالح کو لاؤ وہ کہاں ہے[2]؟ کاروان کے لوگ ہادیٔ عالم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کو لے کر گئے۔ وہ اکرام کے لئے کھڑا ہُوا اور کہا کہ اِس مردِ صالح کا معاملہ سارے لوگوں سے الگ ہے۔ وہ سارے اعصار و امصار کے لئے اللہ کا رسول ہوگا۔ اور اسی کی آمد سے سلسلۂ رُسل کو مُہر لگے گی۔ اُس عالمِ وحی سے اہلِ کاروان کو اسی طرح کے اور دوسرے احوال معلوم ہُوئے۔

الحاصل کاروان سوئے مکہ راہی ہُوا۔ کاروان کے لوگوں کو محسوس ہُوا کہ گھٹا کا اک ٹکڑا راہ کے سارے مراحل رسول اللہ ص کے ہمراہ رہا کہ اللہ کا رسول اُس کے سائے سائے آرام سے راہ کے مراحل طے کرے اور اُس ملک کی کڑی گرمی اور لُو سے دُور رہے۔

---

[1] یہ صومعہ نسطورا راہب کا تھا اور وہ نصرانی تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم میں اُس کو کچھ علاماتِ نبوت دکھائی دیں اور کہا کہ وہ سارے عالم کے لئے اللہ کے رسول ہوں گے اور اُن پر سلسلۂ نبوت ختم ہو جائے گا۔ (ابن سعد اور تاریخ اسلام از مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

[2] سیرت المصطفےٰ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی تصنیف ہے اُس میں ہے کہ نسطورا راہب نے آپ کی مُہرِ نبوت اور آنکھوں کی سُرخی دیکھی اور کہا کہ یہ اِس اُمت کے نبی ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔

(سیرۃ المصطفیٰ ج ۱ ص ۸۲)

اُدھر مکہ مکرمہ کی وہ صالحہ سحر کی ہوا کے لئے گھر کی کھڑکی سے لگی کھڑی ہوئی ہے معاً دُور سے سواری کے سُموں سے اُڑتی ہوئی گرد دکھائی دی یہ معلوم ہوا کہ دُوسرے ملک سے کوئی سوار آرہا ہے۔ اِک کہسار کی اوٹ سے دو سوار آگے آئے یہ معلوم ہوا کہ وہ مردِ صالح عجم سردار کا لاڈلا محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) ہے۔ ہادیٔ اکرم اُس مُلک سے مالی معاملے کر کے کامگار و مسرور لوٹے اور اُس صالحہ کے اموال رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کے واسطے سے کئی سوا ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کو اس صالحہ سے طے کردہ مال سے دوسوا مال ملا۔

رسول اللہ کی عروسِ مکرمہ

عُلما سے مروی ہے کہ اس رحلہ کے سال ہادیٔ اکرم کی عمر سولہ اور دس سال سے دس ماہ کم ہوئی۔ رسول اللہ کے احوالِ مطہرہ اور اطوارِ محمودہ کا اُس صالحہ کو سالہا سال سے علم رہا اور اُس صالحہ کا دل رسول اللہ کے لئے مائل ہوا۔ اس لئے وہ اِک ہمدمہ[1] سے آکر ملی اور کہا کہ مکہ مکرمہ کے اُس مردِ صالح کے لئے راۓ دو۔ وہ مردِ صالح مکہ مکرمہ کے سارے لوگوں سے مکرم اور عمدہ اطوار کا حامل ہے۔ وہ ہمدمہ اس صالحہ کی ہم راۓ ہوئی۔ اُسی ہمدمہ سے کہا کہ اُس مردِ صالح کے گھر راہی ہو اور اس سے مِل کر سارا حال کہو[2]۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کو اِس اَمر کی اطلاع ہوئی۔ وہ عجم سردار سے ملے اور اس معاملے کو آگے رکھا۔ عجم سردار اُس صالحہ کے سارے احوال سے مطلع رہے،

لہ ۲۵ پچیس سال دو ماہ (اصح السیر ص۲۰) ۔ ۲ نفیسہ بنت اُمیہ سے کہا کہ وہ شادی کا پیغام لے جائے۔

۳ اصح السیر میں ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت کو بلا کر بات بھی بات کی اور اُس میں کہا کہ "میں نے آپ کی صداقت اور اچھے اخلاق کی وجہ سے آپ کو پسند کیا ہے"۔

اس لئے وہ آمادہ ہوئے کہ رسول اللہ ؐ کے گھر کو معمور کریں اور اس طرح اُس مردِ صالح کو ایک ہمدم و دلدار ملے۔ رسول اللہ ؐ کی رائے معلوم کی اور مان کار اُس صالحہ کے گھر آکر "عروسئ رسولؐ" کے سارے امور طے کئے اور وہاں سے مسرور لوٹے۔ اُسرۂ رسولؐ کے اہلِ رائے لوگ اکٹھے ہوئے اور اس معاملے سے مسرور ہوئے۔
الحاصل اک طے کردہ سحر کو مکہ کرمہ کے سارے سردار اور رؤسا اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ ؐ کو ہمراہ لے کر اُس صالحہ کے گھر گئے کہ عروسئ رسول کے سارے امور مکمل ہوں۔

عمِّ سردار رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے ولی ہوئے اور عمرو ولدِ اسد اُس صالحہ کے ولی ہو کر آگئے۔ ہر دو لوگوں کی رائے سے رسول اللہ کا مہر دس اور دس سواری طے ہوا[1]۔ عمِّ سردار سارے رؤسائے مکہ کے آگے کھڑے ہوئے اور اس طرح ہمکلام ہوئے۔

• ساری حمد اللہ کے لئے ہے، اُسی کے کرم سے ہم معمارِ حرم (سلام اللہ علیٰ روحہم) کی اولاد ہوئے اور اس کے ولدِ اوّل کے واسطے سے ہم سلسلۂ معد کی طاہر اصل سے ہوئے[2]۔ اُسی کے کرم سے ہم کو حرم کی رکھوالی کا اکرام ملا اور ہم کو وہ مسعود گھر عطا ہوا کہ دُور دُور کے امصار و ممالک کے لوگ اس کے لئے راہی ہوئے۔ وہ گھر عطا ہوا کہ ہر کوئی وہاں آکر ہر طرح کے ڈر سے دُور رہا۔ اُسی گھر کے واسطے سے ہم کو لوگوں کی سرداری ملی۔ لوگو! معلوم ہو کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) وہ مردِ صالح ہے کہ مکے کا ہر مرد اُس کی ہمسری سے عاری ہے۔ ہاں! مال اس کا کم ہے مگر مال

---

[1] حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا یعنی سیدہ طاہرہ کا مہر بیس اونٹ طے ہوا۔ [2] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے لڑکے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔

سائے کی طرح ہے۔ اِدھر آئے اُدھر ڈھلے، اس کو دوام کہاں؟ سارے
لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ مری سگی اولاد کی طرح ہے اور وہ اس صالحہ
سے عروسی کے لئے آمادہ ہے اور ہمارے مال سے دس اور دس سواری
اس کا مہر طے ہوا اور اللہ گواہ ہے کہ اس مردِ صالح کا معاملہ اہم ہے
وہ سارے لوگوں سے مکرم ہے اور اس کی اساس محکم ہوگی ؎"

عم سردار کے اس کلام کو سموع کر کے اُس صالح کے ولدِ عم کہ ماہر علم وحی رہے
کھڑے ہوئے اور سارے لوگوں سے کہا کہ "لوگو! گواہ رہو کہ اس صالحہ کو محمدؐ
کی عروسی کا اکرام حاصل ہوا اور سارے لوگوں کے آگے اس صالحہ کو محمد (صلی اللہ علیٰ
رسولہ وسلم) کے حوالے کر کے دعاگو ہوں کہ وہ ہر دو کو مسرور رکھے ؎"

اس طرح وہ مکہ مکرمہ کی صالحہ اللہ کے حکم سے رسول اللہؐ کی عروس ہو کر
اُس مکرم کے گھر آگئی اور اللہ کی عطا سے اُس کو وہ اکرام ملا کہ سارے اہلِ اسلام
کی ماں ہوئی اور رسول اللہؐ کی محرمِ اوّل ہو کر رہی۔ اللہ اس کی لحد کو دارالسّلام
کی ہواؤں سے مسرور رکھے۔

رسولِ اکرمؐ کی اولاد

اللہ کا حکم اس طرح ہوا کہ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کی ساری اولاد عروس ہی

لہ اس موقع پر جو خطبہ حضرت ابوطالب نے دیا اس کے الفاظ یہ ہیں:- الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابرٰھیم وزرع اسماعیل وضئضئ معد وعنصر مضر، وجعلنا حضنۃ بیتہ وسوّاس حرمہ۔ وجعل لنا بیتاً محجوجاً وحرماً آمناً۔ وجعلنا الحکام علی الناس۔ ثم ان ابن اخی محمد بن عبداللہ لا یوزن بہ رجل الا رجح بہ۔ وان کان فی المال قلّ۔ فان المال ظلّ زائل وامرٌ حائل۔ ومحمد من قد عرفتم قرابتہ۔ وقد خطب خدیجۃ بنت خویلد۔ وبذل لہا من الصداق ما آجلہ من مالی عشرین بعیراً۔ وھو واللہ بعد ھذا لہ نبأ عظیم۔ (تاریخ السیر وطبقات ابن سعد)

مکرمہ ہی سے ہوئی۔ سوائے اک لڑکے کے کہ وہ اک دوسری عروسِ رسولؐ سے
ہوئے اور معمارِ حرم (سلام اللہ علیٰ روحہم) کے اسم سے موسوم ہوئے۔[1] عروسِ مکرمہ سے
اوّل اک لڑکی ہوئی اور وہ مکے کے اک آدمی ولد العاص کی عروس ہوئی۔[2] دوم اک
لڑکی عروسِ مکرمہ ہی سے ہوئی اور وہ رسول اللہ کے اک ولدِ عم کی عروس رہی۔[3]
سوم اک لڑکی اور ہوئی اور وہ رسول اللہ کی دوسری لڑکی کی طرح اسی عمِ رسولؐ
کے دوسرے لڑکے کے گھر گئی۔[4] اس سال کہ کلامِ نبی کی سورہ اس عمِ عدو کی ہلاکی کے لئے
کہ آئی۔ اس کے حکم سے رسول اللہ کی وہ لڑکی اس کے لڑکے کی عروسی سے الگ
ہوئی۔ اسی طرح سے دوسری لڑکی کا معاملہ ہوا[5] اور رسول اللہ کے ہمدم داماد
حاکمِ سوم اک اک کر کے ہر دو کے اہل ہوئے۔ اسی لئے حاکمِ سوم کا اسم "دو
اکرام والا" ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کی اک اور لاڈلی لڑکی[6] عروسِ مکرمہ سے ہوئی
اور وہ ہمدم علی کرم اللہ کی عروس ہوئی اور اسی کے لئے رسول اللہ کا کلام ہوا
کہ "وہ دارالسلام[7] کی ساری صالحاؤں کی سردار ہے" اور رسول اللہ کی اسی لڑکی سے
وہ دو امام ہوئے[8] کہ سالہا سال ادھر اسلام کے لئے لڑے اور لہو لہو ہو کر
دارالسلام کو سدھارے۔ ہادیٔ اکرمؐ کے کل دو لڑکے ہوئے اور ہر دو کم عمری
رہ کر اللہ کے گھر کو سدھارے۔

---

[1] حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔
[2] حضرت زینبؓ [3] آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہ ابولہب کے لڑکے عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ [4] حضرت ام کلثوم جن کی شادی ابولہب کے دوسرے لڑکے عتیبہ سے ہوئی۔ [5] سورہ ابولہب کے نازل ہونے کے بعد ابولہب نے آنحضرتؐ کی دونوں لڑکیوں کو طلاق دلوا دی۔ پھر وہ دونوں حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں آئیں اسی لئے ان کا لقب "ذوالنورین" ہوا۔ [6] حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ [7] دارالسلام جنت کا نام ہے۔ [8] حضرت حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم۔ (راجع السیر ص۵۶)

اہلِ مکہ کا حکم

ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کم عمری ہی سے اطوارِ محمودہ اور اعلیٰ کردار و عمل کے
حامل رہے۔ سارے اہلِ مکہ کم عمر ہوں کہ معمّر، سردار ہوں کہ محکوم، موالی ہوں کہ مالک
اہم معاملوں کے لئے رسول اللہ ﷺ ہی سے رائے لے کر آمادۂ عمل رہتے۔ اس سال
مکہ مکرمہ کے لوگوں کے لئے ایک اہم مسئلہ کھڑا ہوا۔ صد ہا سال کے موسمی احوال اور کئی
سال کی دھواں دھار امطار سے "دارُاللہ"[1] کی اساس ہل کر رہ گئی اور اس گھر کے
کئی حصّے ٹوٹ گئے۔ مکہ مکرمہ کے سردار اور اہلِ رائے اکٹھے ہوئے اور سارے
لوگوں کی رائے سے طے ہوا کہ "دارُاللہ" کی معماری کا کام سرے سے ہو اور اس کی
اساس محکم کر کے لوگ اللہ کے کرم کے کامگار ہوں۔ سارے لوگوں کی رائے ہوئی کہ
دارُاللہ کی معماری کے لئے حلال مال اکٹھا ہو۔ اہلِ مکہ کا اصرار ہوا کہ حلال مال کے
سوا ہر مال رد ہو، کہ اللہ کا گھر ہے۔ ہر طرح کی حرام کمائی سے دور رہے۔

مکے کے ایک سردار کو معلوم ہوا کہ مکہ سے ادھر ایک ساحلِ سمندر[2] ہے، وہاں
لکڑی مل سکے گی۔ وہ اس ساحلِ سمندر کا راہی ہوا اور "دارُاللہ" کے لئے لکڑی لے کر
اور ایک رومی معمار کو ہمراہ لے کر مکہ کو لوٹا۔ مکے کے کئی گروہ معماری کے اس کام کے
لئے آمادہ ہوئے۔ اس لئے طے ہوا کہ ہر گروہ دارُاللہ کے ایک الگ حصّے کی معماری
کرے۔ اس طرح ہر گروہ دارُاللہ کے ایک الگ حصّے کے لئے مامور ہوا۔ اس
طرح کا معاملہ اس لئے ہوا کہ لوگ ایک دوسرے کی لڑائی سے دور رہیں اور معماری
کا کام مکمل ہو۔

---

[1] دارُاللہ: بیت اللہ [2] جدہ پر ایک جہاز ٹکرا کر ٹوٹ گیا تھا، اس کی لکڑی خریدی گئی، وہاں ایک
رومی معمار مل گیا۔ اس کو بھی ساتھ لے لیا۔ یہ لکڑی بیت اللہ کی چھت میں لگائی گئی ہے۔
(سیرۃ المصطفیٰ ج ا ص ۹۳)

لوگ دارُ الندوہ کی معماری کے لئے وہاں اکٹھے ہوئے۔ ہر آدمی اس امر سے ڈرا کہ وہ اللہ کے گھر کو کدال مار کر گرائے۔ وہاں کا ایک سردار کدال لے کر کھڑا ہوا اور کہا۔

"اے اللہ! مرد صالح کے سوا ہم ہر ارادے سے دور ہوئے"[1]

اور اس طرح کہہ کر کدال ماری۔ اہل مکہ ڈر رہے کہ اللہ کو ہمارا وہ عمل مکروہ لگے گا اور اللہ کی کوئی مار ہمارے لئے آئے گی۔ اس لئے طے ہوا کہ آگے کے ہر کام سے رُکے رہو۔ اگلی سحر کو معلوم ہو گا کہ اللہ کو ہمارا وہ عمل مکروہ لگا کہ محمود۔ اس لئے لوگ رُکے رہے۔ اگلی سحر ہوئی دارُ اللہ کے ارد گرد لوگ آ کھڑے ہوئے۔ وہ کدال والا سردار گھر سے سالم آ کر کھڑا ہوا۔ اس سے لوگوں کو حوصلہ ہوا اور وہ معماریٔ حرم کے لئے آمادہ ہوئے۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم سارے لوگوں کے ہمراہ معماریٔ حرم کا کام کر کے مسرور رہے۔

معماری کے اس کام کا دوسرا مرحلہ آ لگا کہ "مہرِ اسود"[2] دارُ اللہ کے مامور حصے سے لگ کر دارُ اللہ کا حصہ ہو۔ مکے کے سرداروں کے لئے اک اور مسئلہ کھڑا ہوا۔ سارے سردار اس اکرام کے لئے اک دوسرے سے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ ہر گروہ کے سردار کا اصرار ہوا کہ وہ مہرِ اسود کی معماری کے اکرام سے مالا مال ہو۔ اس رد و کد کے سلسلے کو طول ہوا اور معاملہ حد سے سوا ہوا اور اک دوسرے کے آگے مسلح ہو کر آ ڈٹے۔ وہاں کا اک معمر سردار[3] آگے آ کر حائل ہوا اور کہا کہ ہماری رائے سے اس طرح کرو کہ مکہ مکرمہ کے کسی مردِ صالح کو حَکَم کر لو اور اس کی رائے سے سارے مل کر عمل کرو۔ سوال ہوا کہ حَکَم کا معاملہ کس آدمی کے حوالے ہو۔ الحاصل طے ہوا کہ اگلی سحر کو ہر وہ آدمی کہ دارُ اللہ اوّل آئے، وہی اس معاملے کا حَکَم ہو۔

---

[1] اس نے کہا: اَللّٰھُمَّ لَا نُرِیْدُ اِلَّا الْخَیْرَ (سیرۃ المصطفیٰ ا م) [2] حجرِ اسود

[3] ابو اُمیہ بن مُغیرہ ۞

سحر سے دو گھڑی اُدھر ہی لوگ دارُ اللہ کے گرد آکر اکٹھے ہو گئے اور ٹُوہ لگا کر کھڑے ہو گئے۔ کسے معلوم کہ اس معاملے کا حَکَم کس گروہ کا آدمی ہوگا؟ اُدھر اللہ کے حکم سے ہادیٔ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم ہی اوّل دارُ اللہ آئے۔ سارے لوگ کمال مسرور ہوئے اور کہہ اُٹھے۔

"وہ مردِ صالح محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) ہے، ہمارے معاملے کا وہی حَکَم ہوگا۔"[۱]

لوگوں سے سارا معاملہ معلوم کرکے ہادیٔ اکرمؐ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ اک دری لاؤ۔ لوگ دری لے آئے "حجرِ اسود" کو اُس دری کے وسط رکھ کر لوگوں سے کہا کہ ہر گروہ کا سردار اس دری کا اک اک حصّہ لے کر اُٹھائے اور دارُ اللہ کے اُس حصّے لے کر آئے کہ وہاں "حجرِ اسود" لگے گا۔ اس طرح ہادیٔ اکرمؐ کے اس عمل سے ہر گروہ کو اُس اکرام سے حصّہ مِلا۔ دری اُٹھا کر سارے لوگ حجرِ اسود کو اُس کے محل کے آگے لائے۔ ہادیٔ کامل صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم آئے اور حجرِ اسود کو اُٹھا کر اس کے محل سے لگا کر الگ ہوئے اور اہلِ مکّہ اس طرح اک معرکہ آرائی سے دُور ہوئے۔[۱]

رسولِ اکرمؐ کا دورِ ارہاص[۲]

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کم عمری ہی سے لاعلمی اور گمراہی کی رسوم اور مکارہ سے دُور رہے اور مٹی کے گھڑے ہوئے الٰہوں سے سدا الگ رہے اور

---

[۱] سیرت المصطفےٰ بحوالہ سیرت ابن ہشام صہ ۹۲۔ [۲] "ارہاصات" اُن حالات و واقعات کو کہتے ہیں جو نبوت سے پہلے مبادیٔ نبوت کے طور پر پیش آئے۔ عربی میں رہص کے معنی بُنیاد ڈالنے کے آتے ہیں: گویا ان واقعات سے نبوت کی بُنیاد پڑ رہی تھی۔

(محمد ولی)

سدا سائی رہے کہ لوگ مکروہ رسوم، لڑائی اور حسد سے دُور رہوں۔

اُدھر اک عرصہ سے رسول اللہ ص کو اس طرح کے احوال آگے آئے کہ اُس سے محسوس ہُوا کہ کوئی امرِ اہم ہو لے ہو گا۔

وحی حرا سے اُدھر رسول اللہ ص سے اوّل اوّل اس طرح کا معاملہ ہُوا کہ رسول اللہ ص سوئے اور طرح طرح کے احوال مطالعہ کئے اور سحر کو اُٹھے اور وہ احوال اُسی طرح وارد ہُوئے۔

گھر والوں کے اصرار سے اک صومعہ کو گئے، وہاں آکر مکے کے لوگ ہر سال مگا گا کر اور رسوم دھام کر کے مسرور رہے۔ اس طرح کی ہماہمی سے ہادیٔ اکرمؐ کا دل سدا کھٹا رہا۔ مگر گھر والوں کے اصرار سے وہاں آئے اور اک مٹی کے الہ کے آگے آ کھڑے ہُوئے۔ معاً اُس مٹی کے اِلٰہ سے صدا آئی۔

"اے محمد! (صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) ہم سے دُور رہو۔"[1]

اس صدا سے ہادیٔ اکرمؐ کو ڈر لگا اور ڈرے ہُوئے گھر آئے۔ گھر والوں سے کہا کہ ہم کو ہر مٹی کے اِلٰہ سے صدا آئی کہ ہم سے الگ رہو۔

اسی طرح اک اسرائلی عالم کہ اس کا اسم سامول رہا۔ وادیٔ اُحد آ کے رہا، وہاں اک ملک کا حاکم[2] وارد ہُوا کہ اُس مصر کو ڈھا دے۔ سامول سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس مصر کو مسمار کر کے سوئے ملک راہی ہوں۔ سامول اس حاکم سے اس طرح ہم کلام ہُوا۔

"اے حاکم! اس مصر کا اک اہم معاملہ ہے۔ اللہ کے حکم سے وہ مصر اک رسول کا حرم ہو گا، وہ رسول مکہ سے راہی ہو کر اِدھر آئے گا اور اُس کی سارے گروہوں سے لڑائی ہو گی۔ مآل کار وہ حاوی ہو گا اور اللہ

---

[1] ابن سعد ص ۲۶ [2] بادشاہ تُبّع: یمن کا بادشاہ

کی دکھائی ہوئی راہ لوگوں کو دکھائے گا۔"

وہ حاکم اِس اَمر سے ڈرا اور وہاں سے اسی طرح لَوٹ کر سوئے ملک راہی ہُوا۔

اسی طرح اک اور اسرائلی عالم کہ اللہ واحد کے دِلدادہ رہے۔ اُحد کی وادی کے اُسی مصر آکر رہے اور سالہا سال اللہ واحد کی حمد و دُعا کر کے اللہ کے ولی ہُوئے۔ وہاں کے لوگ اہم معاملوں کے لئے اُس عالم سے دُعا کرا کے کامگار و مسرور ہُوئے۔ مآلِ کار اُس کا دمِ وصال آلگا۔ لوگوں سے کہا کہ "اے لوگو! معلوم ہے کس لئے اس مصر آکر رہا ہوں؟ اس لئے کہ اس مصر وہ رسول آکے ٹھہرے گا کہ سارے عالم کے لئے ہادیٔ کامل ہوگا۔ اُس رسول کی اطلاع اللہ کے الہام اور وحی کے واسطے سے اہلِ علم کو دی گئی ہے۔ ہم کو اس اَمر کی آس رہی کہ اُس رسول سے مِل کر اُس کے حامی ہوں گے۔ مگر اللہ کا حکم آوارد ہُوا۔ اس لئے اے لوگو! اگر اُس سے ملو، اُس کو مرا سلام کہو۔ اس طرح کہہ کر وہ عالِم اُسی دَم راہیٔ مُلکِ عدم ہُوا۔[۱]

اسی طرح ولیدِ مطعمؓ ہمدمِ رسولؐ سے مروی ہے کہ دورِ اسلام سے اک ماہ اُدھر ہم اک صومعے کے گِرد اکٹھے ہُوئے اور مٹی کے اِلٰہ کے آگے کھڑے ہُوئے ہمارا اُس سے صدا آئی کہ "لوگو! ہم کو اللہ کے اُس رسول کے حوالے سے آگ ماری گئی کہ وہ مکے کی وادی سے اُٹھے گا اور اُس کا اسم "احمد" ہوگا اور وادیٔ اُحد کا مصر اُس کا حرم ہوگا ہم اس امر سے روکے گئے کہ ہم کو سماوی علوم کے کلمے حاصل ہوں۔[۲]

[۱] ابن الہیبان یہودی جو شام سے مدینہ منورہ صرف اسی لئے آکر رہا کہ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر آئیں گے۔ [۲] عربوں کے بت بوانہ کے پیٹ سے یہ آواز آئی کہ وحی کا چرانا بند ہوگیا۔ ہم کو انگارے مارے گئے۔ ایک نبی کی وجہ سے جو مکے سے ہوں گے اور ان کا نام احمد ہوگا اور ہجرت کر کے وہ یثرب جائیں گے۔

(طبقات ابن سعد حصہ اول ص ۲۵۰)

مکّہ مکرمہ کے ایک موحّد عالم[1] سے عامر کو مسموع ہوا کہ مکّے کے سرداروں کی اولاد
سے اک رسول آئے گا۔ لوگو! ہم اُس دم اِس عالمِ مادّی سے دُور ملکِ عدم ہوں گے
ہم اس امر کے گواہ ہوئے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ اگر اس رسول سے ملو ہمارا سلام
کہو۔ اُس رسول کی کمر اک مہرِ رسول کی حامل ہوگی، اسم احمد ہوگا اور وادیٔ اُحد اُس کا
محرم ہوگا۔ اُس رسول کے موئے سر اوسط ہوں گے اور اس کا ہر معاملہ اوسط ہوگا۔
مکّہ مکرمہ اُس کا مولد ہے، مگر مکّے کے لوگ اُس رسول کو مکّے سے دُور کر کے اُس سے
محروم ہوں گے اور وہ وادیٔ اُحد کے اک مصر آکر ٹھہرے گا۔ اس رسول کے سارے
احوال ہم کو سارے امصار و ممالک گھوم کر اسرائلی علماء سے معلوم ہوئے۔"

کئی سال اُدھر اُس حال کے راویٔ عامر اسلام لائے اور ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم سے سارا حال کہہ کر اُس مردِ صالح کا سلام کہا۔ سرورِ عالم اُس کے لئے دُعا گو
ہوئے اور لوگوں کو اطلاع دی کہ اُس مردِ آگاہ کو دارالسلام حاصل ہوا۔

اس طرح کا اک اور حال ولدِ عمرو[2] سے مروی ہے کہ ہم کئی لوگوں کے ہمراہ سُواع[3]
کے صومعے آکر ٹھہرے اور اک موٹی گائے سواع کے لئے کاٹی کہ اُس کو مسرور کر کے
اُس کی مدد ہم کو حاصل ہو۔ معاً سارے لوگوں کو اُس سے صدا آئی:

"لوگو! وہ لمحہ آلگا کہ لوگوں کے لئے اللہ کا وہ رسول آئے کہ حرام کاری کو روکے
گا اور مٹی کے المئوں کے سارے رسوم کو محو کر دے گا۔ سماوی علوم ہم لوگوں سے روکے
گئے اور ہم کو ملائک کے واسطے سے آگ ماری گئی۔"

ہم لوگوں کو اس صدا سے ڈر لگا اور مکّہ مکرمہ لوٹ آئے اور سارے لوگوں سے
اس رسول کے لئے سائل ہوئے مگر لوگ رسول کے حال سے لاعلم رہے۔ اس طرح

---

[1] زید بن عمرو بن نفیل، جو توحید کے قائل تھے، اُن سے عامر بن ربیعہ کی روایت ہے (حوالہ بالا)۔
[2] سعید بن عمرو الہذلی، ابن سعد ص [3] سواع: ایک مشہور بُت تھا، اس کا ذکر قرآن کریم میں بھی
آیا ہے۔

گھوم گھام کر ہم ہمدمِ مکرمؓ[1] سے ملے اور سارا حال کہا۔ اُس سے معلوم ہُوا کہ ہاں! اس طرح کے اک رسول کی آمد ہوئی ہے اور وہ سارے لوگوں کے لئے راہِ ہدیٰ لائے۔

ہم اس حال کو معلوم کر کے رُکے رہے کہ ہم کو معلوم ہو کہ اہلِ مکہ کا اُس رسول سے کس طرح کا سلوک ہوگا۔ مگر دل کو اس کا ملال ہے کہ ہم اُس لمحہ اسلام سے دُور رہے اور کئی سال اسی طرح ٹال کر اسلام لائے۔

رسول اللہ کی دُعا گاہ

اللہ کا رسول اہلِ عالم کی گمراہی اور دل علمی کے احوال سے اُداس رہا اور سارے مکروہ اعمال اور رسوم سے الگ اللہ سے دُعا گو رہا۔ مگر اس سال رسول اللہ ؐ کا دل لوگوں اور لوگوں کے احوال سے کٹ ہُوا۔ اُس آدمِ ملک ادا کو اس عالمِ مادی سے لگاؤ کہاں؟ مکے سے ڈھائی کوس دُور کہسار کی اک کھوہ کہ "حرا" کے اسم سے موسوم ہے اللہ کے رسول کی آہِ سحرگاہی سے معمور ہوئی اور ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا معمول ہُوا کہ وہ وہاں آکر اللہ واحد کے آگے رو رو کر لوگوں کی اصلاحِ اعمال و احوال کے لئے دُعا گو ہوئے۔ حمد و دُعا کے کلموں اور اللہ اللہ کے اسم سے رُوح و دل کو سرمدی سرور ملا۔ اسی طرح اک عرصہ رسول اللہ ؐ کا معمول رہا اور اللہ کا رسول اللہ کے آگے محوِ حمد و دُعا رہا۔

ولدِ عمرؓ[2] سے مکالمہ

رسول اللہؐ کے مملوک ولدِ محمدؓ[3] سے مروی ہے کہ وہ اک سحر کو رسول اللہ ؐ کے ہمراہ

---

[1] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [2] زید بن عمرو بن نفیل: صحیح روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا انتقال بعثت سے پہلے ہوگیا تھا۔ چنانچہ عامر بن ربیعہ کی روایت اوپر گزر چکی ہے کہ وہ (بقیہ حاشیہ ص۶۹ پر ملاحظہ ہو)

عوائی مکہ گئے۔ وہاں اک عالمِ موحد اور مردِ آگاہ سے ملے اور کہا کہ "اے عم ہمارے لوگ مکروہ رسوم اور اعمال کے دلدادہ ہو گئے اور اللہ واحد کی راہ سے ہٹ کر بتوں کے ذلتوں سے دل لگا کر گمراہ ہوئے۔ اس کا کوئی مداوا کرو کہ لوگ آگ کے الم سے رہا ہوں اور لوگوں کو اللہ واحد کا علم ہو۔ وہ عالم مکرم رسول اللہ سے مسکرا کے ملے اور کہا کہ دُور دُور کے امصار و ممالک گھوما ہوں اور "روح اللہ" رسول کی دعگی کے علماء سے ملا ہوں۔ کئی علماء سے معلوم ہوا کہ وہ دور آلگا ہے کہ اللہ کا اک رسول مکہ مکرمہ ہی سے اُٹھے گا اور وہ اسلام کا علمدار ہوگا۔ اسی احساس کو لے کر مکہ مکرمہ لوٹا ہوں کہ اس رسول سے ملوں گا۔ مگر مکہ مکرمہ کے احوال اسی طرح رہے، اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ رسول کس سال آئے گا۔"

اس طرح ہادیٔ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم امرِ دعی سے اُدھر سارا عرصہ ساعی رہے کہ لوگوں کے احوال کی اصلاح ہو۔

(بقیہ حاشیہ ص۶۶ سے آگے) بعثت سے پہلے انتقال کر گئے تھے۔ محدثین ان کو صحابہ میں شمار کرتے ہیں شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ مومن تھے اور آنحضرتؐ سے بعثت سے پہلے ملاقات بھی ہوئی۔ (اصح السیر ص۳۵)

سلہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تھا۔ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ زید بن محمد کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔

اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا، کمال رحم والا ہے

حصۂ دوم

رسول اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم

کا

مکّی دور

وحیِ اوّل سے لے کر وداعِ مکّہ تک کے

سارے احوال لئے ہوئے ہے:

وحیٔ اوّل کی آمد

اللہ اللہ کرکے وہ لمحہ مسعود اور وہ اَمرِ الٰہی آکے رہا کہ اُس کی آمد کی اطلاع اہلِ عالم کو رسولوں کے واسطے سے دی گئی۔ وہ لمحۂ سعد کہ سارے عالم کے علماء اُس کی آمد کے لئے اللہ کے آگے سر جھکائے محوِ دعا رہے۔ وہ لمحہ محمود کہ سارے عالم کے گم کردہ راہوں کے لئے مہرِ علم دمکل ہو کر طلوع ہوا اور لوگوں کو لاعلمی کی گہری کھائی سے رہائی ملی۔ وہ لمحہ موعود کہ سالہا سال سے اللہ کے اس وعدے کی دلوں کو آس رہی۔ مآل کار اللہ کا وعدہ مکمل ہوا۔

اللہ کے رسولؐ کی عمر ساٹھ کم سو سال ہوئی۔ اک سحر کو وہ حرا کی گود کو معمور کئے محوِ دعا د الحاح ہوئے۔ اللہ کا حکم ہوا اور ملائک کے سردار امرِ وحی لے کر آئے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کو سلام کر کے کہا کہ " اے رسول! اللہ کے اس کلام کو کہو"[1] رسولِ اکرمؐ کے دل کو ڈر سا طاری ہوا۔ اور کہا" اے سردارِ ملائک! اُمّی ہوں! اسی طرح دہرا کر کہا کہ اُمّی ہوں۔ سردارِ ملائک لگے آئے اور صدرِ رسولؐ کو گلے لگا کر کہا "اے رسول اس کلام کو کہو" رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کلامِ الٰہی کے اُس حصے کو کہہ کر مسرور ہوئے۔ کئی علماء کی رائے ہے کہ سردارِ ملائک وہ کلام لکھا ہوا لائے۔ اک لوحِ مرصع اُس کلام کی حامل رہی۔ وہ لوح رسول اللہؐ کو دے کر کہا کہ اے رسول! اس کلام کو کہو"[2]

وحی کے اسرار و حکم سے روح و دل مالا مال ہوئے اور لگے کہ اس رد صارع

---

[1] حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا کہ اقرأ " یعنی پڑھو! آپ نے جواب دیا کہ" ما انا بقارئ " میں پڑھ نہیں سکتا" (سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۱) [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جواب سے کہ میں پڑھ نہیں سکتا" العین

(بقیہ حاشیہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

کو رسولِ اُمم کا عہدۂ اعلےٰ عطا ہوا۔ امرِ الٰہی کا کوہِ گراں اٹھائے اور اولادِ آدم کی اصلاح کے اس امرِ اہم کے احساس سے سرگراں گھر لوٹے۔ روح و دل کو اللہ کا ڈر طاری ہوا۔ سردی سی محسوس ہوئی۔ گھر آ کر عروسِ مکرمہ سے کہا کہ "ردا اوڑھاؤ"[1] حواس اکٹھے ہوئے۔ عروسِ مکرمہ سے سارا حال کہا اور کہا کہ ہم کو ڈر ہے کہ ہماری روح ہم سے الگ ہو گئے[2] عروسِ مکرمہ سارا حال معلوم کر کے آگے آئی اور کہا کہ "رحم و کرم اور صلۂ رحمی کے عامل کو اللہ کی آس رہے۔ اللہ اس آدمی کو کس طرح رسوا اور ہلاک کرے گا کہ وہ دوسروں کا ہمدرد ہو اور محروموں کا آسرا۔ ہم کو اللہ سے آس ہے کہ مکے کا مردِ صالح اللہ کا رسول ہو گا۔ اس اللہ والی سے دلاسے کے کلمے ملے دل ہلکا ہوا۔ عروسِ مکرمہ اٹھی اور کہا کہ اے رسول آؤ، ہمارا اک ولدِ عم عالم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹ سے آگے) آتی ہوں، یہ اشکال ہوتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ پڑھو (قرأت یعنی زبان سے پڑھنا اور ادا کرنا امی ہونے کے منافی نہیں ہے۔ اس لئے آنحضرتؐ نے یہ جواب کیوں دیا کہ میں پڑھ نہیں سکتا۔ آنحضرتؐ لکھی ہوئی تحریر نہیں پڑھ سکتے تھے، مگر زبان سے الفاظ ادا کر سکتے تھے۔ لیکن حضرت جبرائیلؑ جواہرات سے مرصع ایک صحیفہ لے کر آئے تھے جس پر سورۂ علق کی وہ آیاتِ کریمہ تحریر تھیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔ اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب "ما انا بقاری" بالکل درست ہے اور اگر حضرت جبرائیل علیہ السلام کوئی تحریر نہیں لائے تھے تو اس صورت میں ما انا بقاری کا مطلب یہ نہیں ہو گا میں تحریر نہیں پڑھ سکتا بلکہ یہ ہو گا کہ وحی الٰہی کی وحشت اور ہیبت سے مجبور ہے یہ الفاظ ادا نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ بعض روایات میں آپؐ کا جواب ان الفاظ میں منقول ہے کہ کَیْفَ اَقْرَأُ " اسی بنا پر "ما انا بقاری" کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ میں پڑھ نہیں سکتا۔ (سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۰۸ ج ۱، بحوالہ اشعۃ اللمعات، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ) یہاں لکھو کا لفظ "پڑھو" ہی کے معنے میں رکھا گیا، مجبوری ظاہر ہے۔

[1] فرمایا کہ زمّلونی زمّلونی، مجھے اوڑھاؤ، مجھے اوڑھاؤ۔ [2] مجھے اندیشہ ہے کہ میری جان نکل جائے یہاں ہلاک ہونے کا لفظ بھی لکھا جا سکتا تھا مگر سوئے ادب کے خیال سے اُسے ترک کر دیا۔ ۱۲

موحد[1] ہے اور دین کا عالم ہے۔ اُسی سے اِس امرِ اہم کا حال معلوم ہو گا۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اُٹھے اور عروسِ مکرمہ کے ہمراہ اُس عالم کے گھر گئے اُس سے مِل کر سارا حال کہا۔ اُس عالمِ موحد سے معلوم ہوا کہ اللہ کا وہ نائب وہی ہے کہ موسیٰ رسول کے لئے کلامِ الٰہی لے کر وارد ہوا اور اطلاع دی کہ تم کے اس مردِ صالح کو اللہ کے حکم سے "رسولِ امم" کا عہدہ عطا ہوا ہے۔ اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) اگر ہم کو وہ دور ملا، ہم اللہ کے رسول کے حامی ہوں گے۔ اس کے علاوہ اُس عالم سے معلوم ہوا کہ اہلِ مکّہ اللہ کے اس رسولؐ کے اعداء ہو کر اور اُس کو مکّہ مکرمہ سے دور کر کے اُس کے علوم و حکم سے محروم ہوں گے۔

اس طرح اس عالمِ موحد سے سارے احوال کہہ کر سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم گھر لوٹے۔

وہ لوگ کہ اوّل اسلام لائے[2]

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اللہ کا حکم ہوا کہ اوّل اوّل گھر والوں کو اسلام کی راہ دکھاؤ۔ عروسِ مکرمہ سے کہا کہ اے محرمِ دل! اللہ واحد ہے اور محمد اللہ کا رسول ہے۔ اسلام لے آؤ۔ عروسِ مکرمہ اُسی دم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ کر اسلام لائی اور سارے لوگوں سے اوّل اس کو اسلام کا اکرام ملا اور مسلمۂ اوّل کہلائی۔ وحیٔ اوّل سوموار کو آئی اور اُسی سوموار کو عروسِ مکرمہ اسلام سے مالامال ہوئی۔

---

[1] ورقہ بن نوفل: یہ توریت اور انجیل کے بڑے عالم تھے اور سریانی سے عربی میں انجیل کا ترجمہ کرتے تھے۔ بُت پرستی چھوڑ کر نصرانی ہو گئے تھے۔ اس واقعے کے کچھ ہی دنوں بعد اُن کا انتقال ہو گیا۔ ہو گیا۔ مستدرک حاکم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ورقہ کو بُرا مت کہو میں نے اس کے لئے جنّت میں ایک یا دو باغ دیکھے ہیں (سیرۃ المصطفیٰ ص۷۸)

[2] سابقین اوّلین ۔

رسول اللہ کے ولدِ عم علی کرمہ اللہ، رسول اللہ کے گھر آئے۔ عروسِ مکرمہ اللہ کے آگے کھڑی ہو کر محوِ حمدِ الٰہی ہوئی۔ عروسِ مکرمہ سے کہا کہ اس عمل کا معاملہ ہم سے کہو۔ رسول اللہ علی کرمۂ اللہ کے آگے آئے اور کہا کہ وہ اللہ واحد کی راہ ہے، اسی راہ کو لے کر سارے رسول آئے۔ اے ولدِ عم! مکے والوں کے الٰہوں سے دُور ہو کر اللہ وحدہٗ کے ہو رہو[1]۔ علی کرمۂ اللہ کو سرکارِ دو عالمؐ سے اوّل ہی سے دل لگا ڈر ہا، وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اوّل والدِ مکرم کو اس حال کی اطلاع دے کر والد کی رائے لوں گا، مگر رسول اللہؐ کو ڈر ہوا کہ عم سردار کو سارا حال معلوم ہو گا۔ اس لئے کہا کہ اس حال کو عم سردار سے دُور رکھو، علی کرمۂ اللہ گھر آ گئے، مگر اگلی ہی سحر کو اسلام کے لئے آمادگی عطا ہوئی اور ہادیٔ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے گھر آ کر کہا کہ کس امر کے لئے اللہ کا رسول مامور ہوا ہے؟ کہا۔ اے ولدِ عمّ! اس امر کے لئے کہ گواہی دو کہ اللہ واحد ہے اور سارے عالم کے لوگ اُس کی ہمسری سے عاری ہوئے اور مٹی کے گھڑے ہوئے الٰہوں کو دل سے دُور کر دو۔ علی کرمۂ اللہ اُسی دم کلمۂ اسلام کہہ کر اسلام لائے۔ اور عالم کے سارے لڑکوں کے مسلمِ اوّل ہوئے۔ علی کرمۂ اللہ کی عمر اس سال دس سال کی ہوئی۔

ہادیٔ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے اک مملوک کہ رسول اللہ کی اولاد کی طرح رہے، اسی طرح اسلام لا کر رسول اللہؐ کے حامی ہوئے اور مملوکوں کے مسلمِ اوّل کہلائے۔ گھر والے اسلام لے آئے۔ ارادہ ہوا کہ اللہ کا حکم دوسرے ہمدموں کو معلوم ہو۔ رسول اللہؐ کے اک ہم عمر اور ہمدم کہ مکے والوں کے لئے کرم رہے اور کئی سال سے رسول اللہؐ کے ہمدم رہے[2]۔ گھر آ کر رسول اللہؐ سے ملے۔ رسول اللہؐ سے اللہ کا حکم معلوم ہوا۔ اُسی دم

---

[1] حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسلام لانے کا یہ سارا واقعہ البدایہ والنہایہ سے لیا گیا ہے (سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۲۳)

[2] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بعثت سے پہلے ہی سے آنحضرتؐ کے دوست تھے اس لیے ان کے لیے ہمدم مکرم کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔

دل اسلام کے لئے آمادہ ہُوا اور اُسی لمحہ اسلام لے آئے۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا کلام ہے :

"سارے لوگ اسلام کے امر سے اوّل اوّل رُکے اور ڈرے مگر ہمدم مکرّم کہ ہر رکاوٹ اور ہر ڈر سے دُور رہے اور اُسی لمحہ اسلام لا کر رسول اللہؐ کے ہمدم ہُوئے۔" [1]

اس کے علاوہ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اور ہمدم مکرّم کی سعی سے مکّہ مکرّمہ کے کئی لوگ اسلام لا کر رسول اللہؐ کے ہمدم ہُوئے۔ ہمدم مکرّم کی سعی سے ولد العوام [2]، طلحہ [3]، سعدؓ [4] اور اسلام کے حاکمِ سوم اور رسول اللہؐ کے داماد اور اک اور ہمدم رسول اسلام لائے [5] بعددِں مکرّمہ کے علاوہ کُل آٹھ ہمدم سارے لوگوں سے اوّل مُسلم ہُوئے۔ اوّل اسلام والوں کا حال اس لئے اہم ہے کہ وہ دُوسرے اہلِ اسلام سے سِوا مکرّم و مسعود ہُوئے اور کلامِ الٰہی سے سارے اوّل ہمدموں کے لئے گواہی آئی۔

اس کے علاوہ دو دُوسرے ہمدم کہ اسلام کے دورِ اوّل کے مسلم ہُوئے۔ علماء سے اس طرح مسطور ہُوئے۔ ولد مسعودؓ، سلمہ کے والد، امّ عمّارؓ، عمّار، ہمدم مکرّم کی لڑکی اسماءؓ، سلامہ کی لڑکی اسماءؓ، ولد عمرو، دوسرے ہمدم مسعودؓ، عامر، معمّرؓ اور دُوسرے کئی لوگ اوّل اسلام

---

[1] سب سے پہلے کون اسلام لایا۔ اس معاملے میں مختلف روایتیں ہیں۔ کوئی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حق میں ہے، کوئی حضرت علی رضؓ کے اور کوئی حضرت ابوبکرؓ کے مگر ساری روایتوں سے اتنی بات بغیر کسی تردد کے ظاہر ہوتی ہے کہ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ لڑکوں میں حضرت علیؓ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہؓ اور بڑوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے اوّل اسلام لائے۔ [2-3-4] حضرت ابوبکرؓ کی کوششوں سے پانچ صحابہ کرام اسلام لائے۔ حضرت زبیر بن عوام، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (رحمۃ للعالمین ص) [5] حضرت عبدالرحمٰن بن عوف [6] ان حضرات کے پورے نام بالترتیب اس طرح ہیں (۱) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، حضرت ابوسلمہ، ام عمّار، عمّار، حضرت اسماء، اسماء بنت سلامہ، حضرت سلیط بن عمرو، حضرت مسعود بن ربیعہ، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت معمر بن الحارث۔

لاکر اس اکرام کے حصہ دار ہوئے۔ الحاصل اس طرح کُل آدھے سو سے اک کم لوگ اسلام لاکر اللہ کے رسول کے ہمدم ہوئے[1]

رسولِ اللہؐ کا دورِ ملال

کوہِ حرا کی وحیٔ اوّل سے اِدھر اک عرصہ وحی کا سلسلہ رُکا رہا اور وہ سارا عرصہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے لئے ملال و الم کا عرصہ رہا۔ ہادیٔ اکرمؐ اس سارا عرصہ ہر دم ملول رہے اور دل کو اللہ کا ڈر طاری رہا کہ اللہ کی درگاہ سے وحی کا سلسلہ کس لئے رُکا ہُوا ہے؟ سارے ہمدم رسول اللہ کی دلداری کے لئے ساعی رہے۔ مآل کار اللہ کا حکم ہُوا اور سردارِ ملائک اللہ کی وحی لے کر آئے اور اس طرح سے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے دل سے وہ ملال و الم دُور ہُوا اور سرِ دل سے امرِ اسلام کے لئے ساعی رہے۔

دو اور اک سال اللہ کے رسول کو حکم رہا کہ وہ اِکا دُکا لوگوں کو اسلام کی راہ دکھائے کہ لوگ اس امرِ الٰہی کے عامل ہوں۔ رسول اللہؐ کا معمول اسی طرح رہا اور لوگ الگ الگ اسلام لاکر ہادیٔ اکرمؐ کے حامی ہوئے۔

کُھلم کُھلا امرِ اسلام کا حکم

وحی کے واسطے سے اللہ کا حکم وارد ہُوا کہ :۔

"اے رسول! کُھلم کُھلا لوگوں کو اسلام کی راہ دکھاؤ اور گمراہوں سے الگ رہو اور اوّل اُسرۂ رسول کے لوگوں کو ڈراؤ اور وہ لوگ کہ اسلام لائے، ساروں سے ملائمی اور کرم کا سلوک کرو اور کہہ دو

---

[1] اصح السیر میں سابقین اوّلین کی فہرست ۴۰ اصحاب کے ناموں پر مشتمل ہے۔ (محمد صدیقی)

کہ مامور ہوا ہوں کہ لوگوں کو کھلم کھلا ڈراؤں[1]"

ہادیٔ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اس امرِ الٰہی کو لے کر کھڑے ہوئے اور سارے اُسرے کو اکٹھا کر کے اللہ کا حکم آگے رکھا اور کہا کہ "اے لوگو! اللہ کا رسول ہو کر مامور ہوا ہوں کہ لوگوں کو اللہ واحد کی راہ دکھاؤں۔ اُسی اللہ واحد کی راہ لگو کہ اس عالم اور اہلِ عالم کے سارے اُمور کا واحد مالک ہے۔"

مگر لوگ ہٹ دھرمی اور ناعلمی کی راہ لگے رہے[2]۔ مکّے کے کہساروں سے صدا دی کہ "اے ہمارے اعمام[3] اور اولادِ اعمام! اے مکّے کے لوگو! ادھر آؤ۔" وہ سارے لوگ اکٹھے ہو گئے، ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کھڑے ہوئے اور سارے لوگوں سے اس طرح ہم کلام ہوئے۔

"اے لوگو! اگر اطلاع دوں کہ اس کوہ کے اُدھر سے اعداء کا اک عسکر آ رہا ہے۔ اس اطلاع کو صاد کرو گے کہ رد کر دو گے؟"

کہا "واللہ! اے محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم) ساری عمر ہم لوگوں کے ہمراہ رہے ہو۔ ہم کو معلوم ہے کہ اگر کوئی کلام کرو گے وہ کلام اٹل ہو گا۔"

---

[1] یہ غیر منقوط ترجمہ قرآنِ کریم کی اس آیت کا کیا گیا ہے: فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ۰ وانذر عشیرتک الاقربین ۰ واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین ۰ وقل انی انا النذیر المبین (جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس کا صاف صاف اعلان کر دیجئے اور مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے اور سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے اور جو مومنوں میں سے آپ کا اتباع کرے اُس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے اور کہہ دیجئے کہ میں صریح ڈرانے والا ہوں"

[2] اس بارے میں دو تین روایتیں ہیں۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے سب لوگوں کو گھر میں جمع کر کے عام دعوت دی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ کوہِ صفا پر چڑھ کر اعلان کیا۔ سیرت کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے واقعات اپنی اپنی جگہ درست ہیں اور آپؐ نے ان سارے طریقوں سے لوگوں کو اسلام کی عام دعوت دی۔

[3] اعمام: عم کی جمع یعنی چچا ؞

کہا کہ "اے لوگو! معلوم ہو کہ اللہ واحد ہے اور وہی سارے اُمور کا واحد مالک ہے، اس کا امر ہُوا ہے کہ لوگوں کو اُس آگ سے ڈراؤں کہ گمراہوں کے لئے دہکائی گئی ہے۔"

عم مردود کھڑا ہُوا اور رسول اللہ صلعم سے سوئے کلام کر کے کہا کہ "اسی لئے ہم اکٹھے کئے گئے؟ اور سارے لوگوں کو ہمراہ لے کر لوٹا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کی وہ صدا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اہلِ مکّہ کے لئے اک دھماکہ ہو کر آئی۔ اس صدائے رسولؐ سے اہلِ مکّہ دو گروہ ہو گئے۔ مکّے کے سادہ کار اور سادہ دِل لوگ اسلام لا کر اللہ اور اُس کے رسولؐ کے حامی ہُوئے اور وہاں کے مالدار اور سردار اور سرگردہ لوگ ہٹ دھرمی اور حسد کی راہ لگے۔ مکّے کے گمراہوں کا گروہ اہلِ اسلام کا عدو ہو کر ساعی ہُوا کہ مسلموں کو ہر طرح سے اسلام کی راہ سے روکے۔

ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اک سحر کو حرم مکّہ آکر "دارُ اللہ" کے آگے کھڑے ہوئے اور صدا دی کہ "اللہ واحد ہے" اہلِ مکّہ اس صدا سے کھول اُٹھے اور رسولِ اکرمؐ کے گرد آکر حملہ آور ہوئے[1]۔ رسول اللہ کے اک ہمدم والدِ ہالہ[2] کے ولد کو معلوم ہُوا وہ گھر سے اُٹھ کر آئے اور رسول اللہ صلعم کے حامی ہو کر لڑے۔ اللہ اور اُس کے رسول کے اعداء مل کر حملہ آور ہوئے اور وہ لڑ کھڑا کر گرے اور اس طرح وہ اسلام کے اوّل مسلم ہُوئے کہ اللہ اور رسول کے لئے لڑ کر مارے گئے۔

اہلِ اسلام کا دَورِ آلام

مکّے کے سارے گمراہ رسول اللہ صلعم اور اہلِ اسلام کے عدو ہو گئے اور سارے

---

[1] سیرۃ النبیؐ جلد اوّل صفحہ ۲۱۱ بحوالہ صحیح بخاری۔ [2] حضرت حارث بن ابی ہالہ اسلام کے سب سے پہلے شہید ہیں جو کفار سے لڑ کر شہید ہوئے۔ (سیرۃ النبیؐ ج ۱ ص ۲۱۱)

لوگ مل کر اہلِ اسلام کی رُسوائی اور الم رسانی کے لئے ساعی ہوئے۔ اللہ والے اللہ کے گھر سے دُور رکھے گئے۔ ہر ہر گام ردّ و کد اور لڑائی کا سلسلہ ہوا۔ اہلِ اسلام سرِعام رُسوا کئے گئے۔ دھتکارے گئے کوڑوں سے مارے گئے اور ہر طرح کے آرام سے محروم کئے گئے۔ مگر اللہ اور رسولؐ کے حامی "اللہ احد"[1] کی صدا لگا کر سارے صدمے سہہ گئے اور اسلام کا کاروان اللہ کے حکم سے رواں دواں رہا۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے اک ہمدم[2] اور مکّے کے اک سردار کے مملوک کہ رسول اللہؐ کے حکم سے "صدائے عمادِ اسلام"[3] کے لئے مامور ہوئے طرح طرح سے دُکھی کئے گئے۔ اُس کا مالک رحم اور ہمدردی کے احساس سے سدا محروم رہا وہ اس مملوک کو دُکھ اور الم دے کر مسرور ہوا۔ گاہ گائے کی کھال لا کر اُس مملوک کو اوڑھا دی گاہ لوہے کی صدری اوڑھا کر لُو اور گرمی کے حوالے ہوئے۔ گاہ رسّی گلے ڈال کے لڑکوں کے حوالے کئے گئے۔ مگر اُس اللہ والے سے "احد" "احد" ہی کی صدا آئی اور اللہ کے لئے وہ سارے صدمے سہہ کر مسرور ہوئے۔

اسی طرح ہمدمِ رسولؐ عمّار[4] کا معاملہ ہے۔ اُس کو طرح طرح کے آلام اور دُکھ دے کر مکّے والے مسرور ہوئے اور کہا کہ اسلام سے الگ رہو۔ مگر رسول اللہؐ کا وہ ہمدم ڈٹا رہا اور ہر طرح کے دُکھ سہہ کر اللہ اور اُس کے رسولؐ کا حامی رہا۔ وہ ہمدم

---

[1] حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلام تھے۔ اُن کا مالک اُن کو گرم ریت پر لٹا کر کوڑے لگاتا، رسّی باندھ کر کھینچتا مگر حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ "اللہ احد، اللہ احد" کا نعرہ لگاتے رہے۔

[2] حضرت بلال حبشیؓ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ وہ انہیں یہ ساری اذیتیں دے کر خوش ہوتا تھا اور آپ کے منہ سے بے اختیار "احد، احد" نکلتا تھا۔ [3] نماز کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے "الصّلوٰۃ عماد الدین" نماز کو تعبیر کرنے کے لئے کوئی دُوسرا لفظ اُردو کا غیر منقوط نہیں مل سکا اس لئے اس حدیث کا لفظ عماد اختیار کیا۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسلام کے سب سے پہلے مؤذن تھے۔ [4] حضرت عمّار ابن یاسرؓ

رسول آگ سے لگا کر لٹا تے گئے۔ اک سحر کو اس ہمدم رسول کے لئے لوگ آگ لائے اور اس کو لٹا کے اُس کے گرد کھڑے ہوئے۔ ہادیٔ اکرمؐ اُس راہ سے آئے اور عمار کے سر کو مس کر کے اس طرح دُعا گو ہوئے :

"اے آگ! عمار کے لئے سرد اور سلام ہو، اُسی طرح کہ معمارِ حرم کے لئے سرد اور سلام ہوئی [1]"

دُوسرے علماء سے مروی ہے کہ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم سے اس طرح دلاسے کے کلمے ملے :

"اے عمار اور اُس کے گھر والو! حلم سے کام لو، دارالسلام کی دلی مُراد ہے کہ وہاں آکر رہو [2]"

ہمدم رسول عمار کی کمر اس آگ سے کالی ہو گئی اور ساری عمر اسی طرح رہی۔

اسی طرح مکے والوں کا رسول اللہ ؐ کے اور کئی ہمدموں سے اسی طرح کا سلوک رہا اور وہ سارے کے سارے آلام سہہ سہہ کر ڈٹے رہے اور اللہ کے آگے کامگار و مسرور ہوئے۔ ہر ہر ہمدم کے آلام کو الگ الگ اگر لکھوں اک مکمل رسالہ اس کام کے لئے درکار ہوگا۔

رسول اللہ ؐ کے ہمدموں کے اس دورِ آلام کا حال ہمارے لئے اور سارے اہلِ اسلام کے لئے اک درس ہے کہ اسلام کے حصول کے لئے کس کس طرح کے دُکھ سہے اور اک ہمارا حال ہے کہ ہم کو اللہ کے کرم سے اسلام کی راہ اس طرح مل گئی کہ ہر طرح کے دُکھ اور الم سے دُور رہے۔ اللہ ہم اہلِ اسلام کو اس کا اہل کرے کہ ہم اسلام کے اس کرمِ لامحدود سے آگاہ ہو کر اس کے احکام کے عامل ہوں اور رُوح و دل

---

[1] آنحضرتؐ نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیر کر یہ فرمایا یا نار کونی برداً و سلماً علی عمار کما کنت علی ابراہیم" (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۱۰۱)

[2] فرماتے کہ "جنت تمہاری مشتاق ہے" (سیرۃ المصطفیٰ ج ۱ ص ۱ بحوالہ استیعاب لابن عبدالبر)

اور مال سے اس کے لئے ساعی ہوں ۔

علمائے اسلام کی رائے ہے کہ رسول اللہ کے ہم دموں کے لئے کہ مکے والوں کے سارے آلام سہہ کر ڈٹے رہے ۔ کلامِ الٰہی وارد ہوا ۔ اُس کلام کا ماحصل اس طرح ہے :

"وہ لوگ کہ طرح طرح کے آلام سہہ کر رسول اللہ کے ہمراہ مکے کو الوداع کہہ کر سوئے معمورۂ رسول راہی ہوئے اور علم کے حامل رہے اور اللہ کے لئے لڑے ۔ساروں کے اعمالِ سُو محو ہوں گے اور اللہ کا کرم ساروں کو حاصل ہو گا "[1]

الحاصل اسلام کا وہ دورِ اوّل اہلِ اسلام کے لئے کڑے آلام اور دکھوں کا دَور رہا ۔ اسلام کے وہ اوّل رکھوالے ہر طرح کسوٹی سے کَسے گئے ۔ اس لئے کہ وہ اس عالی وحی کے علوم و اسرار کے رکھوالے ہو کر اہلِ عالم کے امام ہوں گے ۔ اللہ کے کرم سے وہ اللہ والے ہر کھوٹ سے دُور اور کھرے ہو کر اہلِ عالم کے آگے آئے ۔

اِک مملوکہ صالحہ[2] کا معاملہ

ہمدمِ گرامی عُمر حصولِ اسلام سے اُدھر ہادیٔ عالم صلّی اللہ علٰی رسولہٖ وسلّم سے کھرے عدو رہے اور اہلِ مکّہ کے ہمراہ اہلِ اسلام کو طرح طرح کے دُکھ دے کر مسرور ہوئے ۔ اُس کی اک مملوکہ اللہ کے کرم اور اُس کی عطا سے اسلام لے آئی ۔ عمر کو

---

[1] قرآن کریم کی یہ آیت انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے مکّہ والوں کے ظلم برداشت کئے: ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰھَدُوْا وَصَبَرُوْا ۔ اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ "بیشک تیرا رب اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے مصائب اور آلام کے بعد ہجرت کی، جہاد کیا اور صبر کیا ، بیشک تیرا رب اُن کی مغفرت کرنے والا اور اُن پر رحم کرنے والا ہے ۔" زیرِ منقوطہ عبارت میں اس آیت کا منشا ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے ، وہ آیت کا ترجمہ ہرگز نہیں ہے ۔ [2] حضرت زنیرہؓ حضرت عمرؓ کی کنیز تھیں ۔ ان کی مار سے اندھی ہو گئی تھیں (سیرۃ المصطفٰی ج ۱ ص ۱۰۱)

معلوم ہُوا، اس صالحہ کو اس طرح کی مار ماری کہ وہ آدھ مری ہوگئی اور عمر ہی کی مار سے وہ اَعمیٰ[1] ہوگئی۔ مکّے کے سردار اس سے مسرور ہُوئے اور کہا کہ ہمارے اِلٰہوں کے حُکم سے وہ اَعمیٰ ہوگئی ہے۔ اُس مملوکہ صالحہ کو اس کلام سے ملال ہُوا اور کہا کہ مٹی کے اِلٰہ مکّے والوں سے سوال علم رہے ہے۔ اللہ کا حُکم ہمارے لئے اسی طرح ہُوا۔ اللہ سارے اُمور کا مالک ہے، اگر اس کا حُکم ہو وہ اس مملوکہ کو دَم کے دم عام لوگوں کی طرح اس روگ سے دُور کر دے۔

اللہ کے کرم کی اک لہر آئی اور وہ مملوکہ اُس کے حکم سے معمول کی طرح ہوگئی۔ اہلِ مکّہ کو معلوم ہُوا۔ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) کے سحر سے اس طرح ہُوا۔ ہم مکرم اس مملوکہ کو مول لے کر آئے اور اس کو رہا کر کے اللہ اور اُس کے رسول کے آگے کامگار و مسرور ہُوئے۔

عمّ سردار کا حوصلہ

عمّ سردار کو سارے احوال معلوم ہُوئے۔ احساس ہُوا کہ اہلِ مکّہ عموماً رسول اللہ کے عدو ہوگئے اور ہر طرح سے اُس کی اور اُس کے ہمدموں کی الم دہی کے لئے ساعی ہُوئے۔ اس لئے عمّ سردار حوصلہ کر کے آگے آئے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کے حامی ہو کر کھلم کھلا آگے آگئے۔ اس امر سے اہلِ مکّہ کو دھکا لگا۔ اس لئے کہ عمّ سردار ہر گروہ کے لوگوں کے لئے مکرم رہے۔ مکّے والوں کو ڈر ہُوا کہ اُسرۂ رسول کے سارے لوگ لامحالہ اُس کے حامی ہو کر اُس کے گرد اکٹھے ہوں گے۔ اس لئے عمّ سردار کے ڈر سے لوگ رسولِ اکرم سے الگ رہے اور ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اسلام کے لئے اسی طرح ساعی رہے اور اہلِ اسلام کو عمّ سردار کے اس سلوک سے

---

[1] اعمیٰ: اندھی۔

حوصلہ ہُوا۔ اور وہ اللہ کے رسولؐ کے ہمراہ کلمۂ اسلام کے لئے گلی گلی اور گھر گھر گھومے۔

عمِّ سردار سے اہلِ مکّہ کا مکالمہ

اہلِ مکّہ کو کہاں گوارا کہ اللہ کا رسولؐ علَمِ اسلام لے کر گھومے اور مٹی سے گھڑے ہوئے الٰہوں کی راہ کھوٹی کرے۔ اللہ اللہ وہ رسولِ اُمّی کہ سارے عالم کا ہادی ہو کر اہلِ مکّہ کو عطا ہُوا اور وہی لوگ اُس کے عدو ہو کر راہِ اسلام کی رکاوٹ ہوئے۔ وائے لوگوں کی محرومی کہ رحم و کرم کا علمدار لوگوں کو گمراہی کی گہری کھائی سے اُٹھا کر سرمدی اور دائمی آسودگی کی راہ دکھائے اور وہی لوگ اُس کے عدو ہو کر اُس کی راہ کی رُکاوٹ ہوں۔ مگر اللہ کا حکم اسی طرح ہُوا۔

مکّے کے سرکردہ لوگ اکٹھے ہُوئے اور اک دُوسرے سے رائے لی کہ اس معاملہ کا حل کس طرح ہو۔ اک اک کر کے مُسلموں کا عدد سوا ہُوا۔ اس لئے ہمارے لئے اہم ہے کہ محمد (صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم) کا مسئلہ کسی طرح طے ہو۔ رائے ہُوئی کہ عمِّ سردار سے ہی کہو کہ وہ محمد (صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم) کو اس امر سے روک کر ہمارا مسئلہ حل کرے۔ سارے لوگ[1] اکٹھے ہو کر عمِّ سردار کے گھر آئے اور اُس سے کہا۔

"اے سردار! محمد (صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم) کو اس امر سے روکو، وہ ہمارے الٰہوں کا عدو ہُوا اور سارے الٰہوں کے لئے رُسوائی کے کلمے کہے، اُس کی رائے ہے کہ ہماری راہ گمراہی کی راہ ہے[2] اور ہمارے سارے مرحوم لوگوں کے لئے اُس کی رائے ہے کہ وہ دارالآلام کو سدھارے[3] ہماری

---

[1] اس وفد میں یہ لوگ تھے: عتبہ بن ربیع، شیبہ بن ربیع، ابوسفیان بن حرب، عاص بن ہشام اسود بن المطلب، ابوجہل۔ [2] دارالآلام: دوزخ [3] یہ سارا حال اصح السیر سے لیا گیا ہے۔ صہ ۲۰۰

ساری رسوم کو مکروہ کہا۔ اس لئے اے سردار! گو کہ ہمارے لئے مکرم ہو
مگر ہمارا اصرار ہے کہ اس کو اس امر سے روک دو اور اگر ہو سکے اس
کی ہمدردی سے الگ ہو رہو۔"

اس طرح کہہ کر وہ گروہ عم سردار کے گھر سے لوٹا۔ مکے والوں کے اس کلام
سے عم سردار کو دکھ ہوا کہ وہ لوگ اس کے عدو ہو گئے اور دھمکی دے کر گئے۔
عم سردار کا دل اداس ہوا۔ مگر دل سے رسول اکرمؐ کے ہمدرد اور حامی رہے مگر
اسلام کی راہ سے ہٹے رہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم سے آکر کہا کہ اے
ولد صالح مکے کے سردار آئے اور اس طرح کا کلام کر کے گئے۔

عم سردار سے دوسرا مکالمہ

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم امرِ الٰہی کے لئے ساعی رہے اور کھلم کھلا لوگوں
سے کہا کہ لوگو! مٹی کے الٰہوں کی راہ ہلاکی اور رسوائی کی راہ ہے۔ اللہ واحد کا علم حاصل
کرو اور اس ہلاکی سے دور رہو، اکادکا لوگ اسلام لا کر رسول اللہؐ کے حامی
ہوئے اور اسلام کے احکام سے لوگوں کے احوال و اطوار کی اصلاح ہوئی۔

اس حال سے مکے کے گمراہوں کا حسد سوا ہوا اور مآل کار سارے سرکردہ
لوگوں کی رائے ہوئی کہ مکے کے سرداروں کا گروہ عم سردار سے مل کر کھلم کھلا اس
کو دھمکائے اور آمادہ کرے کہ وہ رسول اللہؐ کی ہمدردی سے الگ ہو اور اس
کو ہمارے حوالے کر دے۔ ہوس و حسد کے علمدار اکٹھے ہو کر آئے اور کہا۔

"اے سردار! ہمارے دل سردار کے اکرام سے سدا معمور رہے، مگر
محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) کا معاملہ حد سے سوا ہوا ہے۔ ہمارے الٰہوں
کی اک عرصے سے رسوائی ہو رہی ہے۔ ہم رکے رہے مگر اے سردار!

واللہ! امر محال ہے کہ ہم اس معاملے کو سہہ کر الگ ہوں۔ اسلام کے امر سے مکے کے ہر گھر کے لوگ اک دوسرے کے عدو ہو گئے۔ والد اولاد کا عدو ہوا اور اولاد والد کا۔ سردار کی ہمدردی سے اہلِ اسلام اور حوصلہ ور ہو گئے۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ اس مسئلہ کو اس طرح حل کرو کہ مکہ کا ایک آدمی عمارہؓ ہمارے ہمراہ ہے، اس کو ہم سے لے لو کہ وہ سردار کے ہمراہ اس کے گھر رہے اور اس کے عوض محمدؐ کو ہمارے حوالے کر دو کہ ہم اس کو ہلاک کر کے سارے الہوں کے آگے کامگار ہوں۔ عمارہ اک مالدار آدمی ہے اس کے سارے اموال اور املاک کے مالک رہو گے۔"

عمِ سردار اہلِ مکہ کے آگے ڈٹ کر کھڑے ہوئے اور کہا:

"واللہ وہ امر لے کے آئے ہو کہ عدل سے دور ہے اور گھاٹے کا سودا ہے۔ اس لڑکے کو لائے ہو کہ وہ ہمارے حوالے ہو، ہم اس کو سالم رکھ کر اس کے ہر امر کے لئے ساعی ہوں اور مصر ہو کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) کو ہم سے لے لو اور اس کو مار ڈالو۔ لوگو! اس مکروہ معاملے کی آس کو دل سے دور کر دو۔"

اس کلام سے مکے کے لوگوں کو محسوس ہوا کہ محال ہے کہ عمِ سردار رسول اللہؐ کی ہمدردی سے ہٹ کر الگ ہوں۔ اس لئے کہا کہ اے سردار! محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) کو اس امر سے روک لو۔ اگر اس امر کے حوصلے سے محروم ہو، لڑائی سے اس مسئلہ کا حل ہو گا۔" اس طرح وہ لوگ دھمکی دے کر لوٹ گئے۔

عمِ سردار کو محسوس ہوا کہ مکے والے مل کر اُسرۂ رسول کے لوگوں سے کسی مکروہ

---

[1] یہ شخص عمارہ بن ولید تھا۔ اصح السیر (ص۸۳)

سلوک کے عامل ہوں گے اس لئے ارادہ ہوا کہ وہ رسول اللہؐ سے مل کر مُصر ہوں کہ وہ اس مسئلہ کو کسی طرح حل کرے۔ اس لئے رسول اللہؐ سے آکر کہا کہ اے ولد! ہمارے مکے والے ہم لوگوں کے عدو ہوگئے۔ وہ اکٹھے ہو کر آئے اور اس طرح دھمکی دے کر لوٹے۔ اس لئے اے محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) ہم لوگوں کے حال سے رحم کا معاملہ کرو، اگر ہو سکے اہلِ مکہ سے کوئی معاملہ طے کر کے اس مسئلہ کو حل کر لو۔"

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کو محسوس ہوا کہ عمِ سردار! مکے والوں سے ڈر گئے اور اس کا حوصلہ کم ہوا اور وہ مکے والوں کے اصرار سے ڈر کر اللہ کے رسول کی ہمدردی سے الگ ہوں گے۔ اس احساس سے دل دکھا۔ مگر رسولِ اکرمؐ آگے آئے اور کہا اے عمِ مکرم! اللہ کے امر سے مامور ہوں، واللہ! مکے والوں کا ہم سے کوئی سلوک ہو، کسی طرح کا صدمہ آئے۔ اللہ کے حکم سے امرِ اسلام مکمل ہوگا۔ گو اس کے لئے محمدؐ کی روح اس سے الگ ہو۔[1]

عمِ سردار کو رسول اللہؐ کے اس حوصلہ آرا کلام سے حوصلہ ہوا اور کہا کہ اے ولد! امرِ اسلام کے لئے ہر طرح ساعی رہو۔ کسی کا حوصلہ کہاں کہ وہ عمِ سردار کے لاڈلے کو کوئی دکھ دے۔[2]

دوسرے کئی علماء سے مروی ہے کہ مکے کے سردار عمِ سردار کے گھر آئے اور عمِ سردار سے کہا کہ "محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) کی ہمدردی سے الگ ہو رہو اور کہا کہ عمارہ کو ہم سے لے لو اور اس کے بدلے محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) کو ہمارے حوالہ

---

[1] روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں، فرمایا کہ "خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند رکھ دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا۔
(سیرت النبیؐ ج ۱ ص ۲۱۹)

[2] حضرت ابو طالب نے فرمایا "جاؤ تم اپنا کام کرو، کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ (حوالہ بالا)

[3] اخبار النبیؐ، ترجمہ اردو طبقات ابن سعد حصہ اول ص ۲۰۰

کرو، اس کلام کو مسموع کر کے عمِ سردار کھڑے ہو گئے اور وہ سارا کلام کہا کہ اس سے آگے مسطور ہوا۔ سرداروں کی رائے ہوئی کہ رسول اللہؐ سے وہ سارے سردار مل کر اس مسئلہ کے حل کے لئے ساعی ہوں۔ عمِ سردار رسولِ اکرمؐ کو لے کر آئے۔ رسولِ اکرمؐ سرداروں کے آگے آئے اور کہا کہ سردارو! کہو کس امر کے لئے آئے ہو؟ کہا "اے محمدؐ! ہمارے الٰہوں سے الگ ہو رہو! اسی طرح ہم محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) کے اللہ سے الگ ہوں۔ عمِ سردار آگے آئے اور کہا کہ ہاں! اے ولد مساوی معاملہ ہے اس کو طے کر لو۔ رسولِ اکرمؐ اس امر کے لئے آمادہ ہوئے اور کہا کہ لوگو! اس امر کے لئے آمادہ ہوں مگر سارے کے سارے اُس کلمہ کو کہو کہ اس کے واسطے سے ممالک و امصار کے مالک ہو گے۔ سردار مسرور ہوئے اور کہا کہ واللہ! اس سے عمدہ معاملہ کہاں ہو گا؟ لاؤ وہ کلمہ ہم سے کہو۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اُٹھے اور کہا کہ کہو "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سارے سردار اک دم کھڑے ہو گئے اور کہا ہم صدہا سال کے الٰہوں سے الگ ہوں امرِ محال ہے اور حسد کی آگ دل سے لگائے گھروں کو لوٹ گئے۔

اس حال سے سارے مکے والوں کو محسوس ہوا کہ عمِ سردار سے کئی مکالمے ہوئے مگر مراد سے محروم لوٹے۔ اس لئے طے ہوا کہ ہر گروہ اس گروہ کے مسلموں کو اس طرح کے دکھ دے کہ وہ دکھوں سے ڈر ہار کر رسول اللہ سے الگ ہوں۔ اس طرح اہلِ اسلام کے آلام اور دکھوں کا سلسلہ رواں ہوا اور مکے والے کھلم کھلا عمِ سردار کے عدو ہو گئے۔

عمِ سردار کا ارادہ ہوا کہ سارے اُسرۂ رسول والے اکٹھے ہوں اور مکے کے سرداروں کی دھمکی کا معاملہ طے ہو۔ رسول اللہؐ کے سارے اعمام[2] اور اولادِ اعمام اکٹھے ہوئے۔ عمِ سردار کھڑے ہوئے اور مکے والوں کا سارا معاملہ آگے رکھا اور کہا کہ اے

---

[1] اصح السیر ص۸۲ [2] اعمام: عم کی جمع چچا ⁂

لوگو! محمدؐ کی مدد کرو۔ سارے لوگ اس کے عدو ہو گئے۔ اِک عم مرد ود کے سوا سارے اُسرے کے لوگ وعدہ کر کے اُٹھے کہ وہ رسول اللہ کے حامی ہوں گے۔

عم سردار اہلِ اُسرہ کی اس ہمدردی اور وعدے سے کمال مسرور ہوئے۔ اہلِ مکہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی اور سرداروں کے مکروہ ارادے اک عرصے کے لئے سرد ہو گئے۔

اس سال کا موسمِ[1] احرام

اللہ کے کرم اور رسول اللہ کی مساعی سے لوگ اسلام لائے اور اسلام کی راہ لوگوں کے لئے سہوار ہوئی۔ کلامِ الٰہی کی سحرکاری اہلِ اسلام کا اسلحہ ہوئی۔ ہر وہ آدمی کہ کلامِ الٰہی کا سامع ہوا۔ اُس کے الہامی کمال سے مسحور ہو کر مسلم ہوا۔ اہلِ مکہ اس سارے حال سے کمال ملول رہے۔

اُس سال کے موسمِ احرام کی آمد آمد ہوئی، مکے کے گمراہوں کو ڈر ہوا کہ دور دور کے لوگ مکہ مکرمہ آکر اس کلام کے سامع ہو لگے اور اس کے سحر کے دلدادہ ہو کر مسلم ہوں گے۔ اس لئے سارے لوگ اکٹھے ہوئے اک سردار کھڑا ہوا اور کہا کہ لوگو! موسمِ احرام آرہا ہے۔ دور دور کے لوگوں کو مکے کے رسولؐ کا علم ہوا ہے وہ ہم سے اس کے احوال کے لئے مُصر ہوں گے۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ سارے لوگ مل کر محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کے لئے کوئی اک رائے ٹھہرا لو کہ ہر آدمی اُسی رائے کو لوگوں سے کہے، اگر ہر آدمی اک الگ رائے دے گا، اُس سے سارا معاملہ کرکرا ہو گا۔

سارے لوگوں کو اُس کی رائے عمدہ لگی، مگر سوال ہوا کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم)

---

[1] موسمِ حج ۔

سکے لئے کوئی اک رائے لاؤ۔ لوگوں کی رائے ہوئی کہ کہو وہ علم رمل[1] کا عالم ہے۔ مگر اک سردار کھڑا ہوا اور کہا کہ واللہ! اُس کا کلام رمل والوں کے کلام سے الگ ہے۔ اسی طرح لوگ الگ الگ رائے لے کر آئے اور ہر رائے رد ہوئی[2] اور مالِ کار طے ہوا کہ سارے لوگ مل کر اُس کو ساحر کہو۔ اس لئے کہ اُس کے کلام سے مکے کے لوگ اک دُوسرے کے عدو ہو گئے۔

موسم احرام کے ماہ دُور دُور سے لوگ مکہ مکرمہ آئے۔ مکے کے گمراہ ہر راہ کے موڑ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ اے لوگو! اس آدمی سے دُور رہو وہ ساحر ہے۔ اُسکے سحر سے لوگ اک دُوسرے کے عدو ہو گئے۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اس موسم احرام کو گلی گلی اور سڑک سڑک گھومے کہ دُور دُور کے لوگ اللہ کے اس حکمِ اسلام سے آگاہ ہوں۔ لوگ عمرہ و احرام کے احکام ادا کر کے لوٹے اور اس طرح گاؤں گاؤں اور مصر مصر لوگوں کو معلوم ہوا کہ اللہ کے کسی رسولؐ کی آمد ہوئی ہے[3]۔

عمِّ رسولؐ والدِ عمارہ کا اسلام

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے وہ عمّ ہم عمر کہ دورِ اسلام سے اِدھر والدِ عمارہ[4] کے اسم سے موسوم ہوئے اور اسلام لا کر "اسد اللہ" کہلائے۔ اسی سال اسلام

---

[1] "علم رمل" علم نجوم ہی کی ایک شاخ ہے جو اعداد و حروف کی خصوصیات پر مبنی ہے۔

[2] لوگوں نے کہا کہ آنحضرتؐ کو کاہن کہو، ولید بن مغیرہ نے کہا کہ میں کہانت سے واقف ہوں اُن کا کلام کاہنوں کا کلام نہیں ہے۔ کہا کہ مجنون کہیں۔ اُس نے کہا وہ مجنون بھی نہیں ہیں۔ کسی نے کہا نجومی کہو، اُس کی رائے بھی رد ہوئی۔ غرض ولید ہی کی رائے سے طے ہوا کہ سب مل کر اُن کو ساحر کہو اگرچہ اُن کا کلام سحر سے بھی بالکل الگ ہے مگر شاید لوگ اس بات کو مان لیں (اصح السیر ص۲۸)

[3] اصح السیر ص۲۸ [4] ابو عمارہ۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی۔

لئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کی درسگاہ اور دارالرکم[1] اک ہمدمِ رسول کا وہ گھر رہا کہ حرم کے آگے اک کوہ کے سرے رہا۔ اک سحر کو ہادیٔ اکرمؐ اُس گھر آئے۔ وہاں مکے کے گمراہوں کا سردار عمرو[2] ملا۔ وہ سدا سے رسول اللہ کا حاسدِ اوّل اور سارے اعداء سے سوا اللہ اور اُس کے رسولؐ کا عدو رہا۔ رسول اللہؐ کو سرِ راہ روک کر کھڑا ہوا اور ہر طرح کی گالی اللہ کے رسولؐ کو دی اور سوئے کلام سے اللہ کے رسولؐ کا دل دکھا کر مسرور ہوا۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم حِلم سے کام لے کر اُس کے ردِ کلام سے الگ رہے۔ اس لئے کہ گمراہوں اور لاعلمی کی گالی لاعلموں ہی کے لئے ہے۔ اُس معلّمِ وحی سے ہر گالی سدا دور رہی۔ لاعلمی اور گمراہی ہر گالی سے سوا اک گالی ہے۔ اور وہ گالی اس مردود کو سدا لگی رہی۔ اسی لئے سارے عالم کے لئے وہ "لاعلمی والا"[3] کے اسم سے موسوم ہوا۔ ہادیٔ اکرمؐ گھر لوٹ گئے۔

وہاں اک ہمسائی اس سارے حال سے آگاہ رہی۔ رسول اللہؐ کے عمِ ہمدم والدِ عمارہ اُدھر آئے۔ اُس ہمسائی سے سارا معاملہ معلوم ہوا۔ وہ اس عدو اللہ کے لئے حرم آئے، وہاں وہ عدو اللہ ملا، اک لکڑی لے کر اُس کے سر ماری اور کہا کہ اے گمراہ! محمد (صلی اللہ علی رسولہ وسلم) کو گالی دے کر اکڑ رہا ہے۔ گواہ رہ کہ والدِ عمارہ اللہ کے حکم سے اسلام لا کر رسول اللہ کا ہمدم ہوا ہے۔ اگر حوصلہ ہے آ! اور ہم کو اس امر سے روک۔ وہ "لاعلمی والا" ڈر کر الگ ہوا۔ اُسی دم عمِ ہمدم ہادیٔ اکرمؐ سے آ کر ملے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول، والدِ عمارہ کا دل اسلام کے لئے آمادہ ہوا ہے اور اسی دم کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ کر اسلام لائے اور رسول اللہ کے ہمدم ہوئے اور

---

[1] دارارقم۔ کوہِ صفا پر واقع تھا اور اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی عبادت خفیہ کرتے تھے۔ [2] ابوجہل کا اصل نام عمرو بن ہشام تھا۔ [3] ابوجہل کی اصل کنیت اُس کی خطابت وغیرہ کی وجہ سے "ابوالحکم" یعنی حکمت والا تھی، اسلام کی تکذیب کر کے ابوجہل کے نام سے مشہور ہوا ہے۔

رسول اللہ ؐ کے ہمراہ اسلام کے لئے ساتھی رہے۔

ہم ہمدم کے حوصلے سے مکے کے سارے ہی لوگ آگاہ رہے۔ اس لئے ہر آدمی اس امر سے ملول ہوا کہ اہلِ اسلام کو اک حامی حوصلہ ور ملا۔ دل کو کھٹکا لگا کہ واللہ حمادہ کے اسلام سے اہلِ اسلام اور حوصلہ ور ہوں گے۔

اہلِ مکہ کی رائے ہوئی کہ رسولِ اکرم ؐ کو مال و املاک اور سرداری و حاکمی کی طمع دے کر رام کرو اور آمادہ کرو کہ وہ اِس امرِ اسلام سے رُکے، اس لئے کہ ہماری ہر سعی لاحاصل رہی، مکے کے اک سردار سے طے ہوا کہ وہ رسولِ اکرم ؐ سے مل کر اس معاملے کو طے کر دے۔

اِک مکی سردار سے رسول اللہ کا مکالمہ

ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اک سحر کو حرمِ مکہ آئے۔ وہ سارے سردار وہاں اکٹھے ہوئے اور اُس سردار[1] سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) سے مل کر ہمارے معاملہ کو حل کرو۔ وہ سردار وہاں سے اُٹھا اور رسول اللہ سے آکر ملا اور کہا کہ اے ولدِ عم! ہم کو معلوم ہے کہ سارے مکے کے لوگوں سے سوا مکرم ہو۔ مگر اے ولدِ عم! اک امر اس طرح کا لائے ہو کہ اُس سے مکے والے دو گروہ ہو گئے اور اک دوسرے کے عدو ہو گئے اور لوگوں کے الہوں کو گالی دے رہے ہو۔ اس لئے کئی امور لے کر اس مکالمے کے لئے مامور ہوا ہوں۔ اگر ہمارے امور کو گوارا کر لو، سارا مسئلہ حل ہو گا۔

ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اس مکالمہ کے لئے آمادہ ہوئے اور کہا کہ وہ امور ہم سے کہو اگر وہ امور گوارا ہوئے ہم اُس کے عامل ہوں گے۔

وہ گمراہوں اور لاعلم لوگوں کا سردار اس طرح ہم کلام ہوا۔ "اے ولدِ عم! اگر اس

---

[1] اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے لئے ابوالولید عتبہ آیا۔

امرِ اسلام سے دل کی مُراد مال اور املاک کا حصول ہے۔ ہمارا وعدہ ہے کہ سارے مکے والوں کے اموال کے مالک ہو رہو گے اور اگر وہ سارا معاملہ سرداری اور حاکمی کی طمع کے لئے ہے، واللہ ہم لوگوں کے حاکم ہو کر رہو، مگر اسلام کی اس مہم کو روک دو اور اگر کسی روگ سے مسموم ہو گئے ہو ماہر حکما سے اُس کا مداوا کروا لو۔ مگر اس مسئلہ کو کسی طرح حل کرو۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کمال حلم سے اُس کے کلام کے سامع ہوئے۔ اُس کا کلام مکمل ہوا۔ رسولِ اکرم اُس سردار کے رُو در رُو ہوئے اور کلامِ الٰہی کے واسطے سے اُس سے ہم کلام ہوئے[1]۔ وہ سردار کلامِ الٰہی کی سحر کاری سے اس طرح مسحور ہوا کہ سارے ماحول سے لاعلم ہو کر اس کلام کا سامع ہوا اور وہاں سے اُٹھ کر دارالندوہ[2] آ کر لوگوں سے ملا اور کہا کہ اے لوگو! محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) کا کلام اس عالم کے ہر کلام سے الگ ہے، ہر طرح کے کلام سے ہماری آگاہی ہے۔ مگر اُس کلام کا سرور ہی دوسرا ہے۔ اے لوگو! اُس سے الگ ہو رہو کہ اُس کا وہ کلام لوگوں کے دلوں کو مسحور کرکے رہے گا۔ لوگو! ہماری رائے ہے کہ اگر وہ دوسرے لوگوں سے معرکہ آرا ہو کر ہلاک ہوئے۔ اس سے اہلِ مکہ کی مراد حاصل ہو گی اور اگر محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) حاوی ہو گئے۔ اُس سے اہلِ مکہ مکرم و کامگار ہوں گے اس لئے کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) ہمارا ہی آدمی ہے۔

مکے کے گمراہ اُس کے آڑے آئے اور ہاؤ ہُو کرکے اُس سے کہا کہ اے سردار اُس کے سحر سے مسحور ہو کر آئے ہو۔ گو مکے کے سارے سردار کلامِ الٰہی کی سحر کاری اور اُس کے سرمدی سرور سے آگاہ رہے اور لک لک کر رسول اللہ کے گھر آ کر کلامِ الٰہی

---

[1] آنحضرت نے اُس کی اس بے ہودہ گفتگو کے جواب میں سورہ حم السجدہ کی ابتدائی آیتیں تلاوت فرمائیں (سیرت المصطفیٰ صہ ج ۱۔ [2] دارالندوۃ: قریش کی مشورہ گاہ ۔

کے ساتھ ہوتے۔[1] مگر ہٹ دھرمی اور حسد کی رُو سے اسلام کی راہ سے ہٹتے رہے۔

اسرائیلی عُلماء سے اہلِ مکّہ کے سوال

اہلِ مکّہ کو معلوم رہا کہ وادیٔ احد کے اُدھر اسرائیلی علماء کا اک مصر ہے اور وہ لوگ علومِ وحی کے ماہر رہے ہے۔ اس لئے رائے ہوئی کہ وہاں کے عالموں سے اس امر کے لئے رائے لو۔ وہ لوگ رسولوں کے معاملہ سے آگاہ رہے ہے اس لئے وہاں کے عالموں سے معلوم ہوگا کہ اللہ کے رسول کے علم کے لئے کس طرح کے سوال ہوں؟ دو آدمی مکّہ مکرمہ سے راہی ہوئے اور سارا حال کہہ کر موسوی علماء سے رائے لی۔ علماء کو سارا حال معلوم ہوا۔ کہا کہ اُس مدعی سے اوّل سوال کرو کہ اُس حاکم کا معاملہ ہم سے کہو کہ وہ عالَم کے اک سرے سے دوسرے سرے گھوم کر کا مگار ہوا۔[2] دوسرا سوال کرو کہ اس گروہ کا حال کس طرح ہے کہ وہ اک کھوہ کو آرام گاہ کرکے صدہا سال وہاں سویا ہے۔ سوم سوال کرو کہ رُوح کا معاملہ کس طرح ہے؟ اگر وہ اوّل دو سوالوں کا حال کہہ دے گو لوہ رہو کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ رُوح کے معاملے سے وہ مُنکر رہے گا۔ اگر اس کا عکس ہوا اُس سے معلوم ہوگا کہ وہ امرِ وحی سے محروم ہے اور اللہ کا عدو ہے اور دو آدمی وہ سوال لے کر گئے آئے اور سارے سوال رسول اللہ ؐ کے آگے رکھے۔

---

[1] ابوجہل اور دوسرے لوگ رسول اکرمؐ کی تلاوت قرآن کو چھپ چھپ کر سنتے اور اس طرح محو ہو جاتے کہ صبح ہو جاتی۔ [2] نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط علمائے یہود سے ملنے کے لئے مدینہ منورہ گئے۔ [3] علمائے یہود نے کہا کہ اُن سے تین سوال کرو۔ پہلا اُس شخص کے لئے جس نے مشرق سے لیکر مغرب تک پوری دنیا کو چھان مارا (یعنی ذوالقرنین کا قصہ)، دوسرے ان لوگوں کا قصہ معلوم کرو جو غار میں جا چھپے تھے (یعنی اصحاب کہف کا واقعہ)۔ تیسرے رُوح کیا شے ہے؟ اگر وہ پہلے دو سوالوں کے جواب دے دیں اور تیسرے سوال کے جواب سے سکوت کریں تو سمجھ لو کہ وہ سچے رسول ہیں۔
(سیرت المصطفیٰ ص۱۴۳)

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اللہ سے آس ہوئی کہ اہلِ مکّہ کے سوالوں کا حل وحی کے واسطے سے معلوم ہوگا۔ اس لئے مکّے والوں سے کہا کہ "کل آکر ہم سے ملو سارے سوالوں کا حال کل کہوں گا۔"

مگر اللہ کے رسولؐ سے اس کلام کا سہواً ہوا کہ "اگر اللہ کا حکم ہوا" اس لئے اک عرصہ وحیٔ الٰہی سے محروم رہے[1]۔ مآلِ کار کلامِ الٰہی وارد ہوا اور اک مکمل سورہ[2] وحی کی گئی۔ اس سے اس گروہ کا سارا حال معلوم ہوا کہ وہ اللہ کے حکم سے اک کہسار کی کھوہ اکر سالہاسال سے سو رہا ہے۔ اسی سورہ سے اس حاکمِ صالح[3] کا حال معلوم ہوا کہ وہ سارے عالم گھوما اور اس کا مددگار رہا اور لوگوں کی مدد کے لئے اک لوہے کی سد کھڑی کی کہ وہاں کے لوگ اک کہساری گروہ کی لوٹ مار سے رہا[4] ہوں اور روح کے معاملے کے لئے اللہ کی وحی آئی:

"اے رسولؐ! وہ لوگ روح کے معاملے کے لئے سوال لائے کہہ دو کہ روح اللہ کا اک امر[5] ہے۔"

اور رسولِ اکرمؐ کے اس سہو کے لئے کلامِ الٰہی وارد ہوا:

"اس طرح کے کلام سے الگ رہو کہ "کل وہ کام کروں گا" ہاں مگر اس کلمہ کو ملا لو کہ "اگر اللہ کا حکم ہوا" اور اگر سہو ہو اس سے دل کی لو لگا دو[6]۔"

---

[1] اس وقت آنحضرت انشاء اللہ کہنا بھول گئے تھے۔ اس لئے کئی روز تک وحی نہیں آئی (سیرۃ المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۵۵)

[2] انہی سوالوں کے جواب میں سورۂ کہف نازل ہوئی (حوالہ بالا) [3] حضرت ذوالقرنین کا واقعہ بھی سورہ کہف میں تفصیلاً نازل ہوا (حوالہ بالا) [4] حضرت ذوالقرنین نے سیسے اور تانبے سے دو پہاڑوں کے درمیان ایک دیوار بنائی تا کہ لوگ یاجوج اور ماجوج سے محفوظ رہیں (معارف القرآن ج پنجم ص ۶۱۰) [5] قرآن کریم کا ارشاد ہے:

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي : (وہ تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو، کہہ دے روح ہے میرے رب کے حکم سے (ترجمہ از معارف القرآن ج ۵ ص ۵۱۳) [6] سورہ کہف کی ۲۳ ویں آیت ہے: وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ "اور نہ کہنا کسی کام کو کہ میں کل کر لوں گا، مگر یہ کہ اللہ چاہے اور یاد کر لے اپنے رب کو جب بھول جائے۔"

(ترجمہ از معارف القرآن پنجم ص ۵۲۸)

اس طرح ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے اہلِ مکّہ کے ہر دو سوال حل ہوئے اور رُوح کے سوال کا معاملہ اُسی طرح ہُوا کہا کہ وہ اللہ کا اک امر ہے مگر حسد اور ہٹ دھرمی کی رُو سے وہ راہِ اسلام سے رُکے رہے۔

وہ سارا دَور رسولِ اکرمؐ اور اہلِ اسلام کے لئے ہر طرح کڑا اور محال دَور رہا۔ مگر اللہ والے اہلِ مکّہ کے سارے آلام کو سہہ کر اس لئے مسرور رہے کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کے آگے کامگار ہوں۔ مگر اللہ کی مدد ہمراہ رہی اور اسلام کا کارواں آگے ہی رواں دواں رہا۔

ماہِ کامل کے دو ٹکڑے

امرِ وحی کو آئے ہوئے آٹھ سال کا عرصہ[1] ہُوا۔ مکّے کے ہٹ دھرم لوگ ہر طرح ساعی رہے کہ اسلام کا کام رُکے۔ مگر اللہ کے کرم سے اور ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی مساعی سے کلمۂ اسلام کے حامی اک اک کر کے سوا ہُوئے۔

مکّے کے سرکردہ لوگ اس امر سے عادی رہے کہ وہ امرِ اسلام کے آڑے ہوں اور اسلام کی راہ مسدود ہو۔ مکّے کے گمراہ اکٹھے ہو کر آئے اور رسول اللہ صلعم سے کہا کہ اگر اللہ کے رسول ہو، ہم کو کوئی اس طرح کا عمل دکھاؤ کہ اس سے لوگوں کو کھُل کر معلوم ہو کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) اللہ کا رسول ہے اور ہمارے دلوں سے لاعلمی کی گرد دُور ہو۔ کئی علماء کی رائے ہے کہ مکّے کے سردار رسول اللہ صلعم سے ملے اور کہا کہ ماہِ کامل کے دو ٹکڑے کر کے دکھاؤ۔ ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سرداروں سے ملے اور کہا کہ اگر اللہ کے حکم سے اس طرح کر کے دکھاؤں، اسلام لاؤ گے؟ سرداروں کا وعدہ ہُوا کہ ہاں! ہم

---

[1] شقِ قمر کا واقعہ ہجرت سے ۵ سال پہلے پیش آیا۔ [2] کفارِ قریش کے یہ لوگ آئے تھے: ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، عاص بن ہشام، اسود بن عبد یغوث، زمعۃ بن الاسود اور نضر بن حارث۔
(سیرۃ المصطفٰے ج ۱ ص ۱۷۱)

کلمۂ اسلام کہہ کر مُسلم ہوں گے۔ ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اللہ کے آگے دُعاگو ہوئے۔ سارے لوگ سوئے ماہِ کامل دُور کرکے کھڑے ہوئے۔ معاً ماہِ کامل کے دو حصے ہو گئے اور اک ٹکڑا دوسرے سے الگ ہو کر دُور ہٹا۔ اس حال کا مطالعہ کرکے مکّے کے گمراہوں کے حواس اُڑ گئے اور اس طرح محو ہوئے کہ اک دُوسرے سے لاعلم ہو گئے۔ ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی اُس لمحہ صدا آئی اے لوگو! گواہ رہو۔ ماہِ کامل اسی طرح دو ٹکڑے رہا۔ اللہ کے حکم سے ماہِ کامل کے دو ٹکڑے اک عرصہ اسی طرح رہ کر اک دُوسرے سے مل گئے۔

مکّے کے وہ ہٹ دھرم لوگ کھڑے ہوئے اور کہا کہ "محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کے عملِ سحر سے ہم مسحور ہو گئے، اس لئے لوگو! رُکے رہو، اگر دُور کے امصار سے کارواں کے لوگ آکر اس حال کے گواہ ہوئے اُس لمحہ امرِ اصلی معلوم ہوگا۔ کارواں کے لوگ مکّہ مکرمہ آئے اور گواہ ہوئے کہ ماہِ کامل کے دو ٹکڑے کارواں کے سارے لوگوں کو دکھائے گئے۔ مگر وہ لوگ اُسی طرح اسلام سے ہٹے رہے۔

اہلِ اسلام کا رحلۂ اوّل[1]

اسلام کا کارواں اللہ کے حکم سے رواں رہا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اور رسول اللہ کے ہمدموں کی مسلسل مساعی سے اردگرد کے لوگوں کو راہِ ھدیٰ ملی۔ اس حال سے گمراہوں کے دلوں سے حسد کا دھواں اُٹھا اور وہ اہلِ اسلام کے اور سوا عدو ہو کر اہلِ اسلام کی رُسوائی اور الم دہی کے لئے ہر ہر گام ساعی ہوئے۔ مگر اس حوصلے سے محروم رہے کہ وہ رسولِ اکرم کو آلام دے کر مسرور رہوں، اس لئے سارا حسد اور ملال مادّی وسائل سے محروم مسلموں کو دُکھ دے کر دُور ہوا اور اس طرح رسول اللہ صلعم کے ہمدموں کے

---

[1] پہلی ہجرتِ حبشہ ۔ ؁

لئے مکہ مکرمہ کی وادی آلام اور دکھوں کا گھر ہو کے رہ گئی۔

اس لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کی رائے ہوئی کہ اہل اسلام مکے سے راہی ہو کر حاکم اصحمہ[1] کے ملک رواں ہوں۔ وہ حاکم عدل والا ہے۔ وہاں اہلِ اسلام کو آرام ملے گا۔ اس لئے ہمدموں سے کہا

"اللہ کے اس کرہ کے کسی اور حصے کے لئے راہی ہو۔[2] اللہ کے کرم سے آس ہے کہ وہ ساروں کو اکٹھا کرے گا۔"

ہمدموں کا سوال ہوا کہ رسول اللہ کہاں اور کس مصر کے لئے؟

اُس ملک کو ذکر کرکے کہا کہ "وہاں[3]" اور کہا کہ اُس ملک کا حاکم عادل ہے۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کے اس حکم سے کئی لوگ آمادہ ہوگئے کہ وہ سگے کو الوداع کہہ کر اُس ملک کے لئے راہی ہوں۔ اس طرح اہل اسلام کے سولہ[4] لوگوں کا کارواں اُس ملک کو راہی ہوا۔ اہلِ مکہ کو معلوم ہوا وہ دوڑے کہ اس کارواں کی راہ روک کر اُس کے آڑے ہوں۔ مگر اللہ کے حکم سے اہلِ اسلام ساحل آئے اور وہاں اس ملک کی سواری کھڑی مل گئی اس لئے اللہ کے کرم سے ہر رکاوٹ دور ہوئی اور وہ ساحلِ مراد سے آلگے۔

اُس ملک آکر اہلِ اسلام اک عرصہ سے اور ہر دکھ سے رہا ہو کر اللہ کے آگے رسول اللہ اور دوسرے اہلِ اسلام کے لئے دعاگو رہے۔

---

[1] حبش کے بادشاہ نجاشی کا اصل نام اصحمہ تھا (سیرت خاتم الانبیاء مؤلفہ مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ ص ۳۱)

[2] آنحضرت نے فرمایا، تفرقوا فی الارض فان اللہ سیجمعکم الخ (تم زمین میں کہیں چلے جاؤ اللہ تم کو عنقریب جمع کرے گا) سیرت المصطفیٰ بحوالہ زرقانی ج ۱ ص ۲۷۰ - [3] فرمایا کہ حبش چلے جاؤ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ جامع السیر ص ۸۸ [4] پہلی ہجرت حبشہ کے وقت گیارہ مرد اور پانچ عورتیں اس قافلے میں شامل تھیں۔ سیرت مصطفیٰ ج ۱ ص ۱۸۱

رحلۂ دوم

اہلِ اسلام کو وہاں آئے کئی ماہ کا عرصہ ہُوا۔ کسی واسطے سے مُسلموں کو اطلاع ہُوئی کہ اہلِ مکّہ اسلام لے آئے اور دُوسرے علماء کی رائے ہے کہ اطلاع ملی کہ مکّے کے لوگوں سے مُصلح ہوگئی۔ اس لئے مُسلموں کی رائے ہُوئی کہ سُوئے مکّہ راہی ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے ہمراہ ہوں۔ وہ لوگ وہاں سے سوئے مکّہ راہی ہُوئے۔ مکّے سے کئی کوس اُدھر آکر معلوم ہُوا کہ وہ اطلاع مردُود ہے۔ سارے لوگوں کے لئے اک مسئلہ کھڑا ہُوا۔ کئی لوگ وہاں سے حاکم اصحمہ کے ملک رواں ہُوئے اور دوسرے سارے لوگ کوئی رُک کر، کوئی کسی کسی کے سہارے مکّہ مکرمہ آگئے۔ مگر اہلِ مکّہ سے طرح طرح کے آلام اور دُکھ کا سلسلہ آگے سے سوا ہُوا۔ اس لئے ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ اہلِ اسلام اُسی مُلک کے لئے راہی ہوں۔ اس طرح رسولِ اکرمؐ کے سوا اور دو سو ہمدموں کا کارواں اس ملک کے لئے راہی ہُوا۔ دوسرے علماء کی رائے ہے کہ اس رحلہ کے لئے کل اسّی اور دو لوگ آمادہ ہو کر وہاں گئے۔[1] واللہ اعلم

حاکمِ اصحمہ کا عُمدہ سلوک

اہلِ اسلام کا کارواں حاکم اصحمہ کے مُلک آکر ٹھہرا۔ اصحمہ کا اہلِ اسلام سے اکرام اور رواداری کا سلوک ہُوا۔ اہلِ اسلام وہاں آرام سے رہ کر اللہ اللہ کر کے مسرور ہوئے۔

مگر اہلِ مکّہ کو اللہ والوں کا آرام کہاں گوارا۔ معلوم ہُوا کہ رسول اللہؐ کے ہمدموں کو وہاں آکر آرام ملا۔ آرام کی اطلاع سے دُکھی ہوئے۔ سارے اکٹھے ہُوئے اور رائے

---

[1] ہجرتِ ثانیہ بجانب حبشہ [2] سیرت المصطفیٰ میں جو فہرست دی گئی ہے اس میں ۸۳ مردوں اور ۱۸ عورتوں کے نام ہیں۔ مگر عمار بن یاسر کے سلسلے میں اختلاف ہے کہ وہ شامل تھے یا نہیں۔ اس لئے کل ایک سو دو آدمی ہوئے مگر اصح السیر میں لکھا ہے کہ کل ۸۲ مہاجرین تھے۔

ہوئی کہ حاکم اصحمہ کو آمادہ کرو کہ وہ اہلِ اسلام کو مکہ مکرمہ لوٹا دے۔ اس کام کے لئے دو آدمی ارسال ہوئے۔ اک ولیِ عاص[1] اور دُوسرا اُس کا اک ہمدم۔ ہر دو طرح طرح کے اموال لے کر حاکم اصحمہ کے ہاں گئے اور اموال دے کر کہا کہ ہمارے کئی لوگ مکہ مکرمہ سے اس مُلک آ گئے۔ ہمارا مُدعا ہے کہ سارے مُسلموں کو ہمارے حوالے کر دو۔ حاکم اصحمہ کا لوگوں کو حُکم ہُوا کہ اُس گروہ کے لوگوں کو ہمارے آگے لاؤ کہ اصل حال معلوم ہو۔

ہر دو گُمراہوں کی سعی رہی کہ حاکم کے عملہ کے لوگ حاکم سے اس امر کے لئے مُصر ہوں اور وہ رسول اللہ ؐ کے ہمدموں کے مکالمے سے دُور رہے۔ اس لئے کہ ہر دو کو ڈر ہُوا کہ حاکم مُسلموں کے کلام سے مسحور ہو گا[2]۔ مگر حاکم کے حُکم سے رسول اللہ کے کئی ہمدم، رسول اللہ کے ولیِ عم[3] کو سردار کر کے حاکم کے محل آ گئے۔ مگر اس طرح آئے کہ ہر اللہ والا اس امر سے دُور رہا کہ حاکم کے آگے سر لگا کر اُس کو اکرام دے[4]۔ لوگوں کا سوال ہُوا مگر دُوسرے عُلماء کی رائے ہے کہ حاکم کا سوال ہُوا کہ اے لوگو! اس امر سے کس لئے عاری رہے؟

رسول اللہ ؐ کے ولیِ عم آگے آئے اور کہا کہ "اے حاکم! اللہ کا ہم کو حکم ہے کہ اس امر سے دُور رہو کہ اللہ کے سوا کسی کے آگے سر لگاؤ۔ ہم لوگوں کو اللہ کا اک رسول عطا ہُوا ہے، اُس کا حکم ہمارے لئے اسی طرح ہے اور ہم اللہ کے رسول ؐ کے لئے اسی طرح سلام کے عادی رہے۔"

حاکم اصحمہ کا سوال ہُوا کہ رُوح اللہ رسول کے مسلک اور مکے والوں کے مسلک کے

---

[1] عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ (سیرت المصطفیٰ صفحہ ۱۸۱) اصح السیر صفحہ ۹۹ [2] اُن کو خطرہ تھا کہ مسلمانوں کے کلامِ حق کا کہیں نجاشی پر اثر نہ ہو جائے۔ [3] حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔
[4] سجدہ کرنے کا دستور تھا مگر مسلمانوں نے سجدہ نہیں کیا۔

سوا کسی دوسرے مسلک کے راہرو ہوئے ہو؟ وہ لوگ آگے آئے اور اس طرح ہمکلام ہوئے۔

"اے حاکم[1] ہم سالہا سال سے لاعلمی کی گہری کھائی گرے رہے اور علم سے دور رہے۔ مٹی کے گھڑے ہوئے الٰہوں کے آگے سر ٹیکا کر سارے الٰہوں کے مملوک رہے۔ مردار کھا کر مسرور رہے۔ ہر طرح کی حرامکاری ہمارا معمول رہی۔ صلۂ رحمی سے کوسوں دور رہے۔ ہمارے ہمسائے ہم سے دکھی رہے، ہر آدمی اک دوسرے کا عدو ہو کر رہا۔ ہمارے مال دار محروموں کو دکھ دے کر مسرور ہوئے۔ سالہا سال ہمارا حال اسی طرح رہا۔ مگر اللہ کا کرم ہوا اور ہمارے لئے اللہ کے حکم سے اک رسولؐ کی آمد ہوئی۔ وہ ہم سارے لوگوں سے سوا مکرم رہا۔ اور ہم اک عمر اس کے ہمراہ رہ کر اس کے ہر عمدہ اور صالح عمل سے آگاہ رہے۔ وہ اللہ کا رسولؐ ہو کر اٹھا اور ہم سے کہا کہ سارے الٰہوں سے دور ہو کر اس اللہ کے ہو رہو کہ وہ واحد ہے ہمارے لئے اس کا حکم ہوا کہ صلۂ رحمی کے عادی ہو، ہمسائے سے عمدہ سلوک کرو اور اس کے واسطے سے ہم کو حلال اور حرام کا علم ہوا۔ اس کا حکم ہوا کہ مردار حرام ہے اور کہا کہ والد کے سائے سے محروم لوگوں کے مال سے دور رہو اور کہا کہ اس اللہ کے مملوک ہو رہو کہ سارا عالم اس کی ہمسری سے عاری ہے۔ عمادِ اسلام[2] کے عادی رہو۔ ماہِ صوم کے صوم رکھ کر اللہ کے آگے کامگار رہو۔ حلال کمائی سے محروموں کے[3] لئے مال ادا کرو اور روح و دل سے اسلام کے احکام کے عامل رہو۔"

---

[1] حضرت جعفرؓ کی یہ ساری تقریر بالکل اسی طرح کتابوں میں موجود ہے اور الحمد للہ اس تقریر کا پورا مفہوم اسی ترتیب کے ساتھ غیر منقوط الفاظ میں ادا ہوا ہے۔ [2] عمادِ اسلام: نماز

[3] زکواۃ ادا کرو۔

اے ملک! ہم اُس رسول کے ہمدم ہوئے اور اُس کے لائے ہوئے
احکام کے عامل ہوئے۔ سارے مکے کے لوگ اُس رسولؐ کے اور ہمارے
عدو ہو گئے۔ ہم کو کوڑے مارے گئے۔ سرِ عام رُسوا کئے گئے۔ ہر طرح کے
دُکھ اور آلام ہم کو ملے اور ہمارے لئے مکے کی وادی حرام کر دی۔
ہمارے سردار اور اللہ کے رسولؐ کا حکم ہوا کہ ہم حاکمِ عادل کے ملک
آ کر مکے والوں کے آلام سے رہا ہوں ؎

حاکمِ الحبشہ کا دل اس کلام سے ملائم ہوا اور کہا کہ اے لوگو! اُس کلام کا کوئی
حصہ معلوم ہے کہ وہ اللہ کی درگاہ سے اُس کے رسولؐ کے لئے وحی ہوا۔ اگر معلوم ہے اس
کلام کا کوئی حصہ ہمارے آگے کہو۔ رسول اللہؐ کے ولدِ عمؓ آگے آئے اور اس
سورہ کے اول حصے کی ادائگی کی کہ وہ سورہ روح اللہ رسول کی والدہ کے اسم سے
موسوم[1] ہے اور روح اللہ کے احوالِ مسعود سے معمور ہے۔ معلوم رہے کہ حاکمِ الحبشہ
روح اللہ رسول کے مسلک کا آدمی رہا اور وحی کے علم سے آگاہ رہا۔ اس کلامِ الٰہی کا
سامع ہو کر وہ حاکم اور اُس کے رؤساء رو رو کر گراں حال ہوئے[2]

حاکمِ الحبشہ اس کلام سے مسرور ہو کر اُٹھا اور کہا کہ "روح اللہ" وحی کا کلام اور
رسولِ مکی کی وحی کا کلام اک دوسرے کا مکمل عکس ہے۔ اس طرح کہہ کر حاکم اُٹھا اور
مکے کے لوگوں سے کہا کہ "امر محال ہے کہ اس طرح کے صالح لوگوں کو مکے والوں
کے حوالے کر دوں ؎

عمرو ولد عاص اور اُس کا ہمراہی اس حال سے ملول ہوئے مگر ولد عاص اگلی
سحر کو حاکمِ الحبشہ کے آگے آ کھڑا ہوا اور کہا کہ اے ملک! اہلِ اسلام سے معلوم کرو کہ محمد

---

[1] اس موقع پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی ابتدائی آیتوں کی تلاوت کی (سیرۃ المصطفیٰ ص۱۹۰)
[2] نجاشی اتنا رویا کہ اس کی ڈاڑھی تر ہو گئی ہے۔

(صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کی رائے روح اللہ رسولؑ کے لئے کس طرح کی ہے ؟ ولدِ عمؔ سردار سے حاکم کا سوال ہُوا کہ لوگو! روح اللہ رسول کے لئے رسولِ حق کی رائے ہم سے کہو۔ ولدِ عمؔ سردار آگے آئے اور کہا کہ اے مَلک ہمارے سردار اور اللہ کے رسول کو رُوح اللہ کے لئے وحی کی گئی کہ ھُوَ رَسُوْلُہٗ وَرُوْحُہٗ (وہ اللہ کا رسول ہے اور اُس کی رُوح ہے)۔
حاکم اصحمہؔ اُٹھا اور کہا کہ واللہ! رُوح اللہ اس کلام کے مدّعا کے سوا سراسر عاری ہے
روح اللہ وہی ہے کہ اس کلام سے معلوم ہُوا۔

حاکم اصحمہؔ اس طرح اہلِ اسلام اور رسولِ اکرمؐ کا حامی ہُوا اور رسول اللہؐ کے ہمدم وہاں آرام سے کئی سال رہے۔ عمرو ولد عاص اور اُس کا ہمراہی وہاں سے کمال طول اور مُراد سے محروم ہو کے مکہ کو راہی ہوئے۔

ہمدمِ رسولؐ عُمرؓ کا اسلام

اُدھر ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اور سارے ہمدم اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے ہر طرح ساعی رہے۔ اِدھر لوگوں کے دِل اسلام کے لئے ہموار ہوئے۔ اُدھر مکے والوں کے دل حسد و ہوس کی آگ سے دہک اُٹھے۔
عُلماء سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اللہ سے دُعاگو ہوئے کہ "اے اللہ! عُمرؔ اور عمروؔ ہر دو سرداروں سے کسی اک کو اسلام کا حامی کر دے اور اُس سے اسلام کی مدد کر"۔ (رواہُ احمد)

---

۱ تاریخِ اسلام مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی صفحہ ۱۱۴ ۲ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہجرت حبشہ اُولیٰ اور ثانیہ کے درمیان اسلام لائے۔ سیرت المصطفیٰ صفحہ ۱۷۱ ۳ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
۴ عمرو بن ہشام (ابوجہل)
۵ سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۱۹۵ جلد ۱)

رسول اللہ صلعم کو وحی سے معلوم ہوا کہ عمروؓ اسلام سے محروم رہے گا اس لئے ہمدم عمر کے لئے دعا دی کہ "اے اللہ! عمر سے اسلام کی مدد کر"[1]

اُدھر قصوری طور سے ہمدم رسولؐ عمر کی اسلام سے آمادگی کا حال ہمدم گرامی عمر ہی سے اس طرح مروی ہے۔

"عمروؓ کا اہلِ مکہ سے وعدہ ہوا کہ اگر کوئی محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) کو مار ڈالے اُس کو سو سواری عطا کر دوں گا۔ عمر اس سے ملے اور اس وعدے کا حال اُس سے معلوم کر کے گھر سے مسلح ہو کر اس ارادے سے گھر سے روان ہوئے کہ وہ رسول اللہؐ کو مار کر انعام حاصل کر لے۔ راہ کے اک محل آئے کہ وہاں اک گائے کھڑی ہے اور لوگوں کا ارادہ ہے کہ اُس کو کاٹ کر مسرور ہوں۔ عمر وہاں آ کھڑے ہوئے معاً اس گائے سے صدا آئی

"لوگو! اک امرِ کامگار ہے، عالی کلام والا، اک مرد ہے اور صدا دے رہا ہے کہ گواہ رہو کہ اللہ واحد ہے اور محمدؐ اُس کا رسول ہے"[2]

عمر کو اُس کو محسوس ہوا کہ وہ صدا عمر ہی کو دی گئی ہے اور اس صدا کا روئے کلام اُسی کے لئے ہے۔ مگر عمر اسی ارادے سے رسول اللہ صلعم کے گھر کے لئے روان رہے۔ اک آدمی[3] ملا اور کہا کہ "اے عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟" اُس سے دل کا ارادہ کہا۔ مگر وہ آدمی آگے ہوا اور کہا کہ "اوّل والد کے داماد اور اُس کے گھر والوں کا حال

---

[1] سنن ابن ماجہ کے حوالے سے سیرتِ مصطفیٰ میں دعا کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الاسلام بعمر بن الخطاب خاصۃً (اے اللہ! خاص عمر بن الخطاب سے اسلام کو قوت دے)۔ (ص ۱۸۵)

[2] اُس بچھڑے نے یہ آواز آئی "یا آلِ ذریح امرٌ نجیح۔ رجلٌ یصیح بلسانٍ فصیحٍ یدعو الیٰ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ (اے آلِ ذریح ایک کامیاب امر ہے، ایک مرد ہے جو فصیح زبان کیساتھ صدا دے رہا ہے اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کے لئے بلا رہا ہے۔) (سیرتِ مصطفیٰ بحوالہ فتح الباری ص ۱۴۲)

[3] نعیم بن عبداللہ نام تھے۔

معلوم کر کے وہ اسلام لے آئے۔ اس اطلاع سے عمر کھول اُٹھے اور اسلحہ لے کر وہاں گئے۔ اُس گھر آکر کلامِ الٰہی کی سحرکار صدا دل سے ٹکرائی۔ مگر وہ آگے آئے اور والد کے داماد اور اُس کی گھروالی کو اس طرح مارا کہ وہ لہولہو ہوگئے۔ مگر وہ اللہ والے اُس کے آگے اڑ کر ڈٹے رہے اور کہا کہ اے عمر! ہمارا کوئی حال کر، ہم اسلام لے آئے اور اللہ کے کرم سے گمراہی سے دور ہوئے۔

عمرِ مکرم آگے آئے اور کہا کہ وہ کلام ہمارے آگے دہراؤ۔ اللہ کا کلام سموع ہوا۔ دل کی گرہ کھلی۔ گمراہی اور لا الٰہی کی کالی گھٹا دل سے ہٹی۔ اک سرمدی سرور طاری ہوا اور کہا۔

« وہ کلام ہر کلام سے اعلیٰ و اکرم ہے۔ »[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اک اور ہمدم[2] وہاں عمرِ مکرم کے ڈر سے لگے رہے، آگے آئے اور کہا "اے عمر! مسرور ہو کہ ہادیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کامگار ہوئی۔ عمرِ مکرم کا اصرار ہوا کہ ہم کو رسول اللہ ص کے گھر کی راہ دکھاؤ اور ہمارے ہمراہ آؤ۔

رسول اللہ ص کے وہ ہمدم عمرِ مکرم کو لے کر گئے "دارِ کرہ" آئے اور وہاں در کھٹکھٹا کے کھڑے ہوگئے۔ اُس لمحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں عمِ ہمدم اور دوسرے لوگوں کے ہمراہ رہے۔ عمِ ہمدم کو معلوم ہوا کہ عمر در کے اُدھر کھڑا ہے۔ کہا کہ اگر عمر اصلاح کے ارادے سے آرہا ہے تو ہم سے عمدہ سلوک حاصل کرے گا اور اگر اُس کا کوئی اور ارادہ ہے، اُسی کی حسام[3] سے اُس کو ہلاک

---

[1] قرآنِ کریم کی آیات سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: ما احسن هذا الکلام واکرمه "کیا ہی اچھا اور بزرگ کلام ہے" "سیرتِ مصطفیٰ" ص ۱۹۲ [2] اُس وقت حضرت خبابؓ اُن کی بہن اور بہنوئی کو تعلیم دے رہے تھے۔ (حوالۂ بالا) [3] عربی میں تلوار کو کہتے ہیں۔
(المنجد)

کروں گا۔

عمر مکرم داری ہوئے کہ رسول اللہ ص کے حکم سے گھر کا در کھلا۔ وہ ہمدم اُس کے لئے آگے آئے۔ مگر رسول اللہ ص کا حکم ہوا کہ اس سے الگ رہو اور کہا کہ اسے عمر اسلام لے آؤ اور دُعا کی کہ "اللّٰھُمَّ اھدِہٖ" [1] اے اللہ اس کو راہِ ہدیٰ عطا کر۔"

عمر مکرم آگے آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول اسی ارادے سے اس گھر کو راہی ہوا ہوں اور کلمۂ اسلام کہہ کر رسولِ اکرم ص کے حامی ہوئے۔ ہادیٔ اکرم ص کمال مسرور ہوئے اور اللہ احد کی صدا لگائی۔"

عمر مکرم کے اسلام سے اہلِ اسلام کو کمال حوصلہ ہوا۔ عمر مکرم اُٹھے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول سارے اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر سوئے حرم آؤ کہ اللہ کا گھر صدائے لا اِلٰہ اِلَّا اللہ سے معمور ہو [2]۔ عمر مکرم اہلِ اسلام کو لے کر حرم آئے اور مکے کے گرّاہوں سے کہا کہ اے لوگو! گواہ رہو کہ عمر کو راہِ ہدیٰ مل گئی اور وہ اسلام لا کر اللہ اور اُس کے رسول کا حامی ہوا ہے۔ اہلِ اسلام کھلم کھلا حرم آکر محوِ حمدِ الٰہی ہوں گے۔ اگر کسی کو حوصلہ ہو آگے آئے۔ الحاصل اس طرح عمر مکرم کے واسطے سے اہلِ اسلام کے لئے حرمِ الٰہی کا در کھلا اور وہ کھلم کھلا وہاں آکر اللہ کے آگے سر ٹکا کر اور دار اللہ کا "دور" [3] کر کے مسرور ہوئے۔

علماء سے مروی ہے کہ عمر مکرم اسلام لائے۔ عمر مکرم کا ارادہ ہوا کہ اوّل کسی اس طرح کے آدمی کو اطلاع دوں کہ وہ سارے اہلِ مکہ کو اس امر سے مطلع کر دے۔ اس لئے ولیدِ عمر کے گھر گئے اور اُس سے اسلام کا حال کہا، وہ اسی دم سوئے حرم دوڑا اور لوگوں کو

---

[1] سیرتِ ابن ہشام کے حوالے سے سیرتِ مصطفیٰ میں یہی الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ [2] اس وقت تک مسلمان دارِ ارقم ہی میں چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اُس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام کے بعد وہ علی الاعلان حرم شریف آکر عبادت کرنے لگے۔ [3] "دور" طواف

☆

عمرِ مکرم سے کے اسلام کی اطلاع دی۔ عمرِ مکرم اُس کے ہمراہ حرم آئے۔ لوگ اُس کے عدو ہو کر حملہ آور ہوئے اور عمرِ مکرم کو مارا۔ عاص ولد وائل سہمی وہاں آئے۔ لوگوں سے حال معلوم ہوا۔ کہا کہ لوگو! اس سے الگ رہو، عاص اُس کا حامی ہوا۔ اس طرح وہ عمرِ مکرم کو ہمراہ لے کر گھر آئے۔

عمرِ مکرم کے اسلام سے اہلِ مکہ کو کمال دُکھ ہوا اور وہ آگے سے سوا اہلِ اسلام کے عدو ہوئے۔ اُدھر اہلِ اسلام کو عمرِ مکرم کی ہمدمی سے کمال حوصلہ ہوا اور وہ کھل کر عملِ اسلام کے لئے ساعی ہوئے۔

---

۱ عاص بن وائل سہمی نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو پناہ دی۔ (سیرت مصطفیٰ صہ۱۹۸)

اہلِ مکّہ کا مُعاہدۂ عدمِ سلوک

عمرو ولدِ عاص اور اُس کا ہمراہی حاکم اصحمہ کے مُلک سے مکّہ مکرّمہ لوٹ کر آئے۔ اہلِ مکّہ کو معلوم ہُوا کہ وہ ہر دو اُس ملک سے محروم لَوٹے اور حاکم اصحمہ اہلِ اسلام کا حامی ہُوا۔ اِدھر عمّ ِ محترم اور عمر مکرّم اسلام لا کر اہلِ اسلام کے حامی ہو گئے اور اہلِ اسلام کا حوصلہ آگے سے سوا ہُوا۔

گمراہوں کے دل اس حال سے ملول ہُوئے۔ مکّے کے سردار اور اہلِ رائے لوگ اکٹھے ہُوئے اور اک دُوسرے سے رائے لی کہ اسلام اور اہلِ اسلام کی گاڑی کس طرح رُکے۔ ہر طرح کی رائے آئی۔ مگر طے ہُوا کہ رسولِ اکرمؐ کے دادا اور اُس کی ساری آل اولاد سے ہر طرح کا سلوک کاٹ کر رکھو اور اُسرۂ رسولؐ کے لوگوں سے ہر طرح کا معاملہ روک لو۔ سارے لوگ اس رائے کے حامی ہُوئے اور ولدِ عکرمہؓ سے کہا کہ اس معاملے کے لئے اک معاہدہ لکھ کر اہلِ مکّہ اس معاہدے سے آگاہ ہو کر اس کے عامل ہوں۔ ولدِ عکرمہ سے معاہدہ لکھوا کر سارے سرداروں کی گواہی لی گئی اور اُس کو دار اللہؑ کے در سے لٹکا کر عمّ سردار کو اطلاع دی کہ اس طرح کا معاہدہ ہُوا ہے۔ اگر محمد (صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم) کو ہمارے حوالے کر دو گے، ہم اس معاہدے سے الگ ہوں گے۔

عمّ سردار کو معلوم ہُوا کہ اہلِ مکّہ ہم لوگوں کی رُسوائی اور رالم دہی کے لئے آمادہ ہو کر صلۂ رحمی اور عدل کی راہ سے دُور ہو گئے۔ اہلِ اُسرہ کو لے کر عمّ سردار اُس درّۂ کوہ آ گئے

لے منصور بن عکرمہ (طبقات ابن سعد، سیرت مصطفیٰ) ۔

کہ وہ درّہ عمِ سردار ہی کے اسم سے موسوم ہے[1]۔ عمِ سردار کے سارے ہی اہلِ اُسرہ، مُسلم ہوں کہ گمراہ۔ اُس درّۂ کوہ آکر رہے، سوائے عمِ مردود کے کہ وہ گمراہوں کے ہمراہ رہا۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم دو اور اک سال سارے اہلِ اُسرہ کے ہمراہ اُس درّۂ کوہ سے محصور ہوکر رہے۔ وہ سارا عرصہ اُسرۂ رسول کے لئے طرح طرح کے دُکھوں اور آلام کا رہا۔ اس لئے کہ اہلِ مکہ کا ہر معاملہ سارے لوگوں سے رُکا رہا۔ لوگ اکل وطعام سے محروم ہو گئے۔ گھاس اور کھال کے ٹکڑے کھا کھا کر رسول اللہ ؐ کے لئے سارے صدمے سہے۔ اس سارا عرصہ رسول اللہ درّۂ کوہ سے آ آ کر کلمۂ اسلام کے لئے ساعی رہے۔ اللہ کے رسولؐ کو اللہ کے سوا کس کا ڈر۔ اہلِ مکہ کی ساری ہٹ دھرمی دھری کی دھری رہی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم امرِ الٰہی کو لے کر گھومے اور لوگوں کو اللہ کی راہ دکھائی۔

اس محصوری کو دو سال اور اک سال کا عرصہ ہوا کہ مکے کے اک رحم دل آدمی ولدِ عمرو[2] کو وہ امر مکروہ لگا کہ ہم سارے لوگ اکل وطعام کھا کر مسرور ہوں اور ہمارے ماموں اور دُوسرے لوگ ٹکڑے ٹکڑے سے محروم ہوں۔ ولدِ عمرو وہاں سے اُٹھ کر اور اک اہلِ رائے سے ملا اور دل کا حال کہا اور کہا کہ واللہ اس طرح کا معاملہ ہر طرح سے مکروہ ہے اور صلۂ رحمی اور عدل سے دُور ہے۔ اگر عمرو[3] کے ماموں کے لئے اس طرح کا معاہدہ ہو۔ واللہ وہ اس طرح کے معاہدہ سے دُور رہے۔

ہر دو کی رائے ہوئی کہ اور لوگوں کو اس رائے کے لئے آمادہ کرو۔ ولدِ عمرو وہاں سے اُٹھ کر ولدِ عدی[4] کے گھر آئے اور سارا معاملہ کہا۔ وہ اس رائے کے حامی ہوگئے۔ اسی طرح ولدِ عمرو کی مساعی سے کئی لوگ اس رائے کے حامی ہوگئے۔ طے ہوا

---

[1] شعبِ ابی طالب [2] ہشام بن عمرو [3] عمرو بن ہشام (ابوجہل) [4] مطعم بن عدی

کہ اگلی سحر کو اس معاملے کو آگے رکھ کر اس معاہدے سے الگ ہوں۔ وہ سردار اگلی سحر کو حرم آئے اور اس معاملے کو آگے رکھا، مگر عمرو "لاعلم والا" اڑا رہا۔

اُدھر ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو وحی کے واسطے سے اطلاع دی گئی کہ وہ سارا معاہدہ گل سڑ کر معدوم ہوا مگر کلمہ "باسمک اللّٰھمّ"[1] (اللہ کے اسم سے) اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ عم سردار کو رسول اللہ ؐ سے سارا حال معلوم ہوا۔ وہ کمال مسرور ہوئے۔ عم سردار وہاں سے اُٹھے اور دوڑتے ہوئے حرم مکرم آئے۔ وہاں سارے سردار اکٹھے ملے۔ کہا کہ لوگو! محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم) کا ہر کلمہ اور کلام اٹل ہے۔ اس لئے طے کر لو کہ اگر اُس کا کلام اُسی طرح اٹل ہوا، اس معاہدے سے الگ ہو رہو گے۔ آؤ اور معاہدہ لا کر اس امر کی آگاہی حاصل کرو۔ ہمارا وعدہ ہے کہ اگر معاہدہ سالم ہوا۔ ہم محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم) کو مکے والوں کے حوالے کر کے اُس سے الگ ہوں گے[2]۔ سارے سردار اصلاً و سہلاً کر کے اُٹھے اور کہا کہ اے مکرم سردار وہ امر لائے ہو کہ اُس کی اساس عدل ہے۔ اس لئے آؤ معاہدے کا حال معلوم کریں۔ لوگ معاہدے کو لے کر آئے۔ اُس کو کھولا، سارا معاہدہ مسطور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر معدوم ہوا اور اللہ کا اسم علیٰ حالہٖ لکھا رہا۔ اہلِ مکہ اس امر سے ششدر ہو کر رہ گئے۔

عم سردار وہاں سے لوٹ کر "در رہ کو" آئے اور لوگوں کو سارے معاملے کی اطلاع دی اور کہا کہ اللہ کے حکم سے ہم کو اس معاہدہ سے رہائی مل گئی۔ اے لوگو! آؤ اور گھروں کی راہ لو۔

ہمدمِ رسولؐ دوسیؓ کا اِسلام

اُسی سال اُس ملک کا اک ماہر کلام دوسی[3] مکہ مکرمہ وارد ہوا۔ وہاں آ کر لوگوں سے

---

[1] اُس زمانے کا دستور تھا کہ بسم اللہ کی جگہ باسمک اللّٰھمّ لکھا کرتے تھے۔ اصح السیر ص ۹۵۔
[2] [illegible]
[3] حضرت طفیل دوسی عرب کے اک مشہور شاعر تھے۔

معلوم ہُوا کہ مکّے کا اک آدمی سحر کر کے لوگوں کو راہ سے ہٹا رہا ہے۔ اُس کے سحر سے صد ہا لوگ اک دوسرے کے عدو ہو گئے۔ اس لئے اُس آدمی کے کلام سے دُور رہو۔ دوسی کو اس معاملے سے ڈر لگا۔ اور وہ اک شئ کو روئی سے مسدود کر کے وہاں گھوما۔ اک سحر کو حرم آ کے کھڑا ہُوا۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اُدھر آئے اور لوگوں کے ہمراہ محوِ حمد و دُعا ہوئے۔ اُس کو ڈر لگا کہ وہ اس کلام کے سحر سے مسحور ہو کر کسی اور راہ کا ہو رہے گا۔ مگر دل سے کہا کہ اس مُلک کا ماہرِ کلام ہوں، کلامِ مکروہ اور کلامِ محمود سے آگاہ ہوں۔ اگر کلامِ مکروہ ہُوا رد کر دوں گا۔ آگے آ کر کھڑا ہُوا۔ کلامِ الٰہی کی صدا سرمدی سرور سے معمور ہو کر دل سے ٹکرائی۔ اُسی دم اس کلام سے گھائل ہوئے۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم سے آ کر کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) اہلِ مکّہ اس کلام کے اور ہمارے آڑے آئے۔ اک حصّہ اس کلام کا مسموع ہوا ہے۔ دل کو لو لگی ہے کہ اس کلام کا اور کوئی حصّہ مسموع ہو۔

کلامِ الٰہی سے دل کا اور ہی عالم ہُوا۔ اللہ واحد کا ڈر دل کو طاری ہُوا اور اسلام کے لئے دل کی راہ ہموار ہوئی اور اُسی دم کلمہ لآ اِلٰہ اِلّا اللہ کہہ کر اسلام لے آئے۔

مُصارعۂ[2] رسولؐ

اسی سال کا حال ہے کہ مکّۂ مکرّمہ کا اک مصارعؓ[3] اور لڑائی کا ماہر سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کو سرِ راہ ملا۔ رسولِ اکرمؐ اُس کے آگے آئے اور کہا کہ :

---

[1] کان [2] مصارعہ : کشتی [3] مصارع : پہلوان ۔ اس پہلوان کا نام رکانہ بن عبد یزید تھا جو مکّے کا سب سے بڑا پہلوان تھا اور کوئی اس کے مقابل نہ آتا تھا (رحمۃ السیر صفحہ ۹۲)۔

"اللہ سے ڈرو اور اسلام لے آؤ"

کہا کہ کس طرح معلوم ہو کہ اللہ کے رسول ہو اور اسلام ہی اللہ کی راہ ہے؟
ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اُس کے آگے آئے اور کہا کہ لڑائی کے ماہر ہو اور
مکّہ مکرمہ کے معلوم مصارع ہو، ہم سے مصارعہ کرلو۔ اگر ہم سے لڑ کر ہار گئے۔
اسلام لے آؤ گے؟ وہ مصارع اُسی دم لڑائی کے لئے آمادہ ہُوا اور کہا ہاں!
اگر اس لڑائی کو ہاروں گا، اسلام لے آؤں گا۔ رسولِ اکرمؐ اُس کے آگے آئے
اور معمولی سی لڑائی لڑ کر اُسے گرا ڈالا۔ وہ لڑائی کا ماہر اس ہلکی سی لڑائی سے گِر کر
گم سُم ہُوا اور کہا کہ اس لڑائی کو دُہرا کر اک لڑائی اور لڑو۔ اگر اس لڑائی کو ہارا
اسلام لے آؤں گا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم دُوسری لڑائی کے لئے
آگے آئے اور اُس کو اُٹھا کر گرا ڈالا۔ وہ وہاں سے اُٹھ کر دوڑا اور لوگوں
سے کہا کہ اے مکّے والو! محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) ساحر ہے۔ اور وہ خُود
اسلام کی راہ سے ہٹا ہی رہا۔[۱]

---

[۱] اُس نے تمام قریش میں مشہور کر دیا کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) بڑے جادوگر ہیں
مگر ایمان نہ لایا۔

صدموں کا سال

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کی عمر آدھی صدی کی ہوئی اور امرِ حق کو آئے ہوئے دس سال ہوئے کہ رسولِ اکرمؐ کو دو روح گسل صدمے ملے[1] عمِ سردار اور عروسِ مکرمہ کا وصال، اسی لئے سارے علماء سے وہ سال "صدموں کا سال" کے اسم سے موسوم ہوا۔

عمِ سردار کے وصال کا حال اس طرح ہے کہ عمِ سردار کی عمر اسی سے سوا ہوئی اور وہ گھر کے ہو رہے اور مالک کا لمحۂ وصال آلگا۔ اس دم مکے کے کئی سردار اور اہلِ رائے لوگ عمِ سردار کے گھر آئے اور کہا کہ اے سردار! اس دمِ وصال سارے الٰہوں کے اسم کا ورد کر کے الٰہوں کو مسرور کرو۔ اسی دم ہادیٔ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم عمِ سردار کے آگے آئے اور کہا کہ اے عمِ مکرم! لمحۂ وصال آلگا ہے۔ اس لمحہ اگر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہہ لو، اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ ساری عمر کے مکروہ اعمال محو کر کے دارالسلام کی دائمی عمر عطاء کرے گا۔[2] مکے کے سردار اڑے آئے اور کہا کہ اے سردار! اس دم سارے الٰہوں کی راہ سے ہٹ کر اسلام کی راہ لگو گے؟ اور ہر طرح سے عمِ سردار کو کلمۂ اسلام سے روکا۔

عمِ سردار رسول اللہؐ سے ہم کلام ہوئے اور کہا۔

---

[1] تاریخ اسلام جلد اوّل صفحہ ۱۲

[2] آپؐ نے فرمایا کہ مرتے دم لا الٰہ کہہ لیجئے کہ میں خدا کے ہاں آپ کے ایمان کی شہادت دوں۔
(سیرت النبیؐ ج ۱ ص ۲۴۱)

آمادہ ہوں کہ وہ کلمہ کہہ لوں۔ مگر مکّے والوں کو احساس ہوگا کہ وصال کے ڈر سے وہ کلمہ کہا ہے۔

اس لئے والد[1] ہی کی راہ رہ کر مروں گا۔

اس طرح کہہ کر عمِّ سردار راہیٔ ملکِ عدم ہو گئے۔

رسولِ اکرمؐ کو عمِّ سردار کے وصال سے کمال صدمہ ہُوا کہا۔

"عمِّ سردار کے لئے صدا دُعاگو رہوں گا۔ ہاں اگر اللہ اس امر سے روک دے۔"

اسی امر کے لئے کلامِ الٰہی وارد ہُوا۔

"رسول اور اہلِ اسلام کے لئے امر مکروہ ہے کہ وہ گمراہوں کے لئے دُعاگو ہوں، گو وہ گھر والے ہی ہوں۔ ہر گاہ کہ معلوم ہُوا کہ وہ دارالآلام[2] کو راہی ہُوئے"[3]

عمِّ سردار کے وصال سے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کو دلی صدمہ ہُوا۔ رسول اللہ ؐ کے لئے ہر طرح کے آلام سہے اور مکّے کے گمراہوں کے آگے حوصلے سے ڈٹے رہے۔ ہر ہر گام رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کو عمِّ سردار سے سہارا ملا۔

اک عروسِ مکرّمہ کا دم رہا۔ اُس کے اموال رسول اللہ اور اسلام کے کام آئے۔ اُس محرمِ دل کے لئے اللہ کا حکم آ لگا اور اس طرح وہ مسلمۂ اوّل اور سارے مسلموں کی ماں اک عمر رسولِ اکرمؐ کی ہمراہی اور دلداری کر کے اللہ کے گھر کو سدھا گئیں (اللہ ہم ساروں کا مالک ہے اور ہر آدمی اُسی کے گھر لوٹے گا)۔

---

[1] آخری کلمہ جو اُن کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا "علیٰ ملّۃِ عبدالمطلب" یعنی عبدالمطلب ہی کے دین پر ہوں (سیرت مصطفےٰ ج ۱ اوّل ص ۲۰۵) [2] دارالآلام : دوزخ [3] قرآن کریم کا ارشاد ہے: ما کان للنبیّ والّذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبیّن لھم انّھم اصحاب الجحیم - ۹

علماء کی رائے یہ ہے کہ عمِ سردار کے وصال سے آدھے ماہ اُدھر عروسِ مکرمہ کا
وصال ہوا۔[1] وہ دلدارِ رسولؐ کہ سارے لوگوں سے اوّل اسلام لا کر رسولِ اکرمؐ کی حامی
ہوئی۔ وہ محرمِ رسولؐ کہ سارا مال رسول اللہ کو دے کر مسرور ہوئی کہ اس مال سے اسلام
کی راہ ہموار کرو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کی وہ دلدادہ کہ اس کی مسکراہٹ اور
دلداری سے ہر کڑا مرحلہ سہل ہوا۔ ناں کا عمر کے سارے مرحلے طے کر کے اللہ کے
گھر کو سدھاری۔ اللہ اُس کو کروٹ کروٹ دارالسلام کا آرام عطا کرے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اس دُہرے صدمے سے کمال ملول ہوئے اور
اک عرصہ گھر ہی کے ہو کر رہ گئے۔ عمِ مردود کو معلوم ہوا، وہ رسول اللہ سے گھر آ کر ملا۔
اور کہا: "اے محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم)، دل کے ملال کو دور کرو اور معمول کی طرح کام
کرو۔ اگر کوئی آڑے آئے گا، اُس کو روکوں گا"۔ اہلِ مکہ کو معلوم ہوا، وہ اکٹھے ہو کر
عمِ مردود کے گھر آئے اور کہا کہ اُس آدمی کے ہمدرد ہو گئے کہ عمِ سردار کے والد کے لئے
اُس کی رائے ہے کہ دارالآلام کی آگ اُس کو کھائے گی، وہ عمِ مردود اس اطلاع سے
کھول اُٹھا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم سے آ کر سائل ہوا کہ اے محمدؐ! ہم
سے دادا کا حال کہو کہ وہ وصال ہو کر کدھر گئے، دارالسلام کہ دارالآلام؟ رسولِ اکرمؐ
کا کلام ہوا کہ "دادا کا حال اُس کے گروہ والوں کے حال کی طرح ہوا"۔[2]

اس امر سے اُس کو آگ لگی اور وہ اور سوا رسول اللہ کا عدو ہوا اور حسد و
ہٹ دھرمی کی اس حد آ لگا کہ رسولِ اکرمؐ کے لئے اسلام کا کام محال ہوا۔

---

[1] سیرتِ مصطفیٰ میں ہے کہ عمِ رسول ابوطالب کے وصال سے پانچ دن بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ کا انتقال ہوا مگر سیرت کی دوسری کتابوں میں مختلف روایات ملیں۔ کہیں پندرہ دن بعد لکھا ہے اور کہیں دو ماہ بعد۔ البتہ سنہ نبوی میں وصال پر سب کا اتفاق ہے۔ [2] ابولہب کا یہ سارا قصہ طبقات ابن سعد جلد اوّل صفحہ ۱۳۱ سے لیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کے جواب میں فرمایا کہ "عبدالمطلب کا ٹھکانا اپنی قوم کے ساتھ ہے"۔

رسول اللہؐ سے اہلِ کہسار کا سلوک

عَم سردار کے وصال سے اہلِ مکّہ کے حوصلے سوا ہو گئے اور ہر ہر گام رسول اکرمؐ کے لئے رکاوٹ ہو کر آگے آئے اور گمراہی اور لاعلمی کے ساہوکاروں سے طرح طرح کا عدیمِ رحمی کا سلوک ہُوا۔ کوڑا کرکٹ لا کر رسول اللہؐ کے گھر ڈالا۔ اللہ کے رسولؐ کے سرِ مسعود کو کوڑے کرکٹ اور گرد سے آلودہ کر کے مسرور ہُوئے۔ الحاصل وہ سارا دَور اس طرح کے آلام اور دُکھوں کا دَور رہا۔

ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا ارادہ ہُوا کہ وہ مکّہ مکرّمہ سے ساٹھ[1] کوس دُور اُس کہساری مصر کو رواں ہوں کہ وہ اس ملک کے سرکردہ گروہوں کے سرداروں کا گڑھ رہا۔ رسول اللہؐ کو آس لگی کہ وہاں کے لوگ اگر اسلام لے آئے اُس سے اسلام کی راہ دوسرے امصار اور دوسرے گروہوں کے لئے ہموار ہو گی۔

ہمدمِ[2] مملوک کو ہمراہ لے کر سُوئے کہسار رواں ہُوئے۔ ساٹھ کوس کے کڑے مراحل طے کر کے وہاں آ گئے۔ وہاں کے اک سردار مسعود اور اُس کے دو[3] ولدِ اُمّ کے گھر آئے اور کلمۂ اسلام آگے رکھا، وہ لوگ اس امر کو سموع کر کے کھول اُٹھے اور رسول اللہؐ کے عدو ہو گئے اور سوئے کلام اور ٹھٹھا کر کے الگ ہُوئے اور محلّے کے لڑکوں کو اُکسا کر کہا کہ اس آدمی کو ڈھلوں سے مارو۔ ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اس حال سے کمال ملول ہُوئے۔ وہاں کے محلّے محلّے گھوم کر صدا لگائی، مگر گمراہوں کے دل گمراہی اور ہٹ دھرمی کی کالک سے ڈھکے ہی رہے۔ رحم و کرم سے محروم وہاں

---

[1] طائف والوں کا۔ [2] حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ [3] ولدِ اُمّ: بھائی۔ مسعود، عبدیالیل اور حبیب تینوں بھائی وہاں کے سرداروں میں سے تھے۔

کے لوگوں کا سلوک کمال عدم رحمی کا ہُوا۔ لڑکے ڈلے لئے رسول اللہ ﷺ کے آگے آئے۔
لڑکوں کے ڈلے کھا کھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم لہولہو ہو گئے۔

اللہ اللہ! کس طرح وہ لوگ اللہ کے اُس رسول کے عدو ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ساعی ہُوئے کہ وہ گمراہی سے الگ ہو کر دارالالام کی آگ سے دُور ہوں اور وہی لوگ اس رسولِ رحم و کرم کے آڑے آئے۔ الحاصل، اس مصر آکر سرورِ عالم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو سارے دُکھوں سے سوا دُکھ ملا[1]۔ وہاں کے لوگوں سے گھائل ہو کر رسول اللہ ہمدمِ مملوک کو ہمراہ لئے راہ کے اک ساتے دار محل آکر رُکے۔ دُکھے دل سے اللہ کے رسول ﷺ کی دُعا ہوئی۔ اُس دُعا کا ماحصل اس طرح ہے:-

"اے اللہ! وسائل کی کمی اور کم حوصلگی اور لوگوں کے سوئے سلوک کا گلہ ہے
اے سارے رحم والوں سے سوا رحم والے! کم واروں کے مددگار اس
رسول کو کس کے حوالے کرے گا، کسی رحم سے دور عدو کے حوالے کر
کسی ہمدم کے حوالے کہ وہ ہمارے اُمور کا مالک ہو۔ اگر اللہ کا سہارا ہو
اس رسول کے سارے گلے دُور ہُوئے۔ اے اللہ! اگر اللہ کی مدد ہو
امرِ اسلام سہل ہو گا۔"

اللہ کی درگاہ سے اللہ کا وہ مَلَک ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے آکے ملا کہ سارے کہساروں کا امر اُس کے حوالے ہے۔ کہا۔ اے رسول! اللہ کے حکم سے مامور ہُوا ہوں کہ اگر رسول کا حکم ہو، اس مصر کے ہر دو سروں کے کہساروں کو ملا کر سارے لوگوں کو مار ڈالوں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا کلام ہُوا کہ

---

[1] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ اُحد سے زیادہ کوئی سخت دن آپ پر گزرا ہے، تو آپ نے اسی سفر کا حوالہ دیا ہے۔
(سیرتِ مصطفےٰ ص ۲۱۰)

اے عمک ! اللہ کے رسول کو آس ہے کہ اس مصر کے لوگوں کی اولاد سے لوگ مسلم ہوں گے اور اللہ واحد کے علم کے حامل ہو کر دوسرے سارے الٰہوں سے دُور ہوں گے۔[1]

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم وہاں سے سوئے مکّہ راہی ہوئے اور حرا آکر رُکے۔ حکم ہُوا کہ مُطعم ولدِ عدی سے کہلا دو۔ اگر وہ ہمارے ہمراہ اور حامی ہو، ہم مکّہ مکرمہ وارد ہوں۔ گو مطعم ولدِ عدی اسلام سے دُور رہا، مگر اُس لمحہ وہ رسول اللہ اور ہمدم ملوک کا حامی ہُوا اور گھر والوں کو مسلّح کر کے اور سوار ہو کر حرم کے آگے آکھڑا ہُوا اور صدا دی کہ لوگو! محمّد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کا اس لمحے ولی ہُوا ہوں اس لئے اُس سے دُور رہو۔[2] ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اوّل حرم آئے اور حمد و دُعاء کر کے گھر لوٹے۔

---

[1] سیرت مصطفیٰ صہ۲۱۱ بحوالہ صحیح بخاری و فتح الباری و معجم طبرانی۔ [2] طائف سے واپسی پر آپؐ نے مکّہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے مطعم بن عدی سے کہلایا کہ کیا ہمیں پناہ دو گے؟ اُس نے قبول کیا اور اپنے بیٹوں اور قوم کے لوگوں کے ہمراہ مسلّح ہو کر حرم کے دروازے کے پاس آ کھڑا ہُوا اور مکّے والوں سے کہا کہ آنحضرتؐ میری پناہ میں ہیں۔ (سیرت مصطفیٰ صہ۲۱۳ ج ۱)

اَحوالِ اِسْرا

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کی عمر کوئی آدھی صدی اور اک سال کی ہوئی[2] کہ اسرائے[1] سماوی کا وہ اکرام ملا کہ عالمِ مادّی اور عالمِ ملائک کا ہر اکرام اور ہر عہدہ اُس سے کم ہے۔ دُوسرے سارے رسول اس اکرام سے محروم رہے۔ اللہ کا رسول دَم کے دَم اس عالمِ مادّی سے دُور ہو کر سردار ملائک کے ہمراہ سوئے سما راہی ہوا اور اللہ کی کرسی کی رسائی حاصل ہوئی اور اللہ سے ہم کلام ہو کر لوٹا۔ عالمِ معاد کے لامحدود اسرار و حکم حاصل ہوئے۔

اس رحلۂ سماوی کا حال اس طرح ہے کہ رسول اللہؐ محرم سردار کی لڑکی کے گھر آکر محوِ آرام ہوئے اور سو گئے۔ معاً وہاں سردارِ ملائک اللہ کے حکم سے آئے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو اُٹھا کر حرم لائے۔ سردارِ ملائک کا اک ملکی گھوڑا[3] وہاں کھڑا ہوا ملا۔

سردارِ ملائکت الروحؑ آگے آئے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو لٹا کر صدرِ مسعود کاٹا اور سرورِ عالم کے دل کو "ماءِ طاہر" سے دھو کر اور اسرارِ علومِ الٰہی اور اللہ کی گواہی سے معمور کر کے رکھا اور مہرِ رسول عطا کی۔ رسولِ اکرمؐ وہاں سے اُٹھے۔ سردارِ

---

[1] واقعۂ معراج: علماء کی اصطلاح میں اس واقعہ کو اسراء کہتے ہیں۔ عربی میں اسراء کے معنی سیر کے آتے ہیں (سیرت مصطفیٰ ص۲۳۱) حیرت کی بات ہے کہ سیرت النبیؐ کی جلد اوّل میں مولانا شبلی نعمانیؒ نے اس واقعہ کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا (محمد ولی)۔ [2] معراج کے وقت آنحضرتؐ کی عمر اکیاون برس اور نو ماہ تھی۔

[3] ملکی گھوڑا: بُراق۔ ایک بہشتی جانور جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے کچھ بڑا اور برق رفتار تھا۔ (سیرت مصطفیٰ ص۲۴۲، سیرت النبیؐ ج۱ مطبوعہ مدینہ کتب خانہ اردو بازار لاہور)

ملائک ملکی گھوڑا لائے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول، اللہ کا سلام ہو۔ اللہ کا حکم ہوا
ہے کہ اس گھوڑے کی سواری کر کے ہمارے ہمراہ اسرائے سماوی کر کے درگاہِ الٰہی
آؤ اور اللہ مالک الملک سے ملو۔ رسول اللہ کو اس امر سے دلی سرور ہوا اور سردارِ
ملائکہ الروح " کا کلام ہوا کہ " اے گھوڑے رکو! اللہ کا وہ رسول سواری کرے گا
کہ وہ اس گھوڑے کے سارے سواروں سے بزرگ سوار ہے۔ اس کلام سے وہ گھوڑا
رام ہو کر آگے ہوا۔ اللہ کا رسول اس ملکی گھوڑے کا سوار ہوا اور سردارِ ملائک
رسول اللہ کے ہمراہ رہے۔ وہ مسرور و مسحور گھوڑا اس طور رواں ہوا کہ دم کے
دم رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کو لے کر "دارالمطہر"[1] آ کے رکا۔ اللہ کا وہ
مسعود گھر کہ اول اول اللہ والے سوئے "دارالمطہر" ہی رو کر کے عمادِ اسلام کے
لئے کھڑے ہوئے۔

علمائے کرام سے مروی ہے کہ رحلۂ اسراء کے راہ کے سارے مراحل طرح
طرح کے اسرار و احوال رسول اللہ کو مطالعہ ہوئے اور سردارِ ملائک سے اسرار و
حکم کے علوم حاصل ہوئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم "دارالمطہر"
آئے اور اللہ کے آگے رکوع کر کے اور سرنگوں کر کے حمد و دعا کی۔

اللہ کے سارے رسول "دارالمطہر" آ کر اکٹھے ہوئے۔ اک رسول اٹھے اور
عمادِ اسلام کی صدا لگائی۔ لوگ کھڑے ہو گئے اور رکے رہے کہ کوئی سارے
لوگوں کا امام ہو۔ سردارِ ملائک رسول اللہ کو لے کر آئے اور کہا کہ لوگوں کے
امام ہو کر عمادِ اسلام کی ادائگی کرو۔ ہادیٔ اکرم لوگوں کے امام ہوئے۔ عمادِ اسلام
کی ادائگی[2] ہوئی۔ سردارِ ملائک کا سوال ہوا کہ معلوم ہے کہ کس گروہ کے امام

---

[1] دارالمطہر: بیت المقدس [2] سب سے پہلے آپ نے دو رکعت تحیۃ المسجد کی ادا کیں۔
سیرت مصطفیٰ ص ۳۹۹ بحوالہ صحیح مسلم (تحیۃ المسجد) کا لفظ مسلم کی روایت میں نہیں ہے۔

ہوئے ہو، کیا اللہ ہی کو معلوم ہے۔ سردار ملائک سے معلوم ہوا کہ وہ سارے اللہ کے رسولوں کا امام ہوا ہے۔[1]

سردارِ ملائک وہاں سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو لے کر سوئے سماءِ اوّل رواں ہوئے۔ در سماء کھلا اور وہاں اللہ کے رسول آدم رسلام اللہ علیٰ روحہٖ سے ملے اور سلام کہا۔ آدم (سلام اللہ علیٰ روحہٖ) ہمکلام ہوئے اور کہا "اھلاً و سہلاً اے ولدِ صالح، اے رسولِ صالح!" سماء دوم آکر اللہ کے رسولؐ روح اللہؑ سے ملے۔ اسی طرح اک سماء سے دوسرے سماء کو رواں ہوئے اور اللہ کے رسولوں سے اور ملائک سے مل کر مآل کار سدرہ[2] کے محل آگئے۔ وہاں سردارِ ملائک ہمراہی سے الگ ہوئے۔ وہاں سے ہادیِ اکرمؐ سوئے ملاءِ اعلیٰ رواں ہوئے۔ دار السلام اور دار السلام کے احوال مطالعہ ہوئے۔ اس طرح ہر مرحلۂ اعلیٰ سے صعود کرکے مآلِ کار درگاہِ الٰہی کی اس حد آگئے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے سوا اس مرحلۂ اعلیٰ کی رسائی سے ہر کوئی محروم رہا۔ اللہ کے آگے سر ٹکا کر حمد ادا کی اور اللہ مالک الملک کی ہمکلامی کا اکرام ملا اور رسولِ اکرم مسرور ہوئے۔ اللہ کی درگاہ سے اہلِ اسلام کے لئے عمادِ اسلام[3] کی ادائگی کا حکم ملا۔ اس طرح رسولِ اکرمؐ لامحدود عطا اور کرم سے مالا مال ہو کر درگاہِ الٰہی سے لوٹے۔

سردارِ ملائک کے ہمراہ رواں ہوئے اور سارے سماء کی مراحل طے کرکے ارضِ "دار المطہر" آئے اور وہاں سے رواں ہو کر طلوعِ سحر سے اک گھڑی ادھر مکہ آکر لوٹے

---

[1] آنحضرتؐ نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کی نماز کی امامت کی اور سب پیغمبروں نے آپؐ کا استقبال کیا اور حمدیہ کلام کہا۔ [2] سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے۔ اور قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہے۔ (سیرت مصطفےٰ) [3] نماز کی فرضیت شبِ معراج میں ہوئی۔ پہلے پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں، مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے تخفیف کی درخواست کی اور اس طرح پانچ نمازیں رہ گئیں لیکن ان پانچ نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے ہی برابر رہا۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۲۴۲) ⁂

آئے۔ اس طرح اللہ کے حکم سے رحلۂ اسراء کے وہ سارے مراحل سحر کی آمد سے اُدھر ہی طے ہو گئے۔

سحر ہوئی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور گھر والوں سے وہ سارا حال کہا۔ گھر والے ڈرے کہ اگر رسول اللہ نے اہلِ مکہ کو وہ سارا حال معلوم ہوگا، وہ لوگ رسولِ اکرم کے کلام کو ردّ کرسکے اور سوا مد نہ ہوں گے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ احوالِ اسراء کو مکے والوں سے روکے رکھو کہ وہ اس سے بیوا ملد ہوں گے۔ مگر رسولِ اکرم اُٹھے اور کہا کہ "واللہ! اس حال کو لوگوں سے لا محالہ کہوں گا" اللہ کے رسول کو کیا، گویا کہ وہ اللہ کے امر کردہ احکام و علوم کو لوگوں کے ڈر سے روک دے۔ اس طرح کہہ کر سوئے حرم رواں ہو گئے۔ اہلِ مکہ سے اسرائے سماوی کا سارا حال کہا، وہ سارے لوگ اس حال کو معلوم کر کے اکٹھے ہو گئے اور ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹھٹھا کر کے کہا کہ "دار المطہر" مکے سے دو ماہ کی راہ ہے۔ کس طرح وہاں سے سحر سے اُدھر ہی ہو کر آ گئے؟ اور طرح طرح کے مہمل سوال ہوئے۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے آئے اور وہ سارے احوال کہے کہ اس رحلے کے مراحل سے مطالعہ ہوئے۔ کہا کہ اک کارواں مکے آرہا ہے، وہ کئی مراحل اُدھر ہے اور اس کارواں کے کئی حال کہے۔ وہ کارواں اک عرصہ اُدھر مکے وارد ہوا اور سارے احوال اُسی طرح معلوم ہوئے۔ مگر مکے کے سردار ہٹ دھرمی کی راہ لگے رہے اور کہا کہ وہ کوئی سحر کا معاملہ ہے۔

اہلِ مکہ ہمدمِ مکرم سے آکر ملے اور کہا کہ اہلِ اسلام کے سردار کا معاملہ معلوم ہے؟ اُس کا دعویٰ ہے کہ وہ "سحر" سے اُدھر ہی اُدھر "دار المطہر" ہو کر لوٹا

لـه یہ ساری تفصیل طبقاتِ ابن سعد سے لی گئی ہے۔ جلد اوّل ص ۲۱۳ ۔

ہے۔ کہا کہ لوگو! ہم سے کہو رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا دعویٰ اسی طرح ہوا ہے؟ کہا۔ ہاں وہ اسی حال کا مدعی ہے۔

پھر مکرّم آگے آئے اور کہا کہ لوگو! معلوم ہو کہ اگر اللہ کے رسول کا دعوےٰ وہی ہے، گواہ رہو کہ وہ دعویٰ لامحالہ اٹل ہوگا۔

مآلِ کار مکّے والوں کے رسول اللہؐ سے طرح طرح کے مہمل سوال ہوئے اور حاسدوں کا گروہ حسد و ہٹ دھرمی کی راہ لگا رہا۔ سوال ہوا کہ اے محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم) دارالمطہر کا مکمل حال ہم سے کہو کہ وہ کس طرح کا گھر ہے؟ اس کے در اور کھڑکی کے عدد سے آگاہ کرو۔ اللہ کی مدد ہوئی اور اس کے حکم سے دارالمطہرؓ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے آگے ہوا۔ اس کے در، کھڑکی اور دوسرے احوال مطالعہ کر کے لوگوں کو آگاہی دی اور اہلِ مکہ کو معلوم ہوا کہ رسولِ اکرمؐ کا ہر کلام اٹل ہے۔

مگر وائے محرومی کہ مکّے والے اس اللہ کے رسولؐ کے سارے احوال سے مطلع رہے اور ہر ہر حال سے گواہی ملی کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ مگر ہٹ دھرمی اور حسد کے روگ سے دل مُردہ ہی رہے اور راہِ ہدیٰ سے کوسوں دُور ہوگئے۔

وادئ اُحد کے لوگوں کا اسلام

اسراء کے سماوی سے کئی ماہ اُدھر اُس سال کا موسمِ احرام آ لگا۔ دُور دُور کے ممالک کے لوگ مکۂ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے۔ ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کا معمول رہا کہ وہ ہر سال اس ماہ دُور کے آئے ہوئے لوگوں سے ملے کہ اللہ کے حکم اور اللہ واحد کے علم سے لوگ آگاہ ہوں۔ ہمدمِ مکرم کو ہمراہ لے کر ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم موسمِ احرام کے ماہ ہر گروہ کی وردد گاہ آئے اور لوگوں سے اللہ واحد کے امرِ اسلام کو کہا۔

اس سال وادئ اُحد کے اُس مصر سے کئی لوگ مکۂ مکرمہ آئے[1]۔ وہی معمورۂ اُحد کہ اللہ کے حکم سے اس ماہ سے کوئی دو سال اُدھر ہادئ مکرمؐ کی وردد گاہ ہوا اور حرمِ رسول ہوا۔ اور وہاں رسول اللہ ؐ کی دائمی آرام گاہ ہے۔

معمورۂ اُحد کے لوگوں کو وہاں کے اسرائلی علماء سے معلوم رہا کہ اک رسولِ اُمم کی آمد کا دور آ رہا ہے۔ وہ اللہ کا رسولؐ سارے عالم کو راہِ ہدیٰ دکھا کر لوگوں کو اللہ واحد کی راہ لگائے گا۔ وہاں کے عُلماء سے اس رسولؐ کے کئی اور احوال معلوم ہوئے اور وہاں کے علماء کو آس رہی کہ وہ اُس رسولِ موعود کے ہمراہ ہو کر

---

[1] نبوت کے گیارھویں سال مدینۂ منورہ کے قبیلۂ خزرج کے لوگ حج کے لئے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سامنے اسلام پیش کیا۔ وہ یہود مدینہ سے سُنتے آئے تھے کہ اللہ کا ایک رسول آنے والا ہے۔ اُن لوگوں نے آپؐ کو پہچان لیا اور اسی مجلس میں ایمان لے آئے۔ یہ کُل چھ آدمی تھے۔ (سیرتِ مصطفیٰ ج ۱ ص ۲۵۲) ؞

وادیٔ اُحد کے لوگوں سے معرکہ آرا ہوں گے اور اس کے سارے اعداء ہلاک ہوں گے۔[1]

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اس گروہ کی وارودگاہ آئے، وہ لوگ وہاں آکر آگاہ ہوئے کہ وادیٔ مکہ اس رسولِ امم سے معمور ہوگئی ہے۔ اس گروہ کے کئی لوگ سارے گروہ سے الگ ہوکر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم سے ملے۔ رسولِ اکرمؐ سے کلامِ الٰہی مسموع ہوا۔ اس کلام سے اُٹھ کر اک سرمدی لہر دلوں سے ٹکرائی اور دلوں سے لاعلمی اور گمراہی کی گھٹا ہٹی، اک دوسرے سے کہا کہ "اللہ کا وہی رسول ہے کہ اُس کا علم ہم کو اسرائلی علماء سے حاصل ہوا ہے اور ہم اس رسول کے لئے دُعاگو رہے ہے، اس لئے اے لوگو! اس سے اول کہ وہ علماء اور علماء کے لوگ ہم سے آگے ہوکر اسلام کے حامی ہوں، اسلام لے آؤ۔"[2] اسی دم کلمۂ اسلام کہہ کر اللہ واحد کے گواہ ہوئے اور اسلام لاکر ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے حامی ہوئے۔ کل دو کم آٹھ آدمی وہاں[3] مسلم ہوئے اور موسمِ احرام کے سارے احکام ادا کر کے معمورۂ اُحد رواں ہوئے۔ وہ لوگ وہاں آکر ہر اک آدمی کو رسولِ اُمیؐ اور اُس کے لائے ہوئے احکام سے آگاہ کرتے رہے۔ اس طرح وادیٔ اُحد کے امصار اور لوگوں کو اللہ کا حکم رسا ہوا اور اللہ کے حکم سے ہادیٔ امم کے لئے وہاں کا ماحول ہموار ہوا۔

---

[1] مدینہ کے یہود چونکہ اقلیت میں تھے، اس لئے جب اوس اور خزرج سے اُن کا جھگڑا ہوتا تو وہ کہا کرتے تھے کہ عنقریب نبیٔ آخر الزماں مبعوث ہوں گے اور ہم اُن کے ساتھ مل کر تم کو عاد و ثمود کی طرح ہلاک و برباد کر دیں گے۔ (سیرت مصطفےٰ صفحہ ۲۵۲) [2] یہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر یہود ہم سے کرتے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس سعادت میں ہم پر سبقت لے جائیں۔ اسلئے وہیں چھ آدمی اسلام لائے (حوالۂ بالا) [3] ان چھ آدمیوں کے نام یہ ہیں: حضرت اسعد بن زرارۃ، عوف بن الحارث، رافع بن مالک، عقبہ بن عامر، قطبہ بن عامر اور حضرت جابر بن عبد اللہ (حوالۂ بالا)۔

رسُولِ اللہؐ کے مددگاروں[1] کا عہد

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے احوال معلوم کر کے وہاں کے اوّلین کئی لوگوں کا ارادہ ہُوا کہ وہ مکّہ مکرّمہ آ کر اسلام کے اکرام سے مالا مال ہوں۔ اس لئے اگلے سال موسمِ احرام کے ماہ وہاں سے دس اور دو آدمی راہی ہوئے اور ہادیٔ اکرمؐ سے مکّہ مکرّمہ سے کئی کوس اُدھر اک گھاٹی آکر ملے اور رسولِ اکرمؐ سے کلامِ الٰہی مسموع کر کے اسلام لائے اور اس عہد کے عامل ہُوئے:-

(۱) اللہ واحد کے علاوہ کسی دوسرے الٰہ کے اکرام سے دُور ہوں گے۔

(۲) لُوٹ مار، حرام کاری اور اولاد کی ہلاکی[2] سے دُور ہوں گے۔

(۳) دُوسروں کی رسوائی سے الگ ہوں گے۔

عُلماء کے ہاں معمورۂ اُحد کے لوگوں کا اسلام اور اس عہد کا عامل مددگاروں کا "عہدِ اوّلی[3]" کے اسم سے موسوم ہے۔ ہادیٔ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حُکم ہُوا کہ اسلام کے دو مسلم اس گروہ کے ہمراہ وہاں کے لئے راہی ہوں کہ وہ وہاں کے لوگوں کو کلامِ الٰہی سکھا کر اور اسلام کے احکام سے آگاہ کر کے اللہ کے آگے کامگار ہوں۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے دو ہمدم[3] اُس گروہ کے ہمراہ رواں ہو کر معمورۂ اُحد آ گئے اور رُوح و دل سے اسلام کے لئے ساعی ہُوئے۔ ہر دو ہمدموں کی ساعی سے وہاں کے کئی گروہ اسلام لائے[4] اور اس طرح اللہ کے حُکم

---

[1] مددگارِ رسول: انصارِ مدینہ [2] عرب کے بعض قبیلوں میں رواج تھا کہ وہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ [3] حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما معلّم ہو کر مدینہ منوّرہ گئے۔ [4] حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اوس کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے۔ جب وہ اسلام لے آئے تو بنی عبدالاشہل کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ [5] عہدِ اولیٰ: عقبۂ اولیٰ۔

سے معمورۂ اُحد کی گلی گلی اور محلہ محلہ کلمۂ اسلام سے معمور ہُوا۔

ہر دو ہمدموں سے اک ہمدم مکّہ مکرمہ لوٹ آئے کہ رسول اللہؐ سارے احوال سے مطلع ہوں۔[۱]

رسول اللہؐ کے مددگاروں کا دوسرا عہد

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو امر حق آئے ہوئے دس اور دو سال کا عرصہ مکمل ہُوا اُس کے اگلے سال کے موسم احرام کی آمد آمد ہوئی۔ معمورۂ اُحد سے اس سال کئی سو لوگ مکّہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے۔ وہاں کے مسلموں کا ارادہ ہُوا کہ اس سال اللہ کے رسولؐ سے مصر ہوں کہ وہ اللہ کے سہارے مکّہ مکرمہ سے راہی ہو کر معمورۂ اُحد کو حرم کر کے رہا رہے۔ مکّہ مکرمہ سے اک دو مرحلے اُدھر آ کر لوگوں کا ارادہ ہُوا کہ مددگاروں سے کوئی آدمی مکّہ مکرمہ راہی ہو اور ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے اس طرح ملے کہ مکّے کے گمراہ اس امر سے لاعلم ہوں اور وہاں آکر رسول اللہؐ کو اس گروہ کی آمد کی اطلاع دے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اُس عمّ گرامی[۲] کو ہمراہ لے کر رواں ہوئے کہ رسول اللہؐ کے وہ عمّ گو اسلام سے دُور رہے، مگر رسولِ اکرمؐ کے ہمدرد اور حامی رہے۔ اس طرح ہر دو مکّے کے لوگوں کو لاعلم رکھ کر اُسی گھاٹی آگئے کہ وہاں اک سال اُدھر، معمورۂ اُحد کے دس اور دو لوگ مسلم ہوئے۔

معمورۂ اُحد کے لوگ رسول اللہؐ سے ملے۔ کلامِ الٰہی سے رُوح و دِل کے دَر

---

[۱] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

[۲] حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، مگر ابوطالب کی وفات کے بعد سے آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔

کھلے اور کُل ساٹھ اور دس سے سوا لوگ اسلام لائے[1]۔ اور ہادئ عالم صلی اللہ علیٰ
رسولہٖ وسلّم سے مددگاری کا عہد کر کے رُوح و دل سے رسول اللہ م کے حامی ہوئے
اور رسولِ اکرمؐ سے کہا کہ اے رسول اللہ! مکّے والوں کی ہٹ دھرمی اور گمراہی حد سے
سوا ہوگئی ہے۔ اس لئے ہم سارے مددگاروں کی رائے ہے کہ اللہ کا رسول اعدائے
اسلام کے آلام سے دُور ہو کر معمورۂ اُحد آ کر رہے اور وہاں کے لوگوں کو اللہ کی راہ
دکھائے۔ ہمارا وعدہ ہے کہ ہم اللہ کے رسول کے ہر حکم کے عامل ہوں گے۔

رسول اللہ م کے عمّ گرامی اُٹھے اور مددگاروں سے کہا کہ اے لوگو! معلوم
ہو کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) ہم سارے اہلِ مکّہ کے لئے ہر طرح مکرّم ہو کر رہے اور
معلوم ہو کہ ہم لوگ ہر طرح اُس کے حامی اور مددگار ہوئے۔ امرِ اسلام سے اہلِ
مکّہ اُس کے عدو ہو گئے۔ اس لئے اگر اللہ کو گواہ کر کے وعدہ کرو کہ اُس کی ہر طرح
امداد کروگے اور سدا اُس کے حامی رہوگے۔ وہ معمورۂ اُحد کے لئے آمادہ ہوں گے
اور معلوم ہو کہ اس امر سے سارا مُلک معمورۂ احد کے لوگوں کا عدو ہوگا، اگر اس
کے لئے آمادہ ہو کہ سارے مُلک کے اعداء سے اکٹھے ہو کر اس کے لئے لڑوگے۔
سو اس امر کا ارادہ کرو اور اگر اس حوصلے سے محروم ہو اسی محل سے لوٹ لو۔
مگر رسول اللہ م کے مددگاروں کا ہر طرح وعدہ ہوا کہ وہ ہر طرح اور ہر حال رسول اللہ
کے حامی ہوں گے۔ ہادئ اکرمؐ مددگاروں کے اس عہد سے مسرور ہوئے اور اُس گروہ کے
دس اور دو مددگاروں کو حکم ہوا کہ وہ دوسرے لوگوں کے معلّم اور مُصلح ہوں[2]۔ اس
طرح رسولِ اکرمؐ مددگاروں کا وہ عہد لے کر مکّہ مکرّمہ لوٹ آئے اور مددگاروں کا
گروہ سارے احکامِ عمرہ و احرام ادا کر کے معمورۂ اُحد رواں ہوا۔

---

[1] روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر کل ستر آدمی مدینہ منورہ کے اسلام لائے تھے (اصح السیر ص...)

[2] مدینہ منورہ کے لوگوں میں آنحضرتؐ نے بارہ نقیب مقرر فرمائے اور کہا کہ تم اپنی قوم کے کفیل اور ذمہ دار ہو۔ مرتب

اہلِ اسلام کو وداعِ مکّہ کا حکم

امرِ حق سے اُدھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کو احوالِ صالحہ دکھائے گئے اور امرِ حق کی آمد ہوئی۔ اسی طرح وداعِ مکّہ[1] سے اُدھر اوّل اوّل کئی مصر دکھائے گئے کہ کوئی اک مصر رسول اللہ ص کا وردگاہ[2] ہوگا۔

اللہ کا حکم ہوا اور رسول اللہ کو وحی آئی کہ مکّہ مکرمہ کے ہمدم اور اہلِ اسلام معمورۂ احد کو اک اک کر کے رواں ہوں۔ ہمدموں کو اس حکم اور اس راے کی اطلاع دی گئی۔

لوگوں کو حکمِ رسول ملا اور وہ اس حکمِ الٰہی اور رسول اللہ کے حکم کے عمل کے لئے آمادہ ہوئے۔

سارے لوگوں سے اوّل رسول اللہ ص کے ہمدم اور ہم عمر والد سلمہ مع گھر والوں کے آمادہ ہوئے کہ مکّہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر اُس مصر کو رواں ہوں کہ وہی معمورۂ رسول ہوگا۔ مگر مکّے والوں کو معلوم ہوا، وہ آگے آکر ڈٹ گئے اور کہا کہ ہم کو اُس کی گھر والی امّ سلمہ کو روک کر ہی آرام ہوگا، اس لئے کہ وہ ہمارے اُمرے کی ہے۔ اس لئے اگر والد سلمہ کا ارادہ ہو وہ ام سلمہ کے علاوہ ہی راہی ہو۔ اُدھر سے والد سلمہ کے اُمرے کے لوگ آگئے اور کہا کہ امّ سلمہ کے گود کا لڑکا ہمارا ہے۔ اس لئے وہ ہمارے ہمراہ رہے گا۔ الحاصل اس طرح والد سلمہ، اُس کا لڑکا

---

[1] وداعِ مکّہ: ہجرت۔ [2] ہجرت سے پہلے ابتداءً آپ کو ایک کھجوروالی جگہ دکھائی گئی۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت کو تین شہروں میں سے انتخاب کرنے کا اختیار دیا گیا۔ وہ تین شہر مدینہ، بحرین اور قنسرین تھے۔ (سیرت مصطفیٰ ص صہ ۲۶۹)

لوگوں کی اہل ، الگ الگ ہو گئے اور والدِ سلمہ ہر دو سے الگ ہو کر سوئے معمورۂ رسول راہی ہوئے ۔ مگر اللہ کی مدد اور اک عرصہ کی سعی سے لڑکا امِ سلمہ کو ملا اور وہ ہر دو رسول اکرمؐ کے وداعِ مکّہ کے اک سال اُدھر معمورۂ رسول[1] آکر والدِ سلمہ سے مل گئی ۔

مکّے کے سردار اہلِ اسلام کے ہر طرح آڑے آئے ۔ مگر مکّہ مکرمہ کے اہلِ اسلام اسی طرح اک اک کر کے معمورۂ رسول راہی ہوئے اور مکّہ مکرمہ کے صدہا گھر مالکوں سے محروم ہو گئے ۔

وہی معدود لوگ مکّہ مکرمہ رہ گئے کہ وہ گمراہوں کے مملوک رہے اور مال سے محروم ۔ مکّے کے گمراہوں کے سردار اس حال سے کمال ملول ہوئے اور دل مسوس کر رہے ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم ، علی کرمہٗ اللہ اور ہمدمِ مکرم اللہ کے حکم سے مکّہ مکرمہ ہی رُکے رہے ۔

اہلِ مکّہ کی کارروائی

مکّے کے سرداروں کو اس حال سے کمال دُکھ ہوا اور احساس ہوا کہ رسول اللہ کے سارے ہمدم مکّہ مکرمہ سے راہی ہوئے ۔ اسی طرح کسی لمحے محمد (صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم) مکّہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر راہی ہوں گے ۔ اس لئے رائے ہوئی کہ سارے سرکردہ لوگ "دارالرائے" آ کر اکٹھے ہوں کہ اس مسئلے کا کوئی حل حاصل ہو ۔ گمراہی اور لاعلمی کے سارے ہی ساہوکار اکٹھے ہو گئے ۔ ہر طرح کی رائے دی گئی ، کسی کی رائے ہوئی کہ محمد (صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم) کو گھر کے کا محصور کر کے سارے در مسدود کر

---

[1] معمورۂ رسول : مدینۃ النبی ۔ مدینہ منورہ کا نام ہجرت سے پہلے یثرب تھا ۔ آنحضرتؐ کی تشریف آوری سے وہ مدینۃ النبی مشہور ہوا ۔ "معمورۂ رسول" مدینۃ النبی ہی کا ترجمہ ہے ۔

دو، مگر وہاں اک معتمر آدمی[1] کھڑا ہوا اور کہا کہ اُس کے اُمرے والے حملہ آور ہو کر اُس کو رہا کر کے رواں ہوں گے۔ کسی کی رائے آئی کہ اُس کو مکہ مکرمہ سے دُور کر کے اس مسئلہ کو حل کر دو۔ مگر معتمر آدمی کھڑا ہوا اور اس طرح کہہ کر اس رائے کو رد کر کے رہا کہ اگر اُس کو مکہ مکرمہ سے دُور کر دو گے۔ وہ دوسرے امصار کے لوگوں کو مسلم کر کے حملہ آور ہو گا۔ عمرو[2]، عدو اللہ کھڑا ہوا اور رائے دی کہ اس طرح کرو کہ ہر گروہ کا اک سردار لو اور سارے سردار مل کر کسی طرح محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کو لاعلم رکھ کر حملہ کرو اور مار ڈالو۔ اس طرح اُس کا دَم ہر گروہ کے سر آئے گا اس طرح اُسرۂ رسول کے لوگوں کے لئے محال ہو گا کہ وہ سارے گروہوں سے معرکہ آرا ہوں۔ اُس معتمر آدمی کو وہ رائے عمدہ لگی اور اس طرح وہ اللہ کے عدو طے کر کے اُٹھے کہ وہ اللہ کے رسول کو اکٹھے وار کر کے اور اُس کو ہلاک کر کے ہی مسرور ہوں گے۔

رسولِ اکرمؐ کو وداعِ مکہ کا حکم

اُدھر حسد وہٹ دھرمی، گمراہی اور لاعلمی کے علمدار رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی ہلاکی کے معاملے طے کر کے اُٹھے اور اِدھر درگاہِ الٰہی سے وحی آگئی اور ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اس معاملے کی اطلاع دی گئی کہ مکے کے گمراہ اس طرح کی کارروائی اور مکر کے معاملے طے کر کے اُٹھے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اس سارا عرصہ اللہ سے آس لگائے رہے کہ اللہ

---

[1] شیخ نجدی: بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ معتمر آدمی ابلیس تھا۔ واللہ اعلم (اصح السیر)

[2] عمرو بن ہشام: ابوجہل ؂

کا حکم آئے اور وہ شوہرِ معمورۂ رسول راہی ہوں۔ ہمدمِ مکرم کو اس لگی رہی کہ اللہ کے حکم سے وہ رسول اللہ کے رحلۂ وداع کی ہمراہی سے مالامال ہوں گے۔ اسی لئے وہ اس رحلۂ رسول کے ہر طرح کے امور کے لئے ساعی رہے کہ کسے معلوم ہے کس لمحہ اللہ کا حکم ہو اور وہ رسول اللہ کے ہمراہ راہی[1] ہوں۔

علی کرم اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سردارِ ملائک الروح سے سوال ہوا کہ رسول کے ہمراہ اس رحلہ کی ہمراہی کسے ملے گی؟ کہا کہ[2] ہمدمِ مکرم کو۔"
(رواہ الحاکم)

حال کار اللہ کا حکم وارد ہوا کہ اللہ کا رسول مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر معمورۂ رسول کو راہی ہو۔ ہادیٔ اکرم ﷺ اس حکمِ الٰہی سے مسرور ہوئے اور گھر سے اٹھ کر ہمدمِ مکرم کے گھر کے لئے راہی ہوئے اور ہمدمِ مکرم سے مل کر کہا کہ اللہ کا حکم ہوا ہے کہ ہم مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر معمورۂ رسول کو راہی ہوں۔ ہمدمِ مکرم کا سوال ہوا کہ اس ہمدمِ مکرم کو اس رحلۂ مسعود سے ہمراہی حاصل ہو گی؟ کہا "ہاں" دلی سرور کی اس اطلاع سے روح و دل کھل اٹھے اور ہمدمِ مکرم کی لڑکی اور رسول اللہ کی عروسِ مطہرہ[3] راوی ہوئی کہ " والد اس اطلاع کو حاصل کر کے اس طرح مسرور ہوئے کہ رو اٹھے۔ اس لمحہ ہم کو اوّل اوّل معلوم ہوا کہ کمالِ سرور کس طرح سے آدمی کو رُلا سکے گا۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کا حکم ہوا کہ راہ کے لئے سواری کا اور کسی راہ دلیل

---

[1] حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ آنحضرت ان کو سفرِ ہجرت میں ساتھ رکھیں گے، اس لئے اس سفر کی تیاریاں شروع کر دی تھیں اور دو سواریاں بہت اہتمام سے پال رہے تھے۔ (ابن سعد و تاریخ السیر)

[2] (سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۲۴۱ بحوالہ مستدرک)   [3] عروسِ مطہرہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے پیشتر مجھے گمان نہ تھا کہ فرطِ مسرت سے بھی آدمی رونے لگتا ہے۔
(سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۲۴۲)

کا معاملہ طے کرو۔ ہمدم مکرم آگے آئے اور کہا کہ اے رسول! اللہ کے کرم سے دو سواری کا مالک ہوں۔ اک سواری ہم سے اللہ کی راہ کے لئے وصول کر لو اس سے ہمدم رسول مسرور ہو گا۔ ہادیٔ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کا حکم ہوا کہ اُس سواری کو مول دے کر ہم سے مال حاصل کرو۔ رسول اللہ ص کے اصرار سے وہ سواری مول لی گئی۔ اس محل اگر اہلِ مطالعہ کو احساس ہو گا کہ ہادیٔ اکرمؐ کا اصرار کس لئے ہوا کہ سواری مول ہی لوں گا۔ ہر گاہ کہ ہمدم مکرّم کا اس سے سوا مال ساری عمر اسلام اور رسول اللہ کے لئے رہا۔ دراصل وداع مکّہ اور اللہ کے لئے دوسرے ملک کے لئے رحلہ اک امرِ اہم اور اعلیٰ حکم ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کا ارادہ ہوا کہ اس رحلے کے سارے مراحل رسول اللہ کے وسائل ہی سے طے ہوں کہ اللہ کے اس حکم کی ادائگی ہر طرح سے مکمل ہو۔[1]

اُدھر سارے سردار طے کردہ معاملے کی رُو سے مسلح ہو کر رسولِ اکرمؐ کے گھر کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے اور رسول اللہ ص کے گھر کو محصور کر کے کھڑے ہوئے کہ کس لمحے سارے سردار مل کر حملہ آور ہوں۔ اللہ کی درگاہ سے ہادیٔ اکرمؐ کو اس امر کی اطلاع دی گئی۔ ہادیٔ مکرم اُٹھے اور علی کرم اللہ کو حکم ہوا کہ اے علی! اللہ کے رسول کو حکم ہوا ہے کہ وہ ہمدمِ مکرّم کو لے کر سوئے معمورۂ رسول راہی ہو اور حرمِ مکّہ کو الوداع کہے۔ مکّے کے سرداروں کا گروہ گھر کے اُدھر اس ارادے سے کھڑا ہے کہ وہ اللہ کے رسولؐ کو مار ڈالے، اس لئے ہماری رائے ہے کہ مکّہ مکرمہ ہی رُکے رہو اور اہلِ مکّہ کے رکھوائے ہوئے اموال ہم سے لے لو۔ مالکوں کو اموال لوٹا دو اور معمورۂ رسول آکر ہم[2]

---

[1] یہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی توجیہ ہے (محمد ولی) [2] ایک طرف تو دشمنی کا یہ حال ہے کہ جان کے پیاسے ہو رہے ہیں، دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری پر اتنا کامل بھروسہ ہے کہ اپنی امانتیں ان کے پاس رکھوائی ہوئی ہیں۔

(محمد ولی)

سے ملو اور اے علی! ہماری ہری ردا اوڑھ کر سو رہو۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ سرداروں کے آلام سے دُور رہو گے ۔[1]

علی کرمّہ اللہ کو اس طرح ماسور کر کے رسول اللہ گھر سے آگے آئے۔ سارے سردار وہاں کھڑے ہوئے ملے۔ اللہ کے حکم سے کلامِ الٰہی کے اک حصّہ کا ورد کر کے رسول اللہ آگے آئے اور اک مٹھی مٹی لے کر سرداروں کے سر اُس سے آلودہ کئے۔ اللہ کے حکم سے سارے سردار، حواس گم کردہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور رسولِ اکرمؐ کے حال سے لاعلم رہے اور اس طرح اللہ کا رسول اللہ کے اعداء کے سروں کو مٹی سے آلودہ کر کے وہاں سے رواں ہوا۔ وہاں سے رسولِ اکرمؐ ہمدمِ مکرّم کے گھر آئے۔ سارا احوال کہا اور وہاں سے گھر کی کھڑکی کی راہ سے ہمدمِ مکرّم کو ہمراہ لے کر رواں ہوئے اور دُکھے دل سے حرمِ مکّہ کو الوداع کہا۔

اللہ اللہ! مکّے والوں کو وہ رسولِ امم عطا ہوا کہ سارے رسولوں کا امام ہے اور اُسی کے علوم و حِکَم سے مالا مال ہو کر اہلِ اسلام، عالمی سرداری کے مالک ہوئے۔ مگر واے مکّے کے لاعلموں کی محرومی کہ اُس کو مکّے سے دُور کر کے سدا سدا کے لئے علم و ہدیٰ سے محروم ہوئے۔ مکّے ہی سے وہ کرم کی گھٹا اُٹھی اور مکّے ہی والے اس گھٹا کے عطا و کرم سے محروم رہے اور عطا و کرم کی اس گھٹا سے مالا مال وہ ہوئے کہ مکّۂ مکرّمہ سے کوسوں دُور رہے۔ اللہ کا کرم کس کے لئے ہے، وہ اُسی کو معلوم ہے۔

سحر ہوئی اور مکّے کے سرداروں کے حواس اکٹھے ہوئے۔ اک آدمی کی صدا آئی کہ لوگو! وہاں کس کے لئے کھڑے ہو؟ رسول اللہ سرداروں کے سروں کو مٹی سے آلودہ کر کے وہاں سے عرصہ ہوا رواں ہو گئے۔ وہ اطلاع حاسدوں کے لئے اک دھماکہ اور اک دھکا ہو کر لگی۔ سروں سے مٹی اُڑا کے وہاں سے رُسوائی کو گلے لگا کے

---

[1] آنحضرتؐ کی وہ چادر جو ہرے رنگ کی تھی، حضرت علیؓ اوڑھ کر لیٹے ۔ (سیرتِ مصطفیٰ)

رواں ہوئے اور لوگوں کو صدا دی کہ لوگو! دوڑو! کسی طرح رسولِ اسلام اور اُس کے ہمدم کو لوٹا لاؤ۔ اگر ہو سکے ہر دو کو مار ڈالو۔ اموال کی طمع دی گئی کہ اگر کوئی رسولِ اسلام کو مار ڈالے گا۔ وہ مکے والوں سے سو سواری مال حاصل کرے گا۔ ہر سُو ہرکارے دوڑائے گئے کہ وہ کسی طرح رسول اللہ کی راہ روک کر امرِ اسلام کے آڑے ہوں۔ ہر ہر طرح سے سعی کی گئی کہ وہ کسی طرح رسول اللہ کو اس رحلے سے روک کر کامگار ہوں۔ مگر اللہ کا حکم سدا سے حاوی ہے اور سدا حاوی رہے گا۔ گمراہوں کے سارے ارادے مکر و حسد کے سارے ولولے مٹی ہو کر رہے۔

ہمدم مکرم کی وہ لڑکی کہ رسولِ اکرم کی عروسِ مطہرہ ہوئی اُس سے مروی ہے کہ ہمدم مکرم کی دوسری لڑکی اسماء رسولِ اکرم اور ہمدم مکرم کی راہ کے لئے طعام لے کر آئی۔ مسئلہ ہوا کہ طعام کے لئے رسی کہاں سے آئے کہ اُس سے طعام کو محکم کر کے ہمراہ کر لے۔ اسماء اوڑھی ہوئی ردا کے دو ٹکڑے کر کے لائی، اک ٹکڑا طعام کے لئے ہوا اور دُوسرا ماءِ طاہر کے لئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اُس کی اس ادا سے مسرور ہوئے اور لاڈ سے اُس کو "دو رسی والی" کہہ کر صدا دی۔ اُسی لمحہ سے اس کا اسم "دو رسی" والی ہوا۔

لہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ سیرت مصطفیٰ صہ ۲۰۲

کہ ناشتہ دان باندھنے کے لئے رسی کی ضرورت ہوئی تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بعض روایات کے مطابق اوڑھنی کے دو ٹکڑے کئے اور بعض کے مطابق کمر سے باندھے ہوئے پٹکے کے دو ٹکڑے کئے۔ اُسی دن سے اُن کا نام "ذات النطاقین" مشہور ہو گیا۔ (ابن سعد۔ سیرت مصطفیٰ صہ ۲۰۲)

ہمدمِ مکرّم کی حوصلہ وری

ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم ہمدمِ مکرّم کو ہمراہ لے کر ہمدمِ مکرّم کے گھر سے
رواں ہوئے۔ ہمدمِ مکرّم کو اللہ کے رسول کی ہمراہی کا وہ اکرام ملا کہ وہ اک عرصہ اُس
کے لئے رُوح و دل سے دُعا گو رہے۔ اللہ کی درگاہ سے وہ دُعا کامگار ہوئی۔ اس لئے
احساس ہوا کہ اللہ کا رسول سارے اعداء کی مکّاری اور مساعی سے دُور رہے۔
گھر سے رواں ہو کر عام سڑک سے ہٹ کر مکّہ مکرّمہ کے اک کوہسار کی راہ لی۔ ہمدمِ مکرّم
کی وہ ساری راہ اس طرح طے ہوئی کہ گاہ وہ رسول اللہ کے آگے ہو کر راہی ہوئے۔
اور گاہ رُک گئے کہ اللہ کا رسول آگے ہو۔ ہر ہر گام اُس دلدادۂ رسول کو دھڑکا لگا
رہا کہ اِدھر اُدھر سے کوئی عدو آ کھڑا ہو گا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا سوال ہوا
کہ اے ہمدم! کس طرح کی راہ روی ہے کہ گاہ آگے ہو اور گاہ رُک کر ہم کو آگے کر کے
راہی ہو۔ کہا۔ اے اللہ کے رسول! دل کو احساس ہوا کہ کوئی عدو آگے لُوہ لگائے
کھڑا ہو گا۔ اس لئے آگے ہوا کہ اُس عدو کے وار کو روکوں۔ گاہ دھڑکا ہوا کہ
کوئی مکّہ مکرّمہ کی راہ سے آ کر حملہ آور ہو گا۔ اس لئے رُکا رہا کہ اللہ کا رسول آگے ہو۔[1]
اس طرح ہر ہر گام رسولِ اکرمؐ کے اردگرد ہو کر ساری راہ طے کی اور مکّہ مکرّمہ سے
دو کوس اُدھر کہسار کی اک کھوہ کے آگے آ کھڑے ہوئے۔ وہاں آ کر ہمدمِ مکرّم آگے
ہوئے اور کہا کہ اے رسول اللہ! ٹھہر و اوّل اس کھوہ کا کوڑا کرکٹ دُور کر دوں۔
اس طرح ہمدمِ مکرّم رسولِ اکرمؐ کو لے کر کہسار کی اُس کھوہ کو آ رہے کہ اک عرصہ وہاں

---

[1] غارِ ثور کو جاتے وقت حضرت ابوبکرؓ کی بیتابی کا یہ حال تھا کہ کبھی وہ رسول اللہ کے پیچھے چلتے۔ کبھی آگے،
کبھی دائیں اور کبھی بائیں۔ آنحضرتؐ کے سوال پر یہی وجہ بتائی کہ کبھی مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ دشمن آگے ہو گا، کبھی پیچھے
کبھی دائیں کبھی بائیں۔

ٹھہر کر مکہ مکرمہ کے اعداء سے دُور ہوں۔

مکہ مکرمہ کے لوگ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گلی گلی اور سڑک سڑک گھوڑے اور مال کی طمع لئے ہوئے سرگرداں رہے کہ کسی طرح رسولِ اکرمؐ اور اُن کے ہمدم کو ڈھونڈ کر مال کے حامل ہوں۔ اسی طرح کئی لوگ لاٹھی اور دُوسرے اسلحہ لے کر اُس کہسار اور کھوہ کے آگے آ گئے۔ ہمدمِ مکرم کو ڈر لگا کہ گمراہ لوگ اس کھوہ آکر ہم سے آگاہ ہوں گے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے رسول اللہ! دشمن لوگ آ گئے۔ لوگوں کو ہمارا حال معلوم ہو گا۔ کہا۔

"دل سے الم کو دُور رکھو۔ اللہ ہمارے ہمراہ ہے"[1]

رسول اللہ کا وہ کلمہ کلامِ الٰہی کا حصہ ہے اور اسی طرح ہوا۔ اللہ کی مدد اس طرح ہوئی کہ اک عمر رسیدہ مکڑی کو حکم ہوا کہ وہ اُس کھوہ کے کھلے حصے کو ڈھک دے اور دو حمامِ صحرائی[2] وہاں آ گئے۔ مکے والے شور لگاتے ہوئے اُدھر آئے۔ اک آدمی کا اصرار ہوا کہ اس کھوہ کو ٹٹولو۔ وہ لوگ وہاں لگے ہوئے ہوں گے، مگر سردار آگے ہوا اور کہا کہ سالہا سال سے وہ کھوہ آدمی سے محروم رہی ہے۔ کوئی حمامِ صحرائی کسی آدمی کے ہمراہ رہا ہے؟ اُس مکڑی کے گھر کو مطالعہ کرو، وہ گھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سالِ مولود کی عمر سے سوا عرصے کا ہے۔[3] اس کلام سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حمامِ صحرائی اور مکڑی سے اللہ کے رسول کی مدد کی گئی ہے۔

---

[1] قرآن کریم نے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا، غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۲۴۵ بحوالہ دلائل بیہقی)۔ [2] حمامِ صحرائی: جنگلی کبوتر۔ جنگلی کبوتروں نے وہاں آکر انڈے دے دیئے تھے۔ [3] اُن لوگوں میں سے ایک تجربہ کار نے کہا کہ اس غار پہ مکڑی کا جالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔

(طبقات ابن سعد صفحہ ۳۲۸)

رسولِ اکرم ہمدمِ مکرم کے ہمراہ اک عرصہ[1] اس کھوہ رہے۔ ہمدمِ مکرم کے لڑکے[2] کو اوّل ہی سے حکم رہا کہ وہ کسی طرح اُس کھوہ آئے اور ہم کو مکے والوں کے احوال سے آگاہ کرے۔ وہ اسی طرح وہاں لگ لگا کر آئے اور سارے احوال کی اطلاع دی۔ اسی طرح ہمدمِ مکرم کے اک آزاد[3] عامر کو حکم رہا کہ وہ وہاں آکر دودھ دوہے اور اللہ کے رسول اور اُس کے ہمدم کی مدد کرے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم اک عرصہ محدود وہاں رُکے رہے اور ما آل کار ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اک سحر کو کھوہ سے آگے آئے اور ہمدمِ مکرم کے طے کردہ راہ دان[4] اور ہمدمِ مکرم کو ہمراہ لے کر وہاں سے رواں ہوئے۔

راہ کے مراحل

علماء سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم، ہمدمِ مکرم اور ہمدم ہمدم راعی عامر اور اُس راہ داں کے ہمراہ معمورۂ رسول کے ارادے سے رواں ہوئے اور ساحلی راہ سے معمورۂ رسول کے لئے راہی ہوئے۔ اہلِ علم سے مروی ہے کہ کھوہ سے آگے رحلۂ وداعِ مکہ اُس سال کے ماہِ سوم کی اوّل کو ہوا۔[5]

ہمدمِ مکرم کی لڑکی اسماء سے مروی ہے کہ اگلی سحر کو مکے کا سردار عمرو اُس کے گھر آکر

[1] غارِ ثور میں آنحضرتؐ کا قیام تین دن رہا۔ [2] حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ دن کو مکہ مکرمہ رہتے اور رات کو آکر دن بھر کے حالات سے آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکرؓ کو اطلاع دیتے (سیرتِ مصطفےٰ صد ۲۹۲)۔ [3] حضرت ابوبکرؓ کے ایک آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فہیرہ جو سابقین اوّلین میں سے ہیں دن بھر بکریاں چراتے اور رات کو بکریاں لے کر یہاں آجاتے تاکہ آنحضرتؐ بقدرِ حاجت دودھ پی لیں۔ [4] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے سے اک راستہ بتانے والے کو اجرت پر طے کر لیا تھا، اُس کا نام عبداللہ بن اُریقط تھا۔ [5] غارِ ثور سے آنحضرتؐ یکم ربیع الاوّل کو پیر کے دن روانہ ہوئے۔ (سیرتِ مصطفےٰ ص۔ بحوالہ مستدرک) ؎

سائل ہُوا کہ والد کہاں ہے ؟ اسماء آگے آئی اور کہا "اللہ کو معلوم ہے" وہ آگے ہُوا اور اسماء کو مارا ۔

الحاصل گمراہوں کے سردار ہر طرح ساعی ہُوئے کہ رسولِ اکرمؐ کا کوئی حال معلوم ہو مگر اللہ کے حکم سے محروم رہے ۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سارے ہمدموں کے ہمراہ راہ کے مراحل طے کر کے سرِ راہ اک سرائے[1] آکر رُکے ۔ ارادہ ہُوا کہ وہاں سے طعام اور دُوسرے ماکول مول لے کر، ہمدموں کو کھلا کر اور کھا کر آگے رواں ہوں ۔ سرائے کی مالکہ سے کہا کہ کوئی طعام ہے ؟ وہ مالکہ لوگوں کے آگے آئی اور کہا کہ اُس کا آدمی گھر سے دُور ہے اور اُس کا گھر ہر طعام سے محروم ۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم ہمدموں کے ہمراہ وہاں رُکے رہے ۔ دُور اک "دہوم"[2] کھڑی دکھائی دی ۔ کہا کہ وہ کس کی ہے ؟ مالکہ کھڑی ہُوئی اور کہا کہ ہماری ہے ۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کھڑے ہُوئے اور کہا کہ اگر رائے ہو اُس کا دُودھ دوہ لوں ۔ وہ مالکہ مُسکرائی اور کہا کہ اس دہوم کے دُودھ کہاں ؟ وہ سارے گلّے سے الگ اس لئے کھڑی ہے کہ راہ روی اس کے لئے محال ہے ۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اس "دہوم" کے آگے آئے اور اللہ کا کوئی اسم کہہ کر اس سے گھڑوں دودھ دوہا ۔ سارے لوگ اُس دُودھ سے مالامال ہوئے اور اللہ کے حکم سے گھڑوں دُودھ اُس سرائے کی مالکہ کے لئے رہا ۔ وہ مالکہ اُس سارے حال کا مطالعہ کر کے کمال مسرور ہُوئی ۔

اللہ والوں کا وہ کارواں سرائے سے آگے رواں ہُوا ۔ سرائے کا مالک گھر لوٹا ۔ گھڑوں دُودھ رکھا ہُوا ملا ۔ مالکہ سے سوال ہُوا کہ وہ دُودھ کہاں سے ملا ؟ کہا کہ اس دُودھ کا معاملہ اس طرح ہے کہ اک مردِ مکرّم کہ اُس کا رُوئے مسعود اللہ کی

---

[1] وہ اُمِّ معبد کا خیمہ تھا ۔ [2] دہوم : لاغر بکری ۔ بکری کے لئے کوئی متبادل عربی کے اس لفظ کے سوا نہیں ملا ۔ (المنجد) ؂

عطا کردہ دمک سے دمکا ہُوا اور اُس کا کلام مٹھائی لئے ہوُئے اور ہر کلمہ الگ الگ کہ اُس کے سامع محوِ کلام ہوں۔ ہمدموں کے ہمراہ، ہماری سرائے آ کے رُکا۔ اُس کا حال کس طرح کہوں؟ سراسر طاہر و مطہر، سادگی کا عادی، سر اور داڑھی گھری کالی اور اور رُوئے مسعود ماہِ کامل کی طرح گورا۔ اُس کی ہر ادا، اوسط کا کمال لئے ہُوئے لوگوں سے ٹھہر ٹھہر کر کلام کرے اور لوگوں کا دل موہ لے۔ وہ ہمدم اُس کے اکرام سے مسرور اُس کی ہر ادا کے دلدادہ۔ وہ آئے اور اللہ کا اسم کہہ کر دودھ دوہا اور اللہ کی عطاء سے سارا دودھ ہم کو دے کر راہی ہو گئے۔[1]

سرائے کا مالک سارا حال معلوم کر کے مسرور ہوُا اور کہا کہ وہ مردِ کامل وہی ہے کہ مکّے کے لوگ ہر سُو اُس کے لئے سرگرداں رہے۔ واللہ! اگر اُس مردِ کامل سے کسی طرح مِلوں اُس کے ہمراہ ہو رہوں۔[2]

اِک صدائے لامعلوم

احوالِ رسولِ اکرمؐ کے ماہر علماء سے مروی ہے کہ اِدھر سرائے کا معاملہ ہوُا اور اُدھر وادیٔ مکّہ مکرّمہ کے اردگرد اک صدا لگائی گئی۔ سارے اہلِ مکّہ اس صدا کے سامع ہوُئے۔ مگر سارے مکّے والے لاعلم رہے کہ وہ صدا کہاں سے آئی۔ اُس صدائے لامعلوم کا ماحاصل اس طرح ہے۔[3]

---

[1] اُمِّ معبد نے اپنے شوہر کے استفسار پر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک پر بڑی مؤثر تقریر کی اور رسولِ اکرمؐ کا پورا "نقشہ کھینچ کر رکھ دیا (ابن سعد و سیرتِ مصطفیٰؐ)۔

[2] اُمِّ معبد کے شوہر نے کہا کہ اگر میں اُن سے ملتا تو اُن کی صحبت میں رہتا۔ اگر مجھے اس کا موقع ملے تو بھی ایسا ہی کروں گا۔ (ابن سعد و سیرتِ مصطفیٰؐ)

[3] صحیح روایات سے ثابت ہے کہ مکّہ مکرّمہ میں اُس روز ایک غیبی آواز سُنی گئی جو اشعار پڑھ رہی تھی یہاں عربی اشعار نقل کرتا ہوں۔ غیر منقوط اُردو میں جو ترجمہ کیا گیا ہے، اُس کے موازنے سے اس کا صحیح

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جو لوگوں کے مالک، اللہ کا کرم دو ہمدموں کو عطا ہو کہ وہ راہ کی سرائے آ کے ٹھہرے، پھر دو راہِ ھدیٰ لے کر آئے اور سرائے کی مالکہ کو راہِ ہُدیٰ مل گئی۔ اُس آدمی کو دل کی مراد ملی کہ وہ اس راہ کے لئے محمد کا ہمراہی ہُوا۔ اس سرائے کی مالکہ سے دہوم اور اُس کے دُودھ کا حال معلوم کرو۔ اگر سوال کرو گے وہ دہوم اس حال کی گواہی دے گی۔ وہ اس دہوم کو سرائے والی کو دے گئے کہ ہر راہرو کو اُس سے دُودھ ملے۔"

اِک گھوڑے سوار کا معاملہ

اس سے آگے مسطور ہُوا کہ مکّے والوں سے وہاں کے سرداروں کا وعدہ ہُوا کہ اگر کوئی آدمی رسول اللہ صلعم کو مار ڈالے اور اگر محصور کر لائے اُس کو سو سوار کے مساوی مال ملے گا۔ اسی لئے مکّہ مکرمہ کے طامع لوگ اس کام کے لئے ہر سُو دوڑے۔ مکّہ مکرمہ کے اِک آدمی[1] ولدِ مالک سے مروی ہے کہ اُس سے اِک آدمی ملا اور اطلاع دی کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) ساحلی راہ سے ہمدموں کے ہمراہ راہی دکھائی دئے۔ ولدِ مالک کا ارادہ ہُوا کہ وہ گھوڑا دوڑا کر اُدھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰ سے آگے) سلعت آ گئے گا اور ترجمے کی خوبی بھی ظاہر ہو گی والحمد للہ)

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ	رفیقین حلا خیمتی ام معبد
ھما نزلاھا بالھدیٰ فاھتدت بہ	فقد فاز من امسیٰ رفیق محمد
سلوا اختکم عن شاتھا و انائھا	فانکم ان تسئلوا الشاۃ تشھد
فغادرھا رھنا لدیھا لحالب	یرددھا فی مصدر ثم مورد

(ابن سعد، سیرت مصطفیٰ صفحہ ۲۹۸ - بحوالہ سیرت ابن ہشام، اصابہ وغیرہ) سیرت مصطفیٰ میں دو شعر اس سے زائد بھی منقول ہیں (محمد علی)

[1] سراقہ بن مالک بن جعشم ۔

راہی ہوا ور محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کو محصور کر کے مال حاصل کرے۔ اس لئے مکّے والوں کو لاعلم رکھا کہ اُسے ڈر ہُوا کہ اگر کسی اور کو معلوم ہو گا، وہ سعی کر کے اس مال کا حصّہ دار ہو گا۔ وہ وہاں سے گھوڑا دوڑا کر راہی ہُوا، اور راہ کے مراحل طے کر کے مآل کار رسولِ اکرمؐ کی راہ آ لگا۔

ہمدمِ مکرّم کو دُور سے گھوڑے سوار کی گرد دکھائی دی، دل کو ڈر لگا اور رسولِ اکرمؐ سے کہا کہ" اے رسول اللہ! کوئی گھوڑے سوار آ رہا ہے، ڈر ہے کہ ہم محصور ہوں گے۔"

ہادئ اکرمؐ کا وہی کلام ہُوا کہ اس سے اوّل کوہ کے اُدھر ہمدمِ مکرّم سے ہُوا۔

"ڈر کو دل سے دُور رکھو، اللہ ہمارے ہمراہ[1] ہے۔"

وہ گھوڑے سوار سُوئے رسول اللہ دوڑا۔ اللہ کے رسولؐ کی دُعا ہُوئی:

"اَللّٰھُمَّ اَصْرِعْہُ: اے اللہ! اس کو گرا دے۔"

اُسی دم اللہ کے حُکم سے اُس کے گھوڑے کا اگلا حصّہ گڑ کر رہا۔ اُس کو اس حال سے کمال ڈر لگا اور احساس ہُوا کہ رسول اللہؐ کی دُعا سے اس امر کا ورود ہُوا ہے۔ گڑگڑا کر کہا کہ" ہر دو آدمی اللہ سے دُعا کرو کہ اللہ اس اَلم سے رہا کر دے۔ وعدہ ہُوا کہ رہا ہو کر سُوئے مکّہ لوٹوں گا اور دوسرے لوگوں کو اس راہ سے روکوں گا۔ ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم دُعا گو ہُوئے۔ اللہ کا حکم ہُوا، اسی دم گھوڑا رہا ہُوا۔ ولدِ مالک سے مروی ہے کہ اُسی دم دل کو احساس ہُوا کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) لامحالہ حاوی ہوں گے۔ وہ رسولِ اکرمؐ کے لئے اموالِ راہ لا کر کھڑا ہُوا کہ اللہ کا رسولؐ اس کو لے لے۔ مگر رسولِ اکرمؐ اس سے دُور رہے اور

[1] سیرتِ مصطفےٰ میں ہے کہ آپ نے یہاں بھی وہی فرمایا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ☆

کہا کہ "لوگوں سے ہمارے حال کی اطلاع کو روکو"

ولید مالک وہاں سے لوٹ کر سوئے مکّہ راہی ہُوا۔ اس اطلاع کو لے کر مکّہ مکرمہ سے کئی لوگ اُدھر آئے اور اس گھوڑے سوار سے ملے۔ سارے لوگوں سے کہا کر لوگو! معلوم ہو کہ اس راہ کے ہر موڑ سے آگاہ ہوں اور سارے لوگوں سے سوا راہ داں ہوں، اس راہ کی سعی لاحاصل ہے، اس لئے سوئے مکّہ لوٹ لو۔ وہ سارے اُس کے ہمراہ مکّہ مکرمہ لوٹ گئے اور اس طرح اللہ والوں کا کارواں آگے رواں ہُوا۔

اسلمی سہمی کا اسلام

ولید مالک کی طرح اور اک آدمی اسلمی[1] ساٹھ اور دس سواروں کو ہمراہ لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے لئے راہی ہوئے کہ ہر دو اللہ والوں کو مکّے والوں کے حوالے کر کے مال دار ہوں۔ مگر اُس کے لئے اللہ کا حکم اور ہی طرح ہُوا۔ وہ آئے اور سدا سدا کے لئے سارے گروہ کے ہمراہ رسول اللہؐ کے محصور اور مملوک ہو گئے۔ اللہ کا معاملہ ہر آدمی سے الگ ہی ہے۔ عمر مکرم، ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی ہلاکی کے ارادے سے راہی ہوئے۔ اللہ کے کرم کی اک لہر آئی اور ساری عمر کے لئے رسول اکرمؐ کے رُوئے مسعود کے گھائل ہو گئے۔ اُدھر عمّ سردار ساری عمر رسول اللہؐ کے حامی و مددگار رہے، مگر راہِ ہدیٰ سے محروم ہی اللہ کے گھر سدھارے۔ اسلمی کا معاملہ اسی طرح ہُوا کہ گھر سے رسول اللہؐ کی محصوری کا ارادہ اور مال کی طمع سے دل معمور کئے۔ وہاں آئے، مگر وہاں آکر اُس کے لئے اللہ کے کرم کی گھٹا اُٹھی اور دل سے ساری عمر کی گمراہی، لاعلمی اور طمع کو دھو کر لوٹی۔

---

[1] حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ۔

اسلمی مع اس گروہ کے رسولِ اکرمؐ کی راہ آ گئے اور رسولِ اکرمؐ کے آگے آکھڑے ہوئے۔ اللہ کے رسولؐ کا سوال ہوا۔

"کس اسم کے مالک ہو؟"

کہا کہ اسلمی ہوں۔

ہمدمِ مکرمؓ سے کلام ہوا۔ کہا۔

"اے ہمدم! ہمارا کام "سرد"[1] اور صالح ہوا۔"

اسلمی سے سوال ہوا۔

"کس گروہ سے ہو؟"

کہا "گروہِ اسلم سے"۔

رسولِ اکرمؐ کا ہمدمِ مکرمؓ سے کلام ہوا۔

"ہم سالم رہے"۔

اسلمی سے سوال ہوا۔

"گروہِ اسلم کے کس حصے سے ہو؟"

کہا "اولادِ سہم سے"۔

ہمدمِ مکرمؓ سے رسول اللہؐ کا کلام ہوا۔

"اس کا سہم[2] اس کو ملا"۔ سہم سے مراد ہے حصہ۔ رسولِ اکرمؐ کے اس کلام کی مراد ہوئی کہ اسلمی کو اسلام سے حصہ ملا۔

اسلمی سائل ہوا کہ رسولِ اکرمؐ اور ہمدمِ مکرمؓ کا حال معلوم ہو۔ رسولِ اکرمؐ ہمکلام

---

[1] اردو میں کام کا ٹھنڈا ہونا، کام کے ختم ہو جانے یا خراب ہو جانے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے مگر عربی میں "ٹھنڈ" کامیابی اور خوشی وغیرہ کا استعارہ ہے۔ حضرت بریدہ کے نام میں بھی یہ مفہوم پایا جاتا ہے۔

[2] عربی میں سہم کے معنی حصہ یا ٹکڑے کے ہوتے ہیں۔ اس لفظ سے آنحضرتؐ نے اس کو بشارت دی کہ اس کو اسلام سے حصہ ملے گا۔

ہاتھ سے اور کہا۔

"محمد ہوں اور اللہ کا رسول ہوں"

اُسی دم اسلمی کلمۂ اسلام کہہ کر اسلام لائے اور اُس کے ہمراہ وہ ساٹھ اور دس لوگوں کا گروہ اسلام لا کر رسولِ اکرمؐ کا حامی ہوُا اور سارے کے سارے ہادیٔ اکرمؐ کے ہمراہ سوئے معمورۂ اسلام راہی ہوئے۔

ہمدم اسلمی کی رائے ہوئی کہ ہم اسلام والوں کا اک عَلَم ہو کہ ہم اُس عَلَم کو لے کر معمورۂ رسول وارد ہوں۔[1]

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم سے اُس کو عمامۂ رسول عطا ہوُا کہ وہ اس کو عَلَم کر کے مراد حاصل کرے۔ علماء سے مروی ہے کہ رسولِ اکرمؐ کی "معمورۂ رسول" اس طرح آمد ہوئی کہ ہمدم اسلمیؓ عَلَم لئے آگے آگے رہے ہیں[2]

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم راہ کے اک مرحلے آئے۔ وہاں رسولِ اکرمؐ کے ہمدم وَلَدِ عوام[3] ملے۔ وہ اک دوسرے مُلک سے مال لے کر مکّہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ سے آ کر کہا کہ اگر حکم ہو سکے تو والوں کے اموال دے کر معمورۂ رسول آ کر رسول اللہ سے ملوں۔

حکم ہوُا کہ "ہاں! اسی طرح کرو"

اک حصّہ مال کا رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اور ہمدموں کو دے کر مکّہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے۔

---

[1] حضرت بریدہ اسلمیؓ نے رائے دی کہ ہمارا ایک علم ہونا چاہیئے۔ آنحضرتؐ نے اپنا عمامہ مبارک نیزے سے باندھ کر ان کو عطا کیا۔ (سیرت مصطفیٰ) [2] اس واقعہ کی ساری تفصیل سیرت مصطفیٰ جلد اوّل سے لی گئی ہے جو بیہقی، زرقانی اور استیعاب کے حوالوں سے منقول ہے۔ (محمد ولی)

[3] حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جو شام سے مال تجارت لے کر آ رہے تھے راستے میں ملے۔

(تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ خان اوّل صـ۱۴۳)

اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا، کمال رحم والا ہے

حصّہ سوم

اِعلائے اِسلام کا دَور

رسولِ اکرم صلی اللہ علٰے رسولہٖ وسلم کی مشورۂ رسول آمد

اسلام کے لئے آلِ مکرم کے معرکے

ملوکِ عالم کو رسول اللہؐ کے مراسلے

یہودیوں اور بدکاروں کی حوصلہ کاری

رسول اللہؐ کا رحلۂ وداع

رسولِ اکرم صلی اللہ علٰے رسولہٖ وسلم کا وصالِ مسعود

رسول اللہؐ کی آمد آمد

اُدھر معمورۂ رسولؐ کے سارے لوگ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے وہ ہمدم کہ مکّہ مکرّمہ سے وہاں آکر رہے اور وہاں کے وہ مددگار کہ اس سے اوّل اسلام لائے۔ عرصہ سے رُوح و دل سے دُعا گو رہے کہ کسی طرح اللہ کا رسول مکّہ مکرّمہ سے راہی ہو کر اس گہوارۂ اسلام آئے اور اہلِ اسلام کے دلوں کو مسرور کرے۔

اہلِ اسلام کو اطلاع ہو گئی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم ہمدمِ مکرّم کے ہمراہ حرمِ مکّہ کو الوداع کہہ کر وہاں سے راہی ہو گئے۔ اولادِ عمرو[1] کے گاؤں کے لوگ اور دوسرے ہمدم و مددگار اکٹھے ہو کر ہر سحر کو گاؤں سے حرّہ کے محل آکر کئی کئی گھڑی آس لگائے کھڑے رہے کہ اسلام کا وہ ماہِ کامل اُس راہ سے طلوع ہوگا۔ مگر اُس لمحۂ مسعود سے محروم گھر لوٹے۔ کئی سحر اسی طرح کا معمول رہا۔ ہر سحر کو اللہ کے رسولؐ کے دلدادے اکٹھے ہو کر وہاں کھڑے رہے اور گرمی اور لُو سے سرگراں ہو کر مراد سے محروم لوٹے۔ آلِ کار ماہِ سوم کی دس اور دو کی سحر ہوئی[2]، وہی ماہِ سوم کی دس اور دو کہ اُس کو رسولِ اکرمؐ کا مولودِ مسعود ہُوا۔ وہی مسعود سحر دہرا کر آئی اور وادیٔ اُمّ کے سارے امصار کے لوگوں کو ہادیٔ کامل عطا ہُوا۔ وہی سوموار کا لمحۂ مسعود رہے۔ اک اسرائلی کی للکار آئی کہ لوگو! وہ رہے لوگوں کے سردار!" دم کے دم وہ اطلاعِ مسعود سارے لوگوں

---

[1] مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر قبا میں بنی عمرو بن عوف رہتے تھے۔ [2] اکثر روایات کی رُو سے آپؐ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل کو قبا تشریف لائے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ۸ ربیع الاوّل کو قبا تشریف لائے۔

کو ہو گئی۔ سارا گاؤں اور ارد گرد کا سارا ماحول صدائے "اللہ احد" سے معمور ہُوا۔

سارے لوگ گھروں سے اُکرا کٹھے ہو گئے۔ اک ہما ہمی کا سماں ہُوا۔ دِلوں کی کلی کھل گئی، سارے لوگوں کے رُو مسکراہٹوں سے کھل گئے۔ سرور اور ولولوں سے وہ حال ہُوا کہ وہاں کے لوگ اس طرح کے سرور اور ہما ہمی سے سدا محروم رہے۔

سارے لوگوں سے اوّل رسول اللہ ؐ کے مددگاروںؓ کے گروہ کو ہادیٔ عالم ؐ اور ہمدمِ مکرّم کی سواری دکھائی دی۔ اولادِ عمرو "اللہ احد" کی صدا لگا کر سوئے رسول ؐ دوڑے۔ ہر آدمی ساعی ہُوا کہ وہ ہر اک سے اوّل رسول اللہ ؐ سے ملے۔

اُدھر لوگ ہمدمِ مکرّم کے آگے آئے۔ دل سے کہا کہ لوگ کس طرح اس امر سے آگاہ ہوں گے کہ اللہ کا رسول کہاں ہے۔ اک رِدا لے کر کھڑے ہُوئے اور رسول اللہ ؐ کے سرِ مکرّم کو اس رِدا کے سائے سائے رکھا کہ اس طرح لوگوں کو معلوم ہو کہ اللہ کا رسول وہ ہے۔ سارے اہلِ اسلام رسول اللہ ؐ کی سواری کے ارد گرد ہُوئے اور اس طرح رسولِ اکرم ؐ کی سواری معمورۂ رسول ؐ سے دو کوس اُدھر اولادِ عمرو کے گاؤں آگئی۔

وداع کی گھاٹی سے گاؤں کی لڑکی اور لڑکوں کی صدا آئی۔ وہ رسول اکرم ؐ کے لئے اس طرح آمدِ رسول گا گا کر مسرور ہُوئے۔

" وداعؔ کی گھاٹی سے ہمارے لئے ماہِ کامل طلوع ہُوا ہے۔ ہم لوگ اللہ کی حمد کے لئے مامور ہُوئے کہ ہم ہر دُعا گو کے ہمراہ حمد کرے

لہ اس سے پہلے وضاحت ہو چکی ہے کہ "مددگار" کا لفظ "انصاری" کے لئے ہے اور "ہمدم" کا لفظ "مہاجر" کے لئے (محمد ولی) ۔ سے "وداع کی گھاٹی": ثنیات الوداع۔ مدینے کے وہ ٹیلے جہاں لوگ باہر سے آنے والوں کا استقبال کرتے تھے۔ (محمد ولی)

مسرور ہوں۔ اسے وہ کہ ہمارے لئے اللہ کی عطا ہے۔ اللہ کا حکم
لے کر ہمارے لئے وارد ہوا ہے[۱]۔"

اس طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم اولادِ عمرو کے اس گاؤں آکر رُکے۔
اولادِ عمرو کے سردار ولد ہدم کا گھر رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کی آرام گاہ ہوا۔
اور سعد کا گھر اس لئے رہا کہ وہاں آکر اللہ کا رسول دُور دُور سے آئے ہوئے لوگوں
سے ملے۔ کوئی آدھے ماہ رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم وہاں رُکے رہے اور
لوگوں کا اک سلسلہ رہا کہ وہاں آکر لوگ رسول اکرمؐ سے ملے۔

ہمدمِ رسول علی کرم اللہ کہ رسولِ اکرمؐ کے حکم سے مکہ مکرمہ ہی رہ گئے سارے
اموال رکھے والوں کو لوٹا کر اُسی گاؤں آکر رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم سے ملے۔ اس
گاؤں کے لوگوں سے اللہ کے رسول کو آرام ملا۔

اللہ کے گھر کی معماری

رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کی رائے ہوئی کہ اس گاؤں کے لوگوں کے لئے
اللہ کا اک گھر ہو کہ لوگ وہاں آکر اکٹھے ہوں اور اللہ واحد کی حمد کے لئے اکٹھے
ہوں۔ سارے لوگوں کے ہمراہ رکوع کرکے اور اللہ کے آگے سر ٹکا کر "علاء اسلام"
کے حکم کے حامل ہوں۔ اس طرح دورِ اسلام کے اُس اوّل گھر کی اساس رکھی گئی کہ اُس کے
لئے کلامِ الٰہی کی گواہی ہوئی کہ "اللہ کے اس گھر کی اساس اللہ کا ڈر ہے[۲]۔"

---

[۱] روایات میں ہے کہ آنحضرت کی آمد پر وہاں کی لڑکیوں نے یہ نعرہ لگایا:

طلع البدر علینا — من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا — ما دعا للہ داع
ایہا المبعوث فینا — جئت بالامر المطاع

(تاریخ اسلام جلد اول صفحہ ۱۴۱)

[۲] مسجد قُباء کی تعمیر۔ جو اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے۔

اس طرح وہ اللہ کا گھر" اللہ کے ڈر" کی محکم اساس کے سہارے کھڑا ہوا اور اُسی طرح کھڑا ہوا ہے اور ہمارے دور کے لاکھوں لوگوں کا مُصلّٰی ہے۔ ہادیٔ اکرمؐ اور ہمدم و مددگار اس گھر کے معمار ہوئے۔ اس اللہ کے گھر کے لئے کلامِ الٰہی اس طرح وارد ہوا۔

"اوّل ہی سے اللہ کے اس گھر کی اساس اللہ کا ڈر ہے۔ اللہ کا وہ گھر اس کا اہل ہے کہ اللہ کا رسول وہاں آ کر کھڑا ہو۔ اللہ کا وہ گھر طاہر لوگوں سے معمور[1] ہے اور طاہر لوگوں سے اللہ مسرور ہوا۔"

اسلامی سال کا سلسلہ

اولادِ عمرو کے گاؤں رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کی آمد سے اُدھر کا سارا عرصہ اسلامی سلسلۂ سال سے الگ ہے۔ رسولِ اکرمؐ کی وہاں آمد کے اس امرِ اہم سے اسلامی سال معدود ہوا۔ کئی علماء کی رائے ہے کہ وہاں آ کر رسولِ اکرمؐ کا لوگوں کو حکم ہوا کہ اس سال سے اسلامی سال کا سلسلہ معدود[2] کرو۔ مگر محکم رائے دوسرے علماء کی ہے کہ اسلامی سال کا سلسلہ ہمدمِ رسول عمرِ مکرمؓ کے حکم سے وصالِ رسول سے کئی سال اِدھر ہوا اور اس کے لئے عمرِ مکرمؓ کے حکم سے اس دور کے سرکردہ علماء اکٹھے ہوئے اور ہر طرح کی رائے آئی۔ کسی کی رائے ہوئی کہ اسلامی سالوں کا سلسلہ رسولِ اکرمؐ کے سالِ مولود سے ہو، مگر وہ اس لئے رد ہوا کہ

---

[1] قرآن کریم کی اس مسجد کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی: لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ۚ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ۚ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ۝ (جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی، وہ مسجد اس کی پوری مستحق ہے کہ آپ اس میں جا کر کھڑے ہوں۔ اس مسجد میں ایسے مرد ہیں جو طہارت اور پاکی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک و صاف لوگوں کو پسند کرتا ہے) "سیرت مصطفےٰ صفحہ ۳۰۵"۔ [2] اس روایت کو حاکم نے اکلیل میں ذکر کیا ہے لیکن یہ روایت معضل ہے (ایضاً صفحہ ۳۰۳)

"نُوح اللہ" رسول کے لوگوں کا سال نُوح اللہ کے مولود کا سال ہے۔ اسلام کے حاکم دوم عُمر مکرم کی رائے سے طے ہُوا کہ اسلامی سالوں کا سلسلہ وداعِ مکّہ کے سال سے معدود ہو۔ اس لئے کہ وداعِ مکّہ کے سال ہی سے اسلام کو اصل علو حاصل ہُوا۔ اس لئے اسلامی سالوں کا سلسلہ اسی سال سے معدود ہُوا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہاں آمد ماہِ سوم کو ہُوئی اور سال کا ماہِ اوّل علماء کی رائے سے معمولاً ماہِ محرم ہی رہا۔ اس لئے اسلامی سالوں کے سلسلے کا سالِ اوّل، آدھے ماہ کم دس ماہ کا ہُوا[1]

---

[1] چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربیع الاوّل میں قبا تشریف لائے اور عرب کے عام دستور کے مطابق سال کا پہلا مہینہ محرم الحرام کو ہی رکھا گیا۔ اس لئے سن ہجری کا وہ پہلا سال صرف نو ماہ کا ہُوا۔ اس لئے اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ اگر یہ کہا جائے کہ فلاں واقعہ ہجرت کے دوسرے سال محرم میں پیش آیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہجرت سے دس ماہ بعد وہ واقعہ پیش آیا ہے۔ (محمد ولی)

رسولِ اکرمؐ کی معمورۂ رسول آمد

معمورۂ رسول کے لوگ رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم سے وہاں آ کے ملے۔ اور ہادئ عالم کے علوم وحِکَم سے مالا مال ہو کر لوٹے۔ اک عرصہ اسی طرح معمول رہا۔ مآلِ کار معمورۂ رسول کے مددگاروں کی دُعا کامگار ہُوئی۔ رسولِ اکرمؐ سے وہاں آکر کہا کہ معمورۂ رسول کے سارے لوگوں کے دل کی آس ہے کہ اللہ کا رسول سارے ہمدموں اور مددگاروں کے ہمراہ وہاں آئے اور اس مصر کو حرمِ رسولؐ کا اکرام ملے۔ اللہ کے حکم سے ارادۂ رسول اسی طرح ہُوا اور رسولِ اکرمؐ آمادہ ہُوئے کہ وہ معمورۂ رسول کے لئے راہی ہوں۔

معمورۂ رسول کے لوگوں کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے اِس ارادے کی اطلاع ملی۔ ہر ہر محلّے کے لوگ گروہ در گروہ آکر وہاں اکٹھے ہو گئے۔ اللہ کا رسول سوار ہُوا اور سارے لوگ رسول اللہؐ کی سواری کے اِردگرد ہُوئے۔ ہر کوئی رُوح ودِل کے دروا کئے آس لگائے رہا کہ اللہ کا رسول اُس کے گھر وارد ہو اور اس کو رسول اللہ کی ہمسائگی کا وہ اکرام ملے کہ سارے عالم کے اموال اور اکرام اُس کے آگے گرد۔ اللہ کا رسول اللہ والوں کے ہمراہ اسی طرح رواں رہا۔

اولادِ سالم[1] کے محلّے آکر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم رُک گئے اور وہاں

---

[1] بنی سالم کا محلّہ راستے میں پڑتا تھا۔ وہاں آپؐ نے پہلی نمازِ جمعہ ادا فرمائی اور نہایت بلیغ خطبہ دیا۔ (سیرتِ مصطفیٰ ص ۳۱۲) ❖

رُک کر اُس محلّے کے اک محل آکر "عمادِ اسلام" کے لئے کھڑے ہُوئے۔ لوگوں سے ہمکلام ہُوئے۔ اللہ کے رسولؐ کا وہ کلام ہر دل کو مودہ کر دیا اور لوگوں کو اللہ کے احکام اور علوم و اسرار ملے۔

عمادِ اسلام کو ادا کر کے اللہ کا رسول سوار ہُوا اور صدہا لوگ سواریٔ رسول کے گرد ہُوئے۔ علماء سے مروی ہے کہ سارا معمورۂ رسول، رسول اللہ کی آمد سے دمک اُٹھا اور لوگوں کے سرور کا وہ عالم ہُوا کہ وہاں کے لوگ اس طرح کے سرود سے لاعلم رہے۔ رسول اللہ کی آمد گائی گئی۔

"وداع کی گھاٹی سے ہمارے لئے ماہِ کامل طلوع ہُوا ہے۔ ہم اللہ کی حمد کے لئے مامور ہُوئے کہ سدا اُس کی حمد کر کے مسرور رہوں۔
اے اللہ کے رسول کہ ہمارے لئے اللہ کے حکم لے کر آئے ہو۔"

اللہ والوں کے دل ولولوں سے معمور ہُوئے۔ ہر کسی کے دل کا اصرار ہُوا کہ رسول اللہ کی سواری کی لگام لے کر اُس مکرّم و مسعود سوار کو گھر لے آئے۔ ہر محلّے کے لوگ اسی طرح ساعی رہے کہ اللہ کا رسول وہاں وارد ہو۔ مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا لوگوں کو حکم ہُوا کہ "دَعُوْھَا" اس سواری سے الگ رہو، اس لئے کہ رسول کی سواری اللہ کے حکم سے مامور ہے۔ کہاں آکے رُکے گی۔ اس کا علم (اللہ ہی کو ہے) اور وہی محل اللہ کے حکم سے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کا گھر ہو گا۔

اس اطلاع سے مددگاروں کے دل دھڑک اُٹھے۔ سواریٔ رسول کا ہر ہر گام اللہ والوں کے دل سے اُٹھی ہُوئی دُعاؤں اور دلوں کے ولولوں سے گھرا ہُوا اُٹھا۔

لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دَعُوْھَا فَاِنَّھَا مَاْمُوْرَۃٌ" اس کو چھوڑ دو، یہ منجانب اللہ مامور ہے۔ (حوالۂ بالا)

ہر کسی کو اُس ہوئی کہ رسول اللہ ص کی ہمسائگی کا اکرام آس کو ملے گا۔ مگر سواری رسول اس طرح رواں رہی کہ کسے معلوم کہ وہ رحم و کرم کی گھٹا کس کے گھر کے لئے رواں ہے۔

مالِ کارِ اللہ کا حکم مکمل ہوا اور سواری رسول رُک گئی۔ مگر کہاں؟ اولادِ مالک کے محلے کے اُس حصّے آکر رُکی کہ وہ حصّہ والد کے سائے سے محروم دو لڑکوں کی ملک رہا۔[2]

رسولِ اکرمؐ کا گھر

سواریٔ رسولؐ دو لڑکوں کے اُس حصّے آکر رُکی، اُس حصّے سے ملا ہُوا اِک مددگارِ رسول[3] کا گھر، رسول اللہ کی ورود گاہ اور آرام گاہ ہوا۔ اُس مددگار کے اُس گھر کے لئے علاوہ سے اک اہم معاملہ مروی ہے۔ اُس معاملے کی رُو سے وہ گھر صد ہا سال سے رسول اللہ ہی کا رہا۔ اس لئے کہ اُس گھر کی معماری اک حاکمِ صالح کے حکم سے ہوئی اور اسی ارادے سے ہوئی کہ وہاں اللہ کے حکم سے اللہ کا اک رسول آکے ٹھہرے گا۔ اس گھر کا سارا حال علمائے کرام سے اس طرح مروی ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کی آمد سے صد ہا سال اُدھر اک

---

[1] یہ محلہ بنی نجار اور بنی مالک کے ناموں سے مشہور تھا۔ بنی نجار وہی محلہ ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی والدہ مکرمہ کے ساتھ اپنے ماموں وغیرہ کے یہاں بچپن میں رہے تھے۔ (سیرتِ مصطفیٰ صـ۱۶۳) [2] وہ قطعۂ زمین دو یتیم لڑکوں کی ملک تھا، جن کے نام سہل اور سہیل تھے۔ [3] حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکان میں آپؐ نے قیام فرمایا۔

ہمسائے[1] ملک کا اک حاکم صالح وادیٔ احمد کے اس مصر آکر رکا۔ دو سو اور دو سو موسوی وحی کے ماہر علماء کا گروہ اس کے ہمراہ رہا۔ وہ سارے لوگ اس مصر آکر رکے۔ اس مصر کے احوال سے علمائے وحی کو کئی امور معلوم ہوئے۔ اس حاکم صالح سے کہا کہ اگر حاکم کی رائے ہو، ہم علماء کا گروہ اسی مصر کو گھر کر کے رہے۔ حاکم صالح کا سوال ہوا کہ علماء کی وہ رائے کس لئے ہوئی؟ علماء اس حاکم سے اس طرح ہمکلام ہوئے۔

• ہم کو اللہ کے رسولوں کی وحی سے معلوم ہوا کہ اللہ کا اک رسول سارے رسولوں کے سلسلے کے لئے مہر ہو کر آئے گا۔ اس کا اسم "محمد" ہوگا اور کسی دور کے مصر سے آکر وہ اس مصر ٹھہرے گا"

اس حال کو معلوم کر کے حاکم کی رائے ہوئی کہ سارے علماء کا گروہ اسی مصر ٹھہرے اور حکم ہوا کہ ہر عالم کو وہاں اک گھر ملے۔ سارے گھروں سے الگ اک گھر، رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے لئے وہاں اک عالم کو عطا ہوا اور عالم سے کہا کہ وہ گھر اللہ کے اس رسول کے لئے ہے کہ وہ وہاں آکر اس گھر کو آرام گاہ کر کے رہے اور اک مراسلہ لکھ کر اس عالم کے حوالے ہوا۔ حاکم کا وہ مراسلہ رسول اکرم کے لئے مسطور ہوا۔ اس مراسلے کا اردو ماحصل اس طرح ہے۔

"گواہ ہوا ہوں کہ محمد و احمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) اللہ کا رسول ہے اگر اس حاکم کی عمر کو طول ہوا اور رسول اللہ کا دور اس کو ملا، لامحالہ اللہ کے اس رسول کا مددگار رہوں گا اور اس کے اعداء سے معرکہ آرا

---

[1] یمن کا بادشاہ تبّع ایک مرتبہ مدینہ منورہ آکر ٹھہرا۔ چار سو توراۃ کے عالم اس کے ہمراہ تھے۔ علمائے یہود نے بتایا کہ یہ شہر نبی آخر الزمان کا دار الہجرت ہوگا۔ اس نے تمام علماء کے لیے مکان بنوائے اور ایک مکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے تیار کرایا اور ایک خط لکھ کر اُس عالم کو دیا۔ حضرت ابو ایوب کا مکان وہی مکان تھا۔

ہوں گا اور اُس کے دل سے ہر الم کو دُور کروں گا۔[1]"

علماء کی رائے ہے کہ وہ مددگارِ رسول کہ اس کا گھر رسول اللہ ؐ کی آرامگاہ ہوا، دراصل اُسی عالم کی اولاد سے ہے اور وہ گھر رسولِ اکرمؐ کا وہی گھر ہے کہ صدہا سال اُدھر اُس حاکم سے رسول اللہ ؐ کے لئے اُس عالم کو عطا ہوا۔ (واللہ اعلم)

الحاصل رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اُس گھر آکر رہے اور وہ مددگارِ رسول اللہ کے اس کرم اور عطاء سے کمال مسرور ہوئے کہ اللہ کے حکم سے اُس کو رسول اللہ کی ہمسائگی عطاء ہوئی۔

دُور دُور کے لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے اُس گھر آکر ملے اور کلامِ الہٰی کے سامع ہوئے۔ اسی ماہ وہاں کے کئی لوگ اسلام لائے۔

معمورۂ رسول کے لوگ

سالہا سال سے دو طرح کے لوگ معمورۂ رسول رہے۔ اوّل وہ گروہ کہ وہاں صدہا سال سے گھر کر کے رہا اور اسلام لا کر رسول اللہ ؐ کے مددگاروں کا گروہ ہُوا۔ دوسرا گروہ اسرائلی لوگوں کا رہا۔

اس گروہ کے لوگ سود کی کمائی کھا کھا کے مالدار ہو گئے اور مالداری کی رُو سے وہاں

---

[1] تبع کے خط کے الفاظ یہ ہیں :-

شہدت علیٰ احمد انّہٗ رسولٌ من اللہ باری النسم
فلو مدّ عمری الیٰ عمرہٖ لکنت وزیرًا لہٗ وابن عمّ
وجاھدت بالسیف اعدائہٗ وفرجت عن صدرہٖ کل غمّ

(سیرت مصطفیٰ ص ۲۱۳ - بحوالہ وفاء الوفا)

کے دُوسرے لوگوں کے امور کے سردار ہوئے۔ اس گروہ کے لوگوں کو علماء سے معلوم رہا کہ وہ دَور آنے والا ہے کہ اہلِ عالم کو اک اللہ کا رسول عطا ہوگا۔ اُس رسول کے لئے اگلے رسولوں کو وحی کی گئی، مگر اس گروہ کو اصرار رہا کہ وہ رسولِ موعود اسرائلی گروہ سے ہوگا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کی معمورۂ رسول آمد ہوئی۔ اس گروہ کے سرکردہ علماء کی رائے ہوئی کہ وہ رسول اللہ ص سے مل کر اور اُس کے احوال کا مطالعہ کر کے آگاہ ہوں کہ اللہ کا وہ رسول وہی رسولِ موعود ہے کہ اُس کے لئے اللہ کے رسولوں کو وحی سے اطلاع دی گئی۔

اسرائلی علماء کی آمد

آگے مسطور ہوا کہ اسرائلی علماء کو مکمل علم رہا کہ اک رسولِ اُمّم وادیٔ مکہ سے اُٹھے گا اور اُس رسول کے دُوسرے کئی احوال علماء کو معلوم رہے اور معمورۂ رسولؐ کے دُوسرے لوگوں کو وہ سارے احوال اسرائلی علماء سے معلوم ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ کی "معمورۂ رسول" آمد ہوئی، دُوسرے لوگوں کی طرح اس گروہ کا ارادہ ہوا کہ وہ اللہ کے رسول سے مل کر اُس کے اصلی احوال سے آگاہ ہو اور اُس گروہ کی راہِ عمل طے ہو۔ اس لئے اس گروہ کے سرکردہ لوگ "المدراس"[1] آکر اکٹھے ہوئے اور طے ہوا کہ رسول اللہ ص سے اس طرح کے سوال ہوں کہ اُس کا حال اللہ کے رسول ہی کو معلوم ہو۔

اس طرح وہ گروہ اکٹھا ہو کر رسولِ اکرمؐ سے ملا اور ہر طرح کے سوال کر کے

---

[1] "المدراس" مدینہ منورہ میں یہودیوں کا ایک مدرسہ تھا۔

آگاہ ہوا کہ وہی رسول موعود ہے کہ اس کا حال وحی کے واسطے سے اللہ کے رسول کو معلوم ہوا۔ مگر دل کا وہ وسوسہ اور حسد حاوی رہا کہ وہ رسول موعود اسی گروہ سے ہوگا۔ ہاں مگر وہ لوگ کہ اللہ کے گھر سے راہ ہدیٰ اور اسلام کا اکرام لکھا کر لائے۔ رسول اللہ سے مل کر اسی دم دل سے گواہ ہوئے کہ وہی اللہ کا اصل رسول ہے اور اسلام لائے اور وہ لوگ کہ اللہ کے گھر سے محرومی لکھا کر لائے، اسلام سے محروم لوٹے اور رسول اکرمؐ کے حاسد اور عدو ہو گئے۔

علماء سے اک حال اس طرح مسطور ہوا ہے کہ اس گروہ کے سردار[1] کا ولد اُمّ اوّل رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم سے ملا اور رسول اللہ کے کلام سے مسرور ہو کر لوٹا اور لوگوں سے کہا۔

"لوگو! آگاہ ہو رہو کہ لامحالہ وہ اللہ کا وہی رسول ہے کہ سالہا سال سے ہم اُس کے حال سے آگاہ رہے اور اُس کے لئے اللہ سے دعاگو رہے اس لئے اے لوگو! اسلام لے آؤ۔"

اس گروہ کا سردار[2] اس امر سے کھول اُٹھا اور سارے گروہ کو اُس رائے سے دور رکھا۔

اسی طرح اک اور حال علماء سے اس طرح مروی ہے کہ اک عالم لوگوں کے آگے آکر مصر ہوا کہ اُس کو رسول اکرمؐ سے ملاؤ۔ لوگ اُس کو لے کر رسول اکرمؐ کے آگے آئے۔ وہ سائل ہوا کہ اللہ کا کوئی کلام ہمارے آگے کہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ

---

[1] حیی بن اخطب، یہودیوں کا سردار تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور کینہ ور آدمی تھا۔ اُس کا بھائی ابویاسر آپ کی خدمت میں آیا۔ (سیرت مصطفیٰ صہ۵۵)

[2] حیی بن اخطب نے قوم کو اسلام لانے سے روکا۔

(حوالۂ بالا)

وسلّم سے کلامِ الٰہی کا سامع ہُوا۔ کلام کو مسموع کر کے اسی دم گواہی دی کہ واللہ!
وہ کلام اُسی طرح کا ہے کہ اللہ کے رسول موسیٰ (سلام اللہ علی روحہ) کے لئے
وارد ہُوا۔

اہلِ اصل اس گروہ کے کئی لوگ اسلام لائے۔ مگر گروہ کے دوسرے لوگ
اُسی طرح حسد و ہوس کی راہ لگے رہے۔ ولدِ سلام اسی گروہ کا اک عالم رسولِ اکرم ؐ
سے مل کر اسلام کا حامی ہُوا اور اللہ کے کرم سے رسول اللہ کا مددگار ہُوا اور اُس
کی مساعی سے اُس کے سارے گھر والے اسلام لائے۔

حرمِ رسولؐ کی معماری[1]

آگے مسطور ہُوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کی سواری اُس محل آکر رکی
کہ وہ والد کے سائے سے محروم دو لڑکوں کی مِلک رہا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ
وسلّم کی رائے ہوئی کہ وہ حصّہ مول لے کر وہاں اللہ کے گھر اور حرمِ رسول ؐ کی
معموری کا کام ہو۔ اس لئے اُس ہمدم سے کہ رسول اللہ کے ہمسائے ہوئے
کہا کہ ہم کو دو لڑکوں سے ملاؤ۔ دو لڑکوں کے ولی مع لڑکوں کے وہاں آئے۔
رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم لڑکوں کے ولی سے ملے اور کہا کہ اس حصّے کو اللہ
کے گھر کے لئے ہم کو مول دے دو۔ وہ آگے آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ!
لڑکوں کا ولی ہوں، آمادہ ہوں کہ اس حصّۂ مملوک کو اللہ کے گھر کے لئے دوں۔
وہاں حرمِ رسول کی اساس رکھو۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کا اصرار ہُوا کہ اس حصّۂ
مملوک کا مال ہم سے وصول کرو۔

---

[1] مسجدِ نبویؐ کی تعمیر۔

لڑکوں کے دل مال کی طمع سے کوسوں دُور رہے۔ وہ آگے آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ! ہم سے اس حصّے کو اللہ کے لئے لے لو کہ وہاں اللہ کا گھر معمور ہو اور اللہ سے ہمارے لئے دُعا کرو۔ مگر اللہ کے رسول کا اصرار ہُوا کہ اُس حصّے کا مال ادا ہو اور اللہ کے حکم سے اسّی طرح ہُوا۔ ہمدمِ مکرم کے مال سے اُس حصّے کا مال ادا ہُوا۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے اللہ کے گھر کی اساس رکھی گئی۔ رسولِ اکرمؐ دُوسرے ہمدموں اور مددگاروں کے ہمراہ اس حرمِ رسول کے معمار ہوئے۔ ولدِ علی[1] سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ گارا گھولو۔ وہ سرورِ دل سے آگے آئے اور حرمِ رسول کے لئے گارا گھولا۔ لکڑی کے عمود کھڑے[2] ہُوئے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے ہمراہ اسی طرح سارے ہمدم و مددگار رُوح و دل سے حرمِ رسول کی معماری کے کام سے لگے رہے اور مائل کا رہی، گارے اور لکڑی سے اللہ کے اُس گھر کی معموری کا کام سادگی سے مکمل ہُوا۔ اسلام کا وہ ادارۂ اوّل معمور ہُوا کہ وہاں سے اسلامی اطوار و اعمال سے مرصّع لوگ ڈھل کر اہلِ عالم کے آگے آئے۔ وہ حرمِ رسول کہ عطا و کرم، صلۂ رحمی و سلوک، ہمدردی اور روا داری کی اساس وہاں سے اُٹھی۔ اسلامی علوم و احکام کا وہ مدرسۂ اوّل کہ وہاں سے سارے عالم کے حکماء اور علماء کو علومِ الٰہی کا درس ملا۔ رحم و کرم کی وہ درگاہ کہ محروموں اور مملوکوں کی وہاں دادرسی ہُوئی۔ وہ حرمِ رسول کہ حرمِ مکّہ کے علاوہ

---

[1] مسندِ احمد میں حضرت طلق بن علی کی روایت ہے کہ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں گارا گھولوں۔ میں پھاوڑا لے کر گارا گھولنے کے لئے کھڑا ہُوا۔ [2] کچی اینٹیں مسجدِ نبوی کی تعمیر کے لئے بنائی گئیں اور کھجور کے تنوں سے اُس کے ستون بنائے گئے اور درختوں کی شاخوں اور پتوں سے چھت تیار کی گئی ہے۔ (سیرتِ مصطفےٰ)

دُوسرا حرمِ محترم ہے اور وہی رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی دائمی آرام گاہ کا حامل ہے۔

وہ سارا عرصہ کہ حرمِ رسول کی معماری کا کام ہُوا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اُسی مددگارِ رسول کے گھر ٹھہرے رہے۔ معموریٔ حرمِ رسول کے کام کو مکمل کرکے ہمدموں اور مددگاروں کی رائے ہوئی کہ اللہ کے رسول کے لئے حرمِ رسول سے مِلا کر کئی کمرے[1] معمور ہوں کہ وہاں رسولِ اکرمؐ کے گھر والے آکر رسول اللہؐ کے ہمراہ ہوں۔ اِس طرح دو کمرے اوّل اوّل معمور ہُوئے۔ اس کام کو مکمل کرکے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اُس مددگار کے گھر سے اُٹھ کر وہاں آگئے۔ اُس مددگارِ رسول کے گھر رسول اللہ کوئی اک سال سے اک[2] آدھ ماہ کم کا عرصہ ٹھہرے۔

اسی سال حرمِ رسول کی معموری سے کئی ماہ اُدھر رسولِ اکرمؐ کے دو ہمدم رسول اللہ کے حکم سے مکّہ مکرّمہ گئے اور وہاں سے رسولِ اکرمؐ کے دوسرے گھر والوں کو لے کر معمورۂ رسول آگئے۔

ہمدموں سے عُمدہ سلوک کا مُعاہدہ[3]

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے وہ سارے ہمدم کہ رسول اللہؐ کے حکم سے مکّہ مکرّمہ کو الوداع کہہ کر معمورۂ رسول آگئے۔ سارے اموال و املاک مکّہ مکرّمہ ہی رہ گئے۔ اس لئے مالی طور سے سارے ہمدموں کا حال گراں ہُوا۔ اللہ والوں کا وہ گروہ

---

[1] مسجدِ نبویؐ سے متصل ازواجِ مطہرات کے حجرے تعمیر کئے گئے اور تمام ازواج انہی کمروں میں رہیں۔ (سیرت مصطفےٰ صـ۴۳۳) [2] حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کل قیام گیارہ مہینے اور چند دن ہُوا۔ (تاریخ اسلام ج اوّل صـ۱۲۸)

[3] عقدِ مواخات ,,

کہ معاد کے لئے مال سے محروم ہُوا۔ آل اولاد سے دُور ہو کر اس مصرآ رہا اور اللہ اور اُس کے رسول کے لئے ہر آرام سے دُور ہُوا۔ رسولِ اکرمؐ کو اس اللہ والے گروہ کے سارے حال کی اطلاع رہی۔ اس لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا ارادہ ہُوا کہ کوئی معاملہ اس طرح کا ہو کہ معمورۂ رسول آ کر ہمدموں کو سہارا ملے۔ اُدھر معمورۂ رسول کے مددگاروں کے لئے احساس ہُوا کہ مکّہ مکرمہ سے ہمدموں کی آمد سے مددگاروں کے لئے مالی مسائل کھڑے ہوں گے۔ اس لئے حکم ہُوا کہ سارے ہمدم و مددگار اکٹھے ہوں۔ وہ سارے لوگ رسول اللہؐ کے حکم سے اک ہمدمؐ[1] کے گھر آ کر اکٹھے ہو گئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اُٹھے اور سارے لوگوں سے ہمکلام ہُوئے۔ کہا کہ "اے لوگو! اللہ واحد ہے اور اسلام اللہ کی دکھائی ہوئی راہ ہے۔ اے لوگو! مکّے سے آئے ہُوئے مسلم، گھروں سے اور مال و املاک سے دُور ہُوئے۔ اس لئے اللہ کے رسول کی رائے ہے کہ ہر مددگار اک ہمدم کو گھر لے آئے اور اُس سے والد کے لڑکے کی طرح عمدہ سلوک کرے۔ اک اک مددگار اور اک اک ہمدم رسول اللہ کے آگے آئے اور ہر دو کو اک دوسرے سے عمدہ سلوک، ہمدردی اور رواداری کا حکم ہُوا۔

رسول اللہ کے مددگار رسولِ اکرمؐ کے اس حکمِ سلوک سے کمال مسرور ہُوئے اور ہمدموں کے لئے دِلوں کے دَر وا کئے۔ ہر مددگار کو رسول اللہ کے حکم سے اک ہم گساد ملا۔ وہ اُس کا ہر طرح سے ہمدرد اور دلدادہ ہُوا۔ مددگار رسول ہمدموں کے ہمراہ گھر آئے اور سارے مال و املاک کے دو حصّے کر کے اک حصّہ کی ملک اُس ہمدم کی کر دی۔

---

[1] حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکان پر اجتماع ہُوا۔ اُس وقت اُن کی عمر دس سال تھی۔
(سیرت النبی ج اوّل صفحہ ۰۰)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے مددگاروں کا، رسول اللہ کے ہمدموں سے وہ اسلامی سلوک اور ہمدردی اور رواداری کا معاملہ ہوا کہ سارے عالم کے احوال کا مطالعہ کر لو کسی اور ملک اور گروہ کا اس طرح کا معاملہ ہوا ہو ایک امرِ محال[1] ہے۔ ہر مال اور ملک کا معاملہ اسی طرح طے ہوا کہ آدھا مال مددگارِ رسول کا اور آدھا ہمدم کا۔ اسلامی سلوک کی وہ گرہ اس طرح محکم ہوئی کہ اگر کسی مددگار کا وصال ہوا اس کا ہمدم اُس کے مال کا حصّہ دار ہوا۔

اس معاملۂ ہمدردی و رواداری سے معمورۂ رسولؐ کا سارا ماحول، ہمدردی اور دلداری صلۂ رحمی و سلوک کا گہوارہ ہوا۔ اُدھر سارے ہمدم، مددگاروں کے اِکرام اور دلداری کے لئے ساعی ہوئے اور ہر گام مددگاروں کے حامی رہے۔ اس طرح رسولِ اکرمؐ کے حکم سے ہمدموں کے گھروں سے دوری اور وسائل کی کمی کا مسئلہ کمال عمدگی سے حل ہوا۔

رسولِ اکرمؐ کا وہاں کے لوگوں[2] سے معاہدہ

گو سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم مکّے والوں کے حسد اور ہٹ دھرمی سے دُور ہو کر معمورۂ رسول آ گئے۔ مگر وہاں آکر احساس ہوا کہ معمورۂ رسول کے وہ اسرائیلی گروہ کہ صدہا سال سے وہاں رہے، اسلام اور اہلِ اسلام کے حاسد ہو گئے۔ دُوسرے مکّے والوں کے وہ لوگ حامی رہے۔ اس لئے احساس ہوا کہ مکّے والے اُس رسوائی کے

---

[1] یہ رشتہ بالکل حقیقی رشتہ بن گیا تھا۔ اگر کسی انصاری کا انتقال ہوتا تو اُس کی جائداد اور مال مہاجرین کو ملتا تھا۔ بعد میں وراثت کے احکام نازل ہونے اور یہ سلسلۂ وراثت ختم ہوا۔ [2] یہ معاہدہ میثاقِ مدینہ کے نام سے مشہور ہے اور ایک اہم سیاسی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔]

لئے اسلام سے معرکہ آرا ہوں گے اور معمورۂ رسولؐ کے گروہ اگر مکّے والوں کے حامی ہو گئے۔ اہلِ اسلام کے لئے اک مسئلہ کھڑا ہو گا۔

اس لئے وداعِ مکّہ کے سالِ اوّل ہی دوسرا اہم کام کہ رسولِ اکرمؐ کے حکم سے ہُوا۔ وہ اک معاہدہ ہے کہ معمورۂ اسلام اور اردگرد کے سارے گروہوں سے ہُوا۔

اس معاہدہ سے اس طرح کے امور طے ہوئے۔

۱۔ اگر کوئی معمورۂ رسول آکر حملہ آور ہو گا، سارے گروہ مل کر اس معاہدے کی رُو سے اُس عدو سے معرکہ آرا ہوں گے۔

۲۔ اگر کسی عدو سے کوئی صلح کا معاملہ ہو گا، سارے معاہد گروہ اس صلح کے عامل ہوں گے۔

۳۔ "مالِ دم"[ل] کی ادائگی کے سارے اصول وہی ہوں گے کہ وہاں عرصہ سے رہے اور "مالِ دم" اُسی طرح ادا ہو گا۔

۴۔ اگر کسی گروہ کی لڑائی اُس کے کسی عدو سے ہو گی، دوسرے معاہد گروہ اُس کے حامی ہوں گے۔

۵۔ ہر گروہ اس امر سے دور رہے گا کہ وہ مکّے کے گمراہوں سے کسی طرح کی ہمدردی کا معاملہ کرے۔

۶۔ ہر گروہ اس امر کا مالک ہو گا کہ وہ کسی مسلک کا عامل ہو۔ دوسرے گروہ اُس کے طے کردہ مسلک سے الگ ہوں گے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم اور مساعی سے معاہدے کے وہ سارے

[ل] یعنی خون بہا کا جو طریقہ پہلے سے چلا آ رہا تھا وہی بدستور باقی رہے گا کہ ہر گروہ اپنے آدمی کا فدیہ اور خون بہا ادا کرے گا۔ [ل] مذہبی معاملات میں ہر گروہ آزاد ہو گا۔ (سیرت النبی صفحہ ۲۸۰۔ جلد ۱، سیرت مصطفیٰ، جامع السیر وغیرہ) ۞

امور طے ہوئے اور گروہوں کے سرداروں سے اس معاہدہ کے لئے گواہی لی گئی۔ اس طرح اک اور اہم مسئلہ معمورۂ رسول کے دشمن کا طے ہوا اور وہ اک دوسرے کی لڑائی سے دور ہوئے اور معمورۂ رسول کا ماحول اسلامی عمل کے لئے ہموار ہوا۔

ودایع مکہ کے سال اوّل رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کی ساری مساعی کا محور اس امر کا احساس رہا کہ معمورۂ رسول کا سارا ماحول، اسلامی اطوار و اعمال، صلح و سادگی اور اک دوسرے کی ہمدردی و مددگاری کا عمدہ گھر ہو اور وہاں کے سارے لوگ عمدہ اطوار و اعمال کے مالک ہوں۔ دور دور کے لوگوں کو معلوم ہو کہ اس ملک اور اس دور کے سارے مسائل کا حل اسلام ہی ہے۔ اس لئے معمورۂ رسولؐ کے لوگوں سے معاہدہ کر کے راسخ ہوئی کہ اردگرد کے لوگ اس معاہدے کے حامل ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اس امر کے لئے دوسرے گروہوں کے امصار کے لئے راہی ہوئے کہ وہاں کے لوگ اس معاہدے کے حامی ہوں اور اس طرح کئی گروہ اس معاہدے کے حامی ہو گئے۔[1]

مکاروں کا گروہ[2]

آگے مسطور ہوا کہ معمورۂ رسول کے دو اہم گروہ اوس اور اس کا عدو گروہ اک دوسرے کے عدو رہے۔ ولد سلول[3] وہاں کے لوگوں کا سردار رہا اور رسول اکرمؐ کی آمد سے اُدھر اس کو آس رہی کہ وہ معمورۂ رسولؐ کا سردار ہوگا اور سارے لوگ

---

[1] آنحضرتؐ نے اس مقصد کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان قبائل کی بستیوں کا دورہ کیا اور بنی حمزہ بن بکر اس معاہدے میں شریک ہوئے۔ اسی سفر میں آپؐ ینبوع اور ذی العشیرہ بھی تشریف لے گئے۔ بنو مدلج بھی آپؐ ہی کی کوششوں سے اس معاہدے میں شریک ہوئے۔

[2] منافقین کا گروہ؛ قرآن کریم میں اس گروہ کا تفصیل حال مذکور ہے۔

[3] ولد سلول: یعنی عبد اللہ بن اُبی بن سلول۔

اُس کی سرداری کے لئے آمادہ ہوئے۔ مگر معدودۂ رسول کے مددگار اسلام لائے اور رسولِ اکرمؐ کے حامی ہوئے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی آمد کا سلسلہ ہوا۔ اُس سے ولدِ سلول کی سرداری کا معاملہ کٹا ہوا اور وہ سرداری سے محروم ہو کر ملول ہوا۔ اہلِ اسلام اور رسولِ اکرمؐ کے لئے اُس کا دل حسد سے معمور ہوا۔ وہاں کے ہر دو گروہ کے وہ لوگ کہ اسلام سے دُور رہے، ولدِ سلول کے ہمراہ ہو گئے اور دل سے اہلِ اسلام اور سرورِ عالمؐ کے عدو ہوئے۔ مگر اس گروہ کے حسد اور ہٹ دھرمی سے اہلِ اسلام اس لئے لاعلم رہے کہ سارا گروہ مکّاری کر کے رسولِ اکرمؐ کے آگے اسلام کا حامی ہوا اور کہا کہ ہم اسلام لائے اور اللہ واحد کے مملوک ہوئے۔ مگر دل سے اسلام سے دُور رہے اور اہلِ اسلام سے الگ، اکٹھے ہو کر اہلِ اسلام کی رسوائی کے لئے ساعی ہوئے۔ کلامِ الٰہی سے اس گروہ کے لئے دائمی آگ کے الم کی دھمکی وارد ہوئی۔

اس گروہ کے اسی عمل کی رُو سے وہ سارا گروہ "مکّاروں کے گروہ" کے اسم سے موسوم ہوا۔ وہ گروہ سارا عرصہ اہلِ اسلام کا عدو رہا اور ہر ہر گام اسلام کی راہ کی رکاوٹ ہو کے رہا۔

اِس سال کے دُوسرے احوال

ورودِ مکّہ کے سالِ اوّل مسطورہ اُمور کے علاوہ اور کئی امور ہوئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے دو اہم مددگاروں کا وصال ہوا۔ اوّل مددگار رسول ولدِ ہدم[1] اللہ کے گھر کو سدھارے۔ ولدِ ہدم رسول اللہ کے وہی مددگار رہے کہ مکّہ سے

[1] حضرت کلثوم بن ہدم جن کے مکان پر قبا میں رسولِ اکرمؐ مقیم رہے۔

سے آکر رسولِ اکرم اولادِ عمرو کے گاؤں اوّل اسی مددگار کے گھر رہے۔ دوسرے مددگار اسعد[1] کہ مکہ مکرمہ آکر دوسرے لوگوں کے ہمراہ اوّل اسلام لائے اور رسولِ اکرمؐ کے حکم سے سارے گروہ کے معلّم اور دوسرے اُمور کے ولی ہو کر رہے۔

اسی سال مکہ مکرمہ کے گمراہوں کے دو سرکردہ لوگ، ما [illegible] سردار ہی ہوئے۔ اک عاص ولد وائل اور اک دوسرا سردار۔ وہ ہر دو رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے سدا عدو ہو کر رہے۔

وداعِ مکہ کا سال اوّل اس رُو سے اہم ہوا کہ اس سال کا آٹھواں ماہ ہوا کہ ہمدمِ مکرّم کی لڑکی اور سارے اہلِ اسلام کی ماں، رسول اللہ کی دلدادہ عروسِ مطہرہ ہو کر رسول اللہ کے گھر آئی۔

اسی سال معمورۂ رسول کے اک مردِ صالح صرمہ[2] اسلام لا کر رسول اللہؐ کے مددگار ہوئے۔

مددگار صرمہ سدا سے اللہ واحد کے دلدادہ رہے۔ مادّی وسائل سے سدا دُور رہے اور اللہ واحد کی حمد و دُعا کے لئے اک کوٹھڑی کو گھر کر کے رہے اور اللہ کی عطا سے ماہرِ کلام ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی آمد کا علم ہوا اور اسلام لا کر رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے مددگار ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ کی مدح کے لئے صرمہ کا عمدہ کلام مروی ہے۔ اُس کے کلام کے اک حصّے کا ماحصل اس طرح ہے:-

---

[1] حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو عقبہ اولیٰ میں مسلمان ہوئے اور بنی النجار کے نقیب ہوئے۔ (سیرت مصطفےٰ ج ۱ ص ۲۰۶)

[2] حضرت صرمہ بن ابی انس رضی اللہ عنہ، یہ شروع سے توحید کے دلدادہ تھے۔ ہمیشہ موٹے کپڑے پہنتے اور عبادت کے لئے ایک کوٹھڑی بنا کر رہتے تھے۔ وہاں کے بڑے اچھے شاعر تھے۔ طوالت کے خوف سے یہاں اشعار نقل نہیں کئے گئے مگر غیر منقوط ترجمان کے اشعار کے پورے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔

مدرسول اکرم مکہ مکرمہ دس سال سے سوا کا عرصہ رہے اور وہاں کے لوگوں
کو اسلام کی راہ دکھائی۔ رسول اللہ کے دل کو آس رہی کہ وہاں کے لوگ
اُس کے حامی ہو کر مددگار ہوں گے۔ مگر وہاں کے لوگ عدو ہو گئے
اور رسول اکرمؐ وہاں سے راہی ہو کر ہمارے ہاں آ گئے۔ اللہ کا کرم ہوا
اور اسلام سارے ملک کو حاوی ہو کے رہا۔

ہمارے لئے رسول اللہ اُسی طرح کا کلام لائے کہ اللہ کے رسول
موسیٰ اور دوسرے رسول لوگوں کے لئے لائے۔ ہمارے ہاں آکر رسول اللہ
ہر طرح کے ڈر سے دُور ہوئے۔ ہمارا سارا مال اللہ کے رسول کا مال
ہوا اور ہم مددگاروں کے رُوح و دل اُس کے ہوئے۔ ہم رسول اللہ
صلی اللہ علی رسولہ وسلم کے سارے اعداء کے عدو ہوئے اور اُس کے
ہمدموں کے حامی ہوئے۔"

اِک اہم حکم الٰہی

وداعِ مکہ کے دُوسرے سال اک اہم حکمِ الٰہی وارد ہوا کہ اُس سے
اہلِ اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کمال مسرور ہوئے۔ اس حکم
الٰہی کا حال اس طرح ہے کہ رسول اللہ کو اور سارے اہلِ اسلام کو حکمِ الٰہی رہا کہ
وہ عادِ اسلام کے لئے "دار المطہر" کی سو، رُو کر کے کھڑے ہوں۔ وہ سارا عرصہ کہ
رسول اللہ مکہ مکرمہ رہے۔ رسول اللہ اور اہلِ اسلام اسی حکمِ الٰہی کے عامل رہے۔ مگر وہاں
وہ کر اک معمول رہا کہ رسول اکرمؐ اس طرح کھڑے ہوتے کہ "دار المطہر" اور "دار اللہ"
ہر دو آگے ہوں۔[1]

---

[1] مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے آنحضرت کا معمول تھا کہ نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے کہ بیت المقدس اور
بیت اللہ دونوں دُوسرے مبارک کے سامنے ہوں۔ مدینہ منورہ آکر یہ ممکن نہ رہا۔ (سیرت مصطفیٰ ج ۱ ص ۳۰۰)

معمورۂ رسول آکر اُسی حکم الٰہی کا عمل رہا۔ مگر وہاں محال ہوا کہ ہر دو اللہ کے گھر اہلِ اسلام کے آگے ہوں اس لئے رسول اللہ کو وہ امر گراں معلوم ہوا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو آس رہی کہ اللہ کا حکم آئے گا کہ اہلِ اسلام سوئے حرم مکّہ رُو کرکے کھڑے ہوں۔ معمورۂ رسول آکر کوئی سولہ ماہ "دارالمطہر" ہی کی سو رُو کرکے کھڑے رہے۔

وداعِ مکّہ کے دُوسرے سال ساڑھے آٹھ ماہ[1] کا عرصہ ہوا کہ اللہ کی وحی آگئی اور رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو دل کی مراد مل گئی۔ اللہ کا حکم وارد ہوا کہ:

"(اے رسول) سوئے "دارالحرام" رُو موڑلو۔"[2]

اس حکم سے سارے لوگوں کے دل سرور سے معمور ہوئے اور اُسی لمحے سے سارے اہلِ اسلام عمادِ اسلام کے لئے اُدھر ہی رُو کرکے کھڑے ہوئے۔ کلامِ الٰہی کا اک حصّہ اس حکمِ الٰہی کے اسرار و حِکم کے حال سے معمور[3] ہے۔ وہ لوگ کہ اس حکمِ الٰہی کے اسرار و حِکم کے دلدادہ ہوں، کلامِ الٰہی کے ماہر علماء کے کاموں کا مطالعہ کرکے مرادِ دل کے حامل ہوں۔

کردار و عمل کی اوّل درسگاہ[4]

اسی سال حرمِ رسول سے ملا ہوا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے گھر

---

[1] نصف ماہ شعبان ۲ھ میں تحویلِ قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ (سیرت مصطفیٰ ج ۱: صـ ۳۵۸)

[2] قرآن کریم میں یہ آیت نازل ہوئی: فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ: "پس آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیرلیں"۔ [3] دوسرے پارے کی ابتداء میں تحویلِ قبلہ کا حکم آیا ہے۔

[4] صُفّہ اور اصحابِ صُفّہ۔ ❖

کے آگے اک سائے دار تکڑا[1] رسول اللہؐ کے ہمدموں اور مددگاروں کی اصلاحِ کردار و عمل کے لئے اور اسوۂ رسول کے حصول کے لئے طے ہوا۔ عموماً وہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے وہ ہمدم و مددگار آکے رہتے کہ اس عالمِ مادی کے ہر آرام سے اور مال و املاک سے محروم رہتے اور سارے مادی وسائل کو ٹھکرا کے اور گھر اور دوسرے آراموں کو ٹھوکر مار کے وہاں اس لئے آ رہتے کہ وہاں رہ کر رسولِ اکرمؐ سے روح و دل کی اصلاح کر کے اسلامی اطوار و اعمال کے عامل ہوں اور اسوۂ رسول کی ہر ادا کا مطالعہ کر کے اسلام کی روح کے حامل ہوں۔

حصولِ اصلاح کے لئے ہر دکھ سہا، اکل و طعام سے محروم رہ کر سرگراں ہوئے۔ مگر وہ رسول اللہ کے دلدادہ اسی درگاہِ رسول کے ہو رہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا معمول رہا کہ سارے لوگوں سے اوّل علومِ الٰہی کے دلدادہ اس گروہ کی دلداری کر کے مسرور ہوئے۔ اس گروہ کی ساری مساعی کا محور دلی مدعا رہا کہ ہر طرح سے وہ اسلامی اطوار و اعمال کے حامل ہوں۔ اسی لئے اللہ کے کرم سے وہ اللہ والے اسوۂ رسول کے اسرار و حکم کے ماہر اور عالم ہوئے۔ علماء سے مروی ہے کہ اس گروہ کے لوگوں کا عدد کئی کئی سو[2] رہا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے اس گروہ کے لوگوں کے لئے حمد و اکرام

---

[1] صفہ کے معنی عربی میں سائے دار سائبان کے آتے ہیں، تحویلِ قبلہ کے بعد جب مسجدِ نبوی کا رُخ تبدیل ہو کر بیت اللہ کی طرف ہو گیا تو قبلۂ اوّل کی دیوار اور اس کے متصل جگہ اُن فقراء اور غرباء کے لئے چھوڑ دی گئی جن کا کوئی ٹھکانا اور گھر بار نہیں تھا۔ انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرتؐ کے قول، فعل اور عمل کے لئے وقف کر دیا تھا اس لئے صفہ اسلام کی سب سے پہلی خانقاہ تھی جہاں اخلاق و اعمال کی عملی تربیت دی جاتی تھی

[2] اصحابِ صفہ کی تعداد بعض اوقات چار سو تک پہنچی ہے۔ (سیرۃ مصطفیٰ ج ۱ ص ۳۶۲)

سے معمور کلام مروی ہے۔ ہمدموں سے مروی ہے کہ رسولِ اکرمؐ کو ملائکہ سے اطلاع ملی کہ اس گروہ کے دل اللہ کے ڈر سے معمور رہے۔ گو صوری طور سے اس گروہ کا حال دوسرے لوگوں سے کم رہا۔ مگر اللہ کے ہاں وہ اعلیٰ اکرام اور عہدے کے مالک ہوئے۔

ماہِ صوم کے احکام

وداعِ مکہ کے دوسرے ہی سال اہلِ اسلام کو اللہ کا حکم ہوا کہ ماہِ مکرم کے صوم رکھو اور کلامِ الٰہی وارد ہوا۔ اس کا حاصل اس طرح ہے :۔

"وہ ماہِ صوم کہ اس ماہ کلامِ الٰہی وحی ہوا۔ وہ لوگوں کے لئے راہِ ھدیٰ ہے اور راہ ھدیٰ کا کھلا علم اس سے حاصل ہوگا اور اسی سے راہِ ہدیٰ اور گمراہی کی راہ الگ ہوگی۔ سو اگر کوئی اس ماہ کو حاصل کرے امرِ الٰہی ہے کہ اس ماہ کے صوم[1] رکھے"

ولدِ عمرو[2] سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم معمورۂ اسلام آئے حکم ہوا کہ دس محرم کا صوم رکھو۔ اس حکمِ الٰہی کے ورود سے رسول اللہ کا حکم ہوا کہ دس محرم کا صوم اہلِ اسلام کے لئے امرِ ارادی ہوا۔ اگر ارادہ ہو رکھے، ہاں ماہِ صوم کے لئے سارے اہلِ اسلام مامور ہوئے۔ اس طرح ماہِ مکرم کے صوم کی

---

[1] قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی : شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس وبینٰت من الهدیٰ والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ۵ (سیرتِ مصطفیٰ ج۱ صفحہ ۳۲۴)

[2] حضرت عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف لائے تو صرف عاشورا کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حکم دیا کہ عاشورا کا روزہ رکھنے کا اختیار ہے چاہے روزہ رکھے، چاہے افطار کرے۔ (سیرتِ مصطفیٰ بحوالہ صحیح بخاری) ؛

ماموری اسی سال ہوئی۔

اسی سال علی کرمۂ اللہ کی عروسی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی سے ہوئی۔[1]

مکاروں کے گروہ کی اِک کارروائی

آگے مسطور ہوا کہ مکاروں کے گروہ کے سردار ولدِ سلول کی سرداری کا معاملہ ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی وہاں آمد سے سرد ہوا۔ اُدھر رسولِ اکرمؐ کی مساعی سے معمورۂ رسولؐ کے کئی گروہ معاہدۂ اول کی رُو سے رسولِ اکرمؐ کے معاہد ہوگئے۔ اس امر سے اُس کا دل کڑھا اور وہ دل سے ساعی ہوا کہ کسی طرح سے رسولِ اکرمؐ اور اہلِ اسلام کے اس عُلو کو کوئی دھکا لگے۔

اُدھر مکے کے گمراہوں کو معلوم ہوا کہ رسولِ اکرمؐ کا سارے گروہوں سے اس طرح کا معاہدہ ہوا ہے۔ رسولِ اکرمؐ اور اس کے ہمدموں اور مددگاروں کی اس سرداری سے گمراہوں کے دل دُکھی ہوئے اور دُکھ اور الم ہی گمراہوں کا اصل حصہ ہے۔ مکے کے سرداروں کی رائے ہوئی کہ ولدِ سلول کو اِک مراسلہ لکھو کہ وہ ساعی ہوکر لوگوں کو اس امر کے لئے آمادہ کرے کہ سارے گروہ اکٹھے ہوکر معمورۂ اسلام سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے اہلِ اسلام کو دُور کرکے کامگار رہوں۔

اِک آدمی سرداروں کا مراسلہ لے کر "معمورۂ رسول" وارد ہوا اور ولدِ سلول اور اُس کے گروہ سے ملا اور مراسلہ دے کر سارا حال کہا۔ مراسلے کا ماحصل اس

[1] حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علی کرمۂ اللہ سے اسی سال ہوا۔ (سیرتِ مصطفیٰ ابوالرحیم بخاری)

طرح ہے کہ مکاروں کے گروہ کو دھمکی دی گئی اور کہا کہ ہمارا اک عدو مکہ مکرمہ سے
رواں ہو کر معمورۂ رسول آٹھہرا ہے، اس لئے ہمارے اس عدو سے سارے مل کر
لڑو اور اُس کو ہمارے حوالے کر دو اور معلوم ہو کہ اگر اس امر سے عاری رہے، ہم
سارے گروہ مل کر معمورۂ رسول حملہ آور ہوں گے۔

ولد سلول کی اس مراسلے سے مکاری کے لئے راہ ہموار ہوئی اور وہ اس
مراسلے کی آڑ لے کر اُٹھا اور وہاں کے گمراہوں کے سرکردہ لوگوں کو اکٹھا کر کے اس
مراسلے کی اطلاع دی اور کہا کہ لوگو! ہم کو مکے والوں کے حملے کا ڈر ہے، اس
لئے محمد (صلی اللہ علی رسولہ وسلم) سے لڑائی کے لئے آمادہ رہو۔ ہمارا مسئلہ
اسی طرح حل ہوگا۔

ہادیٔ کامل صلی اللہ علی رسولہ وسلم کو اس گروہ کے مکروہ ارادوں کا علم ہوا۔
اُسی لمحے اُٹھ کر وہاں گئے کہ سارے لوگ وہاں اکٹھے رہے اور لوگوں سے
ہمکلام ہو کے کہا کہ لوگو! معلوم ہو کہ وہ مراسلہ مکے والوں کا دھوکا ہے۔ اگر وہاں
کے گمراہوں سے دھوکا کھا گئے اور لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے، معلوم رہے کہ
گھاٹا اُٹھاؤ گے اور اُس کا مآل رُسوائی ہوگا۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ
مکے والوں کو لکھ دو کہ ہم معاہدے کی رُو سے اہلِ اسلام کے حامی ہوئے۔ دوسرے
اگر مکے والے مل کر حملہ آور ہو ہی گئے، ہم سارے معاہد گروہوں کے لئے سہل
ہوگا کہ ہم مکے والوں سے مل کر معرکہ آرا ہوں اور اگر اس کا عکس ہوا، اس امر کو
گرہ کر لو کہ اس کا مآل رُسوائی ہی رُسوائی ہے۔

اس کلامِ رسول سے لوگوں کے دل ڈر گئے اور وہ سارے وہاں سے اُٹھ
کر گھروں کو لوٹ گئے اور ولد سلول کی مکاری کا ارادہ سرد ہوا اور وہ مرادِ محروم ہوا۔[1]

---

[1] اس سازش کی یہ ساری تفصیل تاریخ اسلام ج ۱ ص ۱۵۲ سے لی گئی ہے۔

اس امر کے علاوہ اللہ کا اک اور حکم اسی سال وارد ہوا۔ اہلِ اسلام کے مالدار لوگوں کو حکم ہوا کہ وہ ہر سال اللہ کے عطا کردہ مال سے اک حصہ الگ کر کے محروموں کو دے کر اللہ کے آگے کامگار ہوں۔ اللہ کا وہ حکم عمادِ اسلام اور صوم کی طرح عمودِ اسلام سے ہے۔[1]

اسلام کے لیے لڑائی کا حکم

اللہ کے سارے رسول کہ اہلِ عالم کی اصلاح کے لئے آئے۔ ساروں کا معمول رہا کہ اوّل اوّل لوگوں کو ملائمی اور رحم و کرم سے اللہ کی راہ دکھائی اور لوگوں کے سارے صدمے اور آلام سہے اور سرورِ دل سے اللہ کے حکم کی رسائی کے لئے ساعی رہے۔ مگر لوگ ہٹ دھرمی کی راہ سے رسولوں کے عدو ہو گئے۔ اس عالم کے سارے لوگوں سے سوا اللہ کے رسول لوگوں کے ہمدرد و دلدادہ رہے اور اسی احساس سے لوگوں کو اللہ واحد کی راہ کے لئے صدا دی کہ وہ دائمی آلام سے رہا ہوں۔ مگر عالم کے ہر والد کی طرح کہ وہ ہٹ دھرم اور لاعلم لڑکے کی اصلاح کے لئے اوّل اوّل رحم و کرم اور ملائمی کے سلوک کا عامل ہوا، اگر ہٹ دھرمی ہوا ہوئی مار مار کے اُس کی اصلاح کے لئے ساعی ہوا۔ اسی طرح رسولوں کا معاملہ ہے کہ وہ اوّل اوّل عمدہ سلوک سے لوگوں کی اصلاح کے لئے ساعی ہوتے۔ مگر اس طور سے اگر وہ راہِ ہدیٰ سے اور دور رہے، اللہ سے دعا کی کہ اللہ کی مار آئے اور اسی طرح ہوا، اللہ کی مار آئی اور وہ ہلاک کئے گئے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم حرا کی وحی اوّل کے لمحے سے لے کر سارا عرصہ رحم و کرم اور عطا و سلوک کے عامل ہوتے۔ لوگوں کو ہر طرح اللہ واحد کی راہ

---

[1] ۲ھ میں زکوٰۃ فرض ہوئی (سیرتِ مصطفےٰ ج ۱ ص ۳۶۲)

دکھائی اور اس کرم و عطا کے سلوک کا صلہ اس طرح ملا کہ اہلِ مکہ رسول اللہ کے عدو ہو گئے۔ ہر طرح کے دُکھ رسول اللہ اور اہلِ اسلام کو دے کر وہ مسرور ہوئے۔ مگر رسول اللہ اور سارے اہلِ اسلام سارے آلام کو اس لئے سہہ گئے کہ اللہ کا حکم اسی طرح رہا۔ مگر وہ لمحہ آ گے رہا کہ اللہ کا حکم ہوا کہ وہ لوگ کہ رحم و کرم کے سلوک سے اور ہٹی ہو گئے اور راہِ ھُدیٰ سے اور دُور ہو گئے۔ وہ مار کھا کے اور گھاٹا اُٹھا کے راہِ ھُدیٰ کے راہی ہوں۔

اُدھر اہلِ اسلام کو گمراہوں اور لاعلموں کی ہر کارروائی کا علم ہوا۔ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم سے مُصر ہوئے کہ ہم کو لڑائی کا حکم عطا ہو کہ ہم گمراہوں سے لڑ کر اسلام کا علَم لہرا کر مسرور ہوں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کو اس حکمِ الٰہی کی آس رہی۔

معمورۂ رسول آکر اللہ کے کرم سے اہلِ اسلام کو علو حاصل ہوا۔ اس لئے وداعِ مکہ کے دُوسرے سال ہی اللہ کا حکم وارد ہوا کہ اگر گمراہ لوگ اہلِ اسلام سے معرکہ آرا ہوں، اہلِ اسلام کو حکم ہے کہ وہ گمراہوں کے آگے ڈٹ کر حملہ آور[1] ہوں۔ اس حکمِ الٰہی سے اسلام کے معرکوں کا در کھلا اور اہلِ اسلام اس حکم سے کمال مسرور ہوئے۔

اِسلام کی مُہموں اور معرکوں کا سلسلہ

لڑائی کے اس حکمِ الٰہی سے اسلام اور اہلِ اسلام کی مہموں اور معرکوں کا سلسلہ

---

[1] ابتداء میں جہاد کا حکم صرف دفاع کے لیۓ تھا۔ مگر بعد میں اقدامِ جہاد کے احکام نازل ہوئے۔

رواں ہُوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے ہمدموں اور مددگاروں کی ولولہ کاری اور حوصلہ آوری کے وہ احوال آگے آئے کہ اہلِ عالم اس طرح کے احوال سے سدا محروم رہے۔

ہر وہ مہم اور لڑائی کہ رسول اللہ کے کسی ہمدم اور کسی مددگار کی سرکردگی سے ہوئی "مہم" کے اسم سے موسوم ہوگی اور وہ مہم اور لڑائی کہ رسولِ اکرمؐ اس مہم کے ہمراہ رہے "معرکہ" کہلائے گی۔[1]

اسی سال رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے کئی ہمدم و مددگار رسول اللہ کے حکم سے کئی مہموں کو لے کر گئے۔

اوّل مہم کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے ارسال ہُوئی وہ رسول اللہ کے عم اسد اللہ[2] اہلِ مکّہ کے اک کارواں کے لئے لے کر گئے۔ مکّے والوں کا سردار "عمرو" اس کارواں کا سردار رہا۔

اس مہم کے سارے ہمراہی رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے ہمدموں سے لئے گئے۔ مددگار رسول اس مہم سے دُور رہے۔ علماء کی رائے ہے کہ عمِ گرامی کی وہ مہم ودارعِ مکّہ کے دوسرے سال کے ماہِ سوم[3] کو ارسال ہوئی۔

اسی طرح اک اور مہم مکّہ مکرّمہ کی راہ کے اک معرکے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے اک ہمدم لے کر گئے۔ رسولِ اللہ کے آتی ہمدم اس مہم کے

---

[1] علمائے سیرت کی اصطلاح میں اُس جہاد کو غزوہ کہتے ہیں، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک رہے اور جس میں آپؐ خود شریک نہیں ہوئے اس کو "سریہ" کہتے ہیں۔ ہم نے سریہ کے لئے "مہم" اور غزوہ کے لئے معرکہ کا لفظ اختیار کیا ہے۔ (محمد ولی رازی)

[2] حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ [3] ماہ ربیع الاوّل سنہ ۲ھ (سیرت مصطفیٰ ا ص ۴۹ ۱) بہ

ہمراہ سوار ہو گئے۔ مگر ہر دو گروہ لڑائی سے الگ رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے ہمدم سعد اک[1] سہام لے کر آگے آئے اور سوئے اعداء مارا۔ اللہ کی راہ کے لئے وہ اسلام کا سہام اوّل ہوا۔

اک اور مہم رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے ہمدم سعدؓ[2] لے کر راہی ہوئے مگر گمراہوں کا کارواں اہلِ اسلام سے ہٹ کر کسی اور راہ سے راہی ہوا۔ سعد لوگوں کو لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔ اسی طرح ہادی اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے دو معرکے ہوئے، مگر لڑائی سے الگ رہے۔

---

[1] سہام: تیر کو کہتے ہیں۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وہ تیر پہلا تیر تھا جو اسلام میں جہاد کے لئے چلایا گیا۔ (سیرتِ مصطفیٰ صـ ۲۰۵)

[2] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

معرکۂ اوّل کے اعلام

مکہ مکرمہ کے لوگوں کو احساس ہوا کہ معمورۂ رسول اسلام کا اک حصار ہوا ہے اور اہلِ اسلام کے حوصلے سِوا ہو گئے۔ گمراہوں کو اسلام اور اہلِ اسلام کا علو کہاں گوارا؟ دلوں کی آگ اور دہک اٹھی، گمراہی اور ہٹ دھرمی کی کالک اور گہری ہو گئی۔ سارے لوگوں کو ڈر ہوا کہ معمورۂ رسول اسلام کا اک حصار ہو کر گمراہوں کی راہ کھوٹی کرے گا۔ دوسرے مکے والوں کے سارے کارواں دوسرے امصار و ممالک کے لئے معمورۂ رسول ہی کی راہ سے ہو کر رواں رہے۔ ڈر ہوا کہ اہلِ اسلام اس راہ کے مالک ہوں گے اور مکے والوں کے سارے مالی معاملے مسدود ہوں گے۔

ہٹ دھرمی اور حسد کی راہ سے اہلِ اسلام کی رسوائی اور طرح طرح کے دکھ کے لئے ساعی ہوئے۔

اوّل اوّل اس طرح کے اکادکا احوال ہوئے کہ کوئی گروہ معمورۂ رسول آ کر مسلموں کے اموال لوٹ کر لوٹا[1] اسی لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اہلِ اسلام کو لے کر اس کے لئے گئے۔ مگر اس کو اطلاع ہوئی کہ اسلام کا عسکر آ رہا ہے، وہ تو اس کم کرکے دوڑا۔

معمورۂ رسول کے مکاروں کے گروہ سے اہلِ اسلام کی رسوائی کے معاملے طے

---

[1] کرز بن جابر الفہری نے ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ کے متصل اک چراگاہ پر چھاپہ مارا اور بہت سے اونٹ پکڑ کر لے گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ خبر سنتے ہی اس کے تعاقب میں مقام بدر تک گئے۔ اسی لئے اس کو غزوۂ بدرِ اولیٰ کہا جاتا ہے۔

(سیرت مصطفیٰ ص ۱۰۹) ؞

ہوئے۔ ولیدِ سلول کو مراسلے لکھ کر سعی کی گئی کہ اُس کے گروہ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے لڑا کر مسرور ہوں۔

اس طرح اہلِ مکّہ ہر طرح سے آمادہ ہوئے کہ وہ رسولِ اکرمؐ اور اہلِ اسلام سے معرکہ آرا ہوں۔

گمراہوں کا کارواں

اُدھر ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اطلاع ملی کہ مکّے کا اک سردار[1] مکّے والوں کا اک کارواں لے کر مکّہ مکرّمہ کے لئے معمورۂ رسول ہی کی راہ سے آ رہا ہے اور اموال و املاک کا حامل ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے ہمدم و مددگار اکٹھے ہوئے اور رسولِ اکرمؐ کا حکم ہوا کہ لوگو! مکّے والوں کا اک کارواں اموال و املاک لے کر سوئے مکّہ مکرّمہ راہی ہے۔ اس لئے اگر اہلِ اسلام اس کارواں کے لئے راہی ہوں۔ اللہ کے کرم سے آس ہے کہ وہ اہلِ مکّہ کے اموال و املاک اہلِ اسلام کو عطا کرے گا۔ رسولِ اکرمؐ کے حکم سے سہ صد اور دس سے سوا لوگ اس کارواں کے لئے راہی ہوئے۔ اس مہم کا مدّعا اس کارواں کی راہ روک کر اُس کے اموال کا حصول ہی رہا۔ معرکہ آرائی اور لڑائی کے ارادے سے اہلِ اسلام دُور رہے۔ اسی لئے معرکہ آرائی کے لئے اسلحہ اور دوسرے املاک کم رہے۔[2]

اُدھر مکّے کے سردار کو کھٹکا لگا رہا کہ اگر اہلِ اسلام کو اس کارواں کی اطلاع ہوگئی وہ لامحالہ اُس کی راہ روک کر اُس کے اموال کے مالک ہوں گے۔ اسی لئے ہر

---

[1] ابوسفیان مکّہ مکرّمہ سے ایک قافلۂ تجارت لے کر شام گیا اور وہاں سے مال و اسباب لے کر واپس مکّہ مکرّمہ جا رہا تھا۔ [2] مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت کسی لڑائی اور جنگ کا وہم و گمان بھی نہ تھا، اسی لئے مسلمان بغیر جنگی تیاری کے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

راہ رو سے اہلِ اسلام کے احوال کی اطلاع لی۔ اِس طرح اس کو معلوم ہُوا کہ محمد
(صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کا حکم ہُوا ہے کہ لوگ اس کاروان کے لئے راہی ہوں۔ اُس سردار
کو اس اطلاع سے ڈر لگا اور اک آدمی ولدِ عمرو[1] کو مال دے کر کہا کہ وہ سوئے
مکّہ مکرمہ دوڑ کر راہی ہو اور مکّے والوں کو اس حال کی اطلاع دے اور کہے کہ
ہم کو اہلِ اسلام سے ڈر ہے، دوڑ کر ہماری مدد کو آؤ۔ وہ آدمی اس اطلاع کو لے کر
سوئے مکّہ سوار ہو کر دوڑا۔

ادھر ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم مال و املاک، اسلحہ اور سواری سے محروم
اللہ والوں کا محدود گروہ لے کر سوئے کارواں راہی ہوئے۔ سہ صد سے سوا
لوگوں کے لئے دو گھوڑے اور ساٹھ اور دس دُوسرے سوار اس کے علاوہ دو دو
دو آدمی ہر سواری کے سوار ہوئے۔[2]

رسولِ اکرمؐ کی سواری کے حصّہ دار، علی[3] کرمہٗ اللہ اور اُس کے اک اور ہمراہی
ہوئے۔ گاہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اُس سواری کے سوار ہوئے اور
گاہ ہر دو حصّہ دار اس طرح اللہ والوں کا وہ محدود گروہ معمورۂ رسول سے
راہی ہو کر دوسرے حلے اُدھر اک محل روحاء آکر رکا۔ وہاں آکر رسولِ اکرمؐ
سے اک مددگار[4] کو حکم ہُوا کہ وہ معمورۂ رسول کے امور کا حاکم ہو اور معمورۂ
رسول لوٹے اور کم عمر لڑکوں کو حکم ہُوا کہ وہ لوٹ کر معمورۂ رسول رہ کر دُعا گو ہوں۔

اس عسکرِ اسلام کا اک عَلَم علی کرمہٗ اللہ کو ملا، دوسرا رسول اللہ کے اس ہمدم

---

[1] ضمضم بن عمرو غفاری۔ (سیرتِ مصطفیٰ ص۱۵۰) [2] تین سو تیرہ لوگوں میں صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔ ایک ایک اونٹ پر دو، دو اور تین تین آدمی سوار ہوئے۔ (سیرتِ مصطفیٰ ص۱۵۱) [3] حضرت ابولبابہ اور حضرت علی رضا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی سواری کے شریک تھے۔ (حوالۂ بالا) [4] حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مقام روحا سے مدینہ کا حاکم مقرر کر کے واپس فرمایا۔ (حوالۂ بالا)

کو ملا کہ وہ " ودایع مکہ " سے ادھر معمورۂ رسول کے لوگوں کا معلم ہو کر مددگار دوں کے ہمراہ معمورۂ رسول آکر رہا[1] ۔ اک اور علم رسول اللہ کے کسی اور مددگار کو ملا ۔

راہ کے اک مرحلے آکر رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کا حکم ہوا کہ ولد عمرو[2] اور عدی آگے رواں ہوں اور مکے والوں کے کارواں کے حال سے مطلع ہوں ۔

اُدھر کارواں کے سردار کا آدمی مکے آکر وارد ہوا اور اہل مکہ کے سردار عمرو محرم حکم کو سارے حال کی اطلاع دی ۔ اہل مکہ کو وہ اطلاع اک دھماکے کی طرح محسوس ہوئی ۔ اس لئے کہ سارے ہی اہل مکہ کے اموال اس کارواں کے ہمراہ رہے ۔ وہاں کے ہر آدمی کا دل ڈر سے معمور ہوا اور مکے کے آٹھ سو اور دو سو لوگ ہر طرح کے اسلحہ سے مسلح ہو کر " عمرو محرم حکم " کے گرد اکٹھے ہوئے اور اُس کو سردار کر کے کارواں کی مدد کے لئے مکہ مکرمہ سے راہی ہوئے ۔ (کما رواہ مسلم)

گمراہوں اور اللہ اور اُس کے رسول کے اعداء کا وہ عسکر ہر طرح کے اسلحہ سے مسلح اور مال و املاک اور لوگوں کے عدد سے اس طرح اکڑ کر رواں ہوا کہ اللہ اس طرح کی اکڑ سے اہل اسلام کو دور رکھے ۔ گمراہوں کی اس اکڑ کے لئے کلام الٰہی وارد ہوا کہ

" (اے اسلام والو) گمراہوں کے اس عمل سے دور رہو کہ وہ گھروں سے اکڑ کے اور دکھاوا کر کے رواں ہوئے[3] "

ہادی اکرم کے ارسال کردہ دو آدمی اطلاع لے کر لوٹے کہ اہل مکہ اک عسکر کو ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ سے راہی ہو گئے ۔ ❖

---

[1] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

[2] بسبس بن عمرو جہنی رضہ اور عدی بن ابی الزغباء جہنی رضہ (سیرت مصطفیٰ ص۱۴۸) [3] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس ۔ اے مسلمانو! تم ان کافروں کی طرح نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے (قوت و شوکت دکھلاتے ہوئے نکلے) سیرت مصطفیٰ ص۱۸۱ ❖

اسلام کا معرکۂ اوّل[1]

اس اطلاع کو لے کر رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہوا کہ سارے سرکردہ ہمدم و مددگار اکٹھے ہوں۔ وہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ اس مسئلے کے لئے رائے لی گئی کہ گمراہوں کا اک مسلّح عسکر مکّہ مکرّمہ سے لڑائی کے ارادے سے راہی ہوا ہے۔ سارے لوگوں سے اوّل ہمدمِ مکرّم کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم ہر طرح سے رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے ہر حکم کے لئے رُوح و دل سے آمادہ ہوں گے۔ رسول اللہ کا کوئی حکم ہو ہم اُس کے عامل ہوں گے۔ ہمدمِ مکرّم کے کلام حوصلہ دہی کو سموع کر کے عمرِ مکرّم کھڑے ہوئے اور رسول اللہ کے ہر حکم کے لئے آمادگی کا عہد کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے اک اور ہمدم ولدِ اسوؓد کھڑے ہوئے اور کمال حوصلگی سے ولولوں سے معمور کلمے کہے اور رسولِ اکرمؐ سے کہا[2]:

"اے رسول اللہ! اللہ کے حکم کو مکمّل کرو۔ ہم سارے لوگ اللہ کے رسول کے ہمدم و مددگار ہو کر لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ امرِ محال ہے کہ ہمارا عمل اللہ کے رسول موسیٰ کے ہمدموں کی طرح ہو، وہ لوگ موسیٰ (سلام اللہ علیٰ روحہٖ) سے اس طرح کہہ کر الگ ہو گئے کہ موسیٰ

---

[1] معرکۂ اوّل: غزوۂ بدر [2] حضرت مقداد بن اسودؓ کی تقریر کا پورا مفہوم غیر منقوط اُردو میں آ گیا ہے۔ یہ تقریر صحیح بخاری کے حوالے سے سیرت مصطفیٰ سے لی گئی ہے۔ اس کے عربی الفاظ یہ ہیں: واللہ لا نقول کما قالت بنو اسرائیل لموسیٰ، اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون ولکن اذھب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون۔

اور اُس کا اللہ عسکرِ اعداء سے آگے آ کر لڑے، ہم کو اس لڑائی سے کوئی سروکار کہاں؟ ہمارا کلام اس طرح ہو گا کہ اللہ کا رسول اور اُس کا اللہ معرکہ آراء ہوں، ہم ہر دو کے ہمراہ معرکہ آراء ہوں گے۔"

ولد اسود کے اس کلام کو سموع کر کے ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا رُوئے مسعود سرور دل سے دمک اُٹھا۔ علماء سے مروی ہے کہ ولد اسود کے لئے رسولِ اکرمؐ دُعا گو ہوئے۔ مگر ہادیٔ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اک لمحہ رُکے اور کہا کہ:-

"لوگو! ہم کو رائے دو[1]۔"

اس سوال کو دُہرا کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا مُدعا رہا کہ ہمدموں سے لڑائی کا آمادگی کا وعدہ ہوا۔ ہمدموں کے علاوہ مددگاروں سے کوئی اُٹھ کر لڑائی کی آمادگی کا وعدہ کرے۔

رسول اللہ کے مددگار سعد[2] کو اس مدعائے رسولؐ کا احساس ہوا، وہ کھڑے ہوئے اور کہا:-

"اے رسول اللہ! ہم اللہ کے رسول کے واسطے سے اسلام لائے اور اللہ کے رسول کے گواہ ہوئے کہ وہ امرِ الٰہی لے کر ہمارے لئے وارد ہوئے۔ ہمارا اللہ کے رسول سے عہد ہوا کہ ہم اس کے حامی و مددگار رہوں گے۔ اے اللہ کے رسول! ہم معمورۂ رسولؐ سے کسی اور ارادے سے راہی ہوئے، مگر اللہ کے حکم سے دوسرا ہی معاملہ ہمارے آگے ہے۔"

---

[1] آنحضرتؐ نے فرمایا: اشیروا علی ایھا الناس (اے لوگو! مجھ کو مشورہ دو) سیرت مصطفیٰ صہ ۲۲۴

[2] حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ (حوالۂ بالا)

اے اللہ کے رسول! ہم ہر طرح ارادۂ رسول کے عامل ہوں گے۔ اگر اللہ کا رسول کسی سے عمدہ سلوک کرے گا، اس کو ہم سے عمدہ سلوک ملے گا اور اگر وہ کسی سے سلوک کاٹے گا، ہمارا سلوک اُس سے کٹے گا۔ اللہ کے رسول کی صلح ہماری صلح ہے، اُس کا عدو ہمارا عدو ہے۔ ہمارے سارے اموال رسول اللہ کی مِلک ہوئے۔ اگر مال کا کوئی حصّہ ہم کو عطا ہوگا، ہم اُس کے مالک ہوں گے اور اگر مال کا کوئی حصّہ وہ رکھ لے گا، ہم کو وہ حصّہ ہمارے حصّے سے سوا اکرم ہوگا۔ اگر ہم کو حکم ہوگا کہ عالَم کے سرے کے لئے راہی ہو، ہم لامحالہ اُس کے لئے آمادہ ہوں گے۔

ہم کو اُس اللہ کا واسطہ کہ اُس کے حکم سے اللہ کا رسول امرِ معدیٰ کے کر وارد ہُوا کہ ہم رسول اللہ کے ہر حکم کے عامل ہوں گے۔ امر محال ہے کہ اللہ کا رسول اعدائے اسلام سے لڑے اور ہم مددگاری سے الگ ہوں۔ ہم کو اللہ سے آس ہے کہ وہ ہمارے واسطے سے رسول اللہ کو وہ امر دکھا دے گا کہ اُس سے اللہ کے رسولؐ کا دل ہماری مددگاری سے مسرور ہوگا۔ اے رسول اللہ! اللہ کے سہارے ہم کو لڑائی کے لئے لے کر راہی ہو[1]۔"

مددگارِ سعد کی حوصلہ وری اور ولولے سے معمور اس کلام سے رسولِ اکرمؐ کمال مسرور ہوئے اور احساس ہُوا کہ سارے لوگ مل کر اللہ کے رسول کے ہمراہ معرکہ آرا ہوں گے۔ اس لئے عسکرِ اسلام کو حکم ہُوا کہ لڑائی کے لئے اللہ کا اسم لے کر

---

[1] حضرت سعد بن معاذ رضؓ کی یہ سرفروشانہ تقریر سیرتِ مصطفیٰؐ میں زرقانی کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔ تقریر کے طویل ہونے کی وجہ سے ہم نے اس کی عربی عبارت نہیں دی ہے۔ لیکن غیر منقوط اُردو میں تقریر کا ماحصل بجنسہٖ پوری طرح آگیا ہے۔

راہی ہوا اور اہلِ اسلام کو اطلاع دی کہ لوگو! اللہ کا وعدہ ہوا ہے کہ سردارِ کارواں
کے گروہ اور عمرو "محرومِ حکم" کے عسکر کے ہر دو گروہوں سے کوئی اک گروہ اہلِ
اسلام کے آگے ہار سے گا اور اہلِ اسلام اس معرکے سے کامگار ہوں گے اور اللہ کے
رسول کو وہ محل دکھائے گئے کہ وہاں مکے والوں کے آدمی گر گر کر دار الآلام کو راہی ہوں[1] گے۔

اہلِ اسلام کو اس اطلاع سے حوصلہ ہوا اور وہ مسرور ہوئے اور اللہ کے رسول
کے ہمراہ سوئے عدو رواں ہوئے۔

ادھر کارواں کے سردار کو راہ کے اک مرحلے آ کر معلوم ہوا کہ رسولِ اکرمؐ کے
دو آدمی کارواں کی ٹوہ لگائے وہاں آئے۔ اُس کو ڈر لگا اور وہ کارواں کو لے کر
سوئے مکہ مکرمہ دوڑا اور عمرو "محرومِ حکم" کو اطلاع دی کہ ہم کارواں کو لے کر سوئے
مکہ آ گئے اور اہلِ اسلام کے حملے سے دور رہے، اس لئے مکے والوں کے عسکر
کے ہمراہ مکہ مکرمہ لوٹ آؤ۔ مگر سالارِ عسکر عمرو "محرومِ حکم" سدا کا ہٹی آدمی مصر ہوا
کہ عسکر آگے رواں ہو۔ اُس کے کئی سرکردہ لوگ آئے اور اُس سے کہا کہ ہم کارواں
اور مال و املاک کے لئے اِدھر آئے۔ کارواں مع مال و املاک کے سالم مکے لوٹا ہے۔
اس لئے سوئے مکہ لوٹ لو۔ مگر عمرو "محرومِ حکم" کی رسوائی اور ہلاکی لکھی گئی اور وہ
لڑائی کے ارادے سے اُسی طرح اکڑ کر آگے راہی ہوا۔

اِدھر اللہ والوں کا وہ محدود گروہ کہ اُس کا عدد کلمۂ "اہلِ اسلام کو علو ہوا"[2] کے
اعداد سے حاصل ہو گا۔ اللہ کے رسولؐ کے ہمراہ سوئے معرکہ گاہ رواں ہوا۔

---

[1] آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو کفار کے پچھاڑے جانے کی جگہیں دکھلا دی گئیں کہ فلاں جگہ فلاں شخص پچھاڑا جائے گا
(سیرتِ مصطفیٰ صہ ۴۳۲)

[2] ابجد کے حساب سے "اہلِ اسلام کو علو ہوا" کے کل اعداد ۳۱۳ ہوتے ہیں، اصحابِ بدر کی کل تعداد
حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو شامل کر کے ۳۱۳ ہوتی ہے۔ جبکہ وہ اس غزوے میں شریک نہیں تھے۔ اس
کے علاوہ بعض دوسری روایتوں سے یہ تعداد ۳۱۴ معلوم ہوتی ہے۔

اسلامی صدی کے دوسرے سال کے ماہِ صوم کی سولہ ہے۔ اسلحہ اور عدد سے
محروم ماہِ صوم کے احکامِ اکل و طعام سے دور۔ مگر اللہ اور اُس کے رسول کے سہارے کو
اصل سہارا کئے ہوئے اور اللہ کی مدد کے احساس سے مسلح اللہ والوں کا گروہ معمورۂ رسولؐ
سے ساٹھ کوس دور اک کہساری حصے کے گرد آکر رکا۔ اہلِ اسلام کو مٹی والا حصہ ملا اور
وہی عسکرِ اسلامی کی ورودگاہ ہوا۔ گمراہوں کا عسکر اک کہساری اور عمدہ حصہ کو ورودگاہ
کر کے وہاں اول ہی سے ٹھہرا رہا اور وہاں آکر "سلسالِ ماء"[1] کا مالک ہوا۔ اس
طرح اہلِ اسلام ماءِ سلسال سے محروم ہو گئے۔ مگر اللہ کا حکم ہوا، اک گھٹا اٹھی
اور امطارِ کرم کا سلسلہ لگا۔ اہلِ اسلام اٹھے اور گڑھے کھود کر ماءِ مطہر کو اکٹھا کر کے
اللہ کی حمد کی۔ اس ماءِ مطہر سے اہلِ اسلام کی ورودگاہ کی مٹی سوکھ کر محکم ہو گئی کہ اللہ
والوں کی راہ روی سہل ہو۔ اسی حال کے لئے اللہ کا کلام وارد ہوا کہ اللہ کے حکم
سے وہ گھٹا اہلِ اسلام کے لئے آئی کہ اہلِ اسلام ماءِ طاہر سے مطہر ہوں اور لوگوں
کے دل محکم ہوں۔[2]

آرامگاہِ رسولؐ

اہلِ اسلام کی رائے ہوئی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کے لئے اک
الگ آرام گاہ ہو کہ اللہ کا رسول وہاں آرام کرے۔ مددگارِ رسول سعد رسولِ اکرمؐ
کے آگے آئے اور کہا :۔

"اے رسول اللہ! ہماری رائے ہے کہ اللہ کے رسول کے لئے الگ
اک آرام گاہ ہو اور اُس کے آگے سواری کھڑی رہے اور ہم مل کر

---

[1] سلسالِ ماء: پانی کا چشمہ۔ [2] قرآن کریم کی آیت ہے: ویُنزّل علیکم من السّماء ماءً لیطہّرکم بہ ویذہب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم ویثبّت بہ الاقدام۔

اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت میں سرکرداں ہوں۔ اگر ہم کامگار ہوتے اور حادی آ گئے، وہی ہماری مراد ہے اور اگر کوئی دُوسرا حال ہُوا۔ اللہ کا رسول سوار ہو کر معمورۂ رسول کے لئے رواں ہو اور اہلِ اسلام سے آ ملے۔ وہ اہلِ اسلام ہم سے سوا رسول اللہ کے حامی اور مددگار ہوں گے۔[1]

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم مددگار سعد کے لئے دُعا گو ہوئے۔ اس طرح مددگاروں اور ہمدموں کی سعی سے رسولِ اکرمؐ کے لئے اک الگ آرام گاہ کھڑی کی گئی۔ مددگارِ رسول سعدؓ اس آرام گاہ کے آگے مسلّح ہو کر کھڑے رہے کہ اللہ کا رسول ہر دُکھ سے دُور رہ کر وہاں آرام کرے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اللہ کے آگے سر جھکائے دُعا گو رہے۔[2]

اگلی سحر ہوئی۔ ہر دو گروہ لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ مکّے کے کئی لوگ اِدھر اُدھر گھومے کہ عسکرِ اسلام کا عدد اور دُوسرے احوال معلوم ہوں۔ اک گھوڑے سوار حال معلوم کر کے لوٹا اور کہا کہ اے سردار! اگر مسلموں کے گروہ کا عدد کم ہے اور وہ سارا عسکر اسلحہ سے محروم ہے۔ مگر اُس سادہ حال گروہ کا ہر آدمی محمّد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کا دل کی گہرائی سے دلدادہ ہے۔ اُس گروہ کا ہر آدمی لڑائی کے ولولے سے معمور ہے۔ اُس گروہ کا حال عالم کے دُوسرے لوگوں سے الگ ہے، اُس کا ہر آدمی مکّے والوں کے کئی کئی لوگوں کو مار کر مرے گا۔ اس لئے اے سردار! لڑائی کے ارادے سے دُور رہو۔[3]

---

[1] حضرت سعدؓ کی یہ تقریر سیرتِ مصطفیٰ سے ماخوذ ہے (ص ۱۳۳) [2] حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو بدر کی شب سو نہ رہا ہو، سوائے آپؐ کے کہ تمام رات نماز اور دُعا گریہ وزاری میں گزاری۔ (سیرتِ مصطفیٰ، بحوالہ کنز العمال) [3] یہ شخص عمیر بن الوہب الجمحی تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کی محبت اور والہانہ عشق کے اظہار کے لئے ایک مؤثر تقریر کی۔ (اصح السیر ص ۱۳۳)

کئی دوسرے سردار اُس کے ہم رائے ہوئے اور کہا کہ اے سردار! اس لڑائی سے الگ رہو کہ سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔ اہلِ اسلام کا گروہ ہمارے ہی گروہ کا اک حصہ ہے۔ اس لڑائی سے ہماری کامگاری کا دار و مدار اسی امر سے ہے کہ ہمارے ہی گروہ کے لوگ، ہمارے اسلحہ سے مر کر راہی ملکِ عدم ہوں۔ اس طرح کی کامگاری سے ہم کس طرح مسرور ہوں گے۔[1]

رسُولِ اکرمؐ کی دُعا

مگر گروہ بہ حکم ہر راۓ کو ٹھکرا کر لڑائی کے لئے آمادہ ہوا اور حکم ہوا کہ سارا عسکر لڑائی کے لئے آمادہ رہے۔ اعدائے اسلام کا گروہ ہر طرح سے مسلح ہو کر اہلِ اسلام کے آگے رُو در رُو ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کو احساس رہا کہ اہلِ اسلام کا گروہ کم عدد اور اسلحہ سے محروم ہے۔ اعدائے اسلام کا عدد ہر طرح سوا ہے اور اُس کو لڑائی کا ہر طرح کا اسلحہ حاصل ہے۔ اللہ مالک الملک سے رو در رو ہو کر اس طرح دُعا کی:-

"اے اللہ! اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے اہلِ اسلام کا گروہ اکٹھا ہوا ہے اگر اہلِ اسلام اس لڑائی کو لڑ کر مارے گئے۔ اللہ واحد کی حمد و دُعاء کا حوصلہ کس کو ہوگا۔ اے اللہ! ہمارے لئے وہ مدد ارسال کر کہ اُس کا وعدہ اللہ کے رسول سے ہوا اور اے اللہ! اس گروہ کو ہلاک کر۔"[2]

---

[1] یہ تقریر عتبہ بن ربیعہ نے قریش کے سامنے کی مگر ابوجہل کسی طرح نہ مانا اور جنگ کے لئے تیار ہوا (زادالمعاد ص ۳۴۳) [2] آپ نے اس طرح دعا کی: اللھم انجز لی ما وعدتنی اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ من اھل الاسلام لا تعبد فی الارض ابدًا (اے اللہ! جس مدد کا تو نے وعدہ کیا ہے وہ پورا فرما۔ اے اللہ اگر آج مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر زمین میں تیری پرستش نہ ہو گی) (سیرت مصطفیٰ ص ۳۴۱ ج ۱)۔

اس دُعاء کو کرکے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اللہ کے حکم سے اک موٹے اُدی کی طرح ہو گئے اور کئی لمحے اسی طرح رہے۔ دُوسرے ہی لمحے اُٹھے اور مُسکرا کر اہلِ اسلام کو اطلاع دی کہ گروہِ اعداء کو ہار ہو گی اور وہ رُسوا ہو کر اور رُد موڑ کر موٹے مکہ راہی ہوں گے[1]۔

اہلِ اسلام کو اللہ کے رسول کی دی ہوئی اس اطلاع سے حوصلہ ہوا اور وہ لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ رسول اللہ کا حکم ہوا کہ عسکرِ اسلام حملے سے رُکا رہے۔ اعدائے اسلام ہی اوّل حملہ آور ہوں۔

اہلِ اسلام کی مدد کے لئے ملائکہ کی آمد

کلامِ الٰہی اس امر کا گواہ ہے کہ اللہ کے حکم سے سردارِ ملائکہ ملائکہ کا گروہ لے کر اہلِ اسلام کی مدد کو آئے۔ اس کے علاوہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے کلام سے سارے ہمدموں کو معلوم ہوا کہ اللہ کے حکم سے ملائکہ سوار ہو کر آگئے اور اک گھاٹی کی اوٹ سے ملائکہ کا گروہ آگے آکر گمراہوں سے لڑا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے اک مددگار ساعدی[2] سے مروی ہے کہ اللہ کے حکم سے ملائکہ عمامے اوڑھے ہوئے وارد ہوئے۔ دوسرے کئی علماء سے

---

[1] صحیح بخاری میں ہے کہ آپ حجرے سے باہر تشریف لائے اور یہ آیت تلاوت کی سیھزم الجمع ویولون الدبر (عنقریب کافروں کی یہ جماعت شکست کھائے گی اور پشت پھیر کر بھاگے گی۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

[2] حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ جو بدر میں شریک تھے۔

مروی ہے کہ ملائک کالے عمامے اوڑھے ہوئے آئے۔ ملائکہ کی آمد اور اللہ والوں کی ملائک کے واسطے سے امداد کا سارا حال کلامِ الٰہی کا حصّہ ہے۔ اللہ مالک الملک اس طرح ہمکلام ہوا۔

"دل سے دُہراؤ اُس لمحے کو کہ اللہ سے للکار کر دُعاگو ہوئے سو لوگوں کی دُعا وصول ہوئی (اور اللہ کا وعدہ ہوا) کہ آٹھ سو اور دو سو ملائک سے (اہلِ اسلام کی) امداد کروں گا۔ وہ (ملائک) اک دُوسرے کے آگے سلسلہ وار رواں ہوں گے اور اللہ کی وہ امداد اس لئے ہوئی کہ اہلِ اسلام کو کامگاری کی اطلاع ملے اور اہلِ اسلام کے دل محکم و مسرور ہوں اور اللہ کی مدد ہی اصل مدد ہے اور اللہ ہی حاوی ہے اور حکم والا ہے۔"[1]

اس طرح اہلِ اسلام کی مدد اللہ کے ملائک کے واسطے سے کی گئی اور اللہ کا، اللہ کے رسول سے امداد کا وعدہ مکمل ہوا۔

معرکۂ اوّل کی گہما گہمی

اہلِ اسلام اور گمراہوں کا عسکر ہر دو اک دُوسرے کے آگے آکر ڈٹ گئے۔ مگر

---

[1] غزوۂ بدر ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: اذ تستغیثون ربّکم فاستجاب لکم انّی ممدّکم بالف من الملٰئکۃ مردفین ٭ وما جعلہ اللہ الا بشریٰ ولتطمئن بہ قلوبکم۔ وما النصر الا من عند اللہ ان اللہ عزیز حکیم ٭ (یاد کرو اُس وقت کو جب تم اللہ سے فریاد کر رہے تھے، پس اللہ نے تمہاری دُعا قبول کی کہ میں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا جو یکے بعد دیگرے آنے والے ہوں گے اور اللہ نے نہیں بنایا اس امداد کو، مگر محض تمہاری بشارت اور خوشخبری کے لئے اور اس لئے کہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور کوئی مدد نہیں مگر اللہ کی جانب سے بیشک اللہ غالب اور حکمت والا ہے'۔
ترجمہ از سیرتِ مصطفیٰ ص ۳۰۲) ٭

رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کا حکم ہوا کہ اوّل حملہ اعدادہی کے عسکر سے ہو، اس لئے اللہ والے لڑائی سے رُکے رہے۔ لڑائی کی رسم کی رُو سے اوّل اوّل گمراہوں کے سردار الگ الگ عسکر سے آگے آئے اور آگے آکر لڑائی کے لئے للکار دی۔

عسکر اسلامی سے اوّل رسولِ اکرمؐ کے مددگار ولید واحد اور اُس کے دو اور ہمراہی آگے آئے اور سرداروں سے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ مگر مکّے کے سرداروں کا اصرار ہوا کہ ہم سے لڑائی کے لئے مکّہ والے ہمدموں کو آگے لاؤ۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کے حکم سے وہ مددگار سوئے عسکرِ اسلامی لَوٹ[1] آئے۔ رسولِ اکرمؐ کے حکم سے علی کرمہٗ اللہ اور رسول اللہ کے عمّ اسد اللہ اور رسول اللہ کے اک اور ہمدم[2] آگے آئے۔

عسکرِ اعداد سے مکّے کا اک سردار، اُس کا ولیدِ امّ اور اُس کا اک لڑکا للکار کر آگے آئے۔ سردار کا لڑکا ہمدمِ رسول علی کرمہٗ اللہ کے آگے آ ڈٹا[3]۔ مگر علی کرمہٗ اللہ کی دلاوری اور حوصلہ وری کے آگے وہ گمراہ کہاں ٹِک سکے۔ علی کرمہٗ اللہ آگے آکر حملہ آور ہوئے اور اس طرح کا کاری وار ہوا کہ اُسی اک وار سے اُس سردار کا سر کٹ کر گِرا اور اس طرح وہ اللہ کا عدو اللہ کی سلگائی ہوئی آگ کے حوالے ہوا۔

سردار کا اُمّ ولد، رسول اللہ کے عمّ مکرم اسد اللہ کے آگے آکر لڑائی کے لئے حملہ آور ہوا۔ مگر اسد اللہ اللہ احد کہہ کر آگے آئے اور اس طرح کاری وار ہوا کہ اک ہی وار سے اُس کی لوہے کی کلاہ کو کاٹا اور سر کو دو ٹکڑے کر کے گلے کو کاٹا۔ اس طرح

۱؎ و ۲؎ سب سے پہلے حضرت عوف، معوذ، حضرت عبداللہ بن رواحہ مبارزت کے لئے آگے آئے تو اہل مکہ سے کسی نے آواز دی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہمارے مقابلے کے لئے ہماری جوڑ کے آدمی بھیجو۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ بن الحارثؓ مقابلے کے لئے نکلے۔ اُدھر سے عتبہ بن ربیعہ، اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اُس کا بیٹا ولید بن عتبہ میدان میں آئے۔ (اصح السیر، سیرت مصطفیٰ ص ۲۳۲) ۳؎ ولید بن عتبہ حضرت علیؓ کے مقابل ہوا۔

وہ سردار کا دلبرِ اقدم دار الاسلام کو راہی ہوا۔ اِدھر وہ سردار گرا، اُدھر عسکرِ اسلامی سے "اللہ احد"
کی صدا اُٹھی اور ساری وادی اس صدا سے معمور ہو گئی۔

علی کرمہٗ اللہ اور عمِ مکرم کے ہمراہی[1] کے لئے ایک سردار حملہ آور ہوا، وہ دلاوری
سے اُس سردار سے لڑے۔ مگر اللہ سے وصال کے لئے اس ہمدمِ رسول کی دعا مسموع
ہوئی۔ وہ ایک کاری گھاؤ کھا کر گر پڑے۔ علی کرم اللہ اور عمِ مکرم دوڑ کر اُس کی مدد کو آئے
اور اُس سردار کو حملہ کر کے مار ڈالا۔ علی کرمہٗ اللہ اُس ہمدمِ رسول کو رسولِ اکرمؐ کے آگے
لائے۔ رسولِ اکرمؐ اُس کے لئے دعا گو ہوئے۔ اس طرح وہ رسول اللہ کا دلدادہ اللہ کے
رسول کی دعا ہمراہ لے کر دار السلام کی دائمی آرام گاہ کو راہی ہوا۔ (ہم ساروں کا اللہ
مالک ہے اور ہر آدمی اُسی کے گھر لوٹے گا)[2]۔

معرکۂ عام

اس طرح گمراہوں کے کئی سردار مارے گئے۔ سرداروں کی ہلاکی سے گمراہوں کے
عسکر کے لوگ کسمسائے۔ مگر "محرومِ حکم" عمرو آگے ہوا اور کہا کہ لوگو! کس لئے حوصلہ
ہار رہے ہو؟ گو وہ سردار مارے گئے، مگر حوصلہ رکھو، ہم لامحالہ کامگار ہوں گے۔
اس طرح کہہ کر وہ کھڑا ہوا اور دعا کر کے عسکر کے آگے آکر کہا کہ لوگو!
آگے آؤ اور ڈٹ کر لڑائی کرو۔ اس طرح معرکۂ عام کا سلسلہ ہوا۔

اُدھر سے اللہ والے "اللہ احد" کی صدا لگا کر آگے آئے اور ہر دو گروہ ایک دوسرے

---

[1] حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ۔ عتبہ کے ایک وار سے حضرت عبیدہ کے پاؤں کٹ گئے۔ حضرت علیؓ
اُن کو اُٹھا کر رسولِ اکرم کے پاس لائے۔ حضرت عبیدہ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! میں شہید ہوں۔ آپ نے فرمایا
ہاں۔ اس جواب کو سن کر حضرت عبیدہ نے ذوق و شوق سے کچھ اشعار پڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے قدموں میں جان بحق ہو گئے۔ [2] یہ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کا مفہوم ہے۔

سے ملے۔ اہلِ اسلام کو اوّل ہی سے رسول اللہ کا حکم رہا کہ رسول اللہ کے اُسرے کے لوگوں اور دادا کی آل اولاد سے کرم کا سلوک کرو۔ اس لئے کہ وہ سارے دلی طور سے اس لڑائی کی آمادگی سے دُور رہے اور اس عسکر کے ہمراہ اس لئے آگئے کہ تھے والوں کا ڈر رہا کہ وہ سارے لوگ اُسرۂ رسول کے عدو ہوں گے۔

رسول اللہ کے ہمدم اور مددگار اس طرح دل کھول کر دلاوری اور ولولہ کاری سے لڑے کہ اہلِ مکہ کے سارے ولولے دھرے رہ گئے۔ اک اک مسلم کئی کئی گمراہوں کے آگے اکڑ کر ڈٹا اور اللہ کے کرم سے مسلم ہی حاوی ہوا۔

ادھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم دل سے اہلِ اسلام کی کامگاری کے لئے دعا گو رہے اور آرام گاہ کے اُدھر آکر کھڑے ہوئے تھے۔ سردارِ ملائک آئے اور رسول اللہ سے کہا کہ اک مٹھی مٹی لے کر سوئے عسکرِ اعداء اڑادو۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم آگے آئے اور اک مٹھی مٹی لے کر اور دم کر کے سوئے اعداء اُڑادی۔[1] اللہ کا حکم اس طرح ہوا کہ وہ مٹی ہر ہر گمراہ کے آکر لگی اور گمراہوں کے اس طرح حواس گم ہوئے کہ اک دُوسرے سے لاعلم ہوئے اور اِدھر اُدھر دوڑے۔ اسی امر کے لئے اللہ کا کلام وارد ہوا کہ :۔

"اے رسول ! وہ مٹی کہ سوئے اعداء ڈالی گئی اللہ کی ڈالی ہوئی رہی۔"[2]

عمرو مُحرومِ حکم" اللہ اور اُس کے رسول کا عدو، گمراہوں کے اس عسکر کا کماں دار اور سالار لوہے کی صدری اور کلاہ اوڑھے ہوئے اِدھر اُدھر گھوما اور معرکے کے

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کے حکم سے ایک مشت خاک کفار کی طرف پھینکی اسی وقت وہ لوگ تتر بتر ہو گئے اور مرا سیگی پھیل گئی۔ (سیرت مصطفیٰ صفحہ ۱۲۲)

[2] قرآن کریم میں ارشاد ہے : وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (اور نہیں پھینکی آپ نے جس وقت کہ آپ نے پھینکی۔ لیکن اللہ نے پھینکی) ۔

اس حال سے سرگراں ہُوا۔

"محرُوم علم" عَمرو کی ہلاکی

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اک ہمدم[1] راوی ہُوئے کہ دو کم عُمر لڑکے[2] اُس ہمدم کے اِدھر اُدھر آکر کھڑے ہو گئے۔ اک لڑکا اُس ہمدم کے آگے ہُوا اور کہا کہ اے عم! ہم کو دکھا دُ کہ "محرومِ حکم" کہاں ہے؟" ہمدم کا لڑکوں سے سوال ہُوا کہ کس لئے محرومِ حکم کو معلوم کر رہے ہو؟ کہا کہ ہمارا اللہ سے عہد ہے کہ وہ اللہ کا عدو دکھائی دے۔ اُس کو اُسی دم مار ڈالوں اور اگر اللہ کا حکم دوسری طرح ہو، اللہ کی راہ کے لئے مَر کر کامگار ہوں گا۔ ہم کو اطلاع ملی ہے کہ وہ مردُود اللہ کے رسولؐ کو گالی دے کر مسرور ہُوا۔ مرا اللہ سے عہد ہے کہ اگر وہ دکھائی دے سائے کی طرح اُس کے ہمراہ رہوں اور لڑوں اور اُس کو ماروں۔ وہ ہمدم اس لڑکے کی اس دلاوری اور رسول اللہ کی دلدادگی سے کمال مسرور ہوئے اور محرومِ حکم کو دکھا کے کہا کہ وہ اللہ کا عدو وہاں ہے۔ وہ دولڑکے مثلِ طائروں کی طرح اُڑ کر محرومِ حکم کے لئے وہاں گئے اور اُس کی ٹوہ لگاتے رہے۔ ہر دو سے اک لڑکا آگے آکر حملہ آور ہُوا اور وہ مردود اُس کم عمر لڑکے کا وار کھا کر گھائل ہُوا اور گھوڑے سے گرا۔ محرومِ حکم کا لڑکا عِکرمہ گھوڑا دوڑا کر آگے ہُوا اور اک وار کر کے ولد عمرو کو گھائل کر کے لوٹا۔ ولد عمرو اس گھائل کو لئے ساری لڑائی لڑا۔ دوسرا کم عمر لڑکا، گھائل محرومِ حکم کے آگے آکر حملہ آور ہُوا اور اس کو اَدھ مرا کر کے لوٹا۔

---

[1] حضرت عبدالرحمٰن بن عوف۔ [2] یہ دونوں لڑکے عفرا کے بیٹے معوذ اور معاذ بن عمرو تھے۔ عفرا کے سات بیٹے تھے اور ساتوں غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ (سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۹۳)

گمراہوں کا عسکر سردار اور سالار سے محروم ہوا۔ حوصلے سرد ہو گئے۔ اللہ والوں کا
ڈر دلوں کو طاری ہوا۔ عسکر کے سارے لوگ اِدھر اُدھر ہو گئے اور مائلِ کار حوصلہ ہار
کر اور سارا مال لُٹا کر وہاں سے سوئے مکہ دوڑ گئے۔ اللہ کے کرم سے اہلِ اسلام کو
کامگاری حاصل ہوئی۔ گمراہوں کے عسکرِ طرار کو رسوائی اور ہلاکی گلے کا ہار ہوئی اور
اللہ والوں کو اللہ کے رسول کی ہمدمی و مددگاری کا عمدہ صلہ ملا۔

گمراہوں کے کل ساٹھ اور دس لوگ مع سرداروں کے مارے گئے اور اہلِ اسلام
سے کل دو کم سولہ آدمی روح و دل سے اللہ کی گواہی دے کر اللہ کے گھر کو سدھارے۔[1]
ساٹھ اور دس گمراہ اہلِ اسلام کے محصور ہوئے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کا حکم ہوا کہ معلوم کرو کہ عمرو محرومِ حلم مُردہ ہے
کہ سوئے مکہ رسوا ہو کر لوٹا ہے۔ رسولِ اکرمؐ کے ہمدم ولدِ مسعود[2] اُس کی ٹوہ لگانے
اِدھر اُدھر گھومے، محرومِ حلم گرد اور لہو سے اَٹا ہوا ملا اور معلوم ہوا کہ وہ گھاؤ کے
اَلَم سے کراہ رہا ہے۔ ولدِ مسعود اُس سے اس طرح ہمکلام ہوئے۔

"اے اللہ کے عدو، رسوائی گلے کا ہار ہوئی[3] اور اللہ کے حکم سے ہلاک ہوا؟" عدو
اللہ سر اُٹھا کر سائل ہوا کہ لڑائی کا مآل کس طرح ہوا؟ کہا کہ اللہ کے حکم سے
اللہ والوں کو علو حاصل ہوا اور گمراہوں کا عسکر رسوا ہو کر لوٹا۔ ولدِ مسعود آمادہ
ہوئے کہ اُس کا سر الگ کر کے ہمراہ لے کر رواں ہوں۔ مگر وہ اللہ اور اُس کے
رسول کا عدو ہمکلام ہوا اور کہا کہ اے ولدِ مسعود! سردار کا سر ہے، اس کو مع
گلے کے کاٹ کر الگ کرو کہ وہ سارے کٹے ہوئے سروں سے الگ دکھائی دے

---

[1] شہدائے بدر کی تعداد چودہ تھی۔ (داعی السیر) [2] حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔
[3] یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا "اخزاک اللہ یا
عدو اللہ" اے اللہ کے دشمن اللہ نے تجھے رسوا کیا ہے۔

اور دور سے لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ اک سردار[1] کا سر ہے۔

اللہ اللہ! اُس مردود کی وہ اکڑ کہ اس کڑے لمحے سرداری کی ہوس اس حد کی رہی کہ کٹے ہوئے سر کو سرداری کا سودا رہا۔ مآلِ کار ولدِ مسعود اس کا سر کاٹ کر رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کے آگے آئے اور کہا کہ:

"وہ اللہ کے عدو محرومِ حکم کا سر ہے۔"

ہادئ اکرمؐ کو اس اطلاع سے کمال سرور ہوا اور کہا۔

"حمد ہے اُس اللہ کی کہ اسلام اور اہلِ اسلام کو اُس کے کرم سے علو حاصل ہوا۔"

اس طرح رسولِ اکرمؐ صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کا وہ عدو اور حاسد کہ ساری عمر رسولِ اکرمؐ کی الم دہی کے لئے ساعی رہا، رُسوا ہو کر ہلاک ہوا اور اللہ کی سلگائی ہوئی آگ اُس کا گھر ہوئی۔

رسولِ اکرمؐ کا اہلِ اسلام کو حکم ہوا کہ سارے گمراہوں کے مُردوں کو اک گڑھا کھود کر مٹی ڈال دو۔[2] اسی طرح حکم ہوا کہ اک لحد کھود دو اور اس معرکۂ اسلام کے اوّل گواہوں کو مٹی دو۔

گمراہوں کا وہ مال کہ اہلِ اسلام کو اس لڑائی سے ملا، رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کے آگے اکٹھا ہوا۔ اس مال کے لئے اہلِ اسلام کی رائے الگ الگ ہوئی۔ مگر اللہ کا حکم وارد ہوا کہ:

---

[1] یہ حضرت عبداللہ ابنِ مسعود کی روایت ہے جو سرخسی کے حوالے سے ہے اور سیرتِ مصطفیٰ ص۲۰۶ سے لی گئی ہے۔ [2] بعض روایات میں ہے کہ کفار کی لاشوں کو بدر کے کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ (حوالۂ بالا)

"مال کامگاری[1] کے لئے لوگوں کا سوال ہو رہا ہے۔ کہہ دو کہ مال کامگاری اللہ اور اُس کے رسول کا ہے"۔

ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم معرکہ گاہ سے سوئے "معمورۂ رسول" رواں ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ کا حکم ہُوا کہ دو آدمی دوڑ کر "سوئے معمورۂ رسول" رواں ہوں کہ وہاں کے لوگوں کو اہلِ اسلام کی کامگاری کی اطلاع ملے۔ اس امر کے لئے ولید واحد اک اور مددگار کے ہمراہ رواں ہوئے۔ ہمدمِ اُسامہ[2] راوی ہوئے کہ ہم کو اہلِ اسلام کی اس معرکے سے کامگاری کی اطلاع ماہِ صوم کی اشارہ کو ملی۔ اُسی لمحہ ہم سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی لڑکی اور ہمدمِ داماد کی اہل کو مٹی دے کر آئے۔ معلوم رہے کہ رسول اللہ کے ہمدم داماد اور اسلام کے حاکم سوم رسول اللہ کے حکم سے رسول اللہ کی لڑکی کی دلداری کے لئے معمورۂ رسول ہی رہے۔ اہلِ اسلام کو رسول اللہ کا حکم ہُوا کہ ہمدم داماد سے معرکۂ اوّل کے کامگار لوگوں کا سا سلوک ہو۔ اسی لئے معرکۂ اوّل کے "مالِ کامگاری" سے اُس کو دوسرے لوگوں کے مساوی حصہ ملا اور اللہ کی درگاہ سے وہ سارے احوال و اکرام ملے کہ اس معرکے کے دوسرے لوگوں کو ملے تھے[3]۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم محدود لوگوں کو ہمراہ لے کر دوسرے اہلِ اسلام سے آگے سوئے معمورۂ رسول رواں ہوگئے اور عسکرِ اسلامی کے دوسرے لوگوں کو حکم ہُوا

---

[1] مالِ کامگاری: مالِ غنیمت۔ مالِ غنیمت کی تقسیم کے سلسلے میں اصحابِ بدر کا اختلاف ہوگیا۔ ہر گروہ کا کہنا تھا کہ ہم مالِ غنیمت کے حقدار ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول ۔ (آپ سے مالِ غنیمت کی بابت پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ مالِ غنیمت اللہ کا ہے اور اس کے رسولؐ کا ہے)

[2] حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ ہم حضرت رقیہؓ کو دفن کر کے لوٹے تو ہمیں فتح کی اطلاع ملی۔ (اصح السیر)

[3] حضرت عثمان غنی رضؓ حضرت رقیہؓ کی شدید بیماری کی وجہ سے مدینہ منورہ ہی رہ گئے تھے۔ مگر آنحضرتؐ نے اُن کو اصحابِ بدر ہی میں شمار فرمایا اور مالِ غنیمت میں اُن کا حصہ لگایا۔ (اصح السیر)

کہ وہ معرکۂ اوّل کے محصوروں کو ہمراہ لے کر راہی ہوں۔

محصوروں سے رسُول اللہؐ کا سلوک

اگلی سحر کو عسکرِ اسلامی، معرکۂ اوّل کے محصوروں کو لے کر معمورۂ رسول لوٹا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کی رائے ہوئی کہ سارے لوگ اکٹھے ہوں اور محصوروں کا معاملہ طے ہو۔ رسول اللہ کے حکم سے سارے لوگ اکٹھے ہوئے۔ حکم ہوا کہ لوگو محصوروں کے معاملے کے لئے رائے دو۔ مگر رسولِ اکرمؐ کی رائے ہوئی کہ "محصوروں سے عمدہ سلوک کرو"۔[1]

عمر مکرّم کھڑے ہوئے اور رائے دی کہ اے رسول اللہ! سارے محصوروں کو مار ڈالو۔" عمر مکرّم ساری عمر اللہ اور اس کے رسول کے اعداء کے لئے دھار دار حسام[1] کی طرح ہو کر رہے۔ مگر رسولِ اکرمؐ کا دُہرا کر کلام ہوا کہ :

"لوگو! اللہ کے حکم سے محصوروں کے امور کے مالک ہوئے ہو اس لئے سلوک سے کام لو"[2]

عمر مکرّم دُہرا کر کھڑے ہوئے اور وہی رائے دی۔

صدیقِ مکرّم کھڑے ہوئے اور کہا کہ :

"اے رسول اللہ! ہماری رائے ہے کہ محصوروں سے "مالِ رہائی"[3] لے کر سارے لوگوں کو رہا کر دو۔ اللہ سے آس ہے کہ وہ اسلام لا کر گمراہوں کے آگے ہمارے مددگار رہوں"۔[4]

---

[1] حسام : تلوار۔ [2] آنحضرتؐ نے شروع میں فرمایا تھا کہ اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے اور کل یہ تمہارے بھائی تھے۔ منشاء یہی تھا کہ ان سے حسنِ سلوک کرو۔

[3] مالِ رہائی : زرِ فدیہ۔ [4] حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی یہ رائے اس لئے تھی کہ شاید یہ لوگ کسی وقت اسلام لے آئیں۔ م۔

ہادیٔ اکرمؐ ہمدمِ مکرّم کی راۓ سے مسرور ہوۓ اور حکم ہوا کہ محصوروں سے مالِ رہائی لے کر سارے لوگوں کو رہا کر دو۔

معلوم رہے کہ اُس ملک کا اور سارے ممالک کا عام معاملہ محصوروں سے اس طرح کا رہا کہ سارے محصور اکٹھے کر کے مار ڈالے گئے۔ مگر رسول اللہؐ کے حکم سے محصوروں سے اہلِ اسلام کا عمدہ سلوک ہوا اور ملکے والے اموال لے کر آۓ اور محصوروں کو رہا کرا کر لے گئے۔ مگر محصوروں کے کئی لوگ اس لئے محصور رہے کہ وہ مال و املاک سے محروم رہے۔ اس طرح کے محصوروں کو حکم ہوا کہ وہ اہلِ اسلام کو لکھائی سکھا کر رہا ہوں۔

وہ سارا عرصہ کہ محصورؔ "محصورۂ رسول" رہے۔ ہر محصور اک اک ہمدم و مددگار کے حوالے ہوا اور ہمدموں و مددگاروں کا اس طرح کا عمدہ سلوک ہوا کہ ہمدم کے حصے کا طعام محصور کو ملا اور ہمدم محرومِ طعام ہی رہا۔

مالِ رہائی کی وصولی کی راۓ

الحاصل محصوروں کے لئے ہمدمِ مکرّم کی راۓ طے ہوئی کہ محصوروں کو "مالِ رہائی" لے کر رہا کر دو اور محصوروں سے اسی راۓ کا عمل ہوا۔ اس راۓ کا اصل مدعا وہ احساس رہا کہ اگر محصور رہا ہو گئے، آس ہے کہ وہ اسلام لا کر اہلِ اسلام کے حامی ہوں گے۔ اس طرح اسلام کے کام کو سہارا لگے گا۔ مگر اس عمل سے کلامِ الٰہی وارد ہوا اور اس سے اللہ کا مدعا دوسرا ہی معلوم ہوا۔ کلامِ الٰہی کا ماحصل اس طرح ہے:

"کسی رسول کے لئے وہ امر گوارا کہاں کہ لوگ اس کے لئے محصور ہوں (گوارا ہے کہ) سارے محصوروں کو مار ڈالے۔ مگر لوگ اس عالمِ مادّی کے مال و املاک کے لئے آمادہ ہو گئے اور اللہ اُس عالمِ سرمدی کا ارادہ

کر رہا ہے اور اللہ حاوی اور حکم والا ہے۔ اُس مال سے کہ وصول ہُوا
اللہ کے ذکر والم کے حصّہ دار ہوتے ۔ مگر اللہ کا لکھا ہُوا امر آ ئے
آکر رہا۔"[1]

دراصل اس دھمکی والے کلام کے روئے کلام کے مورد وہ لوگ ہوئے کہ اس عالمِ مادی کے مصالح کے لئے مالِ ربانی کی وصولی کے لئے عامل ہوئے۔ علاوہ ازیں رائے ہے کہ معدود لوگ اس طرح کے رہے ہوں گے کہ حصولِ مال کا ارادہ کرکے اُس رائے کے عامل ہوئے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ عمِ مکرّم کی رائے مدّعائے الٰہی سے ملی ہوئی رہی۔

رسولِ اکرمؐ کے عمِ گرامی[2] کہ مکّہ مکرّمہ ہی رہے اور کسی ڈر سے اسلام سے دُور رہے، وہ اور رسول اللہ کے داماد والدِعاص[3] محصور ہو کر معمورۂ رسول لائے گئے۔ والدِعاص کے اصرار اور حکم سے رسولِ اکرمؐ کی لڑکی مکّہ مکرّمہ ہی رہ گئی۔ اُس کو معلوم ہُوا کہ والدِعاص محصور ہو گئے اور "مالِ ربانی" ادا کر کے رہا ہوں گے۔ کسی آدمی کے ہمراہ گلے کا ہار ارسال کر کے کہا کہ والدِعاص کا مالِ ربانی اس ہار سے ادا

---

[1] قرآن کریم کی آیت کریمہ یہ ہے: ماکان لنبی أن یکون لہ أسری حتی یثخن فی الارض، ترید ون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ واللہ عزیز حکیم۔ (سورۃ الانفال) غیر منقوط اردو میں اس کا صرف مفہوم دیا گیا ہے۔ آیت کریمہ کا اصل ترجمہ یہ ہے: "کسی نبی کے لئے یہ لائق نہیں کہ اُس کے پاس قیدی آئیں، یہاں تک کہ اُن کو قتل کرے اور زمین میں اُن کا خون بہائے۔ تم دُنیا کا مال و متاع چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی مصلحت چاہتا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو اُس چیز کے بارے میں جو تم نے لی ہے ضرور تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔ (ترجمہ از سیرت مصطفےٰ صفحہ ۔۔۔)۔ [2] حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔
[3] حضرت زینبؓ کے شوہر ابوالعاص جو بعد میں اسلام لائے۔ (ناسخ التیسیر) ☆

کردو۔ والدِ عاص اس ہار کو لے کر رسول اللہ ص کے آگے آئے۔ رسول اکرمؐ اس ہار سے ملول ہو گئے۔ اس لئے کہ وہ ہار رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی عروس مکرمہ مرحومہ کی ملک رہا۔ لوگوں نے کہا کہ اس ہار کو ملکے ہی لوٹا دو کہ وہ ہار عروسِ مرحومہ کا ہے۔ اہلِ اسلام اُس ہار کو اسی طرح لوٹا کر مسرور ہوئے اور والدِ عاص رہا ہو کر مکہ مکرمہ لوٹے۔ ملکے آکر والدِ عاص کے حکم سے رسولِ اکرمؐ کی لڑکی مسعودہ رسول اکرو الد صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے ملی اور والدِ عاص کئی سال اُدھر اسلام لاکر ہمدمِ رسول ہوئے۔

معرکۂ اوّل کے محصوروں سے اہلِ اسلام کا عمدہ سلوک دلوں کو موہ کر رہا کئی محصور رسول اکرمؐ کے سلوک سے اسلام لے آئے۔[۱]

اِس سال کے دُوسرے اَحوال

معرکۂ الکدرؔ

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم معرکۂ اوّل سے کامگار لوٹے۔ ماہِ صوم کے اگلے ماہ معلوم ہوا کہ دو گروہ لڑائی کے ارادے سے اکٹھے ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ دو سو اہلِ اسلام کو لے کر سوئے "الکدرؔ" رواں ہوئے۔ مگر گمراہوں کو معلوم ہوا کہ اہلِ اسلام کا عسکر آرہا ہے۔ وہ سارے گروہ ڈر کے مارے اِدھر اُدھر ہو گئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم الکدر آئے۔ وہاں آکر معلوم ہوا کہ لوگ ڈر کر گھروں کو رواں ہو گئے، اس لئے رسولِ اکرمؐ اہلِ اسلام کو لے کر سوئے معمورۂ رسول لوٹ آئے۔

---

[۱] مسلمانوں کے سلوک سے متاثر ہو کر کئی قیدی اسلام لائے۔ (اصح السیر اور تاریخ اسلام جلد اوّل)

[۲] "الکدر" مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک پانی کے چشمے کا نام ہے جہاں ایک بستی آباد ہے۔

اِک عدوئے رسول کی ہلاکی

اسی ماہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے اک حاسد اور عدو کی ہلاکی کا معاملہ ہُوا۔

اک معمّر اسرائلی[1] کہ سارے لوگوں سے سوا رسول اللہ کا عدو رہا۔ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے لئے کلامِ مکروہ کا عادی رہا اور لوگوں کو رسول اللہ کے لئے اُکسا کے مسرور ہُوا۔ اس کی مکروہ کلامی حد سے سوا ہوگئی۔ رسول اکرمؐ کا کلام ہُوا کہ "کوئی ہے کہ ہمارے لئے اس مردود کا معاملہ حل کرے"۔

رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے اک مددگار سالم[2] کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ سے مراد عہد ہے کہ اس مردود کو ہلاک کروں گا۔ سالم معمورۂ رسول سے مسلّح ہو کر رواں ہوئے۔ اس مردود کے گھر آئے اور وار کرکے اُس کو ہلاک کر ڈالا۔

---

[1] ابی عفک یہودی (از سیرت مصطفیٰ صـ۲۲۰)

[2] حضرت سالم بن عمیر انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اسرائلی گروہ سے معرکۂ اسلام

آگے مسطور ہوا کہ اعدائے اسلام کا اک گروہ معمورۂ رسول کے کئی محلوں کا مالک رہا۔ اس گروہ کا دعویٰ رہا کہ وہ اللہ کے رسول موسیٰ کا گروہ ہے۔ مگر وہ دراصل اللہ کے سارے رسولوں کا عدو گروہ رہا۔

اسی سال کا دسواں ماہ آدھا ہوا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اس گروہ کے محلے آئے اور سارے لوگوں کو اکٹھا کر کے کہا۔

"اے اسرائلی گروہ! اللہ سے ڈرو، اہلِ مکہ کے گمراہوں کے لئے اللہ کے گھر سے رسوائی وارد ہوئی، ڈرو کہ اسی طرح کا معاملہ اس گروہ سے ہو، اس لئے اسلام لے آؤ۔ سارے لوگوں کو کُھلا علم ہے کہ اللہ کا رسول ہوں۔ کلامِ الٰہی کے حامل ہوا اور اس امر کی گواہی وہاں لکھی ہوئی ہے اور اس رسول کے لئے اس گروہ کا اللہ سے عہد[1] ہے۔"

مگر اس گروہ کے لوگ کُھلم کُھلا عدو ہوئے اور کہا کہ ہمارا حال مکے والوں سے الگ ہے۔ رسولِ اکرمؐ وہاں سے لوٹ آئے۔

آگے مسطور ہوا ہے کہ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کے سارے احوال و اعلام سے اس گروہ کو معلوم رہا کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) ہی وہ رسولِ موعود ہے کہ اُس کے لئے رسولوں کو اطلاع دی گئی۔ مگر گروہی احساس اس گروہ کے آڑے آ کر اُس کو راہِ ہدیٰ سے محروم کر کے رہا۔

---

[1] سیرت مصطفیٰ ج ۱ صد ۱۶۵ ؎

معرکۂ اوّل سے اہلِ اسلام کی کامگاری سے وہ گروہ رسول اکرمؐ کا اور سوا حاسد اور عدو ہُوا۔ اُدھر مکاروں کے گروہ کا سردار مسلسل ساعی رہا کہ سارے گروہوں کو رسولِ اکرمؐ کے معاہدے سے رُوگرداں کرکے اکٹھا کرلے۔ اُدھر رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلم کی سعی رہی کہ سارے گروہ صلح و سلوک کے عادی ہوں۔ اس امر کے لئے رسولِ اکرمؐ ہر ہر محلے آئے اور ہر ہر گروہ کے لوگوں کو کہا کہ معاہدۂ اوّل کی رُو سے سارے لوگ مل کر رہا ہو۔ وہی آرام اور صلح کی راہ ہے۔ مگر اُس گروہ کے لوگ ہوس و حسد کی راہ لگے رہے اور معاہدۂ اوّل سے عملاً رُوگرداں ہو گئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلم کو اس اطلاع سے دُکھ ہُوا اور اسی لئے اس گروہ کے آگے آ کر مسطورہ کلام کہا۔

اُدھر اسی ماہ اک اور امر[1] اس طرح کا ہُوا کہ اک مددگار مسلمہ کسی کام سے اس گروہ کے محلے آئی۔ اس گروہ کے لوگ اُس کے گرد ہوئے اور اس کو طرح طرح سے رُسوا کر کے مسرور ہوئے۔ اُدھر اُسی لمحہ اک مددگار رسول آ گئے اور اس مسلمہ کی رسوائی کا حال معلوم کر کے اُس کے حامی ہو گئے۔ گروہ کے لوگ اکٹھے ہوئے اور حملہ کر کے اُس مددگار رسول کو مار ڈالا۔ اور گروہ کے دوسرے مسلموں کو اطلاع ملی، وہ سارے وہاں آ کر اکٹھے ہو گئے۔ گروہ کے لوگ مسلح ہو کر آ گئے اور لڑائی کا سلسلہ ہُوا۔

رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلم کو اس کی اطلاع ملی۔ ہادیٔ اکرمؐ، ہمدموں اور مددگاروں کو لے کر رواں ہوئے۔ عمِ مکرمؐ عسکرِ اسلام کے علمدار ہوئے۔ وہاں آ کر معلوم ہُوا کہ وہ گروہ لڑائی کے لئے مسلح ہُوا[2] ہے۔ اہلِ اسلام کو لڑائی کا حکم

---

[1] اس واقعہ کی تفصیل تاریخ اسلام جلد اوّل سے لی گئی ہے صفحہ ۱۲۲۔

[2] معمولی جھڑپ اور لڑائی کی روایت تاریخ اسلام سے لی گئی ہے۔ لیکن سیرت مصطفیٰ میں صرف اتنا ہے کہ بنو قینقاع گھروں میں محصور ہو گئے۔ (محمد ولی)

ہُوا۔ معمولی لڑائی لڑ کے اہلِ اسلام حاوی ہُوئے اور اُس گروہ کے لوگ گھروں اور محلوں کے کواڑ لگا کر محصور ہو گئے۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ اللہ والوں کا گروہ اس محلّے کا محاصرہ کر کے وہاں رہے۔ اہلِ اسلام کا وہ محاصرہ آدھے ماہ رہا۔ مآلِ کار گروہ کے لوگ اس محاصرے سے کمال سرگراں ہُوئے اور دل کو ڈر لگا کہ وہ سارے لوگ ہلاک ہوں گے۔ اس لئے رائے ہوئی کہ اسلحہ ڈال دو۔ اس طرح اللہ کے حکم سے اُس گروہ کی ساری اکڑ رُسوائی ہو کر گلے لگی اور وہ سارے لوگ اہلِ اسلام کے آگے آ کر محصور ہُوئے۔ اس گروہ کے کل محصوروں کا عدد سو کم آٹھ سو رہا۔

گروہ کے لوگوں کو احساس ہُوا کہ عام معمول کی رُو سے اس گروہ کے لئے حکم ہو گا کہ سارے لوگوں کو مار ڈالو۔ مگر ولدِ سلول، رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے آگے آ کر محصوروں کے لئے رحم و کرم کا سائل ہُوا۔

اک مددگارِ رسول[1] کو حکم ہُوا کہ وہ محصوروں کے معاملے کا حَکَم ہو۔ اس مددگارِ رسول کا حکم ہُوا کہ وہ سارا گروہ معمورۂ رسول سے رواں ہو کر کسی اور مصر کے لئے راہی ہو۔ اس طرح وہ سارا گروہ معمورہ رسول سے رُسوا ہو کر راہی ہُوا اور اہلِ اسلام اس گروہِ اعداء کے مکروہ ارادوں اور عملوں سے رہا ہُوئے۔

---

[1] حضرت عبادہ بن صامت قبیلہ خزرج کے آدمی تھے اور قبیلۂ خزرج ان یہودیوں کا حلیف تھا، اس لئے عبداللہ بن ابی منافق اور حضرت عبادہ بن صامت نے اُن کی سفارش کی۔ آپؐ نے ان لوگوں کا فیصلہ انہی لوگوں کے سپرد کر دیا۔ حضرت عبادہ بن صامت کا حکم ہوا کہ بنو قینقاع مدینہ منورہ سے جلا وطن ہو کر کہیں اور چلے جائیں۔

(اصح السیر، تاریخ اسلام، سیرت مصطفیٰ صفحہ ۵۲۲) بؔ

اہلِ مکّہ کی اِک اَور کارروائی

اُدھر اہلِ مکّہ کے لئے اہلِ اسلام کی کامگاری کی اطلاع اک دھماکہ ہو کر آئی۔ اس اطلاع سے گھر گھر کہرام اُٹھا اور مکّے کا سارا ماحول سوگوار ہوا۔ رُسوائی کے احساس سے اہلِ مکّہ کے دل سُلگ اُٹھے اور ہر آدمی سرگرم ہوا کہ اہلِ اسلام سے اس رُسوائی کا صلہ لے۔

مکّے کا وہ سردار کارواں کہ مکّے والوں کا کارواں لے کر مکّے لوٹا۔ اوروں سے سوا اُس کو اس رُسوائی کا ملال ہوا اور وہ عہد کر کے اُٹھا کہ ہر حال اہلِ اسلام سے لڑے گا اور اہلِ اسلام کے لئے کوئی صدمہ لائے گا۔ اس عہد کے کمال سے ادھر اس کے لئے حرام ہو گا کہ وہ سر کو دھوئے۔[۱]

معرکۂ اوّل سے دو ماہ اُدھر وہ سردار دوسو آدمی لے کر لڑائی کے ارادے سے معمورۂ رسول کے لئے راہی ہوا اور لوگوں کو اس مہم سے لاعلم رکھا۔ معمورۂ رسول آ کر وہ سلام[۲] کے ہاں ٹھہرا اور اگلی سحر کو دوسو آدمی ہمراہ لے کر معمورۂ رسول کے ہمرے اک محلّے کا محاصرہ کر کے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کے دو مددگاروں[۳] کو مار ڈالا اور وہاں کے لوگوں کے اموال کو آگ لگا دی۔

---

[۱] غزوۂ بدر میں قریش کی تباہ حالی کو دیکھ کر ابوسفیان نے قسم کھائی کہ جب تک وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ نہ کرے گا، سر کو پانی نہ لگائے گا۔ اسی قسم کو پورا کرنے کے لئے وہ مدینہ منورہ روانہ ہوا اور غزوۂ سویق پیش آیا۔

[۲] سلام بن مشکم۔ (اصح السیر صہ ۱۴۳)

[۳] ان دونوں میں سے ایک سعید بن عمرو انصاری تھے اور ایک اُن کے ساتھی۔ ؎

اور اس طرح لوٹ مار کر کے وہاں سے راہی ہوا۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی۔ وہ محدود لوگوں کو ہمراہ لے کر اس سردار سے لڑائی کے ارادہ سے راہی ہوئے۔ وہ سردار راہ کے اک محل آکر رُکا، وہاں اُسے معلوم ہوا کہ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر معرکہ آرائی کے لئے معمورۂ رسول سے راہی ہوئے۔ سردارِ مکہ کا دل دھڑک اُٹھا۔ اُسی لمحہ لوگوں کو حکم ہوا کہ لوگو! دوڑو۔ اہلِ اسلام کی اک مہم ہمارے لئے ادھر آرہی ہے۔ لوگوں کے حواس گم ہوگئے۔ وہ سارے وہاں سے سوار ہو کر دوڑے کہ کسی طرح اہلِ اسلام کے حملوں سے دور ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم الکدر آکر رُکے۔ وہاں معلوم ہوا کہ گمراہوں کا گروہ سوئے مکہ مکرمہ لوٹا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اہلِ اسلام کو لے کر معمورۂ رسول لوٹ آگئے۔

معرکۂ اوّل کا سارا سال اور دوسرے سال کے کئی ماہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے لئے معرکہ آرائی اور مہموں کا سلسلہ رہا۔ ولدِ سلول مکاروں کے گروہ کا سردار دل سے اہلِ اسلام کا عدو رہا۔ مگر ظاہری طور سے اہلِ اسلام کے آگے مسلموں ہی کی طرح رہا۔

وہ ہر لمحہ ساعی رہا کہ اہلِ اسلام کا غلو کسی طرح سے کم ہو۔ اس لئے اردگرد کے گروہوں سے ملا اور اہلِ اسلام سے وہاں کے لوگوں کو لڑائی کے لئے اُکسا کر لوٹا۔

اس طرح اردگرد کے امصار کے لوگ گاہے گاہے سر اُٹھا کر لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا معمول رہا کہ ادھر کوئی گروہ لڑائی کے لئے آمادہ ہوا اور اُدھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم

اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر معرکہ آرائی کے لئے اُس مہم کو راہی ہوئے۔ اس عمل سے عام طور سے اسی طرح ہُوا کہ اس طرح کے گروہوں کے دل ڈر گئے اور وہ اہلِ اسلام کی ہر مہم کی اطلاع سے اِدھر اُدھر ہو گئے اور اس طرح کم ہی ہُوا کہ کسی گروہ کو لڑائی کا حوصلہ ہو اور اگر اِکا دُکا لڑائی ہوئی، اُس لڑائی کا مآل سدا اہلِ اسلام کی کامگاری ہی ہُوا۔[1]

---

[1] غزوۂ بدر کے اور اُحد کے درمیانی عرصے میں کم از کم پانچ چھوٹے چھوٹے غزوے پیش آئے۔ بنو قینقاع، غزوۂ سویق اور غزوۂ قرقرۃ الکدر کا مختصر حال ہم نے لکھا۔ اسی طرح اس سال کئی سریے پیش آئے۔ سریۂ عبداللہؓ بن جحش، سریۂ عمیرؓ اور سریۂ سالم۔

(سیرت خاتم الانبیاء صفحہ ۱۰۱) ہ

معرکۂ اُحُد

اہلِ مکّہ کے دلوں کی وہ آگ کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائے "اللہ احد" سے سُلگی۔ معرکۂ اوّل کی رسوائی سے وہ آگ دھک اُٹھی اور گھر گھر کہرام اُٹھا۔ مکّہ مکرّمہ کی گلی گلی سوگوار ہوگئی۔ مکّے والوں کے کئی سردار مارے گئے۔ لے دے کر وہی اک سردار رہا کہ کارواں لے کر مکّہ مکرّمہ لوٹا اور عہد کے اکمال کے لئے دو مددگاروں کو مار کر سوئے مکّہ لوٹا۔

معرکۂ اوّل ہی کے ماہ سے اُس کا ارادہ رہا کہ وہ اہلِ اسلام سے اک اور لڑائی لڑ کر معرکۂ اوّل کی رُسوائی کا صلہ حاصل کرے گا۔ اس کے لئے وہ سارا سال سرگرمی اور ولولے سے لڑائی کے لئے مال اور اسلحہ کے حصول کے لئے ساعی رہا۔ مکّے کے سرکردہ لوگوں کو اکٹھا کر کے رائے دی کہ وہ سارا مال کہ کارواں سے حاصل ہوا ہے، اس مہم کے لئے اکٹھا ہو اور سارے حصّہ دار آمادہ ہوں کہ وہ حصّۂ مال دے کر اُس سے لڑائی کے لئے اسلحہ مول لے کر معمورۂ رسول حملہ آور ہوں۔ سارے مال والے اس رائے کے حامی ہو گئے۔ طرح طرح کا اسلحہ اس مال کی مدد سے اکٹھا ہوا۔ وہ سردار اِدھر اُدھر کے گروہوں سے آکر ملا اور سارا مدعا کہا اور اہلِ مکّہ کی اس مہم کی امداد کا وعدہ کئی گروہوں سے لے کر لوٹا۔ اس کے علاوہ کئی گروہوں سے معاہدہ ہوا کہ وہ اس معرکے کے لئے اہلِ مکّہ کے حامی ہوں گے۔

وہ سارے معاہد گروہ لڑائی کے لئے آمادہ اور مسلح ہوکر مکّہ مکرّمہ آ گئے۔ سرداروں کی رائے ہوئی کہ مکّے کے سارے موالی ہمراہ ہوں۔ اس طرح اہل

مکّہ کا اک ٹڈی دَل اہلِ اسلام سے لڑائی کے لئے آمادہ[1] ہُوا۔

اُدھر معمورۂ رسول کے اسرائلی گروہ سے معاملے طے ہوئے۔ سردارِ کارواں اس عسکرِ طرار کا علمدار ہُوا اور ماہِ صوم سے اگلے ماہ وہ اس عسکر کو لے کر سوئے معمورۂ رسول راہی ہُوا۔ اس عسکر کے علمدار کی گھر والی[2] اُس کے ہمراہ ہوئی۔ اور ولدِ مُطعم کے ایک[3] مملوک سے اُس کا معاملہ طے ہُوا کہ اگر وہ مملوک رسول اللہ کے عمّ اسد اللہ[4] کو مار ڈالے۔ ہر طرح کے اموال کا مالک ہوگا۔ اس لئے کہ اُس کا والد معرکۂ اوّل کے سال عمّ اسد اللہ ہی کے وار سے راہیِ ملکِ عدم ہُوا۔

عمّ گرامی کا مُراسلہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے وہ عمّ گرامی[5] کہ مکہ مکرمہ ہی رہے اور معرکۂ مکّہ کے سال اسلام لائے، ساعی ہوئے کہ کسی طرح رسولِ اکرمؐ کو اس عسکر کی آمد کا حال معلوم ہو۔ اک آدمی سے معاملہ طے ہُوا کہ وہ عمّ گرامی کا اک مراسلہ لے کر معمورۂ رسول کے لئے راہی ہو اور وہاں آکر رسولِ اکرمؐ کو اس کی اطلاع دے۔ وہ آدمی ہَوا کی طرح سوار ہو کر مکہ مکرمہ سے دوڑا اور وہاں آکر رسولِ اکرمؐ کو اُس کی اطلاع دی۔

---

۱ مفسّرین کا خیال ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۔ (وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے مال کو اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کے راستے سے روکیں) اصح السیر و سیرت مصطفیٰ ص ۵۲۳

۲ ہند بنتِ عتبہ: ابوسفیان کی بیوی

۳ حضرت جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو مال کا لالچ دے کر آمادہ کیا کہ وہ حضرت حمزہؓ کو مار ڈالے۔ ۴ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ۔ ۵ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ❊

دو مددگاروں کو[1] حکم ہُوا کہ سُوئے اعداء دوڑ کر راہی ہوں کہ معلوم ہو کہ عسکرِ اعداء راہ کے کس مرحلے ہے۔ وہ ہر دو دوڑ کر گئے اور آ کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اطلاع دی کہ گمراہوں کا عسکر طرائے معمورۂ رسول سے کئی مرحلے اُدھر آ رہا ہے۔ اک اور مدد گار[2] سوئے اعداء گئے کہ گمراہوں کے عسکر کا اصل عدد اور اسلحہ کا حال معلوم ہو۔ وہ مکمل حال سے آگاہ ہو کر لوٹے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اطلاع دی۔

اس اطلاع سے آگاہ ہو کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے دو دلدادہ اور مددگار سعدِ[3] اول اور سعدِ دوم مسلح ہو کر حرمِ رسول آ گئے اور رسولِ اکرمؐ کے گھر کے در کے آگے مسلح کھڑے رہے کہ عسکرِ اعداء کا ہر آدمی ہادیِ اکرمؐ سے دُور رہے۔

رسُول اللہؐ اور مُسلموں کی رائے

اگلی سحر طلوع ہُوئی۔ ہادیِ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ ہمدموں اور مددگاروں کے اہلِ الرائے لوگ اکٹھے ہوں۔ حکمِ رسول ملا اور سارے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ سارے لوگوں سے سوال ہُوا کہ اس معرکے کے لئے لوگوں کی رائے کس طرح ہے۔ معمورۂ رسول کے وہ ولولہ والے اور کم عمر لوگ کہ معرکۂ اوّل کے سال ہادیِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی ہمراہی سے محروم رہے، کھڑے ہُوئے اور رائے دی کہ رسولِ اکرمؐ اہلِ اسلام کو لے کر سُوئے اعداء راہی ہوں۔ اور معمورۂ رسول سے دُور ہو کر عسکرِ اعداء سے لڑائی ہو۔ مگر رسولِ اکرمؐ کی رائے

---

[1] یہ دونوں مُسلم جاسوس حضرت انس اور حضرت مونس رضی اللہ عنہما تھے۔ (سیرت مصطفیٰ و اصح السیر)
[2] حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ [3] حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما۔ (حوالۂ بالا)

ہُوئی کہ عسکرِ اسلامی معمورۂ رسول رُک کر ہی عسکرِ اعداء کی آمد کے لئے آمادہ رہے
اور وہاں رہ کر ہی معرکہ آرائی ہو۔ ولدِ سلول مکّاروں کے گروہ کا سردار رسولِ اکرمؐ
کا ہم رائے ہُوا۔ مگر وہ کم عمر لوگ مُصر ہُوئے کہ عسکرِ اسلامی معمورۂ رسول سے راہی
ہو اور آگے کسی مرحلے آکر عسکرِ اعداء سے معرکہ آرا ہو۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم ہمدموں اور مددگاروں سے ہم کلام ہُوئے اور کہا کہ:

"ہم کو سوتے ہُوئے اک حال اس طرح مطالعہ ہُوا ہے کہ لوہے
کی صدری اوڑھے ہُوئے ہوں اور اک گائے ہے کہ کٹ رہی ہے"[1]

اس حال کی مراد اس طرح ہے کہ "معمورۂ رسول" لوہے کی صدری ہے اور
گائے کی کٹائی سے مراد ہے عسکرِ اسلام سے کئی لوگ اللہ کی راہ کے لئے روح و
دل ہار کر اللہ کے گھر کو راہی ہوں گے۔

کم عمر حوصلہ آوروں کا وہ اصرار اس ارادے سے ہُوا کہ وہ لوگ اُس اکرام
سے مالا مال ہوں کہ معرکۂ اوّل کی لڑائی سے اہلِ اسلام کو حاصل ہُوا۔ کئی اور لوگ
کم عمروں کی رائے کے حامی ہو گئے۔ اس رائے کو حاصل کر کے ہادیٔ اکرمؐ
وہاں سے اُٹھ کر گھر آ گئے۔

ادھر لوگوں کو احساس ہُوا کہ رسولِ اکرمؐ کو اس اصرار سے دُکھ ہو گا۔ مددگارِ
رسول سعدؓ[2] کھڑے ہُوئے اور کہا کہ

"اے لوگو! اللہ کے رسول سے اس طرح کا اصرار اک مکروہ امر ہے، ہم
کو معلوم ہے کہ اللہ کا رسول موردِ وحی ہے اور اللہ کے رسول کو وحی

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میں زرہ میں ہوں اور
ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے اور ساتھ ہی تعبیر بھی دی کہ زرہ مدینہ منورہ ہے اور اس
جہاد میں کچھ مسلمان شہید ہوں گے۔ (سیرتِ مصطفیٰ ج۲ ا صــــــ) [2] حضرت سعد بن معاذ رضؓ

سے واسطے سے اصل رائے معلوم ہوگی۔ اس لئے سارے لوگوں سے
اہم اللہ کے رسول کی رائے ہے"۔

اس کلام سے دوسرے لوگوں کو احساس ہوا ہمارا وہ اصرار ہادیٔ اکرمؐ کو گراں معلوم ہوا ہوگا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم گھر سے مسلح ہو کر گھر کے آگے آئے۔ سارے ہمدم اور مددگار آگے آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! رسول اللہ کے آگے ہماری رائے کا اصرار اک امر مکروہ ہے۔ اللہ کے رسول کی رائے ہی ہم ساروں سے مکرم ہے۔ اس لئے ہم سارے مل کر اللہ کے رسول کی رائے کے عامل ہوں گے۔ کہا کہ اللہ کے رسول کے لئے مکروہ ہے کہ وہ لڑائی کے ارادے سے اسلحہ لگا کے اسلحہ سے الگ ہو۔ اس لئے اللہ کی مدد کے سہارے ہوئے اعداء راہی ہوں۔ اگر اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے عامل ہوئے، اللہ کے حکم سے کامگار ہوگے۔

سلامی علم — معمورۂ رسول کے ہر دو گروہ[1] کے مددگار اور رسول اکرمؐ کے ہمدم سارا گروہ مل کر معرکے کے لئے آمادہ ہوئے۔ اس لئے رسول اللہ کے حکم سے ہر گروہ کے لئے الگ الگ علم ہوا۔ گروہِ اوس کا علم اک مددگار[2] رسول کو ملا اور اک علم معمورۂ رسول کے دوسرے گروہ کے اک مددگار کو ملا اور رسول اللہ کے ہمدموں کا علم علی کرمہٗ اللہ کو عطا ہوا۔ مگر دوسرے کئی علماء سے مروی ہے کہ ہمدموں کے علمدار رسول اکرمؐ کے وہ ہمدم[3] ہوئے کہ وداعِ مکہ سے اُدھر ہی معمورۂ رسول کے لوگوں کے معلم ہو کر معمورۂ رسول آئے۔ اس طرح اللہ

---

[1] قبیلۂ اوس اور خزرج [2] اوس کا علم حضرت اُسید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ملا۔ (اصح السیر)
[3] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

والوں کا اک عسکر مسلح ہوکر معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہوا۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے ہمراہ مکاروں کے گروہ کے کئی سو آدمی لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ معمورۂ رسول سے راہی ہوکر کوہِ اُحد اور معمورۂ رسول کے وسط اک محل آکر رُکے۔ وہاں آکر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا حکم ہوا کہ کم عمر لڑکے سوئے معمورۂ رسول راہی ہوں۔ رسولِ اکرمؐ کے حکم سے سولہ اور اک لڑکے عسکرِ اسلامی سے الگ کئے گئے۔ اس لئے کہ لڑکوں کی عمر سولہ سے دو سال کم رہی۔

مکاروں کی اِک اور کارروائی

مکاروں کا گروہ کہ اہلِ اسلام کے آگے آکر سدا اسلام کا دعوے دار رہا اور اہلِ اسلام سے الگ ہوکر دل سے رسول اللہ اور اسلام کا عدو رہا۔ اس گروہ کے کئی سو لوگ اس لئے عسکرِ اسلامی کے ہمراہ ہوئے کہ اگر وہ معرکے سے الگ رہے، لوگوں کو اس گروہ کی مکاری کا علم ہوگا۔ مگر دل سے وہ گمراہوں کے عسکر کے حامی رہے۔ اس گروہ کا سردار ولدِ سلول کوہِ اُحد سے ادھر اک مرحلے آکر گروہ کے سارے لوگوں کو لے کر الگ ہوا اور کہا کہ ہم اس معرکے سے اس لئے الگ ہوئے کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم) لڑکوں کی رائے کے عامل ہوئے اور ہماری رائے رد کی گئی۔ دراصل اس گروہ کا مدعا اس امر سے اس طرح رہا کہ اگر ہم عسکرِ اسلامی سے الگ ہوکر معمورۂ رسول لوٹ گئے۔ دوسرے اہلِ اسلام اسی طرح عسکرِ اسلامی سے ٹوٹ کر الگ ہوں گے۔ اس طرح مکاروں کا گروہ عسکرِ اسلامی

---

[1] مقامِ شیخین میں سترہ صحابی ایسے تھے جن کی عمر تیرہ یا چودہ برس تھی۔ ان دو لڑکوں سمرہ اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب آنحضرتؐ کے حکم سے مدینہ منورہ لوٹا دیئے گئے۔

پ

سے موئے مشورۂ رسول لوٹا۔ اس امر سے اہلِ اسلام کو دُکھ ہوا اور عسکرِ اسلامی سے کئی سو لوگوں کی کمی ہر آدمی کو محسوس ہوئی۔ اہلِ اسلام کا عدد مکاروں کو کم کرکے سو کم آٹھ سو رہا۔

مگر اللہ والوں کے اس گروہ کا سہارا اللہ اور اس کا رسول ہی رہا اور وہ اسی حوصلے اور ولولے سے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ رہے۔ کوہِ اُحد سے اُدھر اک محل رسول اللہ کے حکم سے عسکرِ اسلامی کی آرام گاہ ہوا۔ مکاروں کی اس کارروائی کے مکمل حال کے لئے کلامِ الٰہی وارد ہوا۔

اگلی سحر طلوع ہوئی اور رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کا حکم ہوا کہ عسکرِ اسلامی سوئے اُحد راہی ہو۔ کوہِ اُحد کے آگے آکر معلوم ہوا کہ گمراہوں کا عسکر کوہِ اُحد کے اُدھر وارد ہو کر آرام کر رہا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کا حکم ہوا کہ عسکرِ اسلامی کوہِ اُحد کے آگے ڈیرہ ڈالا کرکے آرام کرے اور اگلی سحر کی لڑائی کے لئے آمادہ رہے۔ رسولِ اکرمؐ کے دلدادہ اللہ کے رسولؐ کی آرام گاہ کے آگے مسلح ہو کر کھڑے رہے کہ اللہ کا رسول اعدائے اسلام کی ہر کارروائی سے دُور ہو کر آرام کرے۔

اگلی سحر طلوع ہوئی رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کا حکم ہوا کہ عسکرِ اسلامی لڑائی کے لئے آمادہ رہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم معرکہ گاہ کا مطالعہ کرکے لوٹے۔ کوہِ اُحد سے ہٹی ہوئی اک گھاٹی کے لئے رسولِ اکرمؐ کی رائے ہوئی کہ وہاں عسکرِ اسلامی کا اک رسالہ مسلح ہو کر ٹھہرا رہے۔ اس لئے کہ اس گھاٹی سے ڈر ہے کہ گمراہوں کا کوئی رسالہ آگے آکر حملہ آور ہو اور اہلِ اسلام کے لئے کوئی مسئلہ کھڑا ہو۔

اس لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کے حکم سے عسکرِ اسلامی سے کوئی

آدھے سو لوگ اس طرح کے الگ کئے گئے کہ "سہام کاری[1]" کے ماہر رہے اور وہ سارے لوگ مامور ہوئے کہ وہ اس گھاٹی کے آگے ہر حال مسلح رہ کر کھڑے ہوں۔ ایک مددگارِ[2] رسول کو اس گروہ کی سرداری ملی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا اس گروہ کے لئے کمال اصرار ہوا کہ لڑائی کا کوئی مرحلہ اور کوئی حال ہو، وہ گروہ اسی گھاٹی کے آگے کھڑا رہے۔

رسول اللہ کے ولدِ عم[3] سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا اس گروہ سے کلام ہوا کہ:

> "لوگو! ہر حال اس گھاٹی کے آگے کھڑے رہو اور ہماری مدد کرو۔ اگر اہلِ اسلام ہلاک ہوں، اسی گھاٹی کے آگے رہو اور اگر معلوم ہو کہ عسکرِ اسلامی کو کامگاری ہوئی اور وہ گمراہوں کا مال اکٹھا کر رہا ہے اسی گھاٹی کے آگے کھڑے[4] رہو۔"

اس طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے مامور ہو کر عسکرِ اسلامی کا وہ حصّہ مسلح ہو کر اس گھاٹی کے آگے کھڑا ہوا۔

حسامِ رسول

عسکرِ اسلامی ہر طرح لڑائی کے لئے آمادہ ہو کر کھڑا ہوا اور رسولِ اکرم کے حکم کی آس لگائی کہ اِدھر لڑائی کا حکم ہو اور اُدھر اللہ اور اس کے رسول کے

---

[1] سہام عربی میں تیر کو کہتے ہیں، سہام کاری سے مراد تیر اندازی ہے۔ آنحضرت کے حکم سے پچاس تیرانداز گھاٹی پر متعین کئے گئے تاکہ مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ نہ ہو۔ [2] حضرت عبداللہ بن جبیرؓ۔
[3] مسند احمد میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت ہے۔
[4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اگر ہم کو قتل ہوتے ہوئے دیکھو تو ہماری طرف مدد آنا، اگر مالِ غنیمت حاصل کرتے ہوئے دیکھو تو اس میں شریک نہ ہونا۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۲۴۷)۔

دلدادہ زوج و دل سے کہ اللہ کی راہ معرکہ آرائی کر کے اللہ کے آگے کامگار ہوں۔ ہر دل کو آس لگی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے لڑ کر مر کٹ گئے اور لہو لہو ہو کر اللہ کے گھر کو سدھارے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم اک حسام لے کر عسکرِ اسلامی کے آگے آئے اور اس طرح ہمکلام ہوئے۔

"کوئی ہے کہ اس حسام کو لے کر اس کا حصّہ ادا کرے[1]"

(کما رواہ مسلم)

رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم کے دلدادہ ہمدموں اور مددگاروں کے دل دھڑک اٹھے اور ہر کوئی ساعی ہوا کہ وہ اس حسامِ رسول کا حامل ہو۔ مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم رُکے رہے۔

رسول اللہ کے اک مددگار[2] کھڑے ہوئے اور کہا کہ:

"اے رسول اللہ! اس حسامِ رسول کا حصّہ کس طرح ہے؟"

کہا کہ:

"اس کا حصّہ ہے کہ اس سے اللہ اور اس کے رسول کے اعداء کو مارے اور اس کو ہر امرِ مکروہ سے دور رکھے۔ اس امر سے دور رہے کہ اس سے کوئی مسلم ہلاک ہو اور کسی عدو کے آگے سے

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ یَأْخُذُ هٰذَا السَّیْفَ بِحَقِّهٖ "کون ہے جو اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لے۔ (سیرت مصطفیٰ صہ ۵۹۵)

[2] حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ جو بہت بہادر تھے اور لڑائی کے وقت اُن پر نازو انداز اور سکر کی سی کیفیت طاری ہوتی تھی۔

پ

اُس کو لے کر زُود گرداں ہو۔[1]

وہ مددگار سرورِ دل سے آگے آئے اور کہا :

"اے اللہ کے رسول! اس حسام کا حقہ ادا کروں گا۔"

اس طرح وہ حسام رسول اللہ صلی اللہ علی رسولہ وسلم کے اُس مددگار کو ملی۔ اُس مددگارِ رسولؐ کو اس عطائے رسول سے کمال سرور ہوا اور معرکۂ اُحد کا سارا عرصہ اس اللہ والے کو اک سکر کا سا حال طاری ہوا اور حسامِ رسول کو لے کر وہ اعدائے اسلام کے آگے دلاوری سے اکڑ کر آگے آئے اور سارا عرصہ اس طرح معرکہ آرا رہے کہ گمراہوں کے دل اُس کی لڑائی اور اُس کے حملوں کی دھاک سے ڈرتے رہے۔

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اس سے خدا کے دشمنوں کو مارے۔ یہاں تک کہ خم ہو جائے۔ اور کسی مسلمان کو قتل نہ کرے اور اس کو لے کر کسی کفار کے مقابلے سے فرار نہ ہو۔

(سیرت مصطفیٰ ص۵۲۳) ☆

معرکۂ عام سے اوّل کے احوال

ہر دو عسکر اِک دُوسرے کے آگے آکر لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ اُدھر اعدائے اسلام کا اِک عسکر طرار ہر طرح کے اسلحہ سے مسلح اور اِدھر اللہ والوں کا وہ محدود عسکر کہ ہر طرح اعدائے اسلام سے کم عدد اور کم مسلح مگر اہلِ اسلام کے دل اللہ اور اُس کے رسول کی ہمراہی اور معرکۂ اسلام کے اِس اکرام سے مسرور رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کی دُعاؤں کے سہارے اعدائے اسلام کے آگے آکر ڈٹ گئے۔

والدِ عامر کی اِک مکروہ سعی

والدِ عامر[1] کہ اسلام کی آمد سے اُدھر گروہِ اوس کا سردار رہا اور معمورۂ رسول کے لوگوں کے لئے مکرم ہو کر رہا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کی "معمورۂ رسول" آمد سے اُس کی سرداری اور اکرام کا معاملہ سرد ہوا۔ وہ وہاں سے راہی ہو کر اہلِ مکہ سے آملا اور اہلِ مکہ کے ہمراہ ہو کر طرح طرح سے ساعی ہوا کہ اسلام کی راہ روکے۔ اُس کے دل کو آس ہوئی کہ گروہِ اوس کے لوگ اُس کی للکار اور صدا کو مسموع کر کے محمد (صلی اللہ علی رسولہ وسلم) سے الگ ہو کر اُس کے ہمراہ اور اُس کے حامی ہوں گے۔ اسی آس کو لئے ہوئے سارے

---

[1] ابوعامر راہب یا فاسق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا۔ مکے والوں سے کہا کہ قبیلۂ اوس کے لوگ مجھ کو دیکھ کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ چھوڑ کر میرے ساتھ ہو جائیں گے۔ (حوالۂ بالا)

لوگوں سے اوّل والدِ عامرہی عسکرِ اعداء سے آگے آکر کھڑا ہُوا اور کہا کہ "اے گروہِ اوس! والدِ عامر ہوں" مگر گروہِ اوس کے لوگ آگے آئے اور کہا کہ:

"اے اللہ کے عدو! سدا کامگاری سے محروم رہیے"[1]

اُس کی ہر للکارا اور ہر صدا صدائے صحرائی ہو کر گم ہو گئی اور اللہ والوں کی للکار سے اُس کے حوصلے سرد ہو گئے اور وہ ملول ہو کر سوئے عسکرِ اعداء لوٹا۔

سرداروں کی الگ الگ لڑائی

عسکرِ اعداء کا اک عَلَمدار طلحہ[2] آگے آکھڑا ہُوا اور صدا دی اے اسلام والو! آؤ! اور ہم سے لڑ کر دار السّلام کی راہ لو اور ہم کو دار الآلام کی راہ دکھا دو۔ رسولِ اکرمؐ کے ہمدم علی کرّم اللہ اُس کے آگے آ ڈٹے اور دوڑ کر اُس سردار کے لئے حملہ آور ہوئے۔ اللہ کی مدد سے اس طرح کا کاری وار ہُوا کہ اُس سردار اور اللہ کے عدو کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم مسرور ہوئے اور "اللہ احد"[3] کہا۔ اُدھر عسکرِ اسلام سے "اللہ احد" کی صدا اُٹھی۔

اِدھر اللہ کے اعداء کا وہ عَلَمدار دو ٹکڑے ہو کر گرا۔ اُدھر اُس کا ولد اَمِّ عَلَم لے کر آگے ہُوا اور اکڑ کر للکارا اُس سے لڑائی کے لئے عسکرِ اسلام سے رسول اللہ کے عمّ اسد اللہ آگے آئے اور ہوا کی طرح دوڑ کر حملہ آور ہوئے۔

---

[1] ابوعامر راہب نے کہا کہ یا معشر الاوس انا ابو عامر "اے قبیلۂ اوس میں ابوعامر ہوں" قبیلۂ اوس کا جواب آیا لا انعم اللہ بک عینا یا فاسق" اے اللہ کے مجرم خدا کبھی تیری آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے۔
[2] طلحہ بن ابی طلحہ [3] آنحضرتؐ نے فرمایا "اللہ اکبر" مسلمانوں نے یہ سن کر اللہ اکبر کا زوردار نعرہ لگایا۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۱۴۵)

اُس کا علَم اُسی لمحے گرا اور معمولی لڑائی ہُوئی اور وہ "عمِ اسد اللہ" کے اک کاری وار سے گھائل ہوکر گرا اور دارالآلام کو راہی ہُوا۔

اُس کا اک اور ولد[1] اُم علَم لے کر آگے آڈٹا۔ اُس کے لئے رسولِ اکرمؐ کے ہمدمِ سعدؓ آگے آئے اور اک "سہام" اس طرح مارا کہ اُس کا گلا کٹ کر رہا اور وہ اسی گھاؤ کے صدمے سے لڑکھڑا کر گرا۔ اسی طرح اک اور سردار والدِ طلحہ کا لڑکا آگے ڈٹا اور رسول اللہ کے ہمدم عاصم[2] کے وار سے ہلاک ہُوا۔

الحاصل اسی طرح گمراہوں کے عسکر سے دس اور اک علمدار اور سردار آگے آئے اور اللہ کے کرم اور رسول اللہؐ کی دُعا اور اہلِ اسلام کے حوصلوں سے ہر کوئی وہاں ہلاک ہو کر رہا[3]۔

معرکۂ عام

اللہ کے حکم سے اللہ اور اُس کے رسول کے اعدا اسی طرح علم لے لے کر آگے آئے اور رسول اللہ کے ہمدموں اور مددگاروں کے وار سے ہلاک ہُوئے۔ گمراہوں کا عسکرِ عام لڑائی کے لئے آمادہ ہُوا اور حملۂ عام کرکے معرکہ آرا ہُوا۔ ہر دو گروہ اک دوسرے کے آگے ڈٹ کر حملہ آور ہُوئے، معرکہ گرم ہُوا۔ سارے ہی اہلِ اسلام اللہ اور اُس کے رسول کے لئے دل کھول کر لڑے مگر علی کرمہُ اللہ، عمِ اسد اللہ اور عمرِ مکرم اس طرح دلاوری اور حوصلہ وری سے لڑے کہ عسکرِ اعدا کے دل دھڑک اُٹھے اور اس معرکے سے حوصلگی دلاوری

---

[1] ابوسعد بن ابی طلحہ : اس کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے تیر مار کر قتل کیا۔

[2] حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ

[3] ابن ہشام کے مطابق اس مبارزہ میں بائیس سردار مارے گئے

(سیرتِ مصطفیٰ ص۲۰۴) ﷺ

اور دلوں کاری کے اس طرح کے احوال آگے آئے کہ اہلِ عالم کو معلوم ہُوا کہ اہلِ اسلام کو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم اس عالمِ مادی کے سارے اموال و املاک سے سوا مکرم ہے۔ ہر آدمی اس اُس کو دل سے لگا کر حملہ آور ہُوا کہ وہ اللہ کی راہ مر کٹا کر اللہ کے آگے کامگار ہو گا۔

عمِ اسد اللہ کی دلاوری اور وصال

رسولِ اکرم کے عم ہم عمر "اسد اللہ" سارے لوگوں سے سوا دوڑ دوڑ کر حملہ آور ہوئے اور اک اِک وار سے کئی کئی لوگوں کو گھائل کر کے لوٹے۔ وہ عسکرِ اعداء کے مسلح لوگوں سے گھس گھس کر لڑے۔ ہر وہ آدمی کہ "اسد اللہ" کے آگے ہُوا کٹ کر گرا۔ اُس کی دلاوری اور حملہ آوری کے طور سے گمراہوں[1] کے دل دہل گئے۔

آگے مسطور ہُوا کہ گمراہوں کے سردار کی گھر والی[1] کا ولد مطعم کے مملوک سے معاملہ طے ہُوا کہ اگر وہ "اسد اللہ" کو مار ڈالے گا، اموال کا مالک ہو گا۔ اسی طرح اُس مملوک کے مالک ولدِ مطعم کا اُس سے وعدہ ہُوا کہ اگر وہ عمِ اسد اللہ کو مار ڈالے، سدا کے لئے رہا ہو گا۔ وہ مملوک عم "اسد اللہ" کی ٹوہ لگائے رہا اور اک کھوہ کے آگے مسلح ہو کر کھڑا ہُوا کہ عمِ اسد اللہ اُدھر آئے اور وہ حملہ کرے۔ اللہ اور اُس کے رسول کے وہ دلدادہ گمراہوں سے لڑائی لڑ کر اُدھر آئے۔ اُس مملوک کو دل کی مراد ملی، وہ تک کر آگے ہُوا اور اک کاری

---

[1] ابوسفیان کی بیوی ہندہ بن عتبہ۔ حضرت حمزہ رضؓ نے اُس کے باپ کو غزوۂ بدر میں قتل کیا تھا۔

[2] حضرت وحشی رضی اللہ عنہ جو غزوۂ احد میں صرف اس لئے شریک ہوئے کہ حضرت حمزہ کو مار کر آزاد ہو جائیں۔ بعد میں وہ اسلام لائے اور اپنے اس عمل کی مکافات اس طرح کی کہ مسیلمہ کذاب کو انہوں نے اسی نیزہ سے ہلاک کیا جس سے حضرت حمزہ پر وار کیا تھا۔ (سیرت مصطفےٰ صفحہ ۵۵۲) ❖

وار کر کے دوڑا۔ عمّ اسد اللہ گھائل ہو کر لڑکھڑائے اور گرے اور اُسی لمحہ عمّ اسد اللہ کے دل کی مُراد ملی کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کے لئے لہولہو ہو کر دارالسّلام کا راہی ہو۔ وہ مردِ اسلام اس طرح دلاوری سے لڑ کر اللہ کے گھر کو سدھارا (اللہ ہم سارون کا مالک ہے اور ہم سارے اُسی کے گھر کو راہی ہوں گے) عمّ مرّار کی گھر والی اس اطلاع سے کمال مسرور ہوئی اور مکّہ مکرّمہ لوٹ کر وہ مملوک رہا ہوا اور مال کا مالک ہوا۔

لڑائی کا سلسلہ اُسی طرح سرگرمی سے رواں رہا۔ گمراہوں کے سارے عَلَمدار اوّل ہی الگ الگ لڑ کر مارے گئے۔ ادھر اہلِ اسلام کے مسلسل حملوں سے گمراہوں کے لوگ مردہ ہو ہو کر گرے۔ گمراہوں کو معرکے کے اس حال سے کمال دُکھ ہوا اور مآلِ کار وہ حوصلے ہار گئے اور ساعی ہوئے کہ کسی طرح معرکہؔ سے الگ ہو کر اہلِ اسلام کے حملوں سے دُور ہوں اور اس طرح اہلِ اسلام کے لئے کامگاری کا در کھلا[1]۔ مگر اللہ کی درگاہ سے اہلِ اسلام کے لئے دُوسرا ہی حکم ہوا اور اہلِ اسلام کی وہ کامگاری ادھوری رہ گئی۔

گھاٹی والوں کی حکم عدولی

آگے مسطور ہوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے اہلِ اسلام کے "سہام کاروں" کا اک گروہ کوہِ اُحد کی اک گھاٹی کے لئے مامور ہوا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا اصرار ہوا کہ وہ ہر حال اُسی گھاٹی کے آگے کھڑا رہے اور معرکے کا کوئی حال ہو، وہ اس حکمِ رسول کا عامل رہو۔

---

[1] کفارِ قریش مُسلمانوں کے پے بہ پے حملوں سے تنگ آ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے پہاڑ کی پناہ لی۔ ادھر مسلمان مالِ غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔

اس گروہ کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ اہلِ اسلام کو اس معرکے سے کامگاری حاصل ہوئی اور گمراہوں کا عسکر رُسوا ہو کر اور سمٹ کر معرکہ گاہ سے الگ ہوا اور معلوم ہوا کہ "مالِ کامگاری"[١] اکٹھا ہو رہا ہے۔ اس لئے اس گروہ کے لوگوں کی رائے ہوئی کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا وہ حکم کہ ہم اُس سے مامور ہوئے مکمّل ہوا۔ اہلِ اسلام کامگار ہو گئے، اس لئے لاحاصل ہو گا کہ ہم وہاں رُک کر اُس اکرام سے محروم ہوں کہ دُوسرے اہلِ اسلام کو حاصل ہوا۔ مگر اس گروہ کے سردار[٢] اور دس دوسرے لوگ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے لوگو! رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا اصرار رہا کہ ہم ہر حال اس گھاٹی کو روک کر کھڑے ہوں، اس لئے رُکے رہو اور اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے عامل رہو۔ مگر سردار اور گروہ کے دس لوگوں کے علاوہ سارے لوگ گھاٹی سے رواں ہو کر، عسکرِ اسلامی کے ہمراہ ہوئے اور "مالِ کامگاری" کو اکٹھا کر کے مسرور ہوئے۔ وہ سردار دس لوگوں کے ہمراہ اُسی گھاٹی کے آگے رُکا رہا۔

اُدھر اہلِ مکّہ کا اک سردار کہ لڑائی اور اُس کے اطوار کا ماہر رہا۔ اس امر سے آگاہ رہا کہ وہ گھاٹی ہر طرح سے اہم ہے۔ اُس کو معلوم ہوا کہ وہاں سے اہلِ اسلام کا مسلّح رسالہ ہٹ کر الگ ہوا۔ وہ سو لوگوں کو ہمراہ لے کر گھوم کر اُس گھاٹی کے آگے آ کر حملہ آور ہوا۔ رسولِ اکرمؐ کے وہ مددگار کہ وہاں رسول اللہ صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے رُکے رہے، دل کھول کر لڑے۔ اک گمراہ کے وار سے اُس سردارِ گروہ کو اک گھاؤ لگا اور وہ گھائل ہو کر گرا اور اللہ کے گھر کو سدھارا اور اسی طرح گمراہوں سے لڑ کر دس کے دس مسلم مارے گئے۔ گمراہوں کے اس حملے سے

---

[١] مالِ کامگاری: مالِ غنیمت [٢] حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ مع دُوسرے رفقاء کے شہید ہوئے۔ (اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون)

معرکے کا سارا حال دگر ہُوا اور عسکر اعداء اُس گھاٹی کا مالک ہوکر وہاں سے حملہ آور ہُوا۔ اُدھر گمراہوں کے عسکر کو اس حال کی اطلاع ملی، وہ حوصلہ کر کے اکٹھے ہُوئے اور اہلِ اسلام کے عسکر کے لئے حملہ آور ہُوئے۔

اُدھر گمراہوں کا دُوسرا علمدار عکرمہؓ رسالے کو لے کر حملہ آور ہُوا۔ اہلِ اسلام کو اک دھکا سا لگا اور وہ ہر دو راہ سے اعدائے اسلام سے گھِر گئے اور سارا عسکرِ اسلامی کئی حصّے ہوکر اِدھر اُدھر ہُوا۔

علمدارِ اسلام کا وصال

رسولِ اکرمؐ کے وہ ہمدم کہ اس معرکے کے عَلَمدار ہُوئے[۲]، رسولِ اکرمؐ کے ہمراہ رہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے ہمراہ دس آدمی رہ گئے۔ گمراہوں کے لوگ مسلح ہوکر اِدھر آئے کہ وہ رسول اللہ کو حملہ آور ہوں، مگر عَلَمدارِ اسلام گمراہوں کے آڑے آکر حملہ آور ہُوئے اور رسول اللہ کے آگے کمال حوصلے سے لڑے۔ مگر گمراہوں کا حملہ ہُوا اور وہ گمراہوں سے لڑکر گھائل ہُوئے اور مآلِ کار رسولِ اکرمؐ ہی کے آگے اللہ کے گھر کو سدھارے۔ (ہم سارے اللہ کے ہُوئے اور ہمارا ہر آدمی اللہ کے گھر کو لوٹے گا) وہ ہمدمِ رسول، رسولِ اکرمؐ کے ہم رُو لگتے[۳] ہے۔ اس لئے کسی گمراہ کو دھوکا لگا کہ محمدؐ گھائل ہوکر گرے۔ وہ سردار مسرور ہُوا، کُہسار کے اک سرے آکر صدا لگائی کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کا وصال ہُوا۔ گمراہوں کے دل اس صدا سے مسرور ہوئے۔

---

[۱] عکرمہ بن ابوجہل [۲] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جھنڈا لئے ہُوئے تھے اور آنحضرتؐ کے قریب تھے۔ [۳] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی شہادت کی خبر اُڑ گئی۔

(سیرتِ مصطفیٰ، ابن سعد، اصح السیر)

مگر اہلِ اسلام کے دل اس صدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور سارے لوگ اک دم ششدر و لرزہ ہو گئے۔ مگر اسی لمحہ ولید یا مالکؓ[1] کی صدا آئی کہ:

"لوگو! اللہ کی حمد کرو کہ اللہ کا رسول سالم ہے اور ہمارے ہمراہ ہے۔"

ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اُٹھے اور صدا لگائی کہ:

"اللہ والو! اِدھر آؤ، اللہ کا رسول اِدھر ہے[2]۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی صدائے مسعود اہلِ اسلام کے دِلوں کے لئے سرور کی اک لہر لے کر آئی اور عسکرِ اسلام کے للاوروں کو حوصلے اور ولولے دے کر لوٹی۔ لوگوں سے حوصلے اکٹھے ہوئے اور وہ مار دھاڑ کر کے ساعی ہوئے کہ کسی طرح رسول اللہ کے ہمراہ ہوں۔

رسول اللہ کو گھاؤ کا صدمہ

گمراہوں کے اس دُہرے حملے سے اہلِ اسلام اِدھر اُدھر ہو گئے اور ہر طرح گمراہوں سے گھر گئے۔ مگر رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کمال حوصلے اور دلاوری سے اعداء کے آگے ڈٹے رہے۔ رسول اللہ کے ہمدموں اور مددگاروں سے مروی ہے کہ گو رسول اکرمؐ کے آگے گمراہوں کے مسلسل حملے ہوئے۔ مگر اللہ کا رسول اک کوہ کی طرح آگے ڈٹا رہا اور اعدائے اسلام سے معرکہ آرا رہا۔ اس سارے عرصے رسولِ اکرمؐ کے ہمراہ گاہ دس آدمی رہے اور گاہ اس سے کم اور گاہ اس سے سوا۔ اسی لئے لوگوں کا عدد علماء سے کئی طرح مروی ہے مگر معاملہ اسی طرح کا ہے کہ

---

[1] سب سے پہلے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپؐ کو پہچانا اور مسلمانوں کو آواز دی۔ (جامع السیر و تاریخ اسلام) [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی کہ اِلیَّ عِباد اللّٰہ انا رسول اللّٰہ "(میری طرف آؤ اللہ کے بندو میں اللہ کا رسول ہوں)۔

گاہ دس سے سوا لوگ ہو گئے گاہ کم[1]

گمراہوں کا اک مسلح گروہ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے لئے حملہ آور ہُوا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا کلام ہُوا کہ

"کوئی ہے کہ اس گروہ کو اللہ کے رسول سے دُور رکھے اور دارالسلام آکر ہمارا ہمراہی ہو[2]"

اُس لمحہ رسول اللہ کے ہمراہ اک کم آٹھ آدمی رہے۔ اس وعدۂ کامگاری کو مسموع کر کے اک اک کر کے آگے آئے اور سارے کے سارے اللہ کے رسول کے لئے لڑکر گھائل ہو ہو کر گرے اور دارالسلام کو سدھارے اور اس طرح سر کٹا کر دارالسلام کی سرمدی آرام گاہ مول لے لی۔ ہمدم سعد[3] کا ولد اِم رسول اللہ کی ٹوہ لگائے رہا۔ اک مرمر کا ٹکڑا اُٹھا کر اللہ کے رسول کو مارا۔ اُس کے صدمے سے رسول اکرمؐ کی ڈاڑھ ٹوٹ کر گری اور دو ٹے مسعود گھائل ہُوا۔ رسول اللہ کے ہمدم سعد سے مروی ہے کہ وہ سارے لوگوں سے سوا اس امر کی آس لگائے رہے کہ رسول اللہ کا وہ عدو اور سعد کا ولد اُمّ اُس کے آگے آئے اور وہ اُس کو ہلاک کر کے مسرور ہوں۔

رسُول اکرمؐ کے لئے گمراہوں کا حملہ

گمراہوں کو معلوم ہُوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم گھائل ہو گئے وہ مل کر

---

[1] صحیح بخاری میں آپ کے محافظین کی تعداد بارہ آدمی ہے۔ دلائل بیہقی اور نسائی میں یہ تعداد گیارہ ہے جبکہ صحیح مسلم میں سات بیان کی گئی ہے اور ابن سعد میں چودہ صحابہ کے نام دیئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ لوگ کچھ دیر کے لئے کبھی جدا ہوئے اور پھر آنحضرتؐ سے آملے اور تعداد مختلف اوقات میں مختلف رہی (سیرت مصطفیٰ جلد دوم)

[2] آپ نے فرمایا کون ہے جو اُن کو مجھ سے ہٹائے اور جنت میں میرا رفیق بنے (حوالہ بالا) [3] حضرت سعد بن وقاصؓ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر پھینکا جس سے دندان مبارک شہید ہُوا۔ (حوالہ بالا)

حملہ آور ہوئے اور گمراہوں کا اک اور آدمی آگے آ کر حملہ آور ہُوا اور دوسرا مرکا ٹکڑا اُٹھا کر رُدوئے مسعود کو مارا۔ اُس سے رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے سر کا اگلا حصّہ گھائل ہُوا اور سرِ مسعود سے لہو رواں ہُوا۔ رسول اللہ کے اک ہمدم مالک[1] آگے آئے اور رُوئے مسعود سے مُنہ لگا کر لہو کو دُور کر کے مسرور ہُوئے۔ رسولِ اکرمؐ کا اُس ہمدم کے لئے کلام ہُوا۔

"دارالآلام کی آگ اُس سے سدا دُور رہے گی"[2]

اُسی لمحہ اک اور گمراہ[3] اسلحہ لے کر حملہ آور ہُوا اور اللہ کے رسول کو اُس کے وار سے اک گھاؤ اس طرح لگا کر لوہے کی کلاہ کے دو ٹکڑے رُدوئے مسعود کو گھس گئے اور رُدوئے مسعود کی ہڈی سے آ لگے اور رسولِ اکرم اس طرح کئی حملوں سے گھائل ہو کر لہو لہو ہُوئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اس حملے سے لڑکھڑائے اور اک گڑھا کہ والدِ عامر کی رائے سے اُس کی کھدائی اہلِ اسلام کے لئے ہُوئی، وہاں گر گئے۔ علی کرّمہ اللہ اور ہمدم طلحہ آگے آئے اور اللہ کے رسول کو سہارا دے کر کھڑے ہُوئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کھڑے ہو گئے اور طلحہ کے لئے دُعا گو ہُوئے۔ دراصل ہمدمِ رسولؐ طلحہ سارا عرصہ رسولِ اکرمؐ کے اردگرد اس طرح اعداء کے آگے ڈٹے رہے کہ گمراہوں کے سارے وار اُسی کو لگے۔ علمائے کرام سے اور دُوسرے ہمدموں اور مددگاروں سے مروی ہے کہ معرکۂ اُحد سے طلحہ کو ساٹھ کم سو

---

[1] مالک بن سنان حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد نے مُنہ سے چوس کر چہرۂ مبارک کا خون صاف کیا۔ (سیرت مصطفیٰ ص۵۵۸) [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: لن تمسّك النار (تجھ کو جہنم کی آگ ہرگز نہ چھوئے گی۔ (سیرت مصطفیٰ ص۵۵۹)

[3] عبداللہ بن قمیہ جو قریش کا ایک پہلوان تھا اُس کے حملے سے خَود کے دو حلقے رخسارِ مبارک میں گھس گئے۔ (اصح السیر وحوالۂ بالا)

گھاؤ لگے۔ مگر رسول اللہ کے وہ دلدادہ اعدائے اسلام کے آگے ڈٹے رہے۔
اہلِ اسلام کسی طرح سمٹ سمٹا کر اکٹھے ہوئے اور ساعی ہوئے کہ کسی طرح رسولِ اکرمؐ کے ہمراہ ہوں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے دلدادہ اللہ کے رسول کے گرد اک دائرہ کر کے کھڑے ہو گئے اور ہر ہُوا عداء کے حملوں کو کمر سے روکا۔ رسول اللہ کے وہ ہمدمؐ کہ حسامِ رسول کے حامل ہوئے اسی طرح سوئے رسول رُو کر کے کھڑے رہے اور کمر کو ڈھال کر کے سارے حملوں کو رسول اللہ سے دُور رکھا۔ کمر لہو لہو ہو گئی۔ مگر واہ رے دلدارئ رسول کہ اُسی طرح ڈٹے رہے۔
مآلِ کار اللہ والوں کا گروہ مار دھاڑ کر کے اکٹھا ہوا اور رسولِ اکرمؐ کے گرد آکر معرکہ آرا ہوا۔
گمراہوں کو احساس ہوا کہ عسکرِ اسلامی اکٹھا ہو کر معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہے اور اللہ والوں کا ہر آدمی معرکہ آرائی کے ولولے سے معمور ہے، وہ حوصلہ ہار گئے اور معرکہ گاہ سے سمٹ کر الگ ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ کے دلدادہ، ہمدم و مددگار اللہ کے رسول کو لے کر اُحد کی اک کھوہ آ گئے کہ وہاں اللہ کا رسول آرام کرے۔
گمراہوں کا سردار اُدھر آ کر کھڑا ہوا اور صدا لگائی کہ
"محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) سالم ہے؟"[2]
رسولِ اللہ کا حکم ہوا کہ ردِ کلام سے رُکے رہو۔

---

[1] حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ [2] ابوسفیان نے آواز لگائی: اَفِی القوم مُحمد؟ (کیا تم لوگوں میں محمد زندہ ہیں) آپؐ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے۔
(سیرت مصطفیٰ ص ۵۶۱)

اسی طرح دُہرا کر صدا لگائی، مگر رسولِ اکرمؐ کے سارے ہمدم و مددگار ردِّ کلام سے رُکے رہے۔

وہ سردار آگے ہُوا اور صدا لگائی کہ "ہمدمِ مکرّم سالم ہے؟ اس کلمے کو دُہرا کر اسی طرح صدا لگائی، مگر ردِّ کلام سے محروم رہا۔ صدا لگائی کہ عمر سالم ہے؟ مگر حکمِ رسول سے سارے ہمدم ردِّ کلام سے رُکے رہے۔ وہ سردار کمال مسرور ہُوا اور کہا۔

"وہ سارے ہلاک[1] ہو گئے"

عمرِ مکرّم کو اس کی سہار کہاں کہ وہ اللہ کے رسول کے لئے اس طرح کا کلام مسموع کر کے ردِّ کلام سے رُکا رہے۔

صدا لگائی کہ

"و واللہ! محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) سالم ہے کہ اُس کے واسطے سے اللہ سردار کو دُکھ اور الم دے گا"

الحاصل سردار سے اسی طرح کا مکالمہ ہُوا اور مآل کار سردار آگے ہُوا اور کہا کہ:

"اگلے سال معرکۂ اوّل کے گاؤں دُوسری لڑائی کا وعدہ ہے"

عمرِ مکرّم کو رسولِ اکرمؐ کا حکم ہُوا کہ اس سے کہہ دو کہ وعدہ رہا، ہم اگلے سال معرکۂ اوّل کے گاؤں آکر معرکہ آرا ہوں گے"

---

[1] ابوسفیان کو جب کوئی جواب نہ ملا تو اُس نے کہا "اما ھؤلاء فقد قتلوا" (یہ سب لوگ قتل ہو گئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُس کی تاب نہ لا سکے فرمایا کذبت واللہ یا عدو اللہ ابقی اللہ علیک ما یخزنک (اللہ کے دُشمن خدا کی قسم! تُو نے جھوٹ بولا، تیرے رنج و غم کا سامان اللہ نے باقی رکھا ہے، اس موقعہ پر اور بھی کئی سوال و جواب ہُوئے جن کو طوالت کے خوف سے چھوڑا جا رہا ہے) (سیرتِ مُصطفیٰ صہ ۱۵۵، ابن سعد جلد اوّل)

سردارِ عسکر اگلے سال لڑائی کی دھمکی دے کر وہاں سے لوٹا۔ علی کرم اللہ کو حکم ہُوا کہ معلوم کرو کہ گمراہوں کا عسکر کدھر کے لئے راہی ہُوا ہے۔ اگر وہ معمورۂ رسولؐ کے لئے رواں ہو رہا ہے، ہم اُس کو روک کر حملہ آور ہوں گے۔ علی کرم اللہ گئے اور معلوم کر کے آئے کہ اعدائے اسلام کا سارا عسکر سوئے مکہ مکرمہ راہی ہُوا ہے۔

اس لڑائی سے رسولِ اکرمؐ کے کل ساٹھ اور دس مددگار اللہ کی راہ کے لئے سر کٹا کر دارالسلام کو راہی ہُوئے۔[1]

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم عمِ اسد اللہ کے لئے اِدھر اُدھر گھومے، مآلِ کار وہ وادی کے وسط[2] اس طرح مُردہ ملے کہ ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ اس حال کو مطالعہ کر کے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم رو اُٹھے اور اللہ سے عمِ اسد اللہ کے لئے رحم کی دُعا کی اور کہا کہ

"وہ دارالسلام کے سارے گواہوں کے سردار ہُوئے"۔[3]

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے اُسی محل لحد کھود کر عمِ اسد اللہ کو مٹی دی گئی۔ اسی طرح دوسرے لوگوں کی لحد کھودی گئی اور رسول اللہؐ کے حکم سے سارے لوگوں کو مٹی دی گئی۔

اُدھر معمورۂ رسول کے لوگوں کو اطلاع ہُوئی کہ ہادیٔ کامل گمراہوں کے حملے سے گھائل ہُوئے۔ لوگ حواس گم کر کے گھروں سے راہی ہُوئے اور کوہ اُحد آ کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے گرد ہُوئے۔

---

[1] سیرتِ مصطفیٰ میں شہداء کی تعداد ستر دی گئی ہے جبکہ اصح السیر میں ۷۱ ہے۔ شہداء میں اکثر انصار تھے۔ (سیرتِ مصطفیٰ صـ۲۰۶ ابن سعد ج اوّل) [2] بطن وادی میں۔ [3] آنحضرتؐ نے فرمایا "سید الشہداء عند اللہ یوم القیامۃ حمزۃ" اللہ کے نزدیک قیامت کے دن شہیدوں کے سردار حمزہ ہوں گے۔ (سیرتِ مصطفیٰ صـ۲۰۶) ؎

رسول اللہ کی اک دِلدادہ کا حال

رسول اکرمؐ کے ہمدم سعدؓ سے مروی ہے کہ کوہِ اُحد سے رسولِ اکرمؐ ہمدموں اور مددگاروں کو لے کر لوٹے۔ راہ کے اک محل اک اللہ والی مددگار مسلمہ کہ اُس کا مرد اُس کا والد اور اُس کا ولدِ اُم کوہِ اُحد کی وادی رسول اللہ کے ہمراہ آئے اور اللہ کی راہ لڑ کر مارے گئے۔ اس مسلمہ کو معلوم ہُوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم گھائل ہو گئے۔ وہ محمودہ رسول سے دوڑ کر آئی اور اس محل آ کر لوگوں سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علی رسولہ وسلم) کا حال ہم سے کہو" لوگ آگے آئے اور اطلاع دی کہ اُس کے والد، اُس کا مرد اور اُس کا ولدِ اُم سارے سے گھائل ہو کر مارے گئے۔ کہا کہ اوّل اللہ کے رسول کا حال ہم سے کہو۔ لوگوں سے اطلاع ملی کہ رسولِ اکرم اللہ کے کرم سے سالم رہے، مگر اُس مسلمہ کا اصرار ہُوا کہ" ہم کو دکھلاؤ کہ اللہ کا رسول کہاں ہے؟"

لوگوں کی مدد سے وہ آگے آئی اور رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم اُس کو دکھائے گئے۔ اُس لمحہ کہا۔

"اس سرور کے آگے ہر دُکھ اور الم کم ہے"[۲]

---

[۱] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

(سیرت مصطفیٰ بحوالہ ابن ہشام)

[۲] اُس انصاری عورت نے کہا "کل مصیبۃ بعدک جلل" ہر مصیبت آپ کے ہوتے حقیقت ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے عسکرِ اسلامی سوئے معمورۂ رسول لوٹا۔ اسرائلی گروہ اور مکاروں کے گروہ کے لوگ معاہدۂ اوّل کی رُو سے مامور رہے کہ وہ اہلِ اسلام کے ہمراہ اور حامی ہوکر اسلام کے اعداء سے معرکہ آرا ہوں، مگر اسرائلی گروہ کے لوگ گھروں سے لگے رہے اور عملاً اس معاہدے کے عمل سے دور رہے اور مکاروں کے گروہ کے لوگ کوہِ اُحد کے اُدھر ہی ٹال مٹول کر کے اس معرکے سے الگ ہوگئے۔ اس طرح اہلِ اسلام کو کُھل کر احساس ہُوا کہ ہر دو گروہ معاہدۂ اوّل سے عملاً رُوگرداں ہوگئے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کوہِ اُحد کے معرکے سے اہلِ اسلام کو لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔ مگر اُدھر گمراہوں کا گروہ کہ سوئے مکہ راہی ہُوا۔ اُس کا ارادہ ہُوا کہ وہ معمورۂ رسول لوٹ کر حملہ آور ہو۔ اس ارادے کی اطلاع رسولِ اکرمؐ کو ملی اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ عسکرِ اسلام گمراہوں سے معرکے کے لئے آمادہ ہو۔

معرکۂ حمراالاسد

اگلی سحر ہُوئی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ عسکرِ اسلام گمراہوں سے لڑائی کے لئے آمادہ ہوکر رسول اللہ کے ہمراہ راہی ہو۔ مگر رسولِ اکرمؐ کا حکم ہُوا کہ اس معرکے کے لئے وہی لوگ ہمراہ ہوں کہ معرکۂ اُحد کے لئے ہمراہ رہے۔ گو معرکۂ اُحد سے اہلِ اسلام گھائل اور گراں حال رہے۔ مگر اللہ اور اُس کے رسول کا حکم اللہ والوں کے دل کا سرور ہُوا اور وہ ہر حال آمادہ رہے کہ کوئی حال ہو، کسی طرح کا کڑا حکم آئے، وہ اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے عامل

ہوں گے۔ اس لئے سارے لوگ سروبردل سے اس معرکے کے لئے آمادہ ہوگئے۔

گمراہوں کا وہ گروہ کہ کوہِ اُحد سے سوئے مکہ مکرمہ لوٹا۔ راہ کے اک محل روحاء آکر رُکا۔ وہاں آکر سردارِ عسکر کو احساس ہُوا کہ ہم معرکۂ اُحد کی کامگاری سے محروم رہے اگر مکے والوں کا ہم سے سوال ہُوا کہ کس طرح کی کامگاری لے کر آئے ہو، اہلِ اسلام کے اموال اور محصور سے محروم لوٹے ہو۔ ہمارا معاملہ اہلِ مکہ کے آگے ہلکا ہوگا۔ سردارِ عسکر ڈرا کہ اہلِ مکہ کا اُس سے کڑا سلوک ہوگا۔ اس لئے کہ اہلِ مکہ کے سارے علمدار گھائل ہوکر مارے گئے۔ اہلِ مکہ کا سوال ہوگا کہ سارے علمداروں کو ہلاک کرا کے آئے ہو اور دعوے دار ہو کہ کامگار لوٹے ہو۔ اس لئے اُس کا ارادہ ہُوا کہ وہ معمورۂ رسول لوٹ کر حملہ آور ہو۔ اسی ارادے سے وہ راہ کے اک مرحلے سے عسکر کو لے کر لوٹا اور روحاء آکر رُکا۔

ادھر اللہ کا رسول اللہ والوں کے عسکر کو لے کر اللہ کے سہارے معمورۂ رسول سے راہی ہُوا اور حمراء الاسد آکے ٹھہرا۔ اُدھر مکے کا اک آدمی اسی راہ سے سوئے مکہ راہی ہُوا اور عسکرِ اسلامی کے احوال سے آگاہ ہوکر روحاء کی راہ سے رواں ہُوا۔ وہ آدمی روحاء آکر گمراہوں کے سردار سے ملا اور اُس کو اطلاع دی کہ رسولِ اکرم کے ہمراہ عسکرِ اسلامی گمراہوں سے معرکہ آرائی کے ارادے سے رواں ہوکر حمراء الاسد آکر رُکا ہُوا ہے اور کسی لمحہ گمراہوں کے عسکر کے لئے حملہ آور ہوگا۔

گمراہوں کے دلوں کو اللہ والوں کا ڈر اس طرح طاری ہُوا کہ وہ حواس گم کر کے وہاں سے سوئے مکہ دوڑے اور اللہ والوں سے معرکہ آرائی کے ارادے سے محروم ہوئے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کو اطلاع ملی کہ گمراہوں کا عسکر حوصلہ ہار کے روحاء سے سوئے مکہ راہی ہُوا۔ اللہ کا رسول عسکرِ اسلام کو لے کر سوئے معمورۂ

رسول لوٹا اور اس طرح معرکۂ اُحد کا معاملہ مکمل ہُوا۔ معرکۂ اُحد کے سارے احوال اور معاملوں سے علمائے اسلام کو طرح طرح کے اسرار و حکم حاصل ہُوئے اور رسول اکرمؐ کے دلدادوں کی دُعائے وصالِ اللہ سے ہاں کوئی ہُوئی اور اللہ والوں کے دل کی وہ آس مکمل ہوئی کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کے لئے لڑکر اللہ کے گھر کو راہی ہوں۔

سالِ سوم کے دُوسرے احوال

ودائعِ مکّہ کے سالِ سوم معرکۂ اُحد اور دُوسرے مسطورہ احوال کے علاوہ اور کئی احوال ہُوئے۔ اسی سال عمرِ مکرّم کی لڑکی[1] سے رسولِ اکرمؐ کی عروسی کا معاملہ ہُوا اور وہ مُسلموں کی ماں اور رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی عروس ہوکر رسول اللہؐ کے گھر آئی۔ اس طرح عمرِ مکرّم کو اک اور اکرام مِلا کہ وہ رسولِ اکرمؐ کے سُسر ہوئے۔

اس کے علاوہ اسی سال ماہِ صوم کو علی کرمہٗ اللہ کے ہاں وہ لڑکا[2] مولود ہُوا کہ آگے کئی سال اُدھر اہلِ اسلام کا امام ہُوا۔

اسی سال ماہِ صوم سے اگلے ماہ "ماءِ سکر"[3] اہلِ اسلام کے لئے حرام ہُوا۔ اس طرح ودائعِ مکّہ کا سالِ سوم مکمل ہُوا۔

---

[1] ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سنہ ۳ھ کے ماہِ شعبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہُوا۔ (سیرتِ مصطفےٰ بحوالہ طبری ص [illegible]) [2] حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اسی سال ماہِ رمضان المبارک میں پیدا ہوئے۔ (حوالۂ بالا بحوالہ طبری) [3] "ماءِ سکر" شراب: شراب کی حرمت سنہ ۳ھ میں ہوئی۔

والدِ سلمہؓ کی مُہم

معرکۂ حمراء الاسد سے لَوٹ کر سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم ڈھائی ماہ معمورۂ رسول ٹھہرے رہے اور ہمدموں اور مددگاروں کو اسلامی احکام و اعمال کا درس مِلا۔ معمورۂ رسول کے اُمور کی اصلاح ہُوئی۔

ماہِ محرم الحرام کی آمد ہُوئی۔ ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو اطلاع مِلی کہ طلحہ اور سلمہ[2] آمادہ ہُوئے کہ وہ اولادِ اسد[3] کو اُکسا کر معمورۂ رسول کے لئے حملہ آور ہوں۔

والدِ سلمہ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا حکم ہُوا کہ وہ لوگوں کو ہمراہ لے کر اُس گروہ کے لئے راہی ہو اور طلحہ و سلمہ کے معاملے کو طے کر کے لَوٹے۔ والدِ سلمہ اس مہم کے عَلمدار ہُوئے اور راہیٔ اسلام کے رسالے کو لے کر معمورۂ رسول سے رواں ہُوئے۔ رسولِ اکرمؐ کے سرکردہ ہمدم اور مددگار اس مہم کے ہمراہ رہے اور والدِ سلمہ کے حکم کے عامل ہُوئے۔ والدِ سلمہ ساعی ہُوئے کہ گروہِ اعداء اس رسالے کی آمد سے لاعلم رہے۔ اس لئے عام راہوں سے ہٹ کر دُوسری راہ سے رواں رہے اور سارے مراحل طے کر کے وہاں آئے۔ مگر طلحہ اور سلمہ کو عسکرِ اسلامی کی آمد کی اطلاع کسی طرح ہو گئی۔ اہلِ اسلام کے حملے

---

[1] حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ۔ [2] طلحہ بن خویلد اور سلمہ بن خویلد۔ طبقات ابنِ سعد میں نام طلحہ دیا گیا ہے۔ اصح السیر اور تاریخ اسلام میں بھی طلحہ ہے مگر سیرت مصطفیٰ میں اس کو طلیحہ لکھا ہے یہ وہی طلحہ ہیں۔ جو بعد میں اسلام لائے۔ پھر مرتد ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر تائب ہُوئے۔ [3] بنی اسد

کا ڈر دلوں کو طاری ہُوا۔ وہ اس طرح حواس گم کر کے وہاں سے دوڑے کہ صدہا مال و املاک وہاں رہ گئے۔ اہلِ اسلام کو وہاں آکر معلوم ہُوا کہ گروہِ اعداء حوصلہ ہار کر راہ سے الگ ہُوا۔ اعداء کے سارے اموال و املاک اہلِ اسلام کو ملے۔ اس طرح اس مہم کو سر کر کے والدِ سلمہ وہاں سے اہلِ اسلام کے رسالے کو لے کر سُوئے معمورہ لوٹ آئے اور وہاں آکر رسولِ اکرمؐ کو سارے احوال کی اطلاع دی۔

اِک عدوّ اللہ کی ہلاکی[1]

اسی ماہ اک اور مہم رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے ارسال ہُوئی۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اطلاع ملی کہ رسول اللہ کا اک عدو[2] لوگوں کو اکٹھا کر کے اہلِ اسلام سے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہُوا ہے۔

اک مددگارِ رسول کو حکم ہُوا کہ سُوئے اعداء رواں ہو اور اس عدو کے حوصلوں کو سرد کر کے لوٹے۔ وہ مددگارِ رسول اُٹھے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول اگر اُس سردار کا کوئی حال معلوم ہو اُس سے آگاہ کرو۔ کہا کہ اُس گروہ کا سردار اس طرح کا آدمی ہے کہ اگر اُس سے ملو گے لامحالہ اُس سے دل کو ڈر لگے گا۔ کہا* اے رسول اللہ! وہ ہماری ہی طرح کا آدمی ہے، اُس سے کس طرح ڈروں گا۔ کہا۔ ہاں! اُس سے مل کر دل کو ڈر طاری ہو گا۔

وہ مددگارِ رسول رسول اللہ کی دُعا لے کر معمورۂ رسول سے راہی ہُوئے اور اُس گروہ کے مصر آکر ٹھہرے۔ اُس مصر آکر معلوم ہُوا کہ وہاں اک آدمی ہے کہ

---

[1] یہ مہم سریہ عبداللہ بن انیس کے نام سے مشہور ہے۔ [2] خالد بن سفیان ہذلی۔ اس کے بارے میں آپ نے حضرت عبداللہ بن انیس سے فرمایا کہ تم اس کو دیکھو گے تو ڈر جاؤ گے اور تمہیں شیطان یاد آ جائے گا۔

سارے شہر کے لوگ اُس کے گرد ہوتے اور اِدھر اُدھر کے گرد ہوں کے لئے وہ آدمی مکرم رہا۔ مددگارِ رسول آگے آکر لوگوں سے ملے اور اُس آدمی کے احوال معلوم ہوئے۔ مددگارِ رسول اُس سردار کے آگے آئے۔ اک دم مددگارِ رسول کا دل اُس آدمی کے ڈر سے اس طرح معمور ہوا کہ اس کا رواں رواں ہول اُٹھا۔[1] مگر مددگارِ رسول حوصلہ کرکے اُس کے ہمراہ ہوئے اور اُس سے کلام کا سلسلہ ہوا۔ وہ آدمی مددگارِ رسول کے کلام سے ملائم ہوا کہا کہ۔

"کہاں سے آئے ہو؟"

کہا۔ "معلوم ہوا ہے کہ اہلِ اسلام سے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہوئے ہو۔ سو اسی لئے اس مصر آکر ٹھہرا ہوں۔ اسی طرح وہ سردار مددگارِ رسول سے ساری راہ ہمکلام رہا۔ راہ کے اک اک محل اور اک اک موڑ سے اس کے لوگ اُس سے الگ ہو کر گھروں کو لوٹے۔ وہ ہر دو رواں رہے اور اُس سردار کے گھر کے آگے آکھڑے ہوئے۔ وہ محل لوگوں کی رسائی سے الگ رہا۔ مددگارِ رسول معاً حملہ آور ہوئے اور اُس سردار کا سر کاٹ کر ہمراہ لے کر وہاں سے دوڑے۔ لوگوں کو سارا حال معلوم ہوا، وہ مددگارِ رسول کے لئے دوڑے۔ مگر وہ مددگارِ رسول کہساروں کی آڑ لئے ہوئے سوئے معمورۂ رسول راہی رہے اور اس طرح ساری راہ کے کڑے مراحل طے کرکے معمورۂ رسول آگئے۔ حرمِ رسول آکر رسول اللہ سے ملے۔ اُس کی آمد سے مسرور ہوکر رسولِ اکرمؐ دعاگو ہوئے کہ

"رو ئے مددگار کامراں ہو"

مددگارِ رسول آگے آئے اور کہا۔

---

[1] حضرت عبداللہ بن انیس کا بیان ہے کہ جب میں اس کے شہر بطن عرنہ پہنچا تو اس کو دیکھ کر مجھ پر ایسا ڈر طاری ہوا کہ میں پسینے پسینے ہو گیا۔

(اخبار النبی ترجمہ طبقات ابن سعد صفحہ ۲۹۳ ۔ ج ۱)

سارے مصر کے لوگ اُس کے گرد ہوئے۔ "رُو ئے رسول کامراں[1] ہو۔"

اور اس عدو اللہ کا سر لے کر رسول اللہ کے آگے آئے اور سارا حال کہا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اس مددگار کی اس کارکردگی سے مسرور ہوئے۔

عصائے رسولؐ کی عطاء

رسول اکرمؐ عصائے مسعود لے کر آگے آئے اور اُس مددگار کو وہ عصائے رسول عطا ہوا اور کہا۔

"دارالسلام آکر اس عصائے رسول کے سہارے وہاں کی راہبری کرو گے اور وہاں اس طرح کے لوگ کم ہوں گے کہ عصاء کو لے کر راہرو ہوں[2] گے۔"

وہ مددگار اس عصائے رسول کو لے کر کمال مسرور ہوئے اور کہا کہ۔

"اے اللہ کے رسول وہ عصاء اللہ کے آگے مرا گواہ ہوگا۔"

وہ مددگارِ رسولؐ اُس عصاء کو لے کر گھر آئے اور ساری عمر اُس عصاء کو دل سے لگا کر رکھا اور گھر والوں کو حکم ہوا کہ اگر مرا وصال ہو، اس عصائے رسول کو مرے ہمراہ درگور کر کے مٹی دو۔ اُس مددگار کے گھر والے اس حکم کے عامل ہوئے۔ اللہ ہم سارے لوگوں کو اللہ اور اُس کے رسول کے احکام کا اسی طرح عامل کرے اور ہم رسول اللہ کے دلداروں کے ہمراہ لحد سے اُٹھ کر دارالسلام کے لئے راہی ہوں۔

گمراہوں کا اِک اور دھوکا

اگلے[3] ماہ مکہ مکرمہ کے گمراہوں کے سکھائے ہوئے اولادِ اسد کے حامی[4] اک گروہ

---

[1] حضرت عبداللہ بن انیس فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے مجھے دیکھا تو فرمایا تیرا چہرہ فلاح پا گئے۔ میں نے بھی جواب میں کہا یا رسول اللہؐ آپ کا چہرہ بھی فلاح پائے۔ (طبقات ابن سعد ترجمہ اردو صفحہ ۴۱۳) [2] آپؐ نے ارشاد فرمایا تختصر بھذہ فی الجنۃ فان المتخصرین فی الجنۃ قلیل "اس عصاء کو پکڑ کر جنت میں چلنا، جنت میں عصاء کو لے کر چلنے والا کوئی کم ہوگا۔ (سیرت مصطفیٰ) [3] واقعہ ربیع الاول ۴ھ میں پیش آیا [4] بنو اسد کے برادر قبیلہ عضل و قارہ کے آدمی آئے۔

کے کئی لوگ معمورۂ رسول آئے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم سے مل کر کہا کہ ہمارا سارا گروہ حصولِ اسلام کے لئے آمادہ ہے۔ اس لئے رسول اللہؐ کے حکم سے اسلام کے معلّم ہمراہ ہوں اور رواں ہوں اور وہاں آکر ہمارے گروہ کو اسلامی احکام اور کلامِ الٰہی سکھا کر اللہ کے آگے کامگار ہوں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کے حکم سے دس آدمی گمراہوں کے ہمراہ راہی ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ کے مددگار عاصمؓ کو اس گروہ کی سرداری ملی معمورۂ رسولؐ سے وہ لوگ رواں ہوئے اور کوسوں دُور راہ کے اک مرحلے آکر رُکے۔ وہاں گمراہوں کے آدمی رسولِ اکرمؐ سے کئے ہوئے عہد سے رُوگرداں ہوئے اور اُٹھ کر حامی گروہ کے لوگوں کو مدد کے لئے صدا دی۔ حامی گروہ کے دو سو آدمی اللہ والوں کی ہلاکی کے ارادے سے آگے آئے۔ اہلِ اسلام کو احساس ہوا کہ ہم سارے لوگوں سے دھوکا ہوا ہے۔ مددگارِ رسول عاصمؓ کے حکم سے سارے لوگ اک کوہسار کی آڑ لے کر کھڑے ہوئے۔ اور اللہ کے سہارے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ گروہِ اعداء کے لوگ آئے اور کہا کہ ہمارا عہد ہے کہ اگر ہمارے ہمراہ آؤ گے، ہلاکی سے دُور رہو گے۔ مگر مددگارِ رسول کی صدا آئی کہ ہم اللہ کے عدو کے عہد سے دُور ہی رہے۔ مددگارِ عاصمؓ اللہ سے دُعاگو ہوئے۔

"اے اللہ! رسول اللہؐ کو ہمارے حال سے آگاہ کر دے"[1]

اللہ کا حکم ہوا، مددگارِ رسول عاصمؓ کی دُعا سے اللہ کے رسول کو وحی کے واسطے سے سارے حال کی اطلاع دی گئی اور رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کے ہمدموں اور

---

[1] حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دُعا کی "اَللّٰھُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا رَسُوْلَکَ" (اے اللہ اپنے رسول کو ہمارے حال کی خبر کر دے"

(سیرت مصطفیٰ بحوالہ بخاری صـ۳۰۲ ج ۱)

مددگاروں کو رسول اللہ سے اُسی لمحہ اس حال کی اطلاع[1] ملی۔ اس طرح مددگارِ رسولؐ
اُس کے اک کم آٹھ ہمراہی گمراہوں سے دل کھول کر لڑے اور اللہ اور اُس کے رسول
کے ہاتھوں ولدادہ اللہ کے گھر کو سدھارے۔

وہ سہ مسلم کہ وہاں رہ گئے[2]، گمراہوں کے عہد کا سہارا لے کر گمراہوں کے ہمراہ
ہوئے اور محصور کئے گئے۔ سوئے مکہ مکرمہ راہی ہوئے۔ راہ کے اک مرحلے آکر اک
محصور[3] عالم کسی طرح رہا ہو گئے۔ آمادہ ہوئے کہ وہاں سے راہی ہوں۔ مگر گمراہوں
کے اک حملے سے اُسی محل گھائل ہو کر گرے اور اللہ کے گھر کو سدھار گئے۔

رسولِ اکرمؐ کے دو ولدادہ[4] محصور کر کے مکہ مکرمہ لائے گئے۔ گمراہوں کے لوگ
مکہ مکرمہ کے مالداروں سے ملے اور ہر دو کو وہاں کے مالداروں کو مول دے کر
لوٹے۔ اس طرح ہر دو مسلم مکہ والوں کے محصور[5] ہو گئے۔

ہر دو اللہ والوں کا حوصلہ

ہر دو مددگاروں سے اک عالم کو اُس کا مالک حدودِ
حرم سے آگے لا کر آمادہ ہوا کہ اُس کو والد کے
حملے ہلاک کرے۔ اہلِ مکہ کو معلوم ہوا۔ وہ حدودِ حرم سے آگے اس محل آکر اکٹھے
ہو گئے۔ اہلِ مکہ کا سردار لوگوں کے ہمراہ وہاں آکر کھڑا ہوا اور کہا۔ اے رسول
کے ولدادہ! ہم سے معاملہ کر لو کہ اگر دل کو گوارہ ہو۔ وہ معاملہ کر کے اس الم اور
دکھ سے رہائی حاصل کر کے گھر لوٹو اور گھر والوں سے مل کر مسرور رہو۔ مگر اس کے

---

[1] ابوداؤد طیالسی کی روایت ہے کہ وحی کے ذریعے اس کی اطلاع آنحضرت کو ہوئی اور آپ نے صحابہ کو اس کی اطلاع دی (سیرت مصطفیٰ بحوالہ بخاری صفحہ ۲۴۳ ج ۱) [2] حضرت عبداللہ بن طارق، زید بن دثنہ اور خبیب بن عدی رضی اللہ عنہم مشرکین کی پناہ کے وعدہ پر بھروسہ کر کے ٹیلے سے نیچے اتر آئے۔ [3] حضرت عبداللہ بن طارق کسی طرح رہا ہو گئے مگر ایک مشرک نے ایک پتھر کی سِل پھینک کر ماری اور وہ شہید ہو گئے۔ (ابن سعد صفحہ ۳۹) [4] حضرت زید بن دثنہ اور حضرت خبیب بن عدی۔ [5] صفوان بن امیہ نے حضرت زید کو اپنے باپ کے قتل کے عوض قتل کرنے کے لئے خریدا۔ حضرت خبیب بن حارث بن عامر کے بیٹوں نے اپنے باپ کے خون کے بدلے قتل کرنے کے لئے خریدا۔ (سیرت مصطفیٰ صفحہ ۲۶ ج ۱)

صلے ہم محمد (صلی اللہ علی رسولہ وسلم) کو حاصل کر کے اُس کو مار کر مسرور ہوں۔

دلدادۂ رسول اس احساس سے ہی کراہ اُٹھے اور کہا کہ "اے اللہ کے عدو واللہ!
ہمارے لئے مکروہ ہے کہ ہم گھر لوٹ کر گھر والوں کے ہمراہ ہوں اور اس کے صلے اللہ
کے رسول کو اک سوئی لگے۔

وہ سردارِ مکہ اس کلام کو سموع کر کے کہہ اُٹھا کہ " واللہ! محمد کے ہمدموں اور
مددگاروں کی طرح کوئی کس کا مددگار ہو گا؟"

مآلِ کار مکے والوں کا حکم ہُوا کہ اس کو مار ڈالو اور مکے والوں کے حکم سے
اک مملوک کھڑا ہُوا اور اک وار کر کے اُس مددگارِ رسول کو مار ڈالا۔

ہلاک ہُوئے وہ لوگ کہ اللہ اور اُس کے رسول کے عدو ہُوئے اور کامگار ہو
گئے وہ اللہ والے کہ اللہ کی راہ کی ہلاکی گوارا کی، مگر رسولِ اکرمؐ کے محکم مددگار رہے۔
اللہ کا سلام ہو اس مددگارِ رسول کو کہ روح و دل ہار کر اور اللہ اور اُس کے رسول
کے لئے سر کٹا کر دارالسلام کو راہی ہُوا۔ مگر اس امر سے دُور رہا کہ رسولِ اکرمؐ کو کوئی
معمولی دُکھ دے۔ واللہ ہمارا مالک ہے اور ہر اک اُسی کے گھر لوٹے گا۔

دُوسرے دلدادۂ رسول کا معاملہ

دُوسرے دلدادۂ رسول کا معاملہ اس طرح ہُوا کہ وہ محصور ہو کر اک گمراہ[۲] کے

---

[۱] جب حضرت زیدؓ کو شہید کرنے کے لئے حدودِ حرم سے باہر تنعیم لائے تو ابوسفیان نے حضرت زیدؓ سے پوچھا۔
کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم کو آزاد کر دیا جائے اور تم اپنے اہل و عیال کے ساتھ خوش رہو اور تمہاری جگہ ہم محمدؐ
کی گردن مار دیں۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا واللہ ہمیں تو یہ بھی پسند نہیں کہ ہم آزاد ہو کر اپنے اہل میں ہوں اور آنحضرتؐ کو
وہاں رہتے ہُوئے کانٹا بھی لگے۔ اس پر ابوسفیان نے اعتراف کیا کہ میں نے کسی کو ایسا مخلص اور محب نہیں
پایا جیسا اصحابِ محمد، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو محبوب رکھتے ہیں۔ [۲] حضرت خبیبؓ کو حارث کے بیٹوں نے
خریدا تھا۔ ان پر اطمینان و سرور کی عجیب کیفیت طاری رہتی تھی۔ (ابن سعد و صحیح بخاری)

*

مگر اک عرصہ رہے اور اس طرح مسرور رہے کہ ہر دُکھ اور الم اُس اللہ والے سے دُور رہا۔ ہر دم اللہ واحد کی حمد و دُعا سے دل کو مسرور رکھا۔ مآلِ کار اک عرصہ اُدھر اُس ولدادۂ رسول کے لئے اس گمراہ کی رائے ہوئی کہ وہ اس کو حدودِ حرم سے آگے لاکر سولی دے دے۔ لوگوں کو اس ارادے کی اطلاع دی۔ لوگ اکٹھے ہوئے اور اُس اللہ والے کو ہمراہ لے کر حدودِ حرم سے اُدھر آگئے۔ ولدادۂ رسول کو احساس ہوا کہ اُس کا لمحۂ وصال آ لگا ہے اور ہر طرح کا ڈر اس سے الگ رہا اور اُس کا رُوئے مکرّم مسکراہٹ سے مرصّع رہا۔ اللہ والوں کا دل اللہ کا گھر ہے۔ وہاں اللہ کے سوا کسی اور کا ڈر کہاں؟ اللہ سے وصال کا احساس اک سرمدی سرور سے کرطاری ہوا اور لوگوں سے کہا کہ لوگو! اگر گوارا کرو اس لمحۂ وصال اللہ کے آگے رکوع کر کے اور سر کو ٹکا کر اس کی حمد و دُعا کرلوں۔ لوگوں کی آمادگی حاصل کرکے "عمادِ اسلام" کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کے آگے سر ٹکا کر دُعا گو رہے۔[1]

روح و دل کو اللہ کی حمد و دُعا سے مسرور کر کے اُٹھے اور کہا کہ لوگو! دل کا اصرار رہا کہ اللہ کی اس حمد و دُعا کو طول[2] دوں۔ مگر اک احساس آڑے ہوا کہ کہو گے ولدادۂ رسول اس لمحۂ وصال سے ڈر رہا ہے۔ اس لئے لوگو اُٹھو اور اس ولدادۂ رسول کو سُولی دو۔ اس طرح کہہ کر اللہ سے دُعا کی کہ:

"اے اللہ! گمراہوں کو اک اک کر کے مار ڈال"[3]

مآلِ کار اہلِ مکّہ کے حکم سے اُس اللہ والے کو سُولی دے دی گئی۔

(ہم سارے دن کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اُسی کے گھر لوٹے گا)

---

[1] حضرت خبیب بن عدیؓ کو جب سولی دینے لگے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں چنانچہ آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور سلام پھیر کر مشرکین سے کہا کہ میں نے نماز کو اس لئے طویل نہیں کیا کہ تم سمجھو میں موت سے خوف کر ایسا کر رہا ہوں۔ (ابن سعد و سیرت مصطفیٰ صـ ۲۰۹)

[2] —

[3] حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں دُعا کی: اللّٰھم احصھم عددا واقتلھم بددا ولا تبق منھم احدا (اے اللہ ان کو ایک ایک کر کے مار ڈال اور کسی کو نہ چھوڑ) (بحوالہ بالا)۔

ولدِ عمروالساعدی کی مہم

اسی ماہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے اک اور مہم ارسال کی گئی۔ اس مہم کا حال اس طرح ہے کہ اک صحرائی رہبر[1] سے اک گمراہ عامر ولد مالک حرمِ رسول آکر رسولِ اکرمؐ سے ملا۔ رسولِ اکرمؐ اُس سے ملے اور امرِ اسلام اُس کے آگے رکھا اور کہا کہ اسلام اللہ واحد کی راہ ہے۔ اس لئے کلمۂ اسلام کہہ کر اسلام لے آؤ۔ مگر عامر رُکا رہا اور کہا کہ اسلام کے معلّموں کو ہمارے ہمراہ کر دو کہ وہ گروہ ہمارے مصر آکر احکامِ اسلامی کا علم لوگوں کو دے اور لوگ اسلام لا کر اُس کے حامی ہوں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا کلام ہُوا کہ ہم کو اس مصر کے لوگوں سے ڈر ہے کہ اہلِ اسلام سے دھوکہ کر کے اہلِ اسلام کے عدو ہوں گے۔ عامر ولدِ مالک کا رسول اللہؐ سے وعدہ ہُوا کہ اگر اہلِ اسلام سے کوئی دھوکہ ہُوا وہ اہلِ اسلام کے ہر حال حامی و مددگار ہوں گے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ اسلام کے معلّموں کا اک رسالہ عامر کے ہمراہ راہی ہو۔ ولدِ عمر الساعدی کو اس گروہ کی سرداری کا حکم ہُوا۔ اس طرح رسولِ اکرمؐ کی رائے سے ساٹھ اور دس ماہر علماءِ اسلام عامر کے ہمراہ معمورۂ رسول سے راہی ہوئے۔

وہ لوگ معمورۂ رسول سے راہی ہو کر راہ کے مراحل طے کر کے اولادِ عامر کے اک مصر آکے رُکے۔ اُدھر ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ مددگارِ

---

[1] اہلِ نجد میں سے عامر بن مالک ابو براء آیا۔ یہ واقعہ قصۂ بیرِ معونہ کے نام سے مشہور ہے۔ (محمد ولی آر) ؂

حرامؓ[1] رسول اللہ کا اک مراسلہ لے کر اولادِ عامر کے سردار کو لا کر دے۔ وہ مددگار معمورۂ رسول سے راہی ہوئے اور اس گروہ سے اولادِ عامر کے اک مرد آ کر ملے۔ رسول اللہ کا مراسلہ لے کر وہ مددگارِ رسول اُس سردار کے آگے آئے، مگر وہ مردود مراسلہ لے کر اُٹھا اور اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور اک آدمی کو حکم ہوا کہ وہ اس مددگار کو مار ڈالے۔ اس طرح اُس سردار کے حکم سے مددگارِ رسول حرامؓ وہاں مار ڈالے گئے۔ وہ سردار اُٹھا اور اولادِ عامر کے لوگوں سے کہا کہ اسلام کے سارے معلموں کو مار ڈالو۔ مگر عامر ولد مالک آڑے ہوا اور کہا کہ رسول اللہ سے مرا عہد ہے کہ اسلام کے معلموں کا حامی ہوں گا۔ اولادِ عامر اس گروہ سے اہلِ اسلام کی راہ سے الگ رہے۔ مگر وہ مردود سردار دوسرے گروہوں کی امداد سے اہلِ اسلام کے لئے حملہ آور ہوا اور اللہ والوں کے اس گروہ کو حملہ کر کے مار ڈالا۔

عامر ولد مالک کو اس امر سے کمال دکھ ہوا کہ وہ رسولِ اکرمؐ سے وعدہ کر کے مامور ہوا کہ وہ ہر طرح اہلِ اسلام کا حامی ہو گا۔ علماء سے مروی ہے کہ وہ اسی دکھ کے احساس سے اُسی ماہ راہیٔ ملکِ عدم ہوا۔ اسلام کے وہ سارے معلم اس طرح دھوکے سے مارے گئے۔ مگر دو آدمی اللہ کے حکم سے سالم رہے۔ ولد محمد اور عمروؓ[2]۔ عمرو کی رائے ہوئی کہ سوئے معمورۂ رسول راہی ہوں کہ رسول اللہؐ کو اس حال کی اطلاع ملے۔ مگر دوسرے مددگار کی رائے ہوئی کہ رسول اللہ کو اس حال کی اطلاع کسی طرح ہو رہے گی۔ ہم اللہ کے اعداء سے معرکہ آرا ہوں اور دوسروں کی طرح اللہ کی راہ کے لئے

---

[1] حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ بنو عامر کے سردار عامر بن طفیل کے نام آنحضرتؐ کا مراسلہ لے کر تشریف لے گئے۔ عامر بن طفیل، عامر بن مالک کا بھتیجا تھا۔ عامر بن مالک کو صحابہ کرام کی شہادت کا اتنا دکھ ہوا کہ وہ اسی غم میں اسی مہینے مر گیا (طبقات ابن سعد)

[2] حضرت منذر بن محمد اور حضرت عمرو بن امیہ ❖

لڑکر دارالسلام کے حامل ہوں۔ ہر دو حملہ آور ہوئے۔ اک دلدادۂ رسول[1] اسی محل لڑکر اللہ کے گھر کو سدھارا اور دوسرا[2] محصور ہوا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو اس سارے حال کی اطلاع ملی اور رسول اللہؐ کو کمال دُکھ اور ملال ہوا۔ علماء سے مروی ہے کہ رسول اللہ سارے ماہ گمراہوں کے اُس گروہ کی رسوائی اور ہلاکی کے لئے دُعا گو رہے اور اہلِ اسلام کے ہمراہ عمادِ اسلام کے لئے کھڑے ہو کر گمراہوں کی ہلاکی کی دُعا کی[3] اور رسولِ اکرمؐ کو اک عرصہ اس حال کا صدمہ رہا۔

عمرو کو محصور کر کے عامر گھر لوٹا اور مددگارِ رسول عمرو کے موئے سر کاٹ کر اُس کو رہائی دی اور کہا کہ اے عمرو اس لئے رہا ہوا ہے کہ مری والدہ کا عہد اللہ سے رہا کہ وہ اک مملوک کو رہا کرے گی۔ عمرو وہاں سے رہا ہو کر سوئے معمورۂ رسول لوٹ آئے اور وہاں آکر رسولِ اکرمؐ کو اس کی اطلاع دی۔

علمائے اسلام سے مروی ہے کہ ہمدمِ مکرم کے رہا کردہ مملوک عامر[4] اسی مہم کے ہمراہ رہے اور اعدائے اسلام سے لڑ کر مارے گئے۔ اس اللہ والے سے اللہ کا معاملہ دوسروں سے الگ ہوا۔ وہ مُردہ سوئے سماء اُٹھائے گئے اور گمراہوں کا سردار عامر اس حال کا گواہ ہوا۔ وہ راوی ہے کہ وہ لمحہ کہ عامر گھائل ہو کر گرے او دارالسلام

---

[1] حضرت منذر بن محمد نے فرمایا کہ شہادت کے اس موقع کو کیوں کھوئیں، مشرکین سے لڑ کر وہیں شہید ہوئے (سیرت مصطفیٰ ج ۲ ص ۲۲۵)

[2] حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری عامر بن طفیل کے قیدی ہو گئے۔ اس نے اُن کے سر کے بال کاٹ کر رہا کر دیا کیونکہ اس کی ماں نے نذر مانی تھی کہ ایک غلام کو آزاد کرے گی۔ (حوالۂ بالا) [3] تمام علماء متفق ہیں کہ آنحضرتؐ نے بیر معونہ کے اس المناک واقعہ کے بعد فجر کی نماز میں رکوع کے بعد کھڑے ہو کر حفاظ کے قاتلوں پر بددعا اور لعنت کی۔ صحیح روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کبھی آپ نے اس قسم کی دُعا نہ کی تھی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اس کے بعد بھی اس قسم کا قنوت آپ نے کبھی نہ کیا۔ ایک ماہ تک دُعائے قنوت پڑھتے رہے اور پھر ترک کر دی۔ (اصح السیر و سیرت مصطفیٰ ج ۲ ص ۲۲۶)

[4] حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ۔ یہ وہی صحابی ہیں جو غارِ ثور کے دورِ قیام میں بکریاں وہاں لاتے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دودھ دیتے تھے۔ اپنے وقت کے اولیاء میں سے تھے۔

کو سدھارے۔ وہ مردہ سوئے سما اُٹھائے گئے۔[1]

وہ گمراہ کہ عامر کے لئے حملہ آور ہوا، راوی ہے کہ ادھر اُس کو گھاؤ لگا اور اُدھر اُس کی صدا آئی کہ "واللہ کامگار ہوا ہوں[2]" حملہ آور اس کلام کی مُراد سے لاعلم رہا کہ وہ کس طرح کی کامگاری ہے کہ وہ گھائل ہو کر گر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کامگار ہوا ہوں۔ اک عالم سے وہ سارا حال کہا۔ کہا کہ عامر کی مُراد کامگاری سے دارالسلام کا حصول ہے۔ حملہ آور اس حال کو مسموع کر کے اُسی دم کلمۂ اسلام کہہ کر مسلم ہوا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ساٹھ اور دس دلدادہ کلامِ الٰہی کے ماہر رہے اور اس طرح گمراہوں کے دھوکے سے وہ سارے کے سارے دارالسلام کو راہی ہوئے۔ اس سے اہلِ اسلام کو اک دھچکا لگا۔ مگر اللہ کے ارادوں کے اسرار اور حکم کا علم اللہ ہی کو ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کی روایت ہے کہ میں نے اس شخص (عامر بن فہیرہ) کو قتل ہونے کے بعد خود دیکھا کہ اُس کی لاش آسمان کی طرف اُٹھائی گئی اور زمین و آسمان کے درمیان معلق رہی اور پھر زمین پر رکھ دی گئی۔ (سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۲۱۳)

[2] حضرت عامر بن فہیرہ کے قاتل جبار بن سلمٰی کا بیان ہے کہ جیسے ہی میں نے اُن کے نیزہ مارا اور نیزہ ان کے پیٹ میں گھسا۔ اُن کی زبان سے نکلا "فزت واللہ" خدا کی قسم میں کامیاب ہوا۔ اُن کو تعجب ہوا۔ حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا کہ اُن کی مُراد یہ ہے کہ جنت کو پالیا۔ میں یہ سُن کر مسلمان ہو گیا۔ (ابن سعد و سیرتِ مصطفیٰ حوالۂ بالا)

دوسرے اسرائلی گروہ[۱] سے معرکہ

رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے وہ مددگار کہ گمراہوں کے گروہ کے سردار عامر سے رہا ہو کر سُوئے معمورۂ رسول راہی ہُوئے۔ وہ راہ کے اک مرحلے آ کر رُکے، وہاں سے اولادِ عامر کے دو آدمی ہمراہ ہولئے۔ اس مددگارِ رسول کا ارادہ ہُوا کہ وہ ہر دو کو مار ڈالے کہ اس گروہ کے سردار کے دھوکے سے سارے اہلِ اسلام دارالسلام کو راہی ہوئے۔ راہ کے اک محل آ کر وہ ہر دو کے لئے حملہ آور ہُوئے اور ہر دو کو مار ڈالا۔ مگر معاملہ اس طرح ہُوا کہ ہر دو آدمی رسول اللہ کے معاہد رہے اور رسولِ اکرمؐ کا ہر دو لوگوں سے عہد رہا۔ مددگارِ رسول عمرو اس معاہدے کے معاملے سے لاعلم رہے۔ معمورۂ رسول آ کر رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے سارا حال کہا۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اولادِ عامر کے ہر دو لوگوں کا حال معلوم ہو کر دُکھ ہُوا اور کہا کہ ہم کو اللہ کا حکم ہے کہ ہر دو لوگوں کا "مالِ دم" ادا ہو۔ اس لئے کہ ہر دو سے ہمارا معاہدہ رہا۔ اسی حکم کی رُو سے ہر دو لوگوں کا "مالِ دم" ارسال ہُوا۔

دوسرا اسرائلی گروہ اولادِ عامر کا حامی و معاہد رہا۔ اس لئے معاہدۂ اوّل کی رُو سے اسرائلی گروہ ماسور ہُوا کہ "مالِ دم" کا اک حصّہ وہ ادا کرے۔ دوسرے اسرائلی گروہ کی طرح وہ گروہ دل سے رسول اللہؐ اور اہلِ اسلام کا عدو رہا اور سدا ساعی

---

[۱] غزوۂ بنو نضیر۔ بنو عامر بنی عامر کے حلیف تھے اس لئے میثاقِ مدینہ کی رُو سے خوں بہا اور دیت کا کچھ حصّہ اُن کے ذمّے آتا تھا۔ اسی حصّے کی بابت بات چیت کرنے کے لئے آپؐ وہاں تشریف لے گئے تھے۔

رہا کر اسلام کی راہ رُک گئے۔

مآلِ کار رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم "مالِ دم" کے اُس حصّہ کے لئے ہمدموں اور مددگاروں کے ہمراہ اُس گروہ کے محلّے آئے اور وہاں کے لوگوں سے "مالِ دم" کی ادائگی کے لئے کہا۔ وہ لوگ صُوری طور سے آمادہ ہوئے کہ وہ اس "مالِ دم" کے حصّے کو ادا کر کے مسرور ہوں گے۔ مگر دل سے مکّاری کے لئے آمادہ ہوئے۔

رسول اللہ سے الگ ہو کر اکٹھے ہوئے اور طے ہوا کہ رسول اللہ کو دھوکے سے کسی طرح مار کر اس معاملے سے الگ ہوں۔ رسولِ اکرمؐ اک محل کے سائے وہاں رُکے رہے کہ وہ لوگوں سے "مالِ دم" کا حصّہ لے کر معمورۂ رسول کے لئے راہی ہوں۔ اُدھر طے ہوا کہ کوئی آدمی اُس محل کے کوٹھے آئے اور وہاں سے اک مرمر کی سِل اس طرح گرا دے کہ وہ رسول اللہ کے سر کو آ لگے۔ اک اسرائلی عالم سلام[۲] اُٹھا اور کہا کہ لوگو! اس کام سے الگ رہو، وہ اللہ کا رسول ہے، اس کو وحی سے اِس ارادے کا علم ہو کر رہے گا۔ مگر وہ لوگ اُسی طرح اَڑے رہے اور اُسی رائے کو طے کر کے اُٹھے۔

اُدھر ہادئ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کو وحی کے واسطے سے گروہ کے اس مکروہ ارادے کا علم ہوا۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم وہاں سے اس طرح اُٹھے کہ معلوم ہو کہ کسی کام سے اُٹھے اور وہاں سے معمورۂ رسول آ گئے[۱] اور رسول اللہؐ کے سارے ہمراہی اُسی محلّے رُہ گئے۔

---

[۱] بنو نضیر نے بظاہر تو آمادگی ظاہر کی کہ وہ خوشی سے دیت ادا کریں گے مگر خفیہ طور پر طے کیا کہ رسول اللہ جس محل کی دیوار کے سائے میں بیٹھے ہیں اُس محل کے اُوپر سے کوئی آدمی بڑا پتھر لڑھکا دے تا کہ نصیبِ دشمناں آپؐ دب کر مر جائیں۔ [۲] یہودی عالم سلام بن مشکم نے کہا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اُنہیں ضرور معلوم ہو جائے گا۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۲۱۵ ج ۲) ←

سارے ہمدم و مددگار اس امر سے لاعلم رہے اور اک عرصہ وہاں رُکے رہے، مگر اک عرصہ ٹھہر کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔ گروہ کے لوگوں کو معلوم ہُوا کہ اللہ کا رسول سارے حال سے مُطلع ہُوا ہے۔ اصرار ہُوا کہ "مالِ دم" کا معاملہ کرلو۔ مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کا کلام ہُوا کہ ہم کو اس گروہ کے وعدے کا حال معلوم ہے۔

معمورۂ رسول لوٹ کر ہمدموں اور مددگاروں کو اُس گروہ کے اس مکروہ ارادے کی اطلاع دی اور محمد ولد مسلمہ کو حکم ہُوا کہ وہ اُس گروہ کے محلّے کے لئے راہی ہو اور کہہ دے کہ رسول اللہ کا حکم ہے کہ وہ سارا گروہ آدھے ماہ کے عرصہ کے اِدھر سارے اموال و املاک لے کر معمورۂ رسول سے راہی[۱] ہو اور اگر وہ اس حکم کے عمل سے عاری رہے اور اس لمحۂ موعود کے آگے کوئی آدمی وہاں رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے حکم سے اُس گروہ کا ہر آدمی ہلاک ہوگا۔

محمد ولد مسلمہ حکمِ رسول لے کر وہاں گئے۔ سارے گروہ کے لوگ ڈر سے اور آمادہ ہُوئے کہ کسی دُوسرے مصر کے لئے راہی ہوں۔ مگر "مکاروں" کے گروہ کے سردار ولدِ سلول سے امداد کا وعدہ ملا کہ وہ سارا گروہ لے کر اُس گروہ کا حامی ہوگا اور اُس کی مدد کرے گا اور دُوسرے گروہوں کو آمادہ کرے گا کہ وہ ہمراہ ہو کر اہلِ اسلام سے معرکہ آرا ہوں۔[۲]

---

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے بنو نضیر کو مہلت دی کہ وہ دس دن کے اندر اندر مدینہ منورہ خالی کر کے جلاوطن ہو جائیں۔ بعض روایات میں ہے کہ پندرہ دن کی مہلت دی گئی۔

[۲] عبداللہ بن ابی سلول نے اُن لوگوں کو کہلا بھیجا کہ وہ جلاوطنی سے انکار کر دیں اور ہم بنو قریظہ کو تمہاری مدد کے لئے لے آئیں گے۔ (اصح السیر)

اس وعدے سے اُس گروہ کا حوصلہ ہوا ہُوا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے کہا کہ ہم سے کوئی سلوک کر لو۔ امر محال ہے کہ ہم معمورۂ رسول سے الگ ہوں۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ سرکردہ مددگار اور ہمدم اکٹھے ہوں۔ سارے لوگوں سے کہا کہ وہ گروہ لڑائی کے لئے آمادہ ہے اور معاہدے سے روگرداں ہُوا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ اہلِ اسلام لڑائی کے لئے آمادہ ہوں۔

اسرائلی گروہ کا محاصرہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے کئی سو لوگ اس مہم کے لئے اکٹھے ہوگئے۔ اک مددگار کو حکم ہُوا کہ وہ معمورۂ رسول کے امور کے والی ہوں اور عسکرِ اسلامی کا علم علی کرمہ اللہ کو دے کر حکم ہُوا کہ اُس گروہ کے محلّے کے لئے راہی ہوں۔

اُدھر اسرائلی گروہ کو معلوم ہُوا کہ عسکرِ اسلام حملہ آور ہو رہا ہے۔ وہ ڈر کر گھروں اور محلّوں کے کواڑ لگا کر محصور ہو گئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے عسکرِ اسلامی سارے محلّے کا محاصرہ کر کے وہاں رُکا رہا۔

کئی علماء سے مروی ہے کہ اس محاصرے کا سلسلہ کوئی آدھے ماہ رہا اور مکاروں کا گروہ اہلِ اسلام کے ڈر سے اُس گروہ کی امداد سے الگ رہا۔ اسرائلی گروہ کے سرکردہ لوگوں کی آس ٹوٹ گئی کہ کوئی گروہ اس کی امداد کے لئے آئے گا۔ دوسرے اس محاصرے سے وہ کمال ہراساں حال ہُوئے۔ اس لئے گروہ کے لوگوں کی رائے ہوئی کہ رسول اللہ کے حوالے ہو کر معمورۂ رسول سے

راہی ہوں اور کسی دوسرے شہر آکر وارد ہوں ۔

محلوں کے در کھلے اور گروہ کے سرکردہ لوگ آگے آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم سے دعاگو ہوئے کہ اس گروہ سے رحم کا سلوک ہو ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کا حکم ہوا کہ اسلحہ کے سوا وہ اموال کہ اک سواری لاد سکے ہمراہ لے کر معمورۂ رسولؐ سے راہی ہوں[1]۔

وہ لوگ سائل ہوئے کہ سارے گھروں کو مسمار کر کے راہی ہوں ۔ اس طرح وہ سارا گروہ دو سو کم آٹھ سو سواری کے ہمراہ معمورۂ رسولؐ سے راہی ہو کر دو سو کوس دور اس شہر[2] آکر ٹھہرا کہ وہاں اس گروہ کے کئی سو لوگ اول ہی آکر وارد ہوئے ۔ اس طرح اہلِ اسلام کو اس گروہ کے مکروہ ارادوں سے رہائی ملی ۔ محمد ولد مسلمہ اس محلے کے والی ہوئے ۔ اس گروہ کا سارا اسلحہ اہلِ اسلام کو ملا ۔

اس معرکے سے حاصل کردہ سارے اموال اللہ کے حکم سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم ہی کے لئے ہوئے[3]۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم مددگاروں سے ہمکلام ہوئے اور کہا کہ اے مددگاروں کے گروہ ! اگر سارے لوگوں کی رائے ہو، اس معرکے سے حاصل کردہ اموال معمول کی طرح سارے ہمدموں اور مددگاروں کو حصہ مساوی سے ادا کر دوں اور اگر رائے ہو

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو مہلت دی کہ اسلحہ کے علاوہ جو مال اونٹ لاد سکیں وہ ساتھ لے لو ۔ (طبقات ابن سعد صہ ۱۰ ج ۲) [2] بنو نضیر مدینہ منورہ سے جلاوطن ہو کر "خیبر" میں آکر مقیم ہوئے ۔ غزوۂ خیبر ان ہی لوگوں سے ہوا ۔ (سیرت مصطفیٰ)

[3] غزوۂ بنو نضیر کے مالِ غنیمت تمام کے تمام آنحضرت صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم ہی کے لئے خاص رہے ۔ اس میں خمس وغیرہ نہیں نکالا گیا (ابن سعد صہ ۴۰۲) ❊

سارے ہمدموں کو دے دوں کہ وہ آسودہ حال ہوں اور مددگاروں کے گھروں سے الگ ہوں۔

سارے مددگار کھلے دل سے آمادہ ہوئے اور کہا۔

"اے رسول اللہ! وہ سارے اموال ہمدموں کو دے دو اور وہ معمول کی طرح ہمارے ہمراہ رہ کر ہمارے اموال کے الگ حصہ دار ہوں۔"

مددگاروں کے اس عمدہ سلوک سے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم مسرور ہوئے اور دعا دی کہ۔

"اے اللہ! مددگاروں کو اور مددگاروں کی اولاد کو رحم الٰہی کا حامل کر[1]۔"

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا دی: اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَاَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ (اے اللہ! انصار اور انصار کی اولاد پر رحم فرما۔)

(سیرت مصطفیٰ ص ۷۱۲ ج ۱)

رسولِ اللہ کا اِک اَور معرکہ

اسرائلی گروہ کے معاملے کو طے کرکے رسولِ اکرمؐ اِک ماہ سے سوا معمورۂ رسول ہی ٹھہرے رہے۔ اسرائلی گروہ کا معرکہ اس سال کے ماہِ سوم کو ہُوا۔ اگلے ماہ اطلاع ملی کہ اِک صحرائی مصر کے کئی گروہ اکٹھے ہوکر لڑائی کے لئے آمادہ[1] ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ کا ارادہ ہُوا کہ وہ اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر گروہوں سے معرکہ آرائی کے لئے راہی ہوں۔ اس لئے رسول اللہ کے داماد اور اسلام کے حاکمِ سوم[2] کو حکم ہُوا کہ وہ معمورۂ رسول کے والی ہوں اور کوئی آٹھ سو[3] اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر اس مصر کے لئے راہی ہوں۔ راہ کے مراحل طے کرکے اس مصر آئے، مگر اعداء کو اوّل ہی عسکرِ اسلامی کی آمد کی اطلاع مل گئی اور وہ تو صد پارہ کر اِدھر اُدھر ہو گئے۔

امام مسلم راوی ہُوئے کہ رسولِ اکرمؐ اِک سائے دار محل آکر آرام کے لئے سو گئے۔ وہاں اِک گمراہ کسی طرح آ کھڑا ہُوا اور حسام لے کر کھڑا ہُوا اور کہا کہ کہو! ہمارے اس حملے سے کس طرح رہا ہو گے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کھڑے ہُوئے اور کہا کہ اللہ ہم کو اس حملے سے رہا کرے گا۔ اس کلامِ رسول سے اُس کو ڈر طاری ہُوا اور اُس کی حسام ڈر سے گر گئی۔ رسول اللہ آگے آئے اور وہ حسام اُٹھا لی اور کہا کہ

---

[1] غزوۂ ذات الرقاع۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ اس کو ذات الرقاع اس لئے کہتے ہیں کہ لوگوں کے اس غزوے میں چلتے چلتے پاؤں پھٹ گئے تھے اور مسلمانوں نے پاؤں کو کپڑے لپیٹ لئے تھے۔ (سیرت مصطفیٰ ص۲۱۱ ج ا) [2] معلوم ہُوا کہ نجد کے قبیلے بنی محارب اور بنی ثعلبہ مقابلہ کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں (حوالۂ بالا) [3] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [4] بعض روایات میں تعداد چار سو اور بعض میں سات سو بھی ہے۔

"دیکھو کوئی ہے کہ ہمارے اس حملے سے دُور رکھے ؟"

وہ گمراہ کمال ڈرا، مگر رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم سے عمدہ سلوک ملا اور وہاں سے رہا ہو کر گھر کو دوڑا۔

علماء کی رائے ہے کہ وہ گھر آکر مسلم ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے دو دلدادہ مامور ہوئے کہ درّہ کوہ کے آگے مسلح ہو کر کھڑے ہوں کہ اُدھر سے گمراہوں کے حملے کا ڈر دُور ہو۔ عمارؓ[1] اور عماد اس کام کے لئے درّہ کوہ آکر کھڑے ہوئے اور طے ہوا کہ آدھا عرصہ اک آدمی سوئے اور دُوسرا رکھوالی کرے۔ اسی طرح اوّل آدمی سو کر اُٹھے اور رکھوالی کرے اور دُوسرا سوئے۔

عمار اوّل سو گئے اور عماد رکھوالی کے لئے کھڑے ہو گئے اور دل سے کہا کہ "عمادِ اسلام" ادا کر کے اللہ سے حمد و دُعا کروں۔ عمادِ اسلام کے لئے کھڑے ہو گئے۔

اُدھر اعدائے اسلام کے کئی سہام کار[2] آئے۔ عماد کو اک سہام مارا مگر وہ محوِ حمد و دُعا رہے۔ دوسرا سہام آکر لگا، مگر وہ اسی طرح محوِ حمد و دُعا رہے۔

مآلِ کار عمادِ اسلام کو مکمل کر کے ہمراہی عمار کو صدا دی کہ "اُٹھو گھائل ہُوا ہوں، اس سہام کو الگ کرو۔"

عمار اُٹھے، عماد لہولہو ہو گئے۔ مگر عماد کو کہاں گوارا کہ وہ اللہ کی

---

[1] حضرت عمار بن یاسر اور حضرت عماد بن بشر رضی اللہ عنہم۔ (سیرت مصطفیٰ صـ۲۱۸ ج ۱)

[2] سہام کار: تیر انداز ،،

محدودِ دُعا وے سے دُور ہو کر "سہام" کے گھاؤ اور اُس کے الم کے لئے محو ہوں [1]

اگلی سحر ہوئی اور رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اہلِ اسلام کو لے کر سُوئے معمورۂ رسول راہی ہوئے۔

[1] حضرت عبّاد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نماز کی نیّت باندھ لی۔ مشرکین میں سے کسی نے تیر چلایا جو نشانہ پر لگا، مگر وہ نماز میں مشغول رہے۔ کافر نے دُوسرا تیر مارا۔ پھر بھی نماز جاری رکھی۔ جب تیسرا تیر لگا تو اندیشہ ہوا کہ کہیں دشمن حملہ نہ کر دے اور پہرہ دینے کا مقصد ہی فوت ہو جائے۔ اس لئے نماز مختصر کر کے ساتھی کو جگایا۔ دیکھا کہ خون جاری ہے پوچھا کہ پہلے ہی تیر پر کیوں نہ جگا دیا؟ فرمایا کہ میں قرآنِ کریم کی ایک سورت پڑھ رہا تھا۔ مجھے اچھا نہ لگا کہ اس کو قطع کر کے نماز پوری کر لوں۔ خدا کی قسم! اگر رسول اللہ کے حکم کا خیال نہ ہوتا تو نماز مکمل ہونے سے پہلے میری جان ختم ہو جاتی۔ (سیرتِ مصطفیٰ صہ ۲۱۹ بحوالہ طبری)

معرکۂ موعد[1]

معرکۂ اُحد کے احوال کے ہمراہ مسطور ہُوا کہ گمراہوں کا سردار اہلِ اسلام کو دھمکی دے کر سوئے مکّہ راہی ہُوا کہ وہ اگلے سال اُسی محل آکر معرکہ آرا ہوگا کہ دہاں معرکۂ اوّل ہُوا۔ اُس سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کا وعدہ ہُوا کہ وہ اگلے سال عسکرِ اسلامی کو لے کر وہاں کے لئے راہی ہوں گے۔

معرکۂ اُحد کو اک سال مکمل ہُوا۔ اُدھر مکّے والوں کا سردار آمادہ ہُوا کہ لڑائی کے اُس وعدے کا معاملہ کسی طرح لڑائی سے الگ رہ کر ہی طے ہو۔ سارے گروہوں کو لکھا کہ معرکۂ اوّل کو اک سال مکمل ہُوا۔ اس لئے سارے مل کر مکّہ مکرمہ آؤ کہ معرکہ آرائی کے لئے راہی ہوں۔ کئی گروہ مسلّح ہو کر لڑائی کے ارادے سے مکہ مکرمہ آگئے۔ مکّے والوں کا سردار اک دوسرے گروہ کے سردار ولدِ مسعود[2] سے ملا۔ اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) سے معرکۂ اُحد کے سال ہمارا وعدہ ہُوا کہ ہم وہاں آکر معرکہ آرا ہوں گے۔ مگر اس سال گراں سالی[3] ہے۔ اس لئے ہمارا ارادہ ہے کہ اس سال لڑائی کا معاملہ سرے سے الگ ہو۔ اگر اہلِ اسلام کو معلوم ہُوا کہ ہماری آمادگی لڑائی کے لئے کم ہے وہ مسرور ہوں گے کہ ہم لڑائی سے ڈر گئے۔ اس لئے اک کام کرو کہ محمود رسول کے لئے راہی ہو اور وہاں رہ کر لوگوں

---

[1] غزوۂ اُحد سے لوٹتے وقت ابوسفیان نے دھمکی دی تھی کہ اگلے سال بدر میں لڑائی ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے وعدہ فرمالیا تھا۔ اس لئے اس غزوہ کو غزوۂ بدر الموعد یا بدر ثانی کہتے ہیں۔ [2] نعیم بن مسعود الاشجعی ۔ [3] مکّہ مکرمہ میں وہ خشک سالی کا زمانہ تھا ۔

کو ہمارے اسلحہ اور ہمارے عدد کا حال ہر آدمی سے اس طرح کہو کہ سارے لوگوں کے دلوں کو ہمارا ڈر طاری ہو اور وہ ڈر کر معرکہ آرائی کے ارادے سے الگ ہوں۔ سردارِ مکہ کا وعدہ ہُوا کہ وہ اس کے صلے اُس کو اموال دے کر مسرور کرے گا۔

وہ سردار اس کام کے لئے معمورۂ رسول کے لئے راہی ہُوا اور وہاں آکر لوگوں سے طرح طرح کے احوال کہہ کر رائے دی کہ اس سال مکے والوں سے معرکہ آرائی کے ارادے سے دُور رہو۔ اس سے لوگوں کو معمولی ہراس ہُوا۔ مگر معاً ہی اللہ کی امداد کے احساس سے دل معمور ہُوا اور کہا کہ :۔

" اللہ ہمارے امور کا مالک ہے اور وہی سارے مددگاروں سے سوا ہمارا مددگار ہے[1] "

ہمدم گرامی عمر رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کے آگے آئے اور اطلاع دی کہ لوگ مکے والوں کے احوال معلوم کر کے اس طرح ہراساں ہو گئے۔ رسول اکرمؐ اُٹھے اور کہا کہ :۔

" کوئی حال ہو، اللہ کا رسول اس معرکے کے لئے لامحالہ راہی ہو گا "

اس آمادگیٔ رسول کو معلوم کر کے اللہ والوں کے حوصلے سوا ہو گئے اور وہ ہر طرح آمادہ ہُوئے کہ رسول اللہ کے ہمراہ ہوں۔ اس طرح سو کم سولہ سو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کے ہمراہ ہُوئے۔ ولد رواحہ رسول اللہ کے حکم سے

---

[1] نعیم بن مسعود الاشجعی مدینہ منورہ آکر رہا اور وہاں رہ کر لوگوں میں مکے والوں کی طاقت و شوکت کا خوب چرچا کیا۔ مگر مسلمانوں کے دل اور پکے ہو گئے اور اس پر اُن کا ایمان اور بڑھ گیا اور حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہہ کر اس غزوے کے لئے تیار ہو گئے۔ قرآن کریم کی اس بارے میں آیات نازل ہُوئیں جن میں صحابہ کرام کی مدح اور جھوٹی خبریں پھیلانے والوں کے لئے وعید آئی ہے۔

(سیرت مصطفیٰ صہ ۲۲۱ ج ۱)

معمورۂ رسول کے والی ہوئے اور عسکرِ اسلامی رسول اللہ کے ہمراہ معمورۂ رسول سے راہی ہوا۔ علی کرمہ اللہ کو اس عسکرِ اسلامی کا علَم ملا۔

اُدھر گمراہوں کے سردار کو معلوم ہوا کہ عسکرِ اسلامی ہر طرح لڑائی کے لئے آمادہ ہے، وہ دو سو اور اٹھارہ سو لوگ ہمراہ لے کر مکہ سے رواں ہوا۔ مگر اُس کا دل لڑائی کی آمادگی سے عاری رہا۔

راہ کے اک مرحلے آکر رُکا اور کہا کہ گراں سالی سے ہمارا حال اوّل ہی گراں ہے اور اس لڑائی سے حال اور دگرگوں ہو گا۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ لڑائی سے الگ رہو اور اسی مرحلے سے گھروں کو لوٹ لو۔ عسکر کے دوسرے لوگ اُس کے ہم رائے ہوئے اور اُسی مرحلے سے سوئے مکہ مکرمہ لوٹ گئے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اہلِ اسلام کو لے کر معرکۂ اوّل کے محل آئے اور اک عرصہ وہاں رُکے رہے۔ مگر احساس ہوا کہ مکے والے حوصلہ ہار گئے۔ اس لئے عسکرِ اسلامی کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول آ گئے۔

اس طرح اللہ کے رسول کا وعدہ مکمل ہوا کہ ہم اگلے سال معرکہ آرائی کے لئے راہی ہوں گے اور مکے والے اس وعدے سے روگرداں ہو گئے۔

معرکۂ دُومہ[1]

اس معرکے کا اسم دُومہ اس لئے ہوا کہ مصر حمص کے اُدھر دومہ اسم کا اک حصار ہے۔ وہاں گمراہوں کے کئی گروہ لڑائی کے ارادے سے اکٹھے ہوئے۔ ہادیٔ اکرمؐ کو اس کی اطلاع ملی۔ رسولِ اکرمؐ دس سو دلدادہ لوگوں کو ہمراہ لے کر سوئے

---

[1] اس غزوے کو دومۃ الجندل کہتے ہیں، شہر حمص کے قریب دومۃ الجندل ایک قلعے کا نام ہے (طبقات ابن سعد) ۱۲

حمص راہی ہوئے، مگر گمراہوں کو اطلاع ہو گئی کہ عسکرِ اسلامی معمورۂ رسول سے راہی ہو کر دُومر آ رہا ہے۔ وہ عسکرِ اسلامی کی آمد سے اُدھر ہی گاؤں گوٹوں سے راہی ہو کر دُوسرے امصار کو راہی ہوئے۔ ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم عسکرِ اسلامی کے ہمراہ دُومر آ کر ٹھہرے۔ مگر ہر گروہ لڑائی کے حوصلے سے محروم رہا۔ رسولِ اکرمؐ اک عرصہ وہاں رُکے رہے اور اِردگرد کے گاؤں گوٹوں کو اہلِ اسلام کے کئی رسالے ارسال ہوئے۔ مگر اللہ کے رسولؐ کا ڈر دلوں کو طاری ہوا۔ اک آدمی گمراہوں کا محصور ہوا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے کلامِ الٰہی مسموع کر کے مُسلم ہوا۔ اس سے اطلاع ملی کہ سارے گروہ لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ مگر گروہوں کو اطلاع ملی کہ معمورۂ رسول سے اسلامی عسکر معرکہ آرائی کے ارادے سے رواں ہوا وہ سارے گروہ اس طرح ڈر گئے کہ سارے لوگ گاؤں گوٹوں سے راہی ہو کر دوسرے ممالک و امصار کو راہی ہو گئے[1]

اس طرح رسولِ اکرمؐ معرکۂ دُومر سے معمورۂ رسول لوٹ کر آئے[2] اور دُومر اور اُس کے اِردگرد کے سارے گروہوں کے حوصلے اک عرصہ کے لئے سرد ہو گئے۔

---

[1] وہاں اک سردار گرفتار ہو کر آیا۔ اس سے یہ تفصیل معلوم ہوئی (طبقات ابن سعد ص ۔۔ ج ۲)

[2] ابن سعد کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰ ربیع الثانی ۵ھ کو غزوۂ دومۃ الجندل سے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ (حوالۂ بالا) ⁂

گمراہوں سے اک اور معرکہ

اسی سال رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اک اور معرکے کے لئے رواں ہوئے[1]۔
ماہِ موسم سے اک ماہ اِدھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو اطلاع ملی کہ اک گروہ
کا سردار[2] اک عسکر کو ہمراہ کر کے آمادہ ہوا کہ وہ معمورۂ رسول آکر حملہ آور ہو۔ اک
دلدادۂ رسول اسلمی کو حکم ہوا کہ وہ اُس گروہ کا حال معلوم کر کے دوڑ کر معمورۂ رسول
لوٹے۔ دلدادۂ رسول اسلمی[3] اس معرکے کے لئے راہی ہوئے اور وہاں آکر سارے
احوال سے آگاہ ہو کر معمورۂ رسول لوٹے اور رسول اکرمؐ سے کہا کہ وہ گروہ لڑائی
کے لئے آمادہ ہو رہا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم ساعی ہوئے کہ اہلِ اسلام کا عسکر دوڑ کر اس
گروہ کے لئے حملہ آور ہو۔ عسکرِ اسلامی کے دو عَلَم ہوئے۔ اک ہمدموں کا عَلَم اور
دوسرا مددگاروں کا۔ ہمدموں کے عَلَمدار ہمدمِ مکرم ہوئے اور مددگاروں کا عَلَم مددگارِ
رسول سعد[4] کو ملا۔ عسکرِ اسلامی کے وسطی حصے کی سرداری ہمدمِ رسول عمر کو ملی، اس طرح
ہر طرح آمادہ ہو کر عسکرِ اسلامی معمورۂ رسول سے راہی ہوا۔ ہمدمِ مکرم کی لڑکی اور رسول
اللہ کی عروسِ مطہرہ رسول اللہ کے ہمراہ ہوئی۔

راہ کے اک مرحلے آکر گمراہوں کا اک آدمی ملا کہ عسکرِ اسلام کے احوال کے حصول

---

[1] غزوۂ مصطلق۔ اسی کو غزوۂ مریسیع بھی کہتے ہیں مصطلق بنی خزاعہ کے ایک شخص کا لقب تھا۔ (طبقات ابن سعد و سیرت مصطفےٰ صفحہ ج ۲۔ اس واقعہ کے بعد سیرت مصطفےٰ کے جتنے حوالے درج ہیں وہ سب جلد دوم سے لئے گئے ہیں۔ (محمد ولی)

[2] مصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار [3] حضرت بریدہ ابن الحصیب الاسلمی۔

[4] حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

کے لئے وہاں سے راہی ہوا ۔ اہلِ اسلام اس کو محصور کر کے رسولِ اکرمؐ کے آگے
لائے اور رسولِ اکرمؐ کے حکم سے اُس کو مار ڈالا ۔

اُدھر گمراہوں کو معلوم ہوا کہ ہمارا آدمی اہلِ اسلام کا محصور ہو کر راہیِ ملکِ
عدم ہوا اور معلوم ہوا کہ عسکرِ اسلامی دوڑ کر ادھر آ رہا ہے ۔ اُس سردار کے
حامی گروہ ڈر کر اُس سردار سے الگ ہوئے اور سردار کے آدمی اُس کے ہمراہ
رہ گئے ۔ عسکرِ اسلامی اس طرح دوڑ کر وہاں وارد ہوا کہ سردار کو لاعلم رکھ کر اُس
گروہ کے لئے حملہ آور ہوا ۔ معمولی لڑائی ہوئی اور مآلِ کار عسکرِ اعدا حوصلہ ہار
کر معرکہ گاہ سے رُوگرداں ہو کر دوڑا ، اعداء کے دس آدمی مارے گئے اور گروہ
کے دوسرے لوگ سارے کے سارے اہلِ اسلام کے محصور ہوئے ۔ گروہ کے
سارے اموال اہلِ اسلام[1] کو ملے ۔ علماء سے مروی ہے کہ اس معرکے سے گمراہوں
کے دو سو اُسرے محصور ہوئے ۔

اِک مملوکہ سے رسول اللہ کی عُروسی

دُوسرے محصوروں کے ہمراہ گروہِ اعداء کے سردار کی لڑکی محصور[2] ہو کر آئی اور
اک مددگارِ رسول کے حصے آ کر اُس کی مِلک ہوئی ۔ اہلِ اسلام کے ہمراہ رہی اور
اسلامی اطوار و سلوک سے اُس کا دل اسلام کے لئے مائل ہوا ۔ اُس کے مالک
مددگارِ رسول کا اُس لڑکی سے وعدہ ہوا کہ اگر وہ مال کا اک حصۂ معدود ادا
کر دے تو وہ اُس کو رہا کر دے گا ۔ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے

---

[1] اس غزوے میں مسلمانوں کو دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں اور دو سو گھرانے قید ہوئے ۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۔ ج ۲) [2] حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنو مصطلق کے سردار حارث کی لڑکی تھیں اور قیدیوں میں شامل تھیں اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں انہوں نے حضرت جویریہ سے مکاتبت کر لی تھی ۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۔ ج ۲) ✣

آگے آئی اور کہا کہ

"اے رسول اللہ! گروہِ اعداء کے سردار کی لڑکی ہوں اور محصور ہو کر عسکرِ اسلام کے ہمراہ آئی ہوں اور اک مددگارِ رسول کی ملک ہو گئی ہوں اُس کا وعدہ ہوا ہے کہ اگر اک حصہ مال کا اُس کو ادا کر دوں وہ ہم کو رہا کر دے گا۔

اے اللہ کے رسول! اللہ کا کرم اس مملوکہ کو حاصل ہوا اور دِل سے اسلام کے لئے آمادہ ہوں اور گواہ ہوں کہ اللہ واحد ہے اور محمد اللہ کا رسول ہے۔ اے اللہ کے رسول! مال سے محروم ہوں اور اللہ کے رسول سے امداد کا سوال لے کر آئی ہوں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اُس مملوکہ کے سارے احوال سے آگاہ ہوئے اور اُس سے کہا کہ اس مملوکہ سے مال کی ادائگی سے سوا عمدہ سلوک ہوگا[1] اگر راضی ہو اُس مددگار کو مال ادا کر دوں۔ اُس سے رہا ہو کر اللہ کے رسول کی عروس ہو کر اُس کے گھر آؤ۔ اُس مملوک کو اس عمدہ سلوک سے کمال سرور ہوا اور کہا کہ اے رسول اللہ! اس معاملے کے لئے آمادہ ہوں۔ اس طرح وہ اللہ والی رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کی عروس ہو کر رسول اللہ کے گھر آئی اور سارے مسلموں کی ماں ہوئی۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے ہمدموں اور مددگاروں کو معلوم ہوا کہ سردار کی لڑکی رسول اللہ کی اہل ہو گئی۔ احساس ہوا کہ گروہ کے سارے محصور رسولِ اکرم کے سسرالی ہو گئے۔ اس لئے سارے لوگوں کو جو کہ وہ معلوم ہوا کہ رسول اکرم

---

[1] آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتاتا ہوں، وہ یہ کہ تمہاری مکاتبت کا مال ادا کر دوں اور تم کو رہا کر کے تم کو اپنی زوجیت میں لے لوں۔ (سیرت مصطفیٰ صلی ۲۷۸)

کی سسرال اہلِ اسلام کی محصور ہو کر رہے۔ اس لئے سارے محصور رہا ہو گئے[1] اور محصورین سے کہا کہ لوگو! رسول اللہ کی سسرال ہو کر ہمارے لئے مکرّم ہو گئے ہو اس لئے رہا ہو کر گھروں کو لوٹو۔

اللہ اللہ! وہ لوگ کس طرح اللہ اور اُس کے رسول کے لئے مِٹ کر رہے کہ اہلِ عالم کو اک اُسوہ دے گئے کہ ہمدمی اور مددگاری کا معاملہ اس طرح کر کے ہر ہر لمحہ اس امر کے لئے ساعی رہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کا دل ہر طرح رسول اللہ کے مددگاروں اور ہمدموں سے مسرور رہے۔

معلوم رہے کہ اس معرکے کے لئے "مالِ کامگاری" کی طمع سے مکاروں کے گروہ کے لوگ رسولِ اکرمؐ کے ہمراہ رہے۔

اِک ہمدم اور اک مددگار کی لڑائی

راہ کے اسی مرحلے اک اور امر اس طرح ہُوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کو اس سے دکھ اور ملال ہُوا۔ ماءِ ظاہر کے کسی مسئلے کے لئے کسی مددگار اور کسی ہمدم کی لڑائی ہو گئی۔ ہمدم و مددگار اک دوسرے سے لڑے اور ہمدمِ رسول کی صدا آئی کہ

"اے ہمدمو! مدد کے لئے آؤ!"

اُدھر مددگار کی للکار مددگاروں کے لئے اُٹھی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کو وہ صدا مسموع ہوئی۔ کہا کہ

---

[1] صحابہؓ نے یہ گوارا نہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو قید رکھیں۔
(سیرتِ مصطفیٰ صـ ج ۲)

"وہ لاظموں کی سی صدا کہاں سے اُٹھی ؟"

لوگ آگے آئے اور کہا کہ اک ہمدم اور اک مددگار کی اک دُوسرے سے لڑائی ہو گئی ہے۔

کہا کہ

"اس طرح کے مکروہ معاملوں سے الگ رہو[1]"

مکاروں کا سردار ولدِ سلول اس لڑائی سے مسرور ہُوا اور کہا کہ سارے ہمدم ہمارے حاکم ہو گئے اور کہا کہ

"واللہ! معمورۂ رسول آکر عُلُوّ والا گروہ، رُسوا گروہ کو معمورۂ رسول سے دُور کر دے گا"

اُس کے اس مکروہ کلام کے لئے کلامِ الٰہی وارد ہُوا۔[2]

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو اُس کے اس مکروہ کلام کی اطلاع ہوئی عمرِ مکرم اُٹھے اور کہا کہ "اے رسول اللہ! اگر حکم ہو، اس مکار کو مار ڈالوں" حکم ہُوا کہ "اس ارادے سے دُور رہو۔ لوگوں کو اس کی اطلاع ہو گی، ہر آدمی کہے گا کہ اللہ کے رسول کا اُس کے مددگاروں سے اس طرح کا سلوک ہے۔ لوگوں کو اصل معاملے کا علم کہاں ہو گا ؟

اللہ اللہ! ولدِ سلول رسول اللہ کا مددگار کہاں ؟ اُلٹا ساری عمر عدو ہی رہا۔ مگر اس لئے کہ وہ رسول اللہ کے مددگاروں کے ہمراہ رہ کر مددگاروں ہی کی طرح رہا،

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا: دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ "ان باتوں کو چھوڑ دو بے شک یہ باتیں گندی اور بدبودار ہیں" (سیرت مصطفیٰ صہ ۲ ج ۲)

[2] عبداللہ بن ابی نے کہا خدا کی قسم! مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل ۔

اس لئے ہلاکی کے مآل سے دُور رہا۔ صالح لوگوں کی ہمراہی گو عُوری طور ہی سے سہی کامگاری کا سودا ہے۔

ولدِ سلول کا لڑکا کہ اوّل ہی سے اسلام لاکر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا مددگار رہا، اُس کو معلوم ہُوا، وہ اُٹھا اور والد کے آگے آ ڈٹا اور کہا کہ کہو کہ محمد (صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کا گروہ علو والا گروہ ہے اور اُس کے اعداء کا گروہ رسوائی والا گروہ ہے۔[1]

معمورۂ رسول آکر ولدِ سلول کا لڑکا رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے آگے آکر کھڑا ہُوا اور کہا کہ

"اے رسول اللہ! معلوم ہُوا ہے کہ ولدِ سلول کی ہلاکی کا حکم صادر ہو رہا ہے اگر اس طرح کا حکم ہو، اے رسول اللہ! اس مددگار سے کہو کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کے حکم سے والد کے سر کو کاٹ کر لائے۔"

مگر رسولِ اکرمؐ کا حکم ہُوا کہ اس سے عمدہ سلوک کرو۔

---

[1] حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی کو یہ قصہ معلوم ہوا تو وہ باپ کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اقرار کرو کہ آنحضرتؐ عزت والے ہیں اور تم ذلت والے ہو۔ (سیرتِ مصطفیٰ صلا ج۲) ٭

عروسِ مطہرہ کے لئے اک مکروہ کارروائی[1]

عسکرِ اسلام سوئے معمورۂ رسول راہی ہوا۔ معمورۂ رسول سے کئی کوس اِدھر اک مرحلے آکر رُکا۔ وہاں اک اور معاملہ اس طرح کا ہوا کہ اس سے اہلِ اسلام کو عموماً اور ہادئ کامل صلی اللہ علی رسولہ وسلم کو اہم طور سے دلی دُکھ اور صدمہ ہوا۔

رسولِ اکرمؐ کی عروسِ[2] مطہرہ اور ہمدمِ مکرم کی لڑکی سارا عرصہ رسول اللہ کے ہمراہ رہی۔ عروسِ مطہرہ کے لئے اک محمل الگ رہا۔ راہ کے اس مرحلے آکر عسکرِ اسلام رُکا۔ عروسِ مطہرہ کا ارادہ ہوا کہ عسکر کی وردِ گاہ سے دُور طہرہ[3] کے حصول کے لئے راہی ہو۔ محمل سے الگ ہو کر عروسِ مطہرہ وردِ گاہ سے سوئے صحرا راہی ہوئی۔ عسکرِ اسلامی کے لوگ اس امر سے لاعلم رہے کہ عروسِ رسول محمل سے الگ ہے۔

اِدھر عسکرِ اسلامی کو حکم ہوا کہ وہ اُس مرحلہ سے راہی ہو۔ لوگ آئے اور محمل کو اُٹھا کر سوار کرا کے الگ ہوئے اور لاعلم رہے کہ محمل عروسِ مطہرہ سے محروم ہے، اس طرح عسکرِ اسلامی وردِ گاہ سے سوئے معمورۂ رسول راہی ہوا۔

اُدھر عروسِ مطہرہ کو وہاں اس لئے اک عرصہ لگا کہ عروسِ مطہرہ کا اک ہار ٹوٹ کر گرا۔ اُس ہار کو اکٹھا کر کے وہاں سے وردِ گاہ لوٹ کر آئی۔

---

[1] واقعۂ افک   [2] ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

[3] طہرہ: پاکی، صفائی (المنجد) ام المومنین قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئی تھیں۔

وہاں اُکر معلوم ہُوا کہ عسکرِ اسلامی رواں ہُوا۔ دل کو آس رہی کہ رسولِ اکرمؐ کو اگلے مرحلے اُکر معلوم ہو گا۔ وہ وہاں سے اس وردودگاہ کے لئے راہی ہوں گے۔ اور وہ رسول اللہ کے ہمراہ سوئے عسکر رواں ہو گی۔ اُسی محل اک یدا اوڑھ کر سوگئی۔

اُدھر رسول اللہ کے دلدادہ ولدِ معطل مامور رہے کہ وہ عسکرِ اسلامی سے اک مرحلے اُدھر رہ کر راہی ہوں۔ اگر عسکرِ اسلامی کی وردودگاہ کسی کا مال رہے اُس کو اکٹھا کرکے اُس کے مالکوں کو لوٹائے، وہ راہ طے کر کے ادھر آئے۔ محسوس ہُوا کہ رسول اللہ کی عروسِ مطہرہ وہاں محوِ آرام ہے۔ صدا لگا کر کلامِ الٰہی کا اک حصّہ کہا۔ عروسِ مطہرہ اس صدا سے اُٹھی۔ ولدِ معطل سواری لے کر ادھر آئے کہ عروسِ مطہرہ سوار ہو اور وہاں سے الگ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ عروسِ مطہرہ سوار ہوئی اور ولدِ معطل سواری کے مہار لے کر آگے آگے رواں ہوئے کہ دوڑ کر عسکرِ اسلامی کے ہمراہ ہوں۔ اس طرح راہ کے مراحل طے کر کے عسکرِ اسلامی سے آملے۔

مکاروں کا گروہ کہ سدا اس امر کے لئے ساعی رہا کہ دھوکے اور مکاری کی راہ سے اہلِ اسلام کو رُسوا کرے۔ اُس کو معلوم ہُوا کہ عروسِ مطہرہ ولدِ معطل کے ہمراہ وردودگاہ سے آئی ہے۔ مردودوں کے دل مکروہ ارادوں سے معمور ہوئے۔ لوگوں سے مل کر عروسِ مطہرہ کی رسوائی اور سوءِ کردار کے لئے طرح طرح کی مکروہ کلامی کی اور ولدِ سلول سارے مکاروں سے سوا ساعی ہُوا کہ ولدِ معطل کے حوالے سے عروسِ مطہرہ کے سر کوئی امرِ مکروہ لگادے اور اس طرح سرورِ عالمؐ کا

لہ حضرت صفوان بن معطل نے بلند آواز سے إنا لله وانا اليه راجعون پڑھا اور اسی آواز سے ام المؤمنین کی آنکھ کھل گئی۔ (سیرت مصطفیٰ صلا ج ۲ ص ۲۰)

دل دُکھا کر مسرور ہو۔ عروسِ مطہرہ اس امر سے لاعلم رہی کہ کوئی مکروہ امر اُس کے سر لگا ہے۔ مگر اہلِ اسلام اک دوسرے سے اس معاملے کے لئے محوِ کلام رہے۔[1]

عسکرِ اسلامی رسول اللہ کے ہمراہ معمورۂ رسول لوٹا۔ لوگ اُسی طرح اُس معاملے کے لئے اک دوسرے سے محوِ کلام رہے۔ رسولِ اکرمؐ کو سارا حال معلوم ہوا اور معلوم ہوا کہ ولدِ سلول کی مساعی سے رسول اللہ کے کئی دلدادہ ولدِ سلول کے ہم رائے ہوگئے۔ رسول اللہ کے دل کو اس حال سے کڑا صدمہ ہوا اور اُس سارا عرصہ رسول اللہ کے ملول رہے۔ مگر دل کو آس رہی کہ اللہ کے حکم سے اس معاملہ کے لئے وحی آئے گی اور اس سے سارا حال معلوم ہوگا۔

عروسِ مطہرہ سے مروی ہے کہ اس معاملے سے وہ لاعلم رہی مگر رسولِ اکرمؐ کے سلوک سے دل کو کھٹکا لگا رہا کہ وہ گھر آکر دوسروں سے عروسِ مطہرہ کا حال معلوم کرکے لوٹ گئے اور عروسِ مطہرہ رسول اللہ کی ہمکلامی سے محروم رہی۔ اس سارا عرصہ رسول اللہ کا معمول اسی طرح رہا۔ مآلِ کار عروسِ مطہرہ کو اک مسلمہ امِ مسطح سے سارا حال معلوم ہوا۔ دل کو دھکا لگا اور اس طرح مسلسل روئی کہ محسوس ہوا اُس کا دل اس صدمے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے گا۔ وہ سارا عرصہ اسی طرح رو رو کر ملے ہوا۔ رسول اللہؐ سے کہا کہ اگر رائے ہو، والد کے گھر آکر اک عرصہ رہ لوں۔ رسول اللہ کی آمادگی سے والدِ مکرم کے گھر آئی۔ والدِ مکرم کو اوّل ہی سے سارا حال معلوم رہا، مگر عروسِ مطہرہ کو اس حال سے لاعلم رکھا۔ وہ گھر آئی اور والدہ سے رو کر سارا حال کہا۔ گھر والوں سے گلہ ہوا کہ سارا معمورۂ رسول اس حال سے آگاہ رہا اور وہ اس معاملے سے لاعلم رکھی گئی۔ والدِ مکرم روئے اور کہا کہ اللہ کا سہارا رکھو اور حکمِ الٰہی کی آس رکھو۔

---

[1] لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوتا رہا اور بعض مسلمان منافقوں کے اس دھوکے میں آگئے تھے۔

اُدھر رسولِ اکرم کے سارے ہمدم رسول اللہؐ کے اس دلی ملال سے دکھی ہیے اور ہمدم اُسامہ، ہمدم علی کرم اللہ اور ہمدم عمر سے رسول اللہ کو دلاسہ ملا۔ سارے لوگ ہم رائے ہوئے کہ عروسِ مطہرہ اس امرِ مکروہ سے دُور ہے اور وہ ہر طرح طاہر[1] و مطہر ہے۔ اسی طرح گھر کی مملوکہ[2] سے کہا کہ

"اے مملوکہ گواہ ہوئی ہو کہ اللہ کا رسول ہوں ؟"

کہا۔

"ہاں! اے رسول اللہ !"

کہا کہ

"ہم سے کہو کہ عروسِ مکرمہ کے کردار کا حال کس طرح ہے ؟"

مملوکہ آگے آئی اور کہا کہ

"واللہ! عروسِ مکرمہ سے ہر طرح کے امرِ مکروہ سے لاعلم ہوں۔ ہاں مگر وہ اک کم عمر لڑکی ہے اور آرام کی عادی[3] ہے"

اس طرح سارے لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علی رسولہ وسلم کو عروسِ مطہرہ کے عمدہ اور طاہر کردار کی گواہی ملی۔ رسولِ اکرمؐ حرمِ رسول آئے اور لوگوں سے ہمکلام ہوئے اور کہا۔

"اے مسلموں کے گروہ! کوئی ہے کہ ہماری اُس آدمی کے معاملے کے لئے مدد کرے کہ وہ ہم کو ہمارے گھروالوں کے معاملے سے دُکھ دے کر

---

[1] تمام صحابہؓ نے گواہی دی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ ہر بُرائی سے پاک ہیں۔ (سیرت مصطفیٰ صہ۲۱ ج۲)

[2] حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی بریرہ۔ [3] بریرہ نے کہا واللہ! میں نے عائشہؓ کی کوئی بات معیوب کبھی نہیں دیکھی۔ الّا یہ کہ وہ ایک کم سن لڑکی ہے اور گندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے۔ اور بکری کا بچہ آکر اسے کھا جاتا ہے۔

❖

مسرور ہُوا ہے۔ واللہ! اللہ کا رسولؐ گھر والوں سے سوائے عملِ صالح کے کسی اور امر سے لاعلم ہے اور وہ آدمی کہ اس معاملے سے موسوم ہُوا وہ امرِ صالح کے سوا ہر امر سے دور ہے[1]۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کا وہ کلام سُن کر کے سردارِ اوس سعدؓ کھڑے ہُوئے اور کہا کہ اے رسول اللہ! اس معاملے کی مدد کے لئے آمادہ ہوں۔ اگر وہ آدمی گروہِ اوس کا ہے، اُس کا سر کاٹ کر رکھ دوں گا اور اگر وہ ہمارے دوسرے گروہ سے ہے، ہم رسول اللہ کے حکم کے عامل ہوں گے۔ دوسرے گروہ کے سردار سعدِ دوم کو محسوس ہُوا کہ گروہِ اوس کے سردار کا دعوے کلام ہمارے لئے ہے۔ اس طرح ہر دو کا اک دوسرے سے مکالمہ ہُوا۔ رسولِ اکرمؐ کھڑے ہُوئے اور ہر دو گروہوں کو الگ کر کے گھر آ گئے۔

عروسِ مطہرہ سے مروی ہے کہ دن کے صدمے سے رو رو کر مرا حال دگر ہُوا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم گھر آئے اور اس طرح ہمکلام ہُوئے کہ اگر وہ اس معاملے سے الگ ہے۔ لامحالہ اللہ اس کی اطلاع دے گا اور اگر کسی غیر مکروہ کی عامل ہوئی ہے۔ اللہ سے دُعا کر کے اُس کے رحم کا سوال کرے اس لئے کہ آدمی اگر سوئے عمل کر کے اللہ سے کہہ دے اور دُعا کرے اُس کی دُعا کامگار ہے۔

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یامعشر المسلمین من یعذرنی من رجلٍ قد بلغنی اذاہ فی اہل بیتی فو اللہ ماعلمت علیٰ اہلی الا الخیر ولقد ذکروا رجلًا ماعلمت علیہ الا خیر۔ اے گروہِ مسلمین کون ہے کہ جو میری اُس شخص کے مقابلے میں مدد کرے جس نے مجھ کو میرے اہلِ بیت کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے۔ خدا کی قسم! میں نے اپنے اہل سے سوائے نیکی کے کچھ نہیں دیکھا اور اسی طرح اس شخص کا انھوں نے نام لیا ہے اس سے بھی سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔ (سیرتِ مصطفیٰؐ صفحہ ۲۷۲ ج ۲)

عروسِ مطہرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کے اس کلام کو مسموع کر کے والدِ مکرّم کے آگے آئی اور کہا کہ رسول اللہ سے اس معاملے کے لئے کلام کرو۔ مگر وہ ہر طرح کے کلام سے رُکے رہے۔ اسی طرح والدہ سے کہا، والدہ ہر طرح کے کلام سے الگ رہی[1]

عائل کا رسول اللہ سے کہا کہ

"اے رسول اللہ! اس معاملے سے ہر طرح الگ ہوں، مگر حاسدوں کی سعائی سے وہ معاملہ دلوں کو رسا ہوا ہے۔ اس لئے اللہ ہی اس معاملے کے لئے کوئی حکم وارد کرے گا۔"

کلامِ الٰہی کا وُرود

ہادیٔ کامل صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اُسی گھر رہے کہ سدا وحیٔ الٰہی کے احوال طاری ہوئے اور اللہ کے حکم سے کلامِ الٰہی وارد ہوا اور عروسِ مطہرہ کے لئے گواہ ہوا کہ وہ ہر طرح اس مکروہ معاملے سے الگ ہے۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کلامِ الٰہی حاصل کر کے اُٹھے، اُمڈے ہوئے مسعود مسکراہٹ سے مرصّع ہوا اور عروسِ مطہرہ سے کہا کہ

"مسرور ہو کر رہو کہ عروسِ مطہرہ کے لئے اللہ کی گواہی آگئی کہ وہ اس معاملے سے الگ ہے اور طاہرہ ہے۔"

---

[1] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ رسول اللہ کو میری طرف سے جواب دو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں، یہی جواب والدہ سے ملا۔ آخر خود ہی کہا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ میں بالکل بری ہوں، لیکن یہ بات آپ سب لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو گئی ہے اس لئے آپ میرا یقین نہیں کریں گے اور اگر اقرار کر لوں تو آپ اس کا یقین کریں گے حالانکہ میں بری ہوں اس لئے میں وہی کہتی ہوں جو یوسفؑ کے باپ نے کہا تھا۔

فصبرٌ جمیلٌ واللہ المستعان علیٰ ما تصفون ۔

عروسِ مطہرہ کو وہ اہم اکرام ملا کہ اُس کے لئے کلامِ الٰہی کا اک حصّہ وحی ہُوا۔ اور سدا سدا کے لئے عروسِ مطہرہ کے کردارِ اعلیٰ و طاہر کا گواہ ہُوا۔ اہلِ اسلام کو معلوم ہُوا کہ وحیٔ الٰہی سے سارا معاملہ طے ہُوا ہے۔ سارے اہلِ اسلام کے دل کھل اُٹھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہُوا کہ وہ مسلم کہ مکاروں کے ہم راہ ہو گئے۔ اس طرح کے لوگوں کو اَسّی دُرّے لگاؤ۔[1]

---

[1] حضرت حسان بن ثابت، حضرت مسطح ابن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم کو حدِ قذف میں اسّی اسّی دُرّے لگائے گئے۔

(زخ السیر، سیرتِ مصطفیٰ صـ ۲۹ ج ۲)

معرکہ سلع [1]

اس سے اوّل مسطور ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے اسرائلی گروہ معمورۂ رسول سے راہی ہوا اور وہاں سے دو سو کوس دُور اک مصر آکر ٹھہرا، مگر وہاں رہ کر وہ سارا گروہ اہلِ اسلام کا اُسی طرح حاسد رہا اور اُس کی سعی رہی کہ اہلِ اسلام سے معرکہ آرائی کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرے۔ اُس گروہ کا سردار [2] حیّی کئی سرکردہ لوگوں کو لے کر مکۂ مکرمہ آکر مکّے کے سرداروں سے مِلا اور کہا کہ اہلِ اسلام سے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ رہو۔ ہم ہر طرح مکّے والوں کے حامی اور مددگار ہوں گے۔

اسی طرح اسرائلی سردار حیّی اک دوسرے گروہ [3] کے سرداروں سے ملا اور اس کے سردار کو طمع دی کہ اگر وہ اہلِ اسلام سے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہوں ہمارے آدھے محاصل ہر سال اُس گروہ کو ادا ہوں گے۔

اُدھر مکّے کے گمراہوں کا سردار معرکۂ موعد کے سال لڑائی کے لئے رواں ہوا، مگر گراں سالی کا سہارا لے کر سوئے مکہ لوٹا۔ مگر وہ ہر لمحہ اس امر کے لئے ساعی ہوا کہ ملک کے سارے گروہوں کو اکٹھا کرکے اہلِ اسلام سے اک معرکہ اس طرح کا لڑے کہ

---

[1] کوہِ سلع مدینۂ منورہ کا وہ پہاڑ ہے جس کے آگے غزوۂ خندق میں خندق کھودی گئی۔

[2] یہودیوں کا عالم اور سردار حیّی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق اور سلام بن مشکم اس وفد میں شامل تھے۔ (جامع السیر و سیرت مصطفیٰ صفحہ ۳۰۳ ج ۲) [3] بنی غطفان کو لالچ دیا کہ خیبر کے نخلستانوں کی کھجوروں کی آدھی پیداوار ان کو ہر سال ملا کرے گی۔ (حوالۂ بالا)

اس ملک کے سارے گروہ مل کر معمورۂ رسول حملہ آور ہوں اور اسلام کے اُس حصار کو مسمار کر کے مسرور ہوں اور اس طرح اہلِ اسلام کی کمر ٹوٹ کر رہے۔ اسرائلی گروہ کی اس آمادگی سے وہ مسرور ہُوا اور طے ہُوا کہ اک عسکرِ طرار اس اہم معرکے کے لئے آمادہ ہو۔

اُدھر معمورۂ رسول کے اسرائلی گروہ[1] سے معاملے طے ہوئے کہ وہ وہاں رہ کر ہمارے حامی و مددگار رہیں۔ اس طرح اعدائے اسلام کے سارے گروہ اہلِ اسلام اور اسلام کی رسوائی کے لئے اکٹھے ہوئے اور سارا ملک لڑائی کے ولولے سے معمور ہُوا۔ اس طرح سارے گروہ مکہ مکرمہ آکر اکٹھے ہوگئے اور مٹی کے الٰہوں کے آگے عہد ہُوا کہ وہ اہلِ اسلام کو مٹا کر ہی سوئے مکہ راہی ہوں گے۔

اس طرح سردارِ مکہ مسلح گروہوں کے ٹڈی دل کو لے کر مکہ مکرمہ سے راہی ہُوا۔ گمراہی اور لاعلمی اور حسد و ہوس کی وہ کالی گھٹا سارے مکروہ ارادوں کو لے کر اُٹھی، اس طرح کا عسکرِ طرار اس سے آگے اس ملک کے لئے لامعلوم رہا۔ راہ کے دوسرے مراحل سے اعدائے اسلام کے گروہ اس ٹڈی دَل کے ہمراہ ہوئے اور ہر گروہ الگ علَم لہرا کر سوئے معمورۂ رسول راہی ہُوا۔ اس ٹڈی دَل کے سہارے ہر گروہ اس احساس سے مسرور ہُوا کہ اس سال اہلِ اسلام کے لئے وہ حملہ کاری ہوگا۔

اُدھر ہادیٔ اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم کو معلوم ہُوا کہ سارا ملک مکے والوں کا حامی ہو کر اُٹھ کھڑا ہُوا ہے اور گمراہوں کا وہ ٹڈی دَل کالی گھٹا کی طرح سوئے معمورۂ رسول رواں ہے۔

---

[1] مدینہ منورہ میں یہودیوں کا ایک قبیلہ جو قریظہ رہ گیا تھا، اُن سے خفیہ سازش کی وہ اُس وقت تک معاہدے سے کھلم کھلا مرکش نہ ہوئے تھے۔ (امام السیر، ابن سعد) ؏

ہمدموں اور مددگاروں کو اکٹھا کر کے رائے لی۔ سارے لوگوں کی رائے ہوئی کہ معمورۂ رسول رہ کر ہی اس ٹڈی دل سے معرکہ آرا ہوں۔

اک ہمدم[1] رسول کہ کسریٰ کے ملک سے آکر اسلام لائے۔ کھڑے ہوئے اور رائے دی کہ کوہِ سلع کے آگے اک گہری کھائی کی کھدائی کر کے معرکہ آرا ہوں کہ عسکرِ اعداء اُس کھائی کے اُدھر رُکا رہے گا اور اہلِ اسلام اِدھر رہ کر معرکہ آرا ہوں گے اس طرح معمورۂ رسول ہر صدمے سے دور رہے گا۔ سلع اور کھائی کا وسطی حصہ اہلِ اسلام کی ورود گاہ ہو۔ اس طرح گمراہوں کے لئے معمورۂ رسول کی ہر راہ مسدود ہوگی سارے لوگ اُس کی رائے کے ہم رائے ہوئے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علی رسولہ وسلم ہمدموں اور مددگاروں کے ہمراہ کوہِ سلع آئے اور لوگوں سے کہا گہری کھائی کھود و کہ عسکرِ اعداء اُس کے اُدھر ہی رُکا رہے۔ اس طرح کھائی کی کھدائی کا سلسلہ لگا۔ اللہ کا رسول دوسرے لوگوں کے ہمراہ کدال لے کر کھڑا ہوا اور لوگوں کی دلداری کی۔ سارے ہمدم و مددگار کمال حوصلے اور کمال سرگرمی سے کھدائی کے کام سے لگے رہے۔ اللہ کا رسول سارا عرصہ عام لوگوں کی طرح مٹی اور ڈھول سے اٹا رہا اور کھدائی کے کام کے لئے دو مردوں کے ہمراہ ساعی رہا[2]۔

علماء سے مروی ہے کہ کھدائی کا کام آدھے ماہ کے عرصہ لگا رہا[3] اور رسولِ اکرم مٹی ڈھو ڈھو کر لائے اور دوسرے لوگوں کی طرح گرد آلود ہوئے۔

امام احمد سے مروی ہے کہ کھدائی کے اک مرحلے آکر معلوم ہوا کہ کوہ کا اک ٹکڑا حائل ہوا ہے اور کئی لوگ سعی کر کے ہار گئے کہ وہ حصۂ کوہ ٹوٹ کر ٹکڑے ہو

---

[1] حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ [2] روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خندق اتنی گہری کھودی گئی کہ پانی کی نمی محسوس ہونے لگی۔ (سیرتِ مصطفیٰ صہ ۲۴۳) [3] یہ طبقاتِ ابنِ سعد کی روایت ہے۔

مگر مراد سے محروم رہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو اطلاع دی گئی۔ اللہ کا رسول کدال لے کر کھڑا ہوا اور اللہ کا اسم لے کر اک کدال ماری، اُس حصّۂ کوہ سے اک لَو اُٹھی اور وہ حصّۂ کوہ اللہ کے حکم سے ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔ اہلِ اسلام کی صدائے "اللہ احد" کوہِ سلع سے ٹکرائی۔ رسولِ اکرمؐ کو اُس لمحہ کئی ملکوں کے احوال دکھائے گئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کھڑے ہوئے اور کہا کہ وہ ملک اہلِ اسلام کو عطا ہوں گے[1]۔

رسولِ اکرمؐ کی اس اطلاع سے اہلِ اسلام کمال مسرور ہوئے اور سارے لوگوں کے حوصلے سوا ہو گئے۔ علمائے اسلام سے مروی ہے کہ لوگ اکل و طعام سے محروم رہ کر کھائی کی کھدائی کا کام کر کے مسرور رہے۔

اللہ اللہ! اے اہلِ مطالعہ! رسولِ اکرمؐ اور اہلِ اسلام کے اس حال کو اک لمحہ رُک کر محسوس کرو کہ سارا مُلک اکٹھا ہو کر حملہ آور ہو رہا ہے اور اللہ والوں کا وہ معدود و محدود گروہ اکل و طعام سے محروم ہے اور ساعی ہے کہ گہوارۂ اسلام کو اعداء کے حملوں سے دُور رکھے۔ اللہ کا رسول اکل و طعام سے محروم ہے[2] اور دھول مٹی سے اَٹا ہوا کدال لئے کھڑا ہے اور اہلِ اسلام کو اطلاع دے رہا ہے کہ اِدھر گرد کے ممالک اہلِ اسلام کی ملک ہوں گے۔ اس حال رہ کر اس طرح کی اطلاع وہی دے سکے گا کہ اللہ کا رسول ہوگا اور اُس کو اللہ کے وعدے کا کامل سہارا ہوگا۔

کھائی کی کھدائی کا کام مکمل ہوا اور اُدھر گمراہوں کا وہ عسکرِ جرار کوہِ اُحد کے

---

[1] امام احمد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ نے بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو ایک تہائی چٹان ٹوٹ گئی۔ فرمایا کہ مجھ کو ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ دوسری بار کدال ماری تو فرمایا کہ مدائن کے قصر ابیض کو دیکھ رہا ہوں۔ تیسری بار کدال ماری تو فرمایا کہ مجھ کو یمن کی کنجیاں عطا ہوئیں۔ (سیرت مصطفیٰ صلعم ج ۲ ص ۲۲۳ اسیر)

[2] آنحضرتؐ نے شکم مبارک پر دو پتھر باندھ لئے تھے کہ بھوک کی تکلیف محسوس نہ ہو۔ (طبقات ابن سعد ص ۲۳۰ اسیر)

اُدھر آکر وارد ہُوا۔ اور کوہِ اُحد کے آگے وردوگاہ کر کے ٹھہرا۔ اسرائلی گروہ کا سردار حُیِّ مسعودۂ رسول کے اسرائلی سردار ولدِ اسعد سے ملا اور اُس کو آمادہ کر کے لوٹا کہ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے معاہدے سے الگ ہو کر گمراہوں کا حامی ہو اور حملہ آوروں کی مدد کرے۔[1]

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اُس کی اطلاع ہوئی۔ مددگارِ رسول سعد[2] کو حکم ہُوا کہ وہ اس گروہ کا سارا حال معلوم کر کے آئے۔ مددگارِ رسول سعد اُس محلّے گئے اور سارا حال معلوم کر کے لوٹے۔ معلوم ہُوا کہ وہ گروہ کُھلم کُھلا معاہدے سے رُوگرداں ہو کر مکّے والوں کے ہمراہ لڑائی کے لئے آمادہ ہے۔ اہلِ اسلام کو اس اطلاع سے اور اک دھکا لگا اور کھٹکا ہُوا کہ وہ گروہ کا عدُوِّ مسعودۂ رسول حملہ آور ہو کر اہلِ اسلام کے لئے اک مسئلہ کھڑا کر دے گا۔ رسولِ اکرمؐ کو اس اطلاع سے کمال صدمہ[3] ہُوا۔

مآلِ کار گمراہوں کا وہ ٹڈی دَل کھائی کے اُدھر حملے کے لئے آمادہ ہُوا۔ گمراہوں کے عسکر کو گہری کھائی دکھائی دی۔ اُس ملک کے لوگ کھائی کے معاملے سے لاعلم رہے۔ اہلِ اسلام کی اس کارکردگی سے اک ہَول سی اُٹھی۔ گمراہوں کے عسکر کی وردوگاہ کھائی کے ورے رہی اور کھائی سے اِدھر رسولِ اکرمؐ عسکرِ اسلامی کے ہمراہ آگئے۔ گمراہوں کا عسکر اہلِ اسلام کا محاصرہ کر کے وہاں رہا۔

---

[1] حُیّ ابن اخطب یہودی، ابن اسد سے ملا اور اُس کو معاہدہ توڑنے کے لئے آمادہ کیا۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۲۹۶)

[2] حضرت سعد بن عبادہ حضرت سعد بن معاذ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا۔ کعب بن اسد نے صاف انکار کر دیا کہ مسلمانوں سے ہمارا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ (حوالہ بالا)

[3] مسلمانوں کے لئے یہ وقت سخت ابتلا اور آزمائش کا وقت تھا۔ بنو قریظہ آستین کا سانپ ثابت ہوئے۔ اُن سے ڈر تھا کہ وہ مدینہ منوّرہ کے گھروں پر حملہ کر دیں۔ دوسری طرف عرب کے سارے جتھے جمع ہو کر اسلام کو مٹانے کے لئے آگئے تھے۔ تیسری طرف منافقین حیلے بہانے کر کے ساتھ چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ (محمد ولی)

گمراہوں کے لئے کمک و رسد کے حصول کی راہ کھلی رہی۔ مگر اللہ والے ہر رسد و کمک سے محروم رہے اور اس کے علاوہ معمورۂ رسول کا اسرائلی گروہ معاہدے سے رُو گرداں ہو کر کھلم کھلا اہلِ اسلام کا عدو ہوا۔

معرکۂ سلع کا سارا عرصہ اہلِ اسلام کے لئے اک کڑا عرصہ ہوا اور اک کسوٹی ہو کر رہا کہ کھرا اور کھوٹا الگ ہو اور اسی طرح ہوا۔ کھوٹے لوگ الگ ہو گئے اور کھرے الگ۔

مکاروں کا گروہ آمادہ ہوا کہ وہ اہلِ اسلام سے الگ ہو کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔ اس لئے وہ رسولِ اکرمؐ کے آگے آئے اور کہا کہ

"اے رسول اللہ! اگر حکم ہو، ہم معمورۂ رسول راہی ہوں کہ ہمارے گھر مردوں سے عاری ہوئے"۔

کلامِ الٰہی وارد ہوا[1] اور گواہ ہوا کہ مکاروں کے گھر مردوں سے عاری کہاں۔ اس گروہ کا ارادہ ہے کہ گھروں کا سہارا لے کر عسکرِ اسلام سے الگ ہوں۔ اس طرح کھوٹے لوگوں کا کھوٹ معلوم ہوا۔

اُدھر کھرے لوگوں کا معاملہ اس طرح ہوا کہ وہ اعداء کے گروہوں کے اس عسکر کی آمد سے اور سوا حوصلہ ور ہوئے اور کلامِ الٰہی کی گواہی آئی کہ[2]

"وہ وہی گروہ ہے کہ اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ ہم سے ہوا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ سچا ہے۔ اس سے

---

[1] منافقوں کے بارے قرآن کریم کا ارشاد ہے یقولون ان بیوتنا عورۃ ... اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے گھر خالی ہیں، حالانکہ ان کے گھر خالی نہیں اور وہ فرار کے ارادے سے یہ بہانے کر رہے ہیں۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۲۲۲)۔

[2] مسلمانوں کا حال قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا: ایمان والوں نے جب فوجیں دیکھیں تو کہا یہ وہی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے اس سے ان کے ایمان اور اطاعت میں اور زیادتی ہو گئی۔ (سورۂ احزاب)

اہلِ اسلام کا اسلام اور سوا محکم ہُوا۔

معمورۂ رسول کے لوگوں کے احساس سے کہ وہ گمراہوں کے اس ٹڈی دل کے حملوں سے ہراساں ہوں گے۔ رسول اللہ کا ارادہ ہُوا کہ گمراہوں کے اک گروہ[۱] سے معمورۂ رسول کے محاصل کا اک حصّہ دے کر صلح کا معاملہ ہو، اس طرح گمراہوں کا اک گروہ سکتے والوں سے الگ ہو گا۔ اس امر کے لئے معمورۂ رسول کے سردار[۲] سعد اور دوسرے لوگوں سے رائے لی۔ مگر سعد کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے رسول اللہ! اگر اللہ کا حکم اس امر کے لئے وارد ہُوا ہے، ہم اس حکم کے عامل ہوں گے اور اگر ہمارے احساس سے اس صلح کا ارادہ ہُوا ہے ہم اس صلح کے معاملے سے دُور ہوں گے۔ ہم گمراہوں سے حوصلہ وری سے معرکہ آراء ہوں گے۔

آدھے ماہ کا عرصہ اسی طرح طے ہُوا اور ہر دو عسکر لڑائی سے دُور رہے۔ کڑی سردی کا موسم ہر دو عساکر اک دُوسرے کے آگے حملے کے لئے آمادہ رہے۔ مال کار گمراہوں کے عسکر سے تکلے کے کئی سردار کھائی سے ہو کر ادھر آئے اور الگ الگ لڑائی کے لئے للکار دی۔

مملوکِ وُدّ[۳] کا لڑکا عمرو دوڑ کر کھائی کے ادھر آ کھڑا ہُوا۔ علی کرمہٗ اللہ اُس کے لئے آگے آئے اور کہا کہ اے عمرو! اللہ اور اُس کے رسول کی راہ لگو اور اسلام لے آؤ۔ مگر عمرو لڑائی کے ارادے سے آگے آ کر حملہ آور ہُوا۔ علی کرم اللہ اُس کا وار ڈھال سے روک کر ادھر ہوئے۔ مگر اک معمولی سا گھاؤ علی کرمہٗ اللہ کو لگا۔ اللہ کا اسم کہہ کر علی کرمہٗ اللہ حملہ آور ہوئے اور اُسی حملہ سے اللہ اور رسول کے اس عدو کو گھائل کر کے مارا۔ "اللہ احد" کی صدا اُٹھی اور اہلِ اسلام

---

[۱] بنی غطفان [۲] ہ [۳] عمرو بن عبد وُدّ

کے حوصلے سوا ہوئے۔

مکے والوں کا اک سوار سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کی ہلاکی کے ارادہ سے گھوڑا دوڑا کر رواں ہوا، مگر وہ کھائی سے ٹکرا کر گرا اور راہیٔ ملکِ عدم ہوا۔ اسی طرح معمولی لڑائی کا سلسلہ رہا۔ مددگارِ رسول سعد کو اک "سہام" آ کر لگا۔ اس سے مددگارِ رسول کا گلا گھائل ہوا۔

اک اور معاملہ اس طرح کا ہوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم سے گروہوں کے اک گروہ کا سردار ولدِ مسعود[1] آ کر ملا اور کہا کہ اے رسول اللہ! اللہ کے کرم سے اسلام کے لئے دل آمادہ ہوا ہے اور اسلام لا کر رسول اللہ کا حامی ہوا ہوں۔ اے رسول اللہ! ہمارا گروہ اس سے لاعلم ہے کہ مسلم ہوا ہوں۔ اس لئے اگر حکم ہو سو سوئے اعدا دلوٹ کر اعداء کے گروہوں کو اک دوسرے سے لڑا دوں کہ وہ اک دوسرے سے الگ ہوں۔

رسولِ اکرم ؐ کی آمادگی لے کر ولدِ مسعود سوئے اعدا لوٹے۔ اوّل اسرائلی گروہ کے لوگوں سے ملے اور مکے والوں کے طرح طرح کے احوال کہہ کر اس گروہ کے لوگوں کو مکے والوں سے ہراساں کر کے لوٹے اور مکے والوں کے سردار سے ملے اور وہاں اسرائلی گروہ کے لوگوں کے احوال کہے اور مکے والوں کو اس گروہ سے ہراساں کر کے آئے۔ اس طرح معمورۂ رسول کا اسرائلی گروہ مکے والوں کی امداد سے الگ ہوا۔

کھائی کے اُدھر محاصرے کو طول ہوا۔ اہلِ اسلام کے لئے اس سارا عرصہ طرح طرح کے کڑے مراحل آئے، مگر اللہ کی مدد کے سہارے ڈٹے رہے۔ مآلِ کار

---

[1] نعیم بن مسعود اشجعی قبیلۂ غطفان کا اک سردار تھا جو اسی وقت مسلمان ہوا۔ آنحضرتؐ کی اجازت سے قریش کو بنو قریظہ کے خلاف بھڑکایا اور بنو قریظہ کو قریش کے خلاف۔ (سیرتِ مصطفیٰ صہ ۲۷۹، ج ۲، ابن سعد، ج ۲)

ہمدموں اور مددگاروں سے کئی لوگ مل کر رسول اللہ کے آگے آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ! اللہ سے دُعا کرو کہ سارے مراحل سہل ہوں۔

ہادیٔ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم ہمدموں اور مددگاروں کے آگے آئے اور اک دُعا سکھائی۔ اُس دُعا کا ماحصل اس طرح ہے :۔

"اے اللہ! ہمارے سوئے عمل کو ڈھک دے اور ہمارے ڈر کو دور کر"[1]

کئی علماء سے مروی ہے کہ گروہوں کی ہار اور رسوائی کے لئے رسول اللہ دُعا گو ہوئے۔ اللہ کے حکم سے رسول اللہ کی دُعا کامگار ہوئی اور اللہ کی کھلی مدد اس طرح آئی کہ مکے والوں اور اُس کے حامی گروہوں کے لئے اللہ کے حکم سے اک کڑی اور سرد ہوا مسلط ہوئی اور اُس کو حکم ہوا کہ وہ گمراہوں کی ہوا اکھاڑ دے۔ اس طرح کی کڑی ہوا رواں ہوئی کہ عسکرِ اعداء کی ساری ورود گاہ مسمار ہوگئی۔ گرد اور دھول سے لوگوں کا حال مٹی ہوا۔ کمال سردی سے سارے گمراہ اکڑ کر رہ گئے اور سارے عسکر کے لوگ حد سے سوا گمراہ ہوئے۔ اسی حال کے لئے کلامِ الٰہی وارد ہوا کہ :۔

"اے اسلام والو! دل سے دُہراؤ اللہ کے اُس کرم کو کہ گمراہوں کے کئی عساکر اہلِ اسلام کے آگے آئے اور ہمارے حکم سے اک ہوا ارسال ہوئی اور اس طرح کے عساکر ارسال ہوئے کہ اہلِ اسلام کے لئے لامحسوس رہے۔ اور اللہ کو لوگوں کے اعمال کا ہر طرح علم ہے"[2]

---

[1] آپؐ نے صحابہ کو یہ دُعا تلقین فرمائی : اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا "اے اللہ! ہمارے عیبوں کو چھپا اور ہمارے خوف کو دور کر" (سیرتِ مصطفیٰ ص ۲۷۳ ج ۲)

[2] قرآن کریم کی یہ آیات غزوۂ خندق ہی کے لئے نازل ہوئیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ○ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس طرح اللہ کی مدد آئی اور وہ کڑی ہوا مسلط ہوئی۔ گمراہوں کے دل ڈر سے معمور ہوئے اور سارے لوگوں کی رائے ہوئی کہ وہاں سے سوئے مکہ لوٹو۔ اس طرح گمراہوں کے عساکر وہاں سے حواس گم کر کے اور حوصلے ہار کے رواں ہوئے اور اس طرح اُس حسد وہوس کی کالی گھٹا کو اللہ کی ارسال کردہ ہوا ، ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُڑا کر لے گئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اس سارے حال کی اطلاع ہوئی۔ کہا کہ مکے والوں کے حوصلے ٹوٹ گئے اور اَمر محال ہے کہ اس سے اُدھر مکے والے معمورۂ رسول کے لئے حملہ آور ہوں۔

اہلِ اسلام اس کامگاری سے کمال مسرور ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہوا کہ سوئے معمورۂ رسول رواں ہو۔ اس طرح وہ عسکرِ اسلامی معمورۂ رسول لوٹا۔

(بقیہ حاشیہ ص۲۷۹ سے آگے) "اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے اُس انعام کو جو تم پر اس وقت ہوا جب کہ فوج کے لشکر تمہارے سروں پر آپہنچے۔ پس اُس وقت ہم نے ایک آندھی بھیجی اور ایسے لشکر بھیجے جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے (سیرتِ مصطفیٰ ص۲۹۰ ج۲)

اسرائلی گروہ[1] سے معرکہ

معرکۂ سلع سے ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم سحر کی حمد و دعا اور نمازِ اسلام" ادا کر کے معمورۂ رسول آ گئے۔ عسکرِ اسلامی کے سارے لوگ رسول اللہؐ کے ہمراہ آئے اور رسول اللہ کے حکم سے سارے اسلحہ کھول ڈالے۔ رسول اکرم مسلموں کی ماں امّ سلمہ[2] کے گھر آئے اور دوسرے علماء کی رائے ہے کہ عروسِ مطہرہ کے گھر آئے۔ وہاں آ کر آرام کا ارادہ ہوا۔ مگر اللہ کے حکم سے سردارِ ملائک "الروح" مسلح اور مسلح ہو کر وہاں آئے اور رسول اللہؐ کو صدا دی۔ رسول اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم دوڑ کر سردارِ ملائک کے آگے آئے۔ سردارِ ملائک آگے آئے اور کہا کہ اللہ کا حکم ہے کہ اللہ کا رسول اہلِ اسلام کو لے کر اسرائلی گروہ کے لئے حملہ آور ہو اور کہا کہ ہم کو حکم ہوا ہے کہ ہم اسرائلی گروہ کے محلے کے لئے رواں ہوں۔ رسول اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اس طرح کہ کر اس اسرائلی محلّے کے لئے رواں ہوئے۔ ملائک کے گھوڑوں کے سُموں سے وہ گرد اٹھی کہ سارا محلہ گرد سے اَٹ کر دھواں دھار ہوا۔

ہادیٔ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے اک مددگار[3] سے مروی ہے کہ سردارِ ملائک کے گھوڑے سے اٹھی ہوئی اُس گرد کا احساس اس طرح ہے کہ گوا اس لمحہ وہ گرد

---

[1] غزوۂ بنو قریظہ [2] اصح السیر میں حضرت امّ سلمہؓ کا نام ہے جبکہ طبقات ابن سعد میں حضرت عائشہؓ کا۔ (اصح السیر ص۱۹۶ و طبقات ابن سعد ص...)۔

[3] حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ غبار جو حضرت جبریل کی سواری سے کوچۂ غنم میں اٹھا تھا میری نظروں میں ہے۔ گویا میں اُس غبار کو اٹھتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ (رحمت للعالمین/سیرت مصطفیٰ ص... ج۲ بحوالہ صحیح بخاری)۔

ہم کو دکھائی دے رہی ہے۔

اہلِ اسلام کو رسول اللہ کا حکم ہُوا کہ مسلح ہو کر اُس محلّے کے لئے راہی ہوں اور کہا کہ عصر کی عبادِ اسلام اُسی محلّے آ کر ادا کرو۔ عصر کی ادائگی کے لئے اہلِ اسلام الگ الگ طور سے عامل ہُوئے۔ کئی لوگوں کا عمل اس طرح ہُوا کہ راہ کے کسی رحلے ہی عصر ادا کر لی اور کئی لوگ حکمِ رسول کی رُو سے رُکے رہے اور اُس محلّے آ کر عصر دوسری عبادِ اسلام کے ہمراہ ادا کی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کو اطلاع ہوئی۔ وہ ہر دو لوگوں سے مسرور رہے[1]۔

سردارِ اوس سعد معمورۂ رسول ہی رہ گئے اس لئے کہ وہ معرکۂ سلع سے گھائل ہُوئے۔ علی کرمہٗ اللہ کو اس عسکرِ اسلامی کا علم ملا۔ رسول اللہ کے ہمراہ عسکرِ اسلامی رواں ہُوا۔

اُس گروہ کے لوگوں کو ڈر طاری ہُوا اور وہ کمال ڈر سے محلّوں کے کواڑ لگا کر گھروں کو گھس گئے اور وہاں محصور ہو کر رہے۔ رسول اکرمؐ کا حکم ہُوا کہ اُس محلّے کا محاصرہ کر کے عسکرِ اسلامی وہاں رُکا رہے۔ اس طرح رسول اللہ اُس گروہ کا محاصرہ کر کے وہاں رہے اور وہ محاصرہ اک ماہ سے کم عرصہ رہا۔

اس محاصرے سے اُس گروہ کے حوصلے مردہ ہو گئے۔ گروہ کا سردار سرکردہ لوگوں کو اکٹھا کر کے ہمکلام ہُوا اور رائے دی کہ لوگو! اس محاصرے سے ہمارا حال گراں ہُوا ہے۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ اس معاملے کا حل اس طرح کرو کہ

---

[1] آنحضرتؐ نے جلدی کے پیشِ نظر فرمایا تھا کہ عصر تو قریظہ پہنچ کر ادا کریں۔ عصر کا وقت تنگ ہونے کی وجہ سے بعض صحابہ نے راستے میں عصر ادا کی۔ مگر دوسرے صحابہ کو خیال ہُوا رسول اللہ کا حکم ہے کہ بنو قریظہ پہنچ کر نماز پڑھیں، اس لئے رُکے رہے اور عصر کا وقت نکل گیا۔ آنحضرتؐ نے دونوں کے عمل کو جائز رکھا اس لئے کہ دونوں نے صحیح نیت کے ساتھ اجتہاد کیا۔ (راجع السیرۃ وسیرت مصطفیٰ) ؛

سارے لوگ اسلام لے آؤ۔ اس لئے کہ ہم ساروں کو معلوم ہے کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) اللہ کا مُرسل اور رسول ہے اور محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) وہی رسول ہے کہ اس کا حال ہم کو اللہ کے رسول موسیٰ کی وحی سے معلوم ہُوا۔

مگر گروہ کے لوگ مُصر رہے کہ وہ اُسی مسلک کے دلدادہ ہوں گے کہ صدہا سال سے اُس گروہ کے لوگوں کا رہا۔ گروہ کا سردار ولد اسد اُٹھا اور کہا کہ دوسرا حل اس طرح ہے کہ گھر والوں کو مار ڈالو۔ اور اہلِ اسلام سے دل کھول کر لڑو۔ گروہ کے لوگ اس امر کے حوصلے سے دُور رہے اور کہا کہ گھر والے کس امر کے صلے ہلاک ہوں۔ ولد اسد اُٹھا اور کہا کہ اک اور حل ہے اہلِ اسلام کے لئے اُس لمحہ سے آدر رہو، کہ لڑائی اُس لمحہ حرام[1] ہے۔

اہلِ اسلام اس امر سے لاعلم ہوں گے اور اُس لمحہ حرام کو ہمارا حملہ ہوگا۔ گروہ کے لوگ اس رائے سے اس طرح کہہ کر الگ ہو گئے کہ ہمارے سرگروہ اسی لئے سو رہتے ہُوئے کہ اس لمحے کے اکرام سے دُور رہے۔

رسول اکرمؐ کے اک مددگار اُس گروہ کے مُعاہد رہے۔ گروہ کے لوگوں کی رائے ہوئی کہ اس مددگار رسول سے مل کر اس معاملے کی رائے لو۔ رسول اللہؐ سے کہا کہ اُس مددگار کو ہمارے ہاں ارسال کرو۔ رسول اللہؐ کے حکم سے وہ مددگار وہاں آئے۔ وہ لوگ اُس کے آگے آ کر دل کھول کر روئے اور کہا کہ ہمارا مسئلہ حل کرو۔ اور سوال ہُوا کہ اگر ہم لوگ رسول اللہؐ کے حوالے ہوں، ہم ہلاک ہوں گے؟ - سر ہلا کر کہا کہ ہاں!

مگر احساس ہُوا کہ اُس کا وہ عمل اللہ اور اُس کے رسول کی حکم عدولی ہے۔ اس

---

[1] سبت کا دن یہود کے ہاں متبرک ہے اور لڑائی وغیرہ حرام ہے۔ ہفتہ کے سارے دن معلوم ہیں ماسوا سوموار کے۔ اسی طرح لفظ "دن" ان چند الفاظ میں سے ہے جن کا کافی تلاش کے باوجود مجھے کوئی متبادل نہ مل سکا۔ مجبوراً یہاں "لمحہ" کو دن کی جگہ استعمال کیا۔ (محمد ولی)

لئے وہاں سے لوٹ کر حرمِ رسول آئے اور اک عمودِ حرم سے رسی کس کر وہاں ضرور ہو کر کھڑے ہوئے اور عہد ہوا کہ وہ وہاں اسی طرح کھڑے ہوں گے۔ ہاں مگر اللہ کا رسول آئے اور وہی اُس کو کھولے۔ رسولِ اکرمؐ کو معلوم ہوا کہا کہ اللہ کا حکم اگر وارد ہوا اس کو کھول دوں گا۔

اس طرح وہ اک عرصہ وہاں رہے۔ مآل کار کلامِ الٰہی وارد ہوا۔ رسولِ اکرمؐ اس کو کھول کر مسرور ہوئے[1]

الحاصل گروہ کے سارے لوگ محلوں سے آگے آئے اور رسولِ اکرمؐ کے حوالے ہوئے۔

اِسرائلی گروہ کا مآل

اس طرح وہ سارا گروہ اہلِ اسلام کا محصور ہوا۔ گروہِ اوسؔ کے لوگ ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے آگے آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! وہ گروہ ہمارے گروہ کا حامی رہا ہے۔ اس لئے اس گروہ سے عمدہ سلوک ہو۔ رسول اللہ لوگوں کے آگے آئے اور کہا کہ اگر اس معاملے کا حکم گروہِ اوسؔ کے ہی آدمی کو کر دوں۔ اس امر سے مسرور ہو گے؟ کہا۔ ہاں! اے رسول اللہ! کہا کہ ہماری رائے ہے کہ سردارِ اوسؔ سعد اس گروہ کے معاملے کا حکم ہو۔ رسول اکرمؐ کی اس رائے کے سارے ہی لوگ ہم رائے ہوئے۔

---

[1] حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر نے ان لوگوں سے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ذبح کئے جاؤ گے مگر بعد میں نہایت ندامت ہوئی اور اپنے آپ کو یہ سزا دی کہ مسجدِ نبوی کے ایک ستون سے خود کو رسی سے جکڑ لیا اور عہد کیا کہ جب تک خود رسول اکرمؐ اپنے ہاتھ سے نہیں کھولیں گے وہ اسی طرح جکڑے رہیں گے۔ نماز اور کھانے کے وقت لوگ انہیں کھول دیتے تھے۔ چنانچہ وہ اسی طرح وہاں بندھے رہے۔ آخر قرآن کریم کی آیات سے اُن کی توبہ نازل ہوئی اور آنحضرتؐ نے اُن کو کھولا۔ (رامح السیر صفحہ ۱۹۱) ؁

آگے مسطور ہُوا کہ سرواراوس معرکۂ سلع سے گھائل ہوکر معمورۂ رسول ہی رہ گئے۔ رسولِ اکرمؐ کا حکم ہُوا کہ مددگارِ سعدؓ کو وہاں سے لے آؤ۔ کئی لوگ مددگارِ رسول سعد کے لئے گئے۔ وہ اک حمار کی سواری کرکے وہاں آئے۔ ہادی اکرمؐ کا لوگوں کو حکم ہُوا کہ

"سردار کے اکرام کے لئے اُٹھو۔"[1]

مددگارِ رسول سعدؓ وہاں آئے۔ ہادی کامل صلی اللہ علی رسولہ وسلّم اُس سے ملے اور کہا کہ سارے لوگوں کی رائے ہے کہ اس گروہ کے معاملے کے حَکَم ہوکر اس مسئلے کو حل کرو۔ اوّل مددگارِ رسول سعدؓ کا سوال ہُوا کہ سارے اہلِ اسلام مع رسول اللہ اور اسرائلی گروہ کے ہمارے حکم کے عامل ہوں گے۔ سارے لوگوں کی آمادگی ملی۔ سعدؓ اُٹھے اور کہا کہ اس گروہ کے لئے ہمارا حکم ہے کہ گروہ کے مردوں کو مار ڈالو اور گروہ کے سارے اموال و املاک کے اہلِ اسلام مالک ہوں۔

سرورِ عالم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کا کلام ہُوا کہ سعدؓ کا حکم اللہ کی آمادگی کے مطابق ہُوا ہے۔[2] الحاصل گروہ کے سارے لوگ محصور کرکے معمورۂ رسول لائے گئے اور سارے اموال و املاک کے اہلِ اسلام حقدار ہُوئے۔

مددگارِ رسولؐ سعد کا وصال

مددگارِ رسول سعدؓ اس معاملہ کو طے کرکے اللہ سے دُعاگو ہُوئے[3] اور کہا۔

---

[1] آنحضرتؐ نے فرمایا ... ... اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اُٹھو" (سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۲۷۵ ج ۲)
[2] فرمایا کہ بے شک تُو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔ [3] حضرت سعد بن معاذؓ نے فیصلہ کرنے کے بعد دُعا کی کہ اے اللہ تجھ کو معلوم ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کوئی محبوب چیز نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے آنحضرتؐ کو ستایا اور حرم سے نکالا، میرا خیال ہے کہ تُو نے اُن کے اور ہمارے درمیان لڑائی کو ختم کر دیا ہے۔ قریش سے اگر کوئی جنگ باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ اور اگر تُو نے لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اس زخم کو جاری کر کے میری شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ چنانچہ ... جاری ہوگیا ... آپ کا وصال ہُوا (سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۲۷۶ ج ۲)

"اے اللہ! اس مددگار کا حال معلوم ہے کہ وہ ہر امر سے سوا اس امر سے مسرور رہا کہ وہ مکے والوں کے اس گروہ سے معرکہ آرا ہو کر وہ رسول اللہ کو آلام اور دکھ دے کر اور حرم مکہ سے دور کر کے مسرور ہوا۔ اے اللہ اس مددگار کو احساس ہے کہ اس گروہ سے لڑائی کا معاملہ مکمل ہوا۔ اگر اس سے اور کوئی معرکہ ہو۔ اس مددگار کو عمر دے کہ وہ اس گروہ سے لڑے اور اگر اس کا عکس ہے اس گھاؤ کو رواں کر دے کہ اسی سے اس مددگار کا وصال ہو[1]"

حاکم سے مروی ہے کہ اس دعا کو کر کے مددگار رسول الگ ہوئے اور اسی لمحہ اس گھاؤ سے لہو رواں ہوا اور اسی سے رسول اللہ کا وہ مددگار اللہ کے گھر کو سدھارا۔ (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے گھر لوٹے گا۔)

رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کے اک دلدادہ[2] سے مروی ہے کہ اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم سے سموع ہوا کہ مددگار سعد کے وصال سے کرسی الٰہی ہل گئی۔ اسی طرح علماء سے مروی ہے کہ مددگار سعد کے لئے سماء کے سارے در کھولے گئے اور ملائک اس کی روح لے کر مسرور ہوئے۔ (رواہ الحاکم)

اس گروہ کے سارے لوگ محصور ہو کر عسکر اسلام کے ہمراہ معمورۂ رسول آ گئے اور اک مسلمہ کے گھر لا کر رکھے گئے اور اس گھر سے لا لا کر اس گروہ کے لوگ دو دو کر کے ہلاک ہوئے اور اس طرح اسلام اور رسول اللہ کے وہ حاسد رسوا ہو کر دار الآلام کو سدھارے۔

---

[1] سیرت مصطفیٰ میں دعا کا جو ترجمہ دیا گیا ہے یہ اسی کا مضمون ہے اور پچھلے صفحے کے حاشیہ پر اس دعا کا خلاصہ دے دیا گیا ہے۔ (محمد ولی) [2] حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت صحیح بخاری میں موجود ہے۔ (سیرت مصطفیٰ صفحہ ۲ ج ۲) [3] سیرت مصطفیٰ بحوالہ فتح الباری۔

(حوالہ بالا)

محمد ولد مسلمہ کی مُہم

وداعِ مکّہ کو آٹھواں سال ہے اور ماہِ محرّم الحرام کی دس[۱] ہے۔ رسولِ اکرمؐ کا حکم ہُوا کہ محمد ولد مسلمہ اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر اُس مقر[۲] کو راہی ہو کہ وہاں کے لوگ سر اُٹھا کر اکڑے رہے اور رسول اللہؐ کے عدو رہے[۳]۔ محمد ولد مسلمہ کئی سواروں کو لے کر راہی ہُوئے۔ اُس گروہ سے معمولی لڑائی ہُوئی اور گروہ کے دس آدمی مارے گئے اور گروہ کے سردار[۴] کو محصور کر کے اور صدہا اموال و املاک لے کر معمورۂ رسول کو لوٹے۔

رسول اللہ کا حکم ہُوا کہ اُس سردار کو حرمِ رسول کے عمود سے کس دو۔ مدعا رہا ہوگا کہ وہ اہلِ اسلام کی حمد و دُعا اور دلوں کو لگی ہُوئی اللہ کی لو کا مطالعہ کر کے اسلام کے لئے مائل ہو۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اُدھر آئے اور اس سردار سے کہا کہ اے سردار! اللہ کے رسول کے لئے دل کو کس طرح کا احساس ہے؟ کہا اگر ہلاک کر دو گے، اک مہلک آدمی کو ہلاک کر دو گے اور اگر کرم کا سلوک کرو گے دل سے اُس کرم کے لئے مسرور رہوں گا اور اگر مال کو کہو گے، مال ادا کر دوں گا۔ رسولِ اکرمؐ وہاں سے رواں ہو گئے۔ اگلی سحر کو دوسرا کر اُدھر آئے اور وہی سوال ہُوا۔ کہا اگر کرم کا سلوک کرو گے، دل سے اُس کرم کے لئے مسرور رہوں گا۔ رسولِ اکرمؐ اُدھر سے گھر کو گئے۔ اگلی سحر ہُوئی اور دوسرا کر وہی سوال ہُوا۔ کہا کہ وہی رائے ہے کہ اگر کرم کرو گے، دل سے اُس کرم کے لئے مسرور رہوں گا۔ لوگوں سے رسول اللہ

---

[۱] دس محرم الحرام ۶ھ [۲] مقام قرب [۳] بنو قرطاء کہلاتے تھے جو بنی بکر کی ایک شاخ ہے۔

[۴] ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ

کا حکم ہوا کہ سردار کو کھول دو۔ اس طرح وہ سردار رہا ہو کر الگ کھڑا ہوا۔ رسول اللہ اُس کے آگے آئے اور کہا کہ اے سردار! رہا ہو کر گھر کو لوٹو۔ وہ سردار وہاں سے رہا ہو کر اک محل آ کر سر کو دھو کر طاہر ہوئے اور حرم رسول لوٹ کر آئے اور کہا کہ۔

"گواہ ہوا ہوں کہ اللہ واحد ہے اور محمد اللہ کا رسول ہے"[1]

اس طرح وہ سردار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دلدادہ ہوا اور اسلام سے اُس کا دل مالا مال ہوا۔ وہ دلدادۂ رسول، رسول اللہ کے آگے آ کر کھڑا ہوا اور کہا کہ اے رسول اللہ! عمرہ کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے راہی رہا کہ اہلِ اسلام محصور کر کے ادھر لے آئے۔ اس لئے اگر حکم ہو مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہو کر عمرہ ادا کر لوں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لے کر مکہ مکرمہ گئے اور عمرہ ادا کر کے گھر لوٹے۔

اسی سال کے ماہِ سوم کو ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ اسلام کو لے کر ولدِ عدی اور عاصم کے "صلۂ دم"[2] کے لئے راہی ہوئے اور ارادہ ہوا کہ اُس محل آ کر معرکہ آرا ہوں کہ وہاں علمائے اسلام دھوکے سے ہلاک ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ اُس محل کے لئے راہی ہوئے۔ مگر اعداء کو عسکرِ اسلام کی آمد کی اطلاع ہو گئی۔ اور وہ کہساروں کے اُدھر دوڑ گئے۔ رسولِ اکرمؐ اک عرصہ وہاں رُکے رہے اور اِدھر اُدھر کے گاؤں گوٹھوں کو مہم ارسال ہوئی۔ مگر وہ لوگ معرکہ آرائی کے وسیلے سے محروم رہے۔

---

[1] اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عاصم بن ثابت اور حضرت خبیب بن عدی کے انتقام کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ غزوہ بنی لحیان کے نام سے مشہور ہے۔ ان لوگوں سے کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔

(سیرت مصطفیٰ صـ۹۳ ج ۲)

اسی سال رسولِ اکرمؐ کے مددگار سلمہ ولد الاکوع کی مہم کا معاملہ ہُوا۔ گرا ہوں کے کئی لوگ اک مرعٰی[1] سے رسول اللہ کا اک گلہ لُوٹ کرلے گئے اور حوصلہ وری سے اعداء کے لوگوں سے وہ گلہ رہا کرا کر لائے۔ رسولِ اکرمؐ کو اس کی اطلاع ہُوئی وہ کئی سو سواروں کو لے کر وہاں گئے۔ گرا ہوں کے دو آدمی مارے گئے اور گرا ہوں کے لوگ حوصلہ ہار کر رُوگرداں ہو گئے۔

اس سال مہموں کا سلسلہ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم کے کئی ہمدمؓ مددگار اردگرد کے لوگوں کے لئے مہم لے کر گئے اور اعدائے اسلام کے حوصلوں کو سرد کر کے آئے۔

علی کی مہم

اسی سال ہمدمِ رسول علی کرمہٗ اللہ کی مہم ارسال ہُوئی۔ رسولِ اکرمؐ کو اطلاع ملی کہ اولادِ سعد[2] کے لوگ اردگرد کے گروہوں کو اکٹھا کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہُوئے۔ ہادیٔ کامل صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم کا علی کرمہٗ اللہ کو حکم ہُوا کہ وہ دو سو آدمی ہمراہ لے کر اولادِ سعد کے معرکے کے لئے رواں ہوں۔ وہ دو سو اہلِ اسلام کا اک عسکر لے کر اولادِ سعد کے لئے اس طرح رواں ہُوئے کہ لوگ اس عسکر کی آمد سے لاعلم ہوں۔ راہ کے اک مرحلے آ کر اک آدمی ملا۔ اُس کو ڈرا دھمکا کے معلوم ہُوا کہ وہ اولادِ سعد کا آدمی ہے اور اہلِ اسلام کے احوال کے علم کے لئے ادھر آ رہا ہے۔ اُس سے کہا کہ اگر اولادِ سعد کے احوال اور اُس کا محل لا کر دے کہو، ہلاکی سے دُور رہو گے۔ اُس سے اولادِ سعد کی راہ اور دُوسرے احوال معلوم ہُوئے اور اولادِ سعد کے معرکہ کر اہلِ اسلام حملہ آور ہُوئے۔ اولادِ سعد حوصلہ ہار کر معرکہ گاہ سے رُو موڑ کر دوڑ

---

[1] مرعٰی: چراگاہ۔

[2] بنی سعد بن بکر، خیبر کے یہودیوں کی امداد کے لئے لشکر جمع کر رہے تھے۔ (رحمۃ للعالمین؟ السیر ص ۲۰۸)

گئے۔ مگر کئی سو سواری اور دوسرے اموال[1] وہاں رہ گئے۔ اہلِ اسلام سارے گلے اور اموال لے کر وہاں سے سوئے معمورۂ رسول لوٹ آئے۔

اس طرح اس سال اس طرح کی کئی مہموں کا سلسلہ ہوا۔ اک مہم ولدِ رواحہ[2] لے کر گئے اور اسرائلی گروہ کے معمر آئے۔ وہاں اسرائلی گروہ کے کئی آدمی مارے گئے۔ اس طرح ہر ماہ رسول اللہ کے حکم سے اردگرد کے لوگوں کے لئے مہم ارسال ہوئی۔ اور رسول اللہ کے دلدادہ ہر مہم کو سر کر کے لوٹے۔

اسی طرح اردگرد کے لوگوں سے لڑائی اور مہموں کے احوال ہوئے اور وروِدِ مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے اور رمل کا معرکۂ صلح کا وہ معاملہ ہوا کہ اس سے اسلام کے علو اور اہلِ اسلام کی کامگاری کا در کھلا اور اس صلح کے معاہدے سے رسولِ اکرم کو ادھر ادھر کی مہموں سے رہائی ملی اور اسلامی علوم و احکام کے عملی درس لوگوں کو ملے اور اسلام اس ملک کی حدود سے آگے دوسرے ممالک کو رسا ہوا اور کلامِ الہی سے گواہی آئی کہ معاہدۂ صلح اہلِ اسلام کی اہم کامگاری ہے۔ اس سال کا سارے معاملوں سے اہم معاہدۂ صلح کا معاملہ ہے۔ اس کا مکمل حال آگے مسطور ہے۔

---

[1] اس سریے سے مسلمانوں کو پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

[2] حضرت عبد اللہ بن رواحہ یہودیوں کے حالات معلوم کرنے گئے تھے۔ راستے میں یہودیوں سے لڑائی ہوگئی۔ سوائے ایک آدمی کے سارے یہودی مارے گئے۔

(سیرت مصطفیٰ صـ ۲۷۸ ج ۲) ❖

معاہدۂ صُلح [۱]

وداعِ مکہ کو دو کم آٹھ سال ہُوئے اور اس سال کا دسواں ماہ مکمل ہُوا۔ [۲]
رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا ارادہ ہُوا کہ وہ عمرے کے لئے مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوں۔ اس سارے معاملے کا مکمل حال اس طرح ہے۔

رسول اللہ اور دوسرے سارے اہلِ اسلام کے دلوں کو عرصے سے آس رہی کہ وہ حرمِ مکہ آکر کسی طرح "دارُ اللہ" کے گرد گھوم کر اور اُس کا دَور کر کے مسرور ہُوں۔ مگر اہلِ مکہ کی ہٹ دھرمی اور حسد کے احساس سے اس ارادے سے دُور رہے۔

اک سحر کو ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اُٹھے اور اہلِ اسلام کو اطلاع دی کہ اللہ کے رسول کو سوئے ہُوئے "دارُ اللہ" کا الہام ہُوا ہے۔ اس لئے اللہ کے رسول کا ارادہ ہے کہ وہ اسی ماہ عمرے کے ارادے سے سوئے مکہ مکرمہ راہی ہو اور وہاں آکر عمرہ ادا کرے [۳]۔ اس لئے وہ لوگ کہ عمرے کے لئے آمادہ ہوں، رسول اللہ کے ہمراہ ہوں۔

اہلِ اسلام کو اس اطلاع سے دلی سرور حاصل ہُوا اور سالہا سال کی دلی آس مُدّعا دو سوا ہوگئی اور اس رحلۂ مسعود کے لئے معمورۂ رسول کے صدہا لوگ آمادہ ہو گئے۔ اس طرح سو کم سولہ سو اللہ والے عمرے کے لئے آمادہ ہُوئے۔

---

۱ "معاہدۂ صلح" صلحِ حدیبیہ۔ ۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکم ذی قعدہ ۶ھ کو مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ حج کیا اور خانۂ کعبہ کی کنجی اپنے قبضہ میں کر لی۔

اگلے ماہ کی اوّل کو ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر مکّہ مکرمہ راہی ہوئے۔ راہ کے اک مرحلے آکر رسول اللہؐ کے اور وہاں حکم ہوا کہ "ھدی"[۱] کو اللہ کے لئے گھائل کرو اور عمرے کے احرام کس لو۔ اسی محل سے اک مددگارِ رسول کو حکم ہوا کہ وہ آگے راہی ہو کر مکّے کے گمراہوں کے احوال سے اطلاع دے۔ وہ اسّی سواروں کے ہمراہ آگے راہی ہوئے۔

اُدھر مکّے والوں کو معلوم ہوا کہ اہلِ اسلام اک عسکرِ جرّار لے کر سوئے مکّہ مکرمہ راہی ہوئے۔ مکّے کے اک سردار[۲] کو دو سو آدمی دے کر کہا کہ اہلِ اسلام کے آڑے ہو کر اللہ والوں کی راہ روکو۔ رسول اللہ کے وہ مددگار کہ مکّے والوں کے احوال کی اطلاع کے لئے سوئے مکہ راہی ہوئے۔ وہاں سے سارے احوال معلوم کر کے لوٹے اور آکر رسول اللہؐ کو اطلاع دی کہ مکّے والے ہر طرح لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے اور سارے لوگوں کا ارادہ ہے کہ اہلِ اسلام کو مکّے سے دور ہی روک کر معرکہ آرا ہوں گے اور اطلاع دی کہ مکّے والوں کا اک سردار دو سو سواروں کو ہمراہ لے کر مکّہ مکرمہ سے دور اک مرحلے آکر ٹھہرا ہوا ہے۔

عسکرِ اسلامی کو حکم ہوا کہ وہ سوئے مکّہ مکرمہ راہی ہو۔ رسولِ اکرمؐ اس مرحلے سے سوار ہوئے، مگر رسول اللہ کی سواری اڑ کر کھڑی رہی۔ سارے لوگوں کی سعی ہوئی کہ وہ وہاں سے آگے کو رواں ہو اور اُس کو "حل حل"[۳] کہا مگر وہ کہاں ٹس سے مس ہو؟ رسول اللہ کا کلام ہوا کہ رسول کی سواری اللہ کے حکم سے رکی ہے۔ اُس اللہ کا واسطہ کہ وہ مری رُوح کا مالک ہے۔ اگر مکّے والے کسی اس طرح

---

۱ دستور تھا کہ قربانی کے جانوروں کے کوہانوں کو بیچ سے کاٹ کر نشان کر دیتے تھے۔ تاکہ دور سے معلوم ہو کہ یہ ھدی کے جانور ہیں۔ ۲ حضرت خالد بن ولید۔ اس وقت تک حضرت خالد اسلام نہیں لائے تھے۔

۳ روایات میں یہی الفاظ ہیں کہ اونٹ کو ہنکانے کے لئے "حل حل" کی آواز لگائی۔

کے امر کے لئے ساعی ہوں گے کہ اس سے حدودِ حرم کا اکرام ہو، وہ امر ہر طرح گوارا کروں گا۔

اس طرح کہہ کر سواری کو ٹھوکا دے کر وہاں سے راہی ہوئے اور سواری دوڑ کر رواں ہوئی۔

اس طرح سرکارِ دو عالم اہلِ اسلام کو لے کر مکہ مکرمہ سے کوئی دس کوس ادھر اک گاؤں[1] آکر رکے۔ کڑی گرمی کا موسم، لوگ گرد اور دھول سے اَٹے ہوئے ماءِ طاہر کی کمی محسوس ہوئی۔ لوگ اللہ کے رسول کے آگے آئے اور اس کمی کا حال کہا اور کہا کہ وہ گڑھا کہ ماءِ طاہر کا حامل رہا سوکھ کر ماءِ طاہر سے محروم ہوا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اک "سہام" لے کر آئے اور کہا کہ اس کو وہاں گاڑ دو۔ لوگ اس سہامِ رسول کو لے کر گڑھے کے آگے آئے اور وہاں وہ "سہام" گاڑا۔ اللہ کا حکم ہوا اور سارا گڑھا ماءِ طاہر سے معمور ہوا اور سارے عسکر کے لئے مکمل ہوا۔

وہی محل رسول اللہ اور اہلِ اسلام کی وردودگاہ ہوا۔ وہاں آکر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے اک[2] دلدادہ کو حکم ہوا کہ مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہو اور مکے والوں سے کہے کہ ہم عمرے اور "دار اللہ" کے دَور کے لئے مکے کے لئے راہی ہوئے۔ ہمارا عہد ہے کہ ہم لڑائی اور معرکہ آرائی سے دور ہوں گے۔ وہ دلدادۂ رسول مکہ مکرمہ گئے۔ مگر مکے کے لوگ حسد اور ہٹ دھرمی سے آگے آ ڈٹے اور دلدادۂ رسول کی سواری کو مار ڈالا اور اس کی ہلاکی کے لئے آمادہ ہوئے۔ مگر لوگ آڑے آئے اور وہ دلدادۂ رسول کسی طرح وہاں

---

[1] حدیبیہ، مکہ مکرمہ سے ۹½ میل جدہ کی سمت واقع ہے۔

[2] حضرت خراش بن امیہ خزاعی

سے لوٹ کر عسکرِ اسلامی کی ورود گاہ آئے اور سارا حال کہا۔ ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا ہمدم داماد[1] اور اسلام کے حاکمِ سوم کو حکم ہُوا کہ مکۂ مکرمہ کے لئے راہی ہوں اور رؤسا ہمدم سے اور مکۂ مکرمہ کے مسلموں سے کہہ دو کہ اک عرصہ اِدھر اللہ اہلِ اسلام کو کامگاری عطا کرے گا اور اسلام کو علو حاصل ہوگا۔ ہمدم داماد رسول اللہ کے حکم سے لگے کے اک آدمی کے ہمراہ مکۂ مکرمہ گئے اور وہاں کے سرداروں اور مسلموں سے رسولِ اکرمؐ کے حوالے سے وہ اطلاع دی۔

مکے والے اک رائے ہو گئے کہ اس سال مکۂ مکرمہ سے دُور رہو اور عمرے کے ارادے کو دل سے دُور کرو۔ ہاں اگلے سال آکر عمرہ ادا کرو اور ہمدم داماد سے کہا کہ اگر ارادہ ہو "دار اللہ" کا طواف کر لو۔ مگر ہمدم داماد کو کہاں گوارا کہ اللہ کا رسول دار اللہ کے طواف سے محروم رہے اور وہ اس اکرام اور سرور کو حاصل کر لے۔ ہمدم داماد وہاں روک لئے گئے اور اِدھر اہلِ اسلام کو کسی طرح اطلاع ملی کہ ہمدم داماد مارے گئے۔

رسولِ اللہؐ کے آگے اہلِ اسلام کا عہد[2]

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی، اس سے رسول اللہ کو کمال صدمہ ہُوا اور کہا کہ ہمدم داماد کا "صلۂ دم" لے کر ہی وہاں سے راہی ہوں گے اور وہاں سمرہ[3] کے سامنے آئے اور عام صدا دی کہ ہر وہ آدمی کہ اللہ

---

[1] حضرت عثمان غنیؓ کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے عنقریب مسلمانوں کو فتح دے گا اور اپنے دین کو غالب کرے گا۔ (سیرت مصطفیٰ ص۲۲۳ ج۲)

[2] بیعت الرضوان۔ یعنی وہ بیعت جس سے صحابہ کرامؓ کے لئے اللہ تعالیٰ کی علامِ رضا کا اعلان قرآن کریم میں ہُوا۔

[3] سمرہ۔ کیکر کا وہ درخت جس کے نیچے بیٹھ کر آپؐ نے بیعت لی۔ (سیرت مصطفیٰ ص۲۳۰ ج۲)

کے رسول کے ہمراہ حوصلہ وری سے لڑائی کے لئے آمادہ ہے، آگے آئے اور رسول اللہؐ سے عہد کرے کہ وہ رسول اللہ کے ہمراہ ہر طرح لڑے گا اور دل کھول کر معرکہ آرا ہو گا۔ سارے لوگوں سے اوّل رسول اللہ کے اک دلدادہ اسدیؔ آگے آئے اور رسول اللہ سے معرکہ آرائی کا عہد کر کے لوٹے۔ سارے اہلِ اسلام کھڑے ہو گئے اور اک اک کر کے سارے لوگ عہد کر کے مسرور ہوئے۔ ہمدم داماد کے لئے کلام ہوا کہ اُس کے لئے اس طرح کا عہد اللہ کا رسول ہی کرے گا۔

ہمدموں اور مددگاروں کے اسی عہد کے لئے کلامِ الٰہی وارد ہوا اور اس عہد کے حامل سارے اہلِ اسلام کو وہ اکرام ملا کہ دوسرے لوگ اس سے محروم رہے۔ اس کلامِ الٰہی سے اس امر کی گواہی ملی کہ اللہ مالک الملک "عہد کاروں" سے مسرور ہوا اور اللہ کو سارے اہلِ اسلام کے دلوں کا حال معلوم ہے اور اہلِ اسلام کے لئے دل کا سرور وارد ہوا اور اس کے صلے اللہ کی درگاہ سے اک عرصہ اُدھر اک کامگاری عطا ہوئی اور اموال کامگاری ملے[1] مگر ہمدم طاہر کسی طرح گھے والوں سے الگ ہو کر رودگاہ آ گئے اور رسول اکرمؐ سے آ ملے اور آ کر رسولِ اکرمؐ سے عہد کر کے اس اکرام کے حصہ دار ہوئے۔

گمراہوں کا اک گروہ گو کہ اسلام سے دُور رہا، مگر رسول اللہ اور اہلِ اسلام کا ہمدرد رہا اور رسولِ اکرمؐ کو مکہ مکرمہ اور اُس کے گمراہوں کے احوال سے سدا آگاہ رکھا۔ اُس کا سردار کئی لوگوں کو ہمراہ لے کر رسول اللہ سے آ کر ملا اور کہا

---

[1] قرآن کریم کی یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحاً قریباً و مغانم کثیرۃ یاخذونھا۔ وکان اللہ عزیزاً حکیماً ۔ بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جس وقت کہ وہ آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اللہ کو ان کے دلوں کا خلوص معلوم ہو گیا، اللہ نے ان پر سکینت نازل کی اور انعام میں قریبی فتح عطا فرمائی اور بہت سے اموال غنیمت عطا فرمائے اللہ غالب حکمت والا ہے۔
(سیرت مصطفیٰ صفحہ ۳۵۰ جلد ۲)

کہ مکّے والوں کے ہمراہ اک عسکر طرار اکٹھا ہو کر لڑائی کے لئے آمادہ ہے۔ رسول اللہ اُس سے ملے اور کہا کہ "ہمارا ارادہ عمرے کا ہے، عمرہ ادا کر کے ہم سوئے معمورۂ رسول راہی ہوں گے۔ ہم کو معلوم ہے کہ اہلِ مکّہ کئی سالوں کی لڑائی سے گراں حال ہو گئے۔ اس لئے اگر مکّے والوں کی رائے ہو اک عرصہ صُلح کا طے کر دوں کہ اُس عرصے کے لئے ہر دو گروہ لڑائی سے دُور ہوں۔ اگر اللہ کے کرم سے ہم کو علو حاصل ہُوا۔ مکّے والے اگر آمادہ ہوں اسلام لا کر مسلم ہوں اور اگر مکّے والے عادی ہوئے وہی مکّے والوں کی مُراد ہے۔ مگر معلوم رہے کہ اللہ کے حکم سے اسلام کو علو حاصل ہو کر رہے گا۔ اور اللہ کا وہ وعدہ کہ ہم سے ہُوا ہے لامحالہ مکمل ہوگا اور اگر وہ صُلح سے رُوگرداں ہوئے۔ ہم کو اللہ کا واسطہ کہ ہم لامحالہ معرکہ آرا ہوں گے۔

اس گروہ کا سردار وہاں سے اُٹھ کر اہلِ مکّہ سے آکر ملا اور کہا کہ لوگو! اُس آدمی سے اک مسئلہ کا اک حل لے کر وارد ہوا ہوں۔ اگر رائے ہو اُس کا وہ حل کہوں۔ کئی لوگ اُٹھے اور کہا کہ ہم اُس کے ہر کلام سے الگ ہی رہے، مگر دوسرے لوگ مُصِر ہوئے اور کہا کہ وہ حل ہم سے کہو۔ رسول اکرمؐ کی رائے کہی گئی۔ عروہ ولد مسعود[1] اُٹھے اور مکّے والوں سے کہا کہ اے لوگو! سارے لوگوں کے والد کی طرح ہوں اور سارے لوگ مری اولاد کی طرح ہو۔ اس لئے اے لوگو! محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) کی اس رائے کو لے لو اور اس سے صلح کر لو۔ سارے لوگوں کی کامگاری اسی امر سے ہوگی۔ اگر رائے ہو، اسلامی ورودگاہ رواں ہو کر محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم) سے اس امر کے لئے مکالمہ کروں۔

عروہ ولد مسعود وہاں سے رواں ہو کر رسول اکرمؐ سے ملے اور کہا کہ اے

---

[1] عروہ بن مسعود ثقفی، جو اہلِ طائف کے سردار تھے۔

محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) وہ لوگ کہ اسلام لائے اور ہمدم ہوئے تکتے والوں کے ہمدرد ہو کر لڑائی سے رُوگرداں ہوں گے۔

ہمدمِ مکرم اُس کے آڑے آئے، اُس سے کڑا کلام کر کے کہا کہ امرِ محال ہے ہمارا کوئی آدمی رسول اللہ سے روگرداں ہو۔ وہ سارا عرصہ کہ عُروہ وہاں رہا، اہلِ اسلام کے کردار و اطوار اور مُسلموں کے سلوک و اعمال سے اُس کو محسوس ہُوا کہ اہلِ اسلام کا رسول اللہ سے وہ اکرام اور دلدادگی کا سلوک ہے کہ ملوکِ عالم اُس اکرام سے محروم رہے ہے۔ ہر آدمی کی سعی ہے کہ ادھر رسول اللہ کا کوئی حکم ہو اُدھر وہ اس کے عمل کے لئے دوڑے اور دوسروں سے اوّل اس کام کو کرے۔ عُروہ کے دلدادہ عَمِ[1] رسول اکرمؐ کے دلدادہ مسلح ہو کر رسول اللہ کے ہمراہ کھڑے رہے، اُس کو محسوس ہُوا کہ اُس کا عم عُروہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی ڈاڑھی کو مَس کر کے مکالمہ کر رہا ہے۔ وہ دلدادۂ رسول آگے آئے اور کہا کہ دُور ہٹ کر کھڑے ہو۔ اک گمراہ کے لئے مکروہ ہے کہ وہ رسول اللہ کی ڈاڑھی کو مس کرے۔ الحاصل اُس کو ہر طرح سے محسوس ہُوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے سارے دلدادہ روح و دل سے رسول اللہ کے ہمدرد و حامی ہوئے اور وہ ہر طرح اُس کے ہمراہ مرکٹا کر مسرور ہوں گے۔

وہ سردارِ اہلِ مکّہ سے آکر ملا اور کہا کہ لوگو! اس عالم کے کئی ملوک سے ملا ہوں مگر سارے ملوک اس اکرام سے محروم رہے کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کو اُس کے ہمدموں اور مددگاروں سے حاصل ہے۔ عُروہ کے اس کلام سے اک اور سردار آمادہ ہُوا کہ عسکرِ اسلامی کی وُرودگاہ آکر اصل احوال سے مطلع ہو۔ وہ وہاں کے لئے راہی

---

[1] حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ انھوں نے عروہ کو ڈانٹا کہ وہ رسول اللہ کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگا کر بات نہ کرے۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۲۲ ج ۲)

ہُوا اور ہدی کو دُور ہی سے مطالعہ کر کے لَوٹا اور مکّے والوں سے کہا کہ اہلِ اسلام کا گروہ عمرے کے ارادے سے وہاں آکر وارد ہُوا ہے اُس کو دار اللہؓ سے کس طرح روکو گے ؟

الحاصل اس طرح مکّے والوں کے کئی سردار آئے اور گئے۔ مآلِ کار ولدِ عمرو[1] اہلِ مکّہ کا حکم ہو کر صلح کے کے مکالمے کے لئے مکّہ مکرمہ سے راہی ہُوا۔

رسولِ اکرمؐ کو دُور سے ولدِ عمرو کی سواری دکھائی دی۔ لوگوں سے کہا کہ
"اس کی آمد سے معاملہ سہل ہو گا"[2]

اور کہا کہ مکّے والے صلح کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ولدِ عمرو آکر رسولِ اکرمؐ سے ملا اور صلح کے امور کے لئے مکالمہ ہُوا۔

معاہدۂ صلح کے طے کردہ امور

ولدِ عمرو سے معلوم ہُوا کہ اہلِ مکّہ اس امر کے لئے مصر ہوئے کہ اس سال اہلِ اسلام عمرے کے علاوہ ہی معمورۂ رسول کو راہی ہوں اور اگلے سال آکر عمرے کی ادائگی ہو۔ اس کے علاوہ کئی امور اس طرح کے رکھے کہ اُس سے اہلِ اسلام کے دل دُکھے اور ہر طرح لوگ آمادہ ہوئے کہ معاہدۂ صلح کے اس طرح کے امور سے الگ ہوں۔ مگر ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم صلح کے سارے امور کے لئے آمادہ ہو گئے اور اہلِ اسلام سے کہا کہ اللہ کے سہارے اس معاہدے کو طے کر لو۔

---

[1] سہیل بن عمرو۔ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قد سہل لکم من امرکم" بے شک تمہارا معاملہ کچھ سہل ہو گیا۔

(سیرت مصطفیٰ صـ ۲۷۴ ج ۲)

الحاصل ہمدم رسول علی کرمہٗ اللہ کو حکم ہُوا کہ وہ معاہدے کے سارے امور لکھ لے۔ اس طرح علی کرمہٗ اللہ معاہدے کی لکھائی کے لئے مامور ہوئے اور سارے امور سے اوّل اللہ کے اسم کا حامل وہ کلمہ لکھا کہ اہلِ اسلام ہر کام سے اوّل اُس کلمے کے عادی رہے ہیں، وہ کلمہ اس طرح ہے۔

"اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا، کمال رحم والا ہے"[1]

ولدِ عمرو لکھرا ہُوا اور کہا "ہمارے لئے وہ کلمہ لامعلوم ہے اس لئے "اسمک اللھم"[2] کا کلمہ لکھو کہ وہی کلمہ ہمارا معمول رہا۔ رسول اللہ کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہُوا کہ "اسی طرح لکھ لو۔ سو وہ کلمہ اسی طرح لکھا اور رسول اللہ کا اسم گرامی مع "رسول اللہ" کے لکھا۔ ولدِ عمرو لکھرا ہُوا اور کہا کہ اہلِ اسلام سے ہماری ساری لڑائی کی اساس وہی کلمہ ہے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) اللہ کا رسول ہے اور اسی کلمے کے لئے عمرے سے روکے گئے ہو، اس لئے معاہدہ سے اس کلمہ کو ہٹا کر محمدؐ کا اسم اُس کے والد کے حوالے[3] سے لکھو۔ علی کرمہٗ اللہ کو حکم ہُوا کہ اس کلمے کو محو کر دو۔ علی کرمہٗ اللہ کو اس امر سے دُکھ ہُوا اور اُس کو مکروہ معلوم ہُوا کہ وہ کلمۂ "رسول اللہ" کو محو کرے۔ اس لئے سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اُٹھے اور اس کلمے کو محو کر کے علی کرمہٗ اللہ سے کہا کہ ہمارا اسم مع والد کے اسم کے لکھ دو۔ اس طرح سارا معاہدہ مکمل طور سے مسطور ہُوا۔ معاہدۂ صُلح کے امور عدد وار اس طرح طے ہوئے۔

۱۔ اہلِ اسلام اس سال عمرے کے علاوہ ہی وہاں سے معمورۂ رسول[4] راہی ہوں گے اور اگلے سال عمرہ ادا ہو گا۔

---

[1] یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نہایت عمدہ ترجمہ ہے۔ [2] اسلام سے پہلے عام دستور تھا کہ تمام تحریروں پر باسمک اللھم لکھا جایا کرتا تھا۔ (اصح السیر، طبقات ابن سعد، سیرت مصطفیٰ) [3] سہیل بن عمرو نے کہا کہ اگر ہم ان کو اللہ کا رسول مانتے تو عمرے سے کیوں روکتے؟ اس لئے معاہدہ پر "محمد بن عبداللہ" لکھو۔

۲۔ معاہدۂ صلح دس سال کے عرصہ کے لئے ہوگا اور اس سارے عرصے ہر دو گروہ لڑائی اور معرکے سے دُور رہوں گے۔

۳۔ اس ملک کا ہر گروہ اس امر کے لئے رہا ہو گا کہ وہ اہل اسلام اور مکے والوں سے کسی گروہ سے ہمدردی و مددگاری کا معاہدہ کرلے اور اس طرح وہ معاہدۂ صلح کے سارے امور کا ماموں[1] ہوگا۔

۴۔ اگر کوئی آدمی مکے والوں سے رہا ہو کر اور اسلام لا کر معمورۂ رسول آئے گا وہ معاہدے کی رُو سے مکے والوں کے حوالے ہوگا۔

۵۔ اگر کوئی مسلم معمورۂ رسول سے راہی ہو کر مکۂ مکرمہ آئے گا وہ مکے والوں ہی کے ہمراہ رہے گا۔

معاہدۂ صلح کا ردِّ عمل

عام طور سے اس معاہدے کا ردِّ عمل اس طرح کا ہُوا کہ اہلِ اسلام کو معاہدے کے سارے امور گراں معلوم ہوئے اور اہلِ اسلام کو محسوس ہُوا کہ وہ اس معاملے کو طے کر کے گمراہوں کے آگے جُھکے ہوگئے اور دل کو احساس ہُوا کہ مکے کے گمراہوں کو محسوس ہوگا کہ اہلِ اسلام ڈر گئے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو اس امر سے دلی دُکھ ہُوا کہ وہ معمورۂ رسول سے سارے مراحل طے کر کے اس لئے وہاں آئے کہ عمرہ ادا کر کے مسرور ہوں گے۔ مگر اہلِ مکہ کی ہٹ دھرمی سے وہ اس اکرام سے محروم ہوگئے۔ معاہدے کا وہ امر اہلِ اسلام کو سارے امور سے سوا گراں معلوم ہُوا کہ اگر کوئی مکے کا مسلم رہا ہو کر معمورۂ رسول آئے گا گمراہوں

---

[1] یعنی عرب کے قبیلے آزاد ہوں گے کہ چاہے مسلمانوں کے حلیف ہو جائیں چاہے مشرکین قریش کے۔

کے حوالے ہو گا اور اگر معمورۂ رسول کا کوئی آدمی مکۂ مکرمہ آ جائے گا، مکے والوں کا محصور[1] ہو گا۔

اُدھر اک اور معاملہ اس طرح کا ہوا کہ اُس سے اہلِ اسلام کا دکھ اور سوا ہوا۔ مکے والوں کے سردار ولدِ عمرو کا لڑکا[2] اک عرصہ اُدھر اسلام لا کر اہلِ اسلام کا حامی ہوا۔ مگر ولدِ عمرو کو کہاں گوارا کہ اُس کا لڑکا اللہ اور اُس کے رسول کی راہ لگے۔ اُس کو محصور کر کے ہر طرح کا دکھ دے کر مسرور ہوا۔ اُس ہمدمِ رسول کو اطلاع ملی کہ اللہ کا رسول عمرے کے ارادے سے اہلِ اسلام کے ہمراہ وارد ہوا ہے۔ وہ کسی طرح رہا ہو کر درودگاہ کے لئے راہی ہوئے۔ اُدھر معاہدہ مسطور ہو کر مکمل ہوا اور اُدھر وہ ہمدمِ رسول لوہے کی سلاسل سے کسے ہوا وہاں آ کے کھڑا ہوا اور گڑگڑا کر کہا کہ اے رسول اللہ! اللہ کے حکم سے اسلام لا کر اللہ کی راہ لگا ہوں، مگر والد کا محصور ہوں اللہ کے لئے اس دکھ اور الم سے رہائی دلاؤ۔ اور ہم کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول کے لئے راہی ہو۔ مگر ولدِ عمرو ہٹ کر کے مُصر ہوا کہ معاہدے کی رُو سے وہ لڑکا ہمارے حوالے ہو گا۔ گو اُس لمحہ معاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علی رسولہ وسلم کی مہر اور ولد عمرو کی گواہی سے محروم تھا[3] مگر اللہ کا رسول معاہدے کا عامل ہوا اور اُس ہمدم کے آگے آ کر اُس کو دلاسے کے کلمے کہے اور کہا کہ

"اے لڑکے! حلم سے کام لو اور اللہ سے آس رکھو، اللہ کا رسول عہد کے اکمال کے لئے مامور رہے۔ لامحالہ اللہ کے حکم سے اس الم سے رہائی

---

[1] اس معاہدے کی شرائط سے مسلمانوں کو بہت ملال ہوا اور اس میں اُن کو اپنی ذلت محسوس ہوئی۔ داعی السیر [2] سہیل بن عمرو نے اپنے لڑکے حضرت ابوجندل کو بیڑیاں ڈال کر قید کر رکھا تھا وہ بیڑیاں پہنے ہوئے وہاں آ گئے (سیرت مصطفیٰ ص ۳۲۲) [3] اس وقت تک معاہدے پر دستخط نہ ہوئے تھے۔ (داعی السیر، طبقات ابن سعد)

حاصل کر دیے گئے[1]

ولدِ عمروؓ اُس ہمدمِ رسول کو لے کر سوئے مکہ راہی ہوا۔ اہلِ اسلام کو اُس ہمدم کے معاملے سے کمال دُکھ ہوا اور عمرِ مکرمؓ رسول اللہ کے آگے آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ! ہم راہِ حق کے عامل ہو کر کس لئے اس طرح رُسوا ہوں۔ مگر ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم اُٹھے اور کہا کہ

"اللہ کا رسول ہو کر وارد ہوا ہوں۔ امرِ محال ہے کہ وعدہ کر کے اس سے ہٹوں۔"

اس طرح معاہدۂ صلح کا معاملہ مکمل ہوا۔ اہلِ اسلام کو رسول اللہ کا حکم ہوا کہ ہدی کو کاٹ ڈالو اور موئے سر کاٹو اور احرام کھول دو۔ اہلِ اسلام کو رسول اللہ کا وہ حکم اک لمحے کے لئے گراں معلوم ہوا اور وہ اس امر سے رُکے رہے۔ رسول اللہ کا دُہرا کر وہی حکم ہوا۔ لوگ اسی طرح رُکے رہے۔ رسولِ اکرمؐ اُٹھے اور وہی حکم دُہرا کے کہا۔ اہلِ اسلام دل کے ملال سے اُسی طرح کھڑے رہے۔ رسولِ اکرمؐ وہاں سے اُٹھے اور مسلموں کی ماں اُمِ سلمہؓ سے آ کر سارا حال کہا۔ عروسِ رسول کی رائے ہوئی کہ اے رسول اللہ! لوگوں کو اس معاملے سے دلی دُکھ ہوا ہے۔ اس لئے اس طرح کرو کہ اُٹھ کر ہدی کو کاٹو اور احرام کھول دو۔ اس طرح سارے اہلِ اسلام اس حکم کے عامل ہوں گے۔ رسولِ اکرمؐ اُس اللہ والی کی اس عمدہ رائے

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو جندل سے فرمایا: یا ابا جندل اصبر واحتسب فانا لا نغدر وان اللہ جاعل لك فرجا ومخرجا۔ اے ابو جندل! صبر کرو اور اللہ سے امید رکھو ہم خلافِ عہد نہیں کرتے اور اللہ عنقریب تمہاری نجات کی کوئی صورت نکالے گا (سیرت مصطفیٰ ص ۳۲۸)

[2] مسلمان اس معاہدہ سے شکستہ خاطر تھے کہ آنحضرتؐ نے تین بار حکم دیا مگر ایک شخص بھی نہ اُٹھا۔ آپؐ نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ سے کہا۔ انہوں نے رائے دی کہ پہلے آپ خود قربانی کریں۔ سب مسلمان آپ کو دیکھ کر ایسا ہی کرنے لگے۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۳۲۹)

سے مسرور ہوئے۔ اٹھ کر صدی کاٹی۔ صد نے سر گٹوا کر احرام کھولا۔ سارے اہلِ اسلام متوالے تھے اور سارے لوگوں کے احرام کھل گئے۔

رسول اللہ کا حکم ہوا کہ سارے اہلِ اسلام مسرورہ رسول کے لئے راہی ہوں۔

معاہدۂ صُلح اسلام کی کامگاری ہے

رسول اللہ کے حکم سے اہلِ اسلام سوئے مسرورۂ رسول لوٹے۔ راہ کے اک مرحلے آکر رسولِ اکرمؐ کو اک مکمل سورہ[1] وحی کی گئی۔ اس وحی سے اللہ کی گواہی آئی کہ معاہدۂ صلح اہلِ اسلام کی مکمل کامگاری ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم سے ہمدموں اور مددگاروں کو وہ سورہ مسموع ہوئی۔ لوگوں کا سوال ہوا کہ اے رسول اللہ! وہ معاہدہ کس طرح ہماری کامگاری ہے؟

کہا۔ "واللہ! وہ ہماری اک اہم کامگاری ہے۔"

اہلِ اسلام کے دل اس وعدۂ الٰہی سے مسرور ہوئے۔[2] (رواہُ احمد والحاکم)

اللہ کا وہ وعدہ مکمل ہوا اور معاہدۂ صلح سے اہلِ اسلام کو وہ کامگاری عطا ہوئی کہ اسلام کو وہ علو حاصل ہوا کہ اٹھارہ سالوں کی کامگاری معاہدۂ صلح کے دو سال کی کامگاری کے آگے کم ہے۔[3]

اس معاہدے سے معرکوں اور ہمتوں کے سلسلے سے رہائی ملی اور رسولِ اکرمؐ اسلام کے دوسرے اہم امور کے لئے ساعی ہوئے۔ لوگوں کے لئے راہ ہموار ہوئی کہ وہ اسلام اور اہلِ اسلام کے اصولوں اور اطواروں کا مطالعہ کر کے راہِ ہدیٰ سے

---

[1] سورۂ فتح اسی موقعہ پر نازل ہوئی۔ [2] سیرت مصطفیٰ ص ۲ ج ۲ (بحوالہ مسند احمد ابوداؤد و حاکم)

[3] صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک جتنے لوگ اسلام لائے، اتنے لوگ بعثت سے صلح حدیبیہ تک کے پورے عرصہ میں نہیں لائے۔ (بحوالۂ بالا)

آگاہ ہوں۔ وہ لوگ کہ لگ تک کر اسلام کے اصولوں کے عامل رہے، مگر مکمل اسلامی
احکام کے عامل ہوئے۔ دوسرے ممالک کے ملوک اور حکام کو مراسلے لکھے گئے اور
اک ہمسائے ملک کا حاکم اسلام لا کر مسلموں کا حامی ہوا۔ اسلام کا کلمہ اس ملک کی
حدود سے رواں ہو کر دوسرے ممالک کے لئے عام ہوا۔ دور دور کے گروہوں کی
آمد کا سلسلہ لگا اور وہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور مساعی سے ہی
اسلام لائے۔

معمورۂ رسول اسلام کا عملی گہوارہ ہوا اور اہلِ عالم کے لئے اسلامی سلوک و
اعمال کی اساس رکھی گئی، عالمی معاہدوں کے اصول طے ہوئے۔ اسلامی سوسائٹی
محکم ہو کر آگے آئی اور اسلامی اصولوں کی عملی درس گاہ کھلی۔ لوگوں کو علمی اور عملی
طور سے معلوم ہوا کہ اسلام ہی وہ واحد راہ ہے کہ اہلِ عالم کے سارے دکھوں کا
مداوا ہے۔ اسلام ہی سے اہلِ عالم کی اصلاح کا مدعا حاصل ہوگا۔

مکۂ مکرمہ کے محصور مسلموں کا حال

معاہدۂ صلح کا اک امر سارے محمودے سوا مسلموں کو گراں معلوم ہوا کہ اگر کوئی
مسلم مکے سے راہی ہو کر معمورۂ رسول آئے گا وہ معاہدے کی رو سے مکے والوں
کے حوالے ہوگا اور اگر معمورۂ رسول کا کوئی آدمی مکۂ مکرمہ آئے گا، وہ مکے
والوں کا محصور ہو کر وہاں رہے گا۔ اس امر سے سارے اہلِ اسلام کو احساس ہوا
کہ وہ اک رسوائی کا معاملہ ہے۔ مگر اللہ کے حکم سے اس طرح کے احوال آگے آئے
کہ معاہدے کا وہی امر مکے والوں کے لئے اک دردِ سر ہو کے رہا اور مآلِ کار وہ
اسی امر سے اس طرح سرگراں ہوئے کہ رسولِ اکرم سے دعا گو ہوئے کہ معاہدے

سے اس امر کو محو کر دو۔ اس معاملے کا مکمل حال اس طرح ہے کہ مکّہ مکرّمہ کے وہ مُسلم کہ مکّے والوں کے محصور ہو کر طوعاً و کرہاً مکّہ مکرّمہ ہی رہ گئے۔ مکّے والوں کے سلوک سے کمال سرگراں ہوئے اور ساعی رہے کہ کسی طرح وہاں سے رہا ہو کے رسول اللہ صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے ہمراہ ہوں۔ معاہدۂ صلح سے اُدھر کئی مسلم مکّہ مکرّمہ سے رہا ہو کر معمورۂ رسول آ گئے۔ اسی لئے مکّہ والوں کا اصرار ہوا کہ معاہدۂ صلح سے وہ امر طے ہو کہ مکّے کا کوئی مسلم اگر معمورۂ رسول آئے گا، مکّے والوں کے حوالے ہو گا۔ مکّے والوں کا اس امر سے مدّعا رہا کہ اس طرح مکّے کے مسلموں کے لئے معمورۂ رسول کی راہ مسدود ہو گی۔ مگر اللہ کا حکم دوسری ہی طرح ہوا۔

مکّے کے اک مُسلم[1] کسی طرح وہاں سے رہا ہوئے اور معمورۂ رسول کے لئے راہی ہوئے۔ مکّے والوں کو اس کی اطلاع ملی۔ اولادِ عامر[2] کے اک آدمی کو رسول اللہ کے لئے اک مراسلہ دے کر کہا کہ معمورۂ رسول رواں ہو اور وہ مراسلہ رسولِ اکرمؐ کو دو اور کہو کہ مکّے کے اس مُسلم کو معاہدے کی رُو سے ہمارے حوالے کرو اور اُس مسلم کو وہاں سے محصور کر کے لے آؤ۔

اولادِ عامر کا وہ آدمی اک اور آدمی کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول کے لئے راہی ہوا۔ اُدھر وہ مسلم معمورۂ رسول آئے اور ادھر ہر دو عامری رسولِ اکرمؐ سے ملے اور مراسلہ دے کر کہا کہ اس مسلم کو ہمارے حوالے کر دو۔ اُس ہمدمِ رسول کو حکم ہوا کہ مکّے والوں سے ہمارا معاہدہ ہے۔ اس لئے اس عامری آدمی کے ہمراہ مکّہ مکرّمہ لوٹو۔ وہ ہمدمِ رسول آگے آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ! مکّے والوں کا مدّعا

---

[1] حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

[2] بنی عامر کے دو آدمی اُن کے پیچھے دوڑائے گئے تھے۔

ہے کہ وہ اس ہمدم کو اسلام کی راہ سے ہٹا کر لاعلمی اور گمراہی کی راہ لگا کر مسرور ہوں۔ وہ طرح طرح کے دُکھ اور آرام دے کر مسرور ہوں گے۔ اس لئے ہم کو مکے والوں کے دُکھ سے رہائی دلاؤ۔ مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اس ہمدمِ رسول سے ہم کلام ہوئے اور کہا کہ حلم سے کام لو۔ آس ہے کہ اللہ رہائی کی کوئی راہ عطا کرے گا۔ اس لئے مکے والوں کے ہمراہ سوئے مکہ لوٹ کر اللہ کی مدد کی آس رکھو۔

مکے کے ہر دو آدمی اُس ہمدمِ رسول کو لے کر سوئے مکہ راہی ہوئے۔ راہ کے اک مرحلے[1] آکر رُکے کہ وہاں اک عرصہ آرام کر کے آگے رواں ہوں۔ وہ ہمدمِ رسول ہر دو کے ہمراہ وہاں رُکے رہے اور ہر دو سے ادھر اُدھر کا کلام کر کے ساعی ہوئے کہ کسی طرح اُس عامری کا اسلحہ حاصل کر کے اُس کے لئے حملہ آور ہوں۔ اُس سے کہا۔

اے عامری! وہ حسام اک عمدہ حسام ہے کہاں سے ملی؟

کہا کہ ہاں! واللہ کمال کی حسام ہے اور اس سے کئی مہموں کو سر کر کے لوٹا ہوں۔ ہمدمِ رسول اُٹھے اور کہا کہ دکھاؤ کس طرح کی ہے؟ اس طرح وہ اُس حسام کے مالک ہوئے اور مُعاً وار کر کے اس کو مار ڈالا۔

دُوسرا آدمی ڈر کر وہاں سے سوئے معمورۂ رسول لوٹا اور رسول اللہ سے آکر سارا حال کہا اور کہا کہ مرا ہمراہی ہلاک ہوا اور ہم کو ڈر ہے کہ اُس کے حملے سے ہلاک ہوں گے۔

وہ ہمدمِ رسول آگے آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ! اللہ کا رسول معاہدے

---

[1] مقام ذوالحلیفہ میں آکر ٹھہرے۔ (ابن سعد، تاریخ الخمیس، سیرت مصطفیٰ صفحہ ۹۸ ج ۲) ؛

کا مامور رہا۔ مگر اللہ کی مدد سے رہا ہُوا ہُوں۔[1]

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اُٹھے اور کہا کہ

"یہ کمال لڑائی والا آدمی ہے اگر لوگ اس کے ہمراہ ہوں"

رسولِ اکرمؐ کے اس کلام سے اُس ہمدمِ رسول کو محسوس ہُوا کہ اگر وہ معمورۂ رسول رہا، لامحالہ مکّے والوں کے حوالے ہو گا۔ اس لئے وہ وہاں سے اُسی دم راہی ہُوئے اور معمورۂ رسول سے دُور اک ساحلی گاؤں آکر ٹھہر گئے۔ مکّے والوں کے سارے کارواں اُسی راہ سے دوسرے ممالک کے لئے راہی ہُوئے۔

اِدھر مکّۂ مکرّمہ کے دوسرے مُسلموں کو معلوم ہُوا کہ وہ ہمدمِ رسول ساحلی گاؤں آکر ٹھہرا ہُوا ہے۔ مکّے کے مُسلموں کو حوصلہ ملا اور وہ ساعی رہے کہ کسی طرح مکّۂ مکرّمہ سے راہی ہوکر اُس ہمدمِ رسول کے ہمراہ ہوں۔ والدِ عمروؓ[2] کے لڑکے کو سارا حال معلوم ہُوا۔ وہ والد کے گھر سے کسی طرح رہائی حاصل کر کے اُس ساحلی گاؤں آگئے اور اُس ہمدمِ رسول سے ملے۔ اس طرح اک اک کر کے مکّے کے مُسلم اُس ساحلی گاؤں آئے اور اس طرح مکّے کے مُسلموں کا اک گروہ وہاں اکٹھا ہُوا۔ علماء سے مروی ہے کہ اس گروہ کا عدد ساٹھ اور دس رہا۔

وہ سڑک کہ مکّے والوں کے کارواں وہاں سے ہو کر دوسرے ممالک کے لئے راہی ہُوئے۔ اس گروہ کے حملوں کا گہوارہ ہو گئی۔ مکّے والوں کے کئی مالی کارواں اس گروہ کے حملوں سے لُوٹے گئے اور وہ اموال سے محروم ہو کر اور رُسوا ہو کر

---

[1] حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپؐ نے اپنا عہد پُورا کر دیا کہ مجھے مکّے والوں کے ساتھ روانہ کر دیا۔ اب اللہ نے میری مدد کی۔ آپؐ کو معلوم ہے کہ اگر میں مکّۂ مکرّمہ واپس گیا تو یہ مجھے اسلام سے پھیر دیں گے۔ میں نے جو کچھ کیا اس لئے کیا کہ ان سے میرا کوئی معاہدہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بڑا ہی لڑائی کا بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اس کا ساتھی ہو (سیرت مصطفیٰ [illegible])

[2] حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالےٰ عنہ ؛

سوئے مکہ لوٹے۔ اس سارے حال سے مکّے والے گراں حال ہوئے اور مُسلموں کا وہ گروہ مکّے والوں کے لئے دردِ سر ہُوا۔ اس لئے طوعاً و کرہاً سرورِ عالم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو لکھا کہ اللہ کے واسطے مُسلموں کے اُس گروہ کو حکم دو کہ وہ وہاں سے معمورۂ رسول لوٹے۔ ہم معاہدے کے اُس امر سے الگ ہُوئے کہ اگر مکے کا کوئی مسلم معمورۂ رسول آئے وہ وہاں ہی رہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا مراسلہ لے کر اک ولدادۂ رسول اُس ساحلی گاؤں گئے۔ معلوم ہُوا کہ اُس ہمدمِ رسول کا لمحۂ وصال ہے۔ مراسلہ لے کر اور اُس کا مطالعہ کر کے وہ ہمدمِ رسولؐ اللہ کے گھر کو سدھارے[1]۔ ولدِ عمرو کے لڑکے سارے مسلموں کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول آ گئے۔

اس طرح معاہدۂ صُلح کا وہ امر کہ اُس سے اہلِ اسلام کو ملال رہا، اللہ کے حکم سے اس طرح محو ہو کر رہا۔

---

[1] حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا مراسلہ اُس وقت ملا جب وہ دُنیا سے رخصت ہو رہے تھے۔ مکتوب نبوی کو پڑھتے جاتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ اسی حال میں روح نکل گئی۔

(سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ج ۲، ۲۷ وابن السیر) ❖

ملوکِ عالم کو رسول اللہؐ کے مُراسلے

کلامِ الٰہی کا وہ وعدہ کہ معاہدۂ صُلح اہلِ اسلام کی کُھلی کامگاری ہے، کُھل کر اہلِ عالم کے آگے آکر مکمل ہُوا۔ معاہدۂ صُلح سے اُدھر کا سارا عرصہ سرورِ عالم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم مہمّوں اور معرکوں کے اُمور سے گھرے رہے۔ معاہدۂ صُلح سے معرکوں کے اُمور سے رہائی ملی۔ اس لئے اللہ کے رسول کا ارادہ ہُوا کہ اہلِ عالم کو اسلام کے لئے صدائے عام دے کر اللہ کے حکم کے عامل ہوں۔

سارے ہمدموں اور مددگاروں کو اکٹھا کر کے کہا کہ " اے لوگو! سارے عالم کے لئے رسولِ رحم وکرم ہو کے وارد ہُوا ہوں، سارے عالم کو اللہ کا وہ حکم دے دو۔"

اور کہا کہ ہماری رائے ہے کہ حکّامِ عالم کو مراسلے ارسال ہوں کہ دُوسرے ممالک کے لوگ اسلام سے آگاہ ہوں اور وہاں کے لوگ لاعلمی اور گمراہی سے دُور ہوں۔

اس کام کے لئے کئی ہمدموں اور مددگاروں کی رائے ہُوئی کہ ملوکِ عالم کے مُراسلوں کے لئے رسول اللہ کی اک مُہر ہو کہ اس سے سارے مُراسلے مُہر کر کے ارسال ہوں۔ اس طرح مسلموں کی رائے سے اک مہر لکھوائی گئیؐ وہ مہر اس طرح

ؐ صحابۂ کرام نے آنحضرتؐ کو مشورہ دیا کہ عام طور پر بادشاہ مہر کے بغیر خطوط کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھتے۔ اس لئے اک مہر بنوالی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اک مہر کندہ کروائی جس پر محمد رسول اللہ اس طرح لکھا ہُوا تھا کہ محمد سب سے نیچے رسول درمیان میں اور اللہ سب سے اُوپر لکھا ہُوا تھا۔

(سیرتِ مصطفیٰ صـــ ۱۷۲ ج ۲)

کی لکھوائی گئی۔

اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُراسلوں کو لے کر دُور دُور اور اردگرد کے ممالک کو راہی ہوئے۔ رسول اللہ کے ہمدم عمرؓ[1] اک مراسلہ لے کر حاکم اصحمہ کے مُلک گئے اُس کا مکمل حال آگے مسطور ہے۔ دُوسرا مراسلہ حاکم رُوم[2] کو لکھا اور رسول اللہ کے مددگار بھی مراسلۂ سوم[3] لے کر کسریٰ کے ملک گئے۔ اسی طرح اک مراسلہ حاکم مصر کو ارسال ہوا۔ اس کے علاوہ دو مراسلے ولد الاسدیؓ[4] اور ولد عمروؓ[5] دوسرے دو حاکموں کے لئے لے کر راہی ہوئے۔

حاکمِ رُوم کے لئے رسُول اللہ کا مُراسلہ

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اک دلدادہ[6] رسول اللہ کا مراسلہ لے کر مُلکِ روم کے لئے راہی ہوئے۔ راہ کے سارے مراحل طے کر کے وہ معاہدۂ صلح کے اگلے سال ماہِ محرم کو مُلکِ روم آئے۔ وہاں آکر معلوم ہوا کہ حاکم روم[7] حمص سے راہ روی کر کے "دار المطہر" کے لئے راہی ہوا ہے کہ وہاں آکر اُس کا شکر گزاری کے لئے اللہ کی حمد کرے کہ اُس کو کسریٰ کے معرکے سے حاصل ہوئی۔ دلدادۂ رسولؐ "دار المطہر" کے لئے راہی ہوئے اور وہاں آکر سعی کر کے حاکم روم کے

---

[1] حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ حبش کے بادشاہ نجاشی کے پاس گئے۔ نجاشی کا اصل نام اصحمہ تھا۔ [2] روم کا بادشاہ ہرقل [3] حضرت شجاع بن وھب الاسدی رضی اللہ عنہ حاکم غسان کے پاس مراسلہ لے کر گئے۔ [4] سلیط بن عمرو حاکم یمامہ کے پاس خط لے کر گئے (حوالۂ بالا)

[5] حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالے عنہ [6] ہرقل روم اُس وقت فتح مندی کے شکرانے کے لئے حمص سے پیدل چل کر بیت المقدس گیا ہوا تھا۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۲۷، ۱۰۱) ٭

لئے رسائی حاصل کی۔ حاکمِ روم کے محل آکر اُس سے ملے اور اُس سے اس طرح ہمکلام ہوئے[1]

"اے حاکمِ روم! وہ آدمی کہ اُس کے حکم سے مراسلہ لے کر وارد ہُوا ہوں حاکمِ رُوم سے اعلیٰ ہے اور وہ اللہ کہ اُس کے حکم سے وہ رسول وارد ہُوا، سارے ہی اہلِ عالم سے اعلیٰ و مکرم ہے۔ حاکمِ روم کو معلوم ہے کہ اللہ کے رسول "رُوح اللہ"[2] عمادِ اسلام کے عادی رہے؟ کہا ہاں! کہا کہ اے حاکم! اُسی اللہ کی راہ کا دُوسرا اہم اسلام ہے کہ اُس کے لئے رُوح اللہ سدا حمد و دُعا کر کے مسرور ہوئے اور اُسی اللہ کا ارسال کردہ وہ رسولِ اکرم ہے کہ اُس کا مراسلہ لے کر اس مصر وارد ہُوا ہوں۔ اے حاکم وہ رسول وہی رسولِ اُمّی ہے کہ اُس کے لئے اللہ کے رسول مُوسیٰ اور اللہ کے کلمے رُوح اللہ کو وحی سے اطلاع دی گئی۔ اگر اس رسول کے حکم کے عامل ہو گے، اس عالمِ مادّی اور اُس عالمِ سرمدی ہر دو کے مالک ہو گے اور اگر اس حکمِ الٰہی سے رُوگرداں ہُوئے، عالمِ سرمدی سے محروم ہو گے اور عالمِ مادّی کے دُوسرے لوگ حصّہ دار ہوں گے اور معلوم ہے کہ سارے لوگوں کا اک مالک ہے۔"

حاکمِ روم کے دل کو اس کلام سے اک ہَول سا محسوس ہُوا اور کہا کہ وہ مراسلہ ہم کو دو۔ مراسلہ لے کر اُس کا مطالعہ کر کے کہا کہ کل آکر ہم سے ملو۔ اس کا عمدگی سے مطالعہ کر کے اور لوگوں کی رائے لے کر اک مراسلہ لکھوں گا۔ حاکمِ روم کے لئے رسول اللہ کے مراسلے کا ماحصل اس طرح ہے[3]

---

[1] بیت المقدس میں ہرقل کے سامنے حضرت دحیہ کلبی نے ایک تقریر کی۔ اُس کا خلاصہ غیر منقوط اُردو میں دیا گیا ہے۔ (سیرتِ مصطفیٰ ص۔ ج ۲) ۔ [2] "رُوح اللہ" حضرت عیسیٰ کا لقب۔

[3] مکتوبِ نبوی کا یہ مضمون سیرتِ مصطفیٰ میں صحیح بخاری اور فتح الباری کے حوالے سے دیا گیا ہے۔

وہ اللہ کے مملوک اور رسول محمّد سے حاکم رُوم ہرکول کے لئے۔ سلام
ہو اُس کے لئے کہ وہ راہِ ہدیٰ کا راہرو ہو۔ سوائے حاکم روم! وہ
کلمہ لے کر وارد ہُوا ہوں کہ اللہ کی راہ، اسلام کا کلمہ ہے، اس لئے
اسلام لے آؤ۔ سالم رہو گے اور اللہ دوہرا اکرام عطا کرے گا کہ اللہ
کا وعدہ اسی طرح ہے اور اگر اسلام سے رُوگرداں ہو گے، سارے
لوگوں کی گمراہی کا گناہ اٹھاؤ گے اور اے اہلِ وحی! اُس کلمے
کی راہ آؤ کہ وہ کلمہ ہمارے اور اہلِ وحی کے لئے مساوی ہے کہ
ہم اس امر سے دُور ہوں کہ اللہ کے سوا ہمارا کوئی مالک و مولیٰ
ہو اور اُس کا کوئی ہمسر و حصّہ دار ہو۔ سو اگر وہ اسلام سے رُوگرداں
ہوں۔ کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم مُسلم ہوئے"۔ [1]

حاکمِ رُوم اس مراسلے کو مطالعہ کر کے لوٹا اور لوگوں کو حکم ہُوا کہ اگر مکّے کے
کوئی لوگ ہمارے مُلک آئے ہوں، ہمارے آگے لاؤ کہ لوگوں سے اس رسول
کے احوال معلوم کروں۔ سروا[2] یہ تھا کہ اُس ماہ اک مالی کاروان کے ہمراہ اُس مُلک کے

---

[1] آنحضرتؐ کے اس مراسلے کا متن یہ ہے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من محمّد عبد اللہ ورسولہ۔ الی ہرقل عظیم الروم۔ سلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام۔ اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الاریسیین و یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون۔"
(یہ خط ہے۔ محمّد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے رُوم کے عظیم ہرقل کے نام۔ جو ہدایت کا اتباع کرے اُس پر سلام ہو۔ اما بعد! میں تجھ کو اس کلمے کی طرف بلاتا ہوں جو اسلام کی طرف بلانے والا ہے۔ اسلام لے آ، سالم رہے گا۔ اللہ دوہرا اجر عطا کرے گا اور اگر تُو نے رُوگردانی کی تو ساری رعایا کا گناہ تجھ پر ہوگا۔ اور اے اہلِ کتاب اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلّم ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو شریک گردانیں اور اللہ کے سوا ایک دوسرے کو اپنا رب اور معبود نہ بنائیں۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو کہہ دیجئے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہو چکے۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۳۲)

[2] ابوسفیان

اک سفر کر رہا۔ لوگ اُس کو لے کر حاکم روم کے آگے لائے۔ وہ مکّے کے اہل کاروں کے ہمراہ حاکم روم کے آگے آکھڑا ہُوا۔

حاکم روم کا حکم ہُوا کہ وہ آدمی آگے آئے کہ رسولِ مکّی کے اُسرے سے ہو اور دوسرے لوگوں سے کہا کہ اگر وہ کوئی آلودہ کام کرے اُس سے ہم کو مطلع کرو۔ اس طرح حاکم روم کا اک مکالمہ سردارِ مکّہ سے ہُوا اور طرح طرح کے سوال ہوئے۔ سارے احوال معلوم کر کے کہا کہ واللہ! ہم سارو ں کو معلوم ہُوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ اللہ کے سارے رسول اسی طرح کے احوال کے حامل ہُوئے۔

حاکمِ رُوم سارے حکّام کے آگے آکر ہمکلام ہُوا اور کہا کہ اے لوگو! ہم کو معلوم رہا کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اک رسول لامحالہ آئے گا مگر مرا احساس رہا کہ وہ کسی اور ملک اور گروہ سے ہوگا۔ سارے احوال سے معلوم ہُوا کہ وہ اللہ کا وہی رسول ہے اور گواہ رہو کہ وہ ہمارے اس مُلک کا مالک ہوگا۔ دل کی اک عرصے سے مُراد رہی کہ اُس رسول سے ملوں اور اُس کا کمال اکرام کروں۔ حاکمِ رُوم اس کلام کو کر کے مراسلۂ رسول کا اکرام کر کے آگے ہُوا اور رسولِ اکرمؐ کا مُراسلہ سارے لوگوں کے آگے کہا۔

روم کے سارے حکّام اور رؤسا اس کلام سے اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور سارا محل لوگوں کی صداؤں سے معمور ہُوا۔

حاکمِ رُوم کا ارادہ ہُوا کہ وہ وہاں کے اک عالم[1] سے اس امر کے لئے رائے لے۔ اُس کو سارا حال لکھا۔ اس عالم کے مُراسلے سے حاکمِ روم کو معلوم ہُوا کہ

---

[1] امام زہری سے روایت ہے کہ اس عالم کا نام ضغاطر تھا۔ ہرقل نے اُن کو خط لکھا۔

(سیرتِ مصطفیٰ ص ۱۳۶ ج ۲)

"وہ اللہ کا رسول وہی ہے کہ اُس کے لئے "روح اللہ" رسول کو وحی کی گئی اور اک عرصے سے ہم اُس کے لئے دُعا گو رہے۔ ہم اُس رسول کے حکم سے اسلام لائے اور اُس کے لائے ہوئے احکام کے عامل ہوں گے۔"

حاکمِ رُوم کو وہ مراسلہ ملا۔ سارے حکام کو اکٹھا کر کے کہا کہ "اے گروہِ روم! اک اہم اطلاع کے لئے اکٹھے کئے گئے ہو۔ ہم کو اُس آدمی کا مراسلہ ملا ہے اور ہم سے کہا ہے کہ ہم اللہ کی راہ اسلام کے عامل ہوں اور گواہ رہو کہ واللہ وہ آدمی وہی رسول ہے کہ ہم اہلِ دعا کو اُس کی آمد کی آس لگی رہی اور ہم کو اُس کا حال اللہ کی وحی کے واسطے سے معلوم ہوا۔ سو آؤ اور دوڑو کہ ہم سارے مل کر اسلام کے حامی ہوں اور ہم کو ہر دو عالم کی کامگاری[۱] ملے۔"

اس کلام سے سارے حکام اور رُؤسائے روم سوئے در دوڑے۔ مگر محل کے سارے در مسدود ملے۔ حاکمِ رُوم کا حکم ہوا کہ لوگو لوٹ آؤ۔ وہ سارے لوگ لوٹ کر آئے۔ کہا کہ اس کلام سے ہمارا مُدعا رہا کہ ہم کو معلوم ہو کہ روم کے لوگ روح اللہ کے مسلک کے کس حد حامی رہے اور مددگار رہے۔ اس طرح لوگوں کے ڈر سے حاکمِ رُوم راہِ ھُدیٰ سے محروم رہا۔

عُلماء سے مروی ہے کہ حاکمِ رُوم سارے لوگوں سے الگ ہو کر دلدادہ رسول سے ملا اور کہا۔ واللہ! ہم کو معلوم ہے کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) وہی رسول موعود ہے کہ اُس کے احوال ہم کو اللہ کی وحی کے واسطے سے معلوم ہوئے مگر

---

[۱] ہرقل نے محل کے دروازے بند کر کے دربار میں یہ تقریر کی۔ (حوالۂ بالا)

ڈر ہے کہ اگر اسلام لاؤں گا۔ تو روم کے لوگ ہم کو ہلاک کر کے مسرور ہوں گے۔
اس لئے ہماری رائے ہے کہ ہمارے اُس عالم سے ملو اور اُس سے رسول موعود
کا سارا حال کہو۔ وہ علومِ الٰہی کا ماہر ہے۔

دلدادۂ رسول وہاں سے راہی ہو کر اُس عالمِ وحی سے ملے اور اہلِ روم
کو اکٹھا کر کے کہا کہ اے گروہِ روم! احمدِ مرسل کا اک مراسلہ ملا ہے اور کہا
ہے کہ اللہ کی راہ لگو، سو لوگو! گواہ رہو کہ "اللہ واحد ہے اور احمد اللہ کا مملوک
اور رسول ہے۔" اس کلام سے سارے لوگ مل کر اُس عالم کے لئے حملہ آور ہوئے
اور وہ اسلام لا کر اُسی دم ہلاک ہوا۔[1]

کسریٰ کے لئے رسول اللہ کا مراسلہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کے اک دلدادہ سہمی سرورِ عالم کا مراسلہ لے کر
کسریٰ کے مُلک گئے۔ کسریٰ اس طرح کا حاکم رہا کہ ساری عمر ملک و مال کی ہوس
کا دلدادہ رہا اور مُلک و مال کی اکڑ سے اُس کا دِل سدا ردگی رہا۔ دلدادۂ رسول
کمال سعی کر کے اُس کے مُلک آئے اور اُس کے محل کی رسائی کے لئے اک
عرصہ ساعی رہے۔ مآلِ کار رسائی حاصل ہوئی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ
وسلم کا مراسلہ لے کر اُس کے محل آئے اور مراسلہ دے کر الگ ہوئے۔

مراسلۂ رسول کا مطالعہ کر کے اُس مردود کا دِل ہوس اور حسد سے معمور ہوا
اور کہا کہ اس آدمی کو کس طرح اس امر کا حوصلہ ہوا کہ وہ ہم سے کہے کہ اُس کو اللہ

---

[1] یہ ساری تفصیل فتح الباری، البدایہ والنہایہ اور تاریخ طبری کے حوالے سے سیرتِ مصطفیٰ
میں منقول ہے۔ (سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۲۶۰ ج ۲) ۞

کا رسول کہہ کر اسلام لاؤں۔ مراسلۂ رسول کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دلدادۂ رسول کے آگے ڈال کر کھڑا ہوا اور ہمسائے ملک کے اک[۱] والی کو مراسلہ لکھ کر حکم ہوا کہ دو حوصلہ ور آدمی معمورۂ رسول رواں ہو کر اور اس آدمی کو محصور کر کے ہمارے آگے لاؤ۔

دلدادۂ رسول سعی کسریٰ کے ملک سے لوٹ کر معمورۂ رسول آئے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم سے مل کر کسریٰ کا سارا حال کہا۔ رسولِ اکرمؐ کا کلام ہوا اور کہا کہ

"کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوا"

ادھر والیٔ کسریٰ کے حکم سے دو آدمی اس والی کا اک مراسلہ لے کر معمورۂ رسول آئے۔ اس لمحے کہ وہ ہر دو آدمی رسول اللہ کے آگے آئے۔ اللہ کے حکم سے ہر دو کے دل رسول اللہ کے ڈر سے معمور ہوئے اور ہر دو کو سردی سی محسوس ہوئی اور حد سے سوا ہول اور ڈر محسوس ہوا۔ رسول اللہ کو مراسلہ دے کر کھڑے ہوئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم مراسلے کے ماحصل سے مطلع ہو کر مسکرا دئے اور ہر دو لوگوں کو اسلام کی راہ دکھائی اور کہا کہ کل آ کر ہم سے ملو۔ وہ ہر دو آدمی اگلی سحر کو رسول اللہ کے آگے آئے۔ ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم ہر دو سے ملے اور اطلاع دی کہ

"کسریٰ کے لڑکے کی کارروائی سے کسریٰ ہلاک ہوا اور اس[۲] کا لڑکا کسریٰ کے ملک کا حاکم ہوا"

---

۱ یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ دو قوی آدمی بھیج کر اس شخص کو گرفتار کر کے لاؤ (سیرت مصطفیٰ ج۳ ص۲۴ بحوالہ زرقانی و البدایہ والنہایہ۔ ۲ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آج رات فلاں وقت پہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے کسریٰ کو قتل کر ڈالا۔ یہ رات دس جمادی الاولیٰ سنہ ۷ھ منگل کی رات تھی۔ (سیرت مصطفیٰ ص۱۱۲ ج ۳) ۔۔

ہر دو کو رسول اللہ کا حکم ہُوا کہ والی کے مُلک لَوٹ کر والی سے کہو کہ ہمارے ملک کی حدود کسریٰ کے ملک کی حدود سے ہوا ہوں گی۔ اس لئے اسلام لے آؤ۔

کسریٰ کے لئے رسول اللہ کے مُراسلے کا ماحصل اس طرح مروی ہے۔

"اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا، کمال رحم والا ہے۔ محمد رسول اللہ سے کسریٰ حاکم کے لئے۔ سلام ہو ہر اُس آدمی کے لئے کہ راہِ ہدیٰ کا راہرو ہُوا اور اللہ اور اُس کے رسول کا گواہ ہُوا اور گواہی دے کہ اللہ واحد ہے اور ہر کوئی اس کی ہمسری سے عاری ہے (اور گواہ رہوں) کہ محمد اللہ کا مملوک اور اس کا رسول ہے۔ اللہ کے حکم سے مامور ہُوا ہوں کہ حاکم سے کہہ دوں کہ سارے عالم والوں کے لئے اللہ کا رسول ہوں اور ہر اُس آدمی کو ڈراؤں کہ اُس کا دل دھڑک رہا ہے۔ اس طرح اللہ کا حکم گمراہوں کے لئے کامل ہو۔ سو اسلام لے آ سالم رہے گا اور اگر رُوگرداں ہو گا سارے گمراہوں کے اعمال کے لئے مسئول ہو گا۔"[1]

حاکمِ اصحمہ[2] کے لئے رسول اللہ کا مُراسلہ

اسی طرح رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کا مراسلہ ہمسائے ملک کے حاکم اصحمہ کے لئے ارسال ہُوا۔ علاوہ ازیں رسول عمرو[3] کو حکم ہُوا کہ وہ اس مُراسلے کو لے کر راہی ہو۔ عمرو راہ کے مراحل طے کر کے اُس حاکم کے مُلک آئے۔ اُس حاکم سے عمرو ملے

---

[1] اس خط کا عربی متن طوالت کی وجہ سے نہیں دیا گیا۔ الحمد للہ غیر منقوط اُردو ترجمہ پورے خط کے مضمون کا پوری طرح عکاس ہے۔ سیرت مصطفیٰ ص۳۱۱

[2] نجاشی، بادشاہ حبش۔ [3] حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ۔

اور کہا کہ رسولِ اُمم کے حکم سے رسول اللہؐ کا مراسلہ لے کر وارد ہُوا ہوں۔ ہم کو حاکم سے آس ہے کہ وہ اللہ کے رسول کا عامل ہو گا۔ اہلِ اسلام سے اس حاکم کا سدا عمدہ سلوک رہا۔ "روح اللہ" کا کلام وحی ہمارے اور حاکم کے لئے عادل گواہ ہے۔ اور اُس کی گواہی ہر طرح محکم ہے۔ اگر رسولِ اکرمؐ کی اس صلائے عام سے رُوگرداں ہُوئے۔ حاکم کا حال رسول اللہ کے لئے اسی طرح کا ہو گا کہ اسرائلی لوگوں کا روح اللہ کے لئے ہُوا۔ اس لئے اے حاکم! ہم کو سارے لوگوں سے سوا اس حاکم سے آس ہے۔

دلدادۂ رسول آگے آئے اور حاکمِ اصحمہ کو مراسلہ دے کر الگ کھڑے ہُوئے۔ رسول اللہ کے اُس مراسلے کا ماحصل اس طرح علماء سے مروی ہے۔

"اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا کمال رحم والا ہے۔ اللہ کے رسول محمدؐ سے حاکمِ اصحمہ کے لئے۔ حاکم کو سلام ہو۔ سو حمد گو ہوں اُس اللہ کے لئے کہ واحد ہے اور ہر کوئی اس کی ہمسری سے عاری ہے۔ اصلی حاکم وہی ہے اور وہ ہر کمی سے عاری ہے۔ سارے لوگوں کا رکھوالا ہے اور سلام والا ہے۔ گواہ ہوں کہ اللہ کا رسول "روح اللہ" اللہ کا کلمہ ہے کہ وہ اُس کی ماں کو اللہ کے حکم سے عطا ہُوا اور وہ "روح اللہ" سے حاملہ ہُوئی۔ اللہ کے ارادے سے وہ اللہ کی روح سے مولود ہُوا۔ اُسی طرح کہ اللہ کے رسولِ اوّل آدم اُسی کے حکم سے مولود ہُوئے۔ اللہ کے دو ہی رسول اس طرح مولود ہُوئے کہ والد کے واسطے سے الگ رہے۔ روح اللہ اور رسولِ اوّل آدم) اُس اللہ کی راہ کے لئے صدا دے رہا ہوں کہ وہ واحد ہے اور ہر کوئی اس کی ہمسری سے عاری ہے اور صدا دے رہا ہوں کہ اُس کے حکم کے عامل ہو رہو اور

اُس کے رسول کے حکم کے عامل ہوا اور اُس کلام کے لئے کہ اللہ کے
حکم سے ہم کو وحی ہوا ہے اس کو دل سے لگاؤ گواہ رہو کہ اللہ کا
رسول ہوں اور حاکم کو اور اُس کے سارے عساکر کو اللہ کی راہ کے
لئے صدا دے رہا ہوں۔

گواہ رہو کہ اللہ کا حکم حاکم کو رسا ہوا اور ہماری عمدہ صلاح حاکم کو
مل گئی۔ سو اس صلاح کو وصول کر کے دل سے لگا لو۔ سلام ہو اُس
کے لئے کہ وہ راہِ ہدیٰ کا راہرو ہوا۔

حاکم اصحمہ مراسلے کو لے کر کھڑا ہوا اور اُس کو اکرام سے سر سے لگا کر کرسی
سے الگ ہوا اور کہا کہ اے دلدادۂ رسول گواہ ہوا ہوں کہ رسولِ ملکی اللہ کا وہی
رسولِ اُمّی ہے کہ اہلِ وحی کو صدہا سال سے اُس کی آس رہی۔ اللہ کے رسول موسیٰ
سے لوگوں کو "روح اللہ" رسول کی آمد کی اطلاع ملی۔ اسی طرح "روح اللہ" رسول
سے محمد (صلی اللہ علی رسولہ وسلم) کی اطلاع لوگوں کو ملی۔ ہم کو علم ہے کہ وہ اللہ کا
رسول ہے۔ وہ حاکم اسی لمحہ اسلام لا کر اللہ اور اُس کے رسول کا حامی ہوا۔ حاکم
اصحمہ کا ارادہ ہوا کہ وہ رسول اللہ کے لئے اک مراسلہ لکھوائے۔ اس طرح رسول اللہ
کے اس دلدادہ کو رسول اللہ کے لئے اک مراسلہ دے کر اور رسولِ اکرم کے لئے کئی
اموال دے کر کہا کہ معمورۂ رسول کے لئے راہی ہو۔

معلوم رہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کے وہ سارے دلدادہ کہ مکے
والوں کے آلام کی رُو سے حاکم اصحمہ کے ملک آ کر رہے۔ اس سارا عرصہ اُسی ملک
رُکے رہے۔ اس سال سارے لوگوں کو معلوم ہوا کہ مکے والے ہر معرکے سے رسوا
ہو کر لوٹے اور معرکۂ صلح سے سدا سدا کے لئے مکے والوں کی حملہ آوری کا حوصلہ
سرد ہوا۔ وہ سارے لوگ آمادہ ہوئے کہ اس ملک سے راہی ہو کر رسول اللہ

کے ہمراہی ہوں۔ دلدادۂ رسول عمرو کے ہمراہ اس مُلک سے راہی ہوئے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے اسرائلی گروہ کے اُس مصر[1] آکر ملے کہ وہ محکم صادرؔ کا مصر ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم وہاں اسرائلی گروہ سے معرکہ آرائی کے لئے اہلِ اسلام کا اک عسکر لے کر آئے۔ اس معرکے کا حال مراسلوں کے حال سے آگے مسطور ہو گا۔

حاکمِ مصر[2] کے لئے رسول اللہ کا مُراسلہ

اسی طرح اک اور[3] دلدادۂ رسول، حاکمِ مصر کے لئے رسول اللہ کا اک مراسلہ لے کر مصر کے لئے راہی ہوئے۔

ملکِ مصر آکر معلوم ہوا کہ حاکم اک دوسرے مصر[4] آکر ٹھہرا ہوا ہے۔ وہ دلدادۂ رسول اُس مصر کے لئے راہی ہوئے اور وہاں آکر اُس کے محل کے آگے آکھڑے ہوئے۔ حاکمِ مصر محل کی کھڑکی کے آگے کھڑا ہوا۔ دلدادۂ رسول آگے آئے اور مراسلہ دکھا کر کہا کہ وہ مراسلہ اُس حاکم کے لئے ہے۔ حاکم کا حکم ہوا کہ اُس آدمی کو لے آؤ۔ اس طرح وہ دلدادۂ رسول حاکمِ مصر کے آگے آئے اور رسول اللہ کا مراسلہ دے کر کہا کہ اللہ کے رسول کا مُراسلہ لے کر وارد ہوا ہوں۔ اس حاکم کا سلوک دلدادۂ رسول سے کمالِ عمدگی کا ہوا اور دلدادۂ رسول سے کہا کہ اک عرصہ

---

[1] حضرت عمرو بن امیہ ضمری مہاجرین حبشہ کو ساتھ لے کر حبشہ سے پانی کے جہاز سے روانہ ہوئے۔ انھیں معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ غزوۂ خیبر کے لئے خیبر میں تشریف فرما ہیں، چنانچہ سارے مہاجرین آنحضرتؐ سے خیبر ہی میں آکر ملے۔ (اصح السیر، تاریخ اسلام جلد اوّل)۔

[2] مقوقس حاکم مصر۔ [3] حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ [4] اُس وقت مقوقس اسکندریہ میں مقیم تھا۔

ہمارے محل زک کر ہمارے دل کو مسرور کرو۔ رسولِ اکرمؐ کا مراسلہ کمال اکرام سے لے کر اُس کا مطالعہ کر کے مسرور نہ ہُوا۔ وہ دلدادۂ رسول اُس کے محل رُکے رہے۔

اک سحر کو اُس کے حکم سے مصر کے سرکردہ لوگ اکٹھے ہو کر اُس کے محل آئے۔ اور حاکمِ مصر کا حکم ہُوا کہ دلدادۂ رسول کو سارے لوگوں سے ملاؤ۔ سارے لوگوں کے آگے حاکمِ مصر کا سوال ہُوا کہ "اے دلدادۂ رسول! وہ آدمی کہ اُس کا مراسلہ لے کر آئے ہو اللہ کا رسول ہے؟ کہا۔ ہاں! واللہ وہ اللہ کا رسول ہے سوال ہُوا کہ مکے والوں کے آلام سے وہ کمال دُکھی ہُوئے اور حرمِ مکہ سے دُور کئے گئے۔ اگر وہ اللہ کا رسول ہے کس لئے اس امر سے عاری رہے کہ مکے والوں کی ہلاکی کے لئے دُعا کر کے ساروں کو ہلاک کر لے۔

دلدادۂ رسول آگے آئے اور کہا کہ اے اہلِ وحی! اس امر کے گواہ ہو کہ "روح اللہ" اللہ کے رسول ہو کر آئے؟ کہا۔ واللہ! ہم اس کے گواہ ہُوئے کہ وہ اللہ کے رسول ہو کر آئے۔ کہا کہ اسرائلی لوگ آمادہ ہُوئے کہ "روح اللہ رسول کو سُولی دے کر مسرور ہوں کس لئے اس امر سے عاری رہے کہ اسرائلی لوگوں کی ہلاکی کے لئے دُعا کر کے اس اَلم سے رہا ہوں؟ حاکمِ مصر دلدادۂ رسول کے اس کلام سے مسرور ہُوا اور کہا کہ واللہ حکم والے ہو اور حکم والے کے گھر آئے ہو۔ دلدادۂ رسول کھڑے ہُوئے اور حاکمِ مصر سے ہمکلام ہو کے کہا۔

"حاکم کو معلوم ہے کہ اسی مُلک کا اک آدمی صدہا سال اُدھر دعوے دار ہُوا کہ وہی لوگوں کا مالک و مولیٰ اور اللہ ہے۔[1] مگر وہ اللہ کے حکم سے ہلاک ہُوا۔ اُس کے حال سے درس لو اور اُس سے ڈرو کہ دوسرے لوگوں کے لئے اک درس ہو کر رہو۔ اللہ کی دکھائی ہُوئی راہ اسلام

---

[1] فرعون مراد ہے۔ م

اہلِ وحی کی راہ سے عمدہ ہے۔ اسلام کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ سارے عالم کو حاوی ہوگا۔ واللہ! اللہ کے رسول موسیٰ کی اطلاع "روح اللہ" کے لئے اُسی طرح کی ہے کہ روح اللہ کی اطلاع محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم) کے لئے

ہر وہ رسول کہ کسی گروہ کے لئے آئے وہ گروہ مامور ہے کہ اس رسول کے احکام کا عامل ہو اور اسے حاکم! اللہ کے رسول کے ہم عصر ہو۔ اس لئے مامور ہو کہ رسول اللہ کے حکم کے عامل ہو"

دلدادۂ رسول کے اس کلام سے حاکمِ مصر کا دل مائل ہُوا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے سارے احوال سے معلوم ہُوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

حاکمِ مصر کے لئے رسول اللہ کا مراسلہ کُلی طور سے وہی ہے کہ حاکمِ رُوم کے لئے رہا۔ سوائے اس کے کہ وہاں حاکمِ رُوم کا اسم رہا اور اس مراسلے کے لئے حاکمِ مصر کا اسم مسطور ہُوا۔ اس لئے اگر کسی کا ارادہ ہو کہ وہ اس مراسلے کا ماحصل معلوم کرے۔ حاکمِ روم کے مُراسلے کا مطالعہ کرے۔

حاکمِ مصر دلدادۂ رسول سے ملا اور کہا کہ ہمارا اک مُراسلہ اللہ کے اُس رسول کے لئے لے کر راہی ہو اور ہمارے اموال سے اک حصّہ ہمراہ لے کر اُس کو دو۔ اس طرح حاکمِ مصر کا مراسلہ اور رسول اللہ کے لئے اک مملوکہ اور اک دُلدُل لے کر سُوئے معمورۂ رسول راہی ہُوئے۔ دلدادۂ رسول ہادی کامل سے آکے ملے اور سارا حال کہا۔ رسولِ اکرمؐ اُس مددگار سے ملے اور کہا کہ

لہ بادشاہ مقوقس نے کچھ ہدیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھیجے جن میں دو کنیزیں ایک دلدل اور دُوسرا سامان تھا۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ان دو کنیزوں میں سے ایک تھیں جو حضورؐ کے حرم میں آئیں۔ حضرت ابراہیم ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔

" وہ حاکم مُلک کی طمع کے لئے اسلام کی راہ سے الگ رہا اور وہ مُلک اُس سے الگ ہو رہے گا "

اور اسی طرح ہُوا کہ حاکم دوم ہمدم عمر کے عہد کے مسلم اُس ملک کے لئے حملہ آور ہُوئے اور ملکِ مصر کے مالک ہوئے۔

ولدِ ساویٰ کے لئے رسُول اللہؐ کا مُراسلہ

رسولِ اکرم کے اک اور دلدادہ علاء[1] رسول اللہ کے حکم سے مراسلہ لے کر اک ساحلی[2] مُلک گئے اور اُس کے حاکم سے آکر ملے اور رسول اکرمؐ کا مراسلہ دے کر اُس سے ہمکلام ہُوئے اور کہا کہ محمد (صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) اللہ کا وہ رسول ہے کہ سارے عالم کے لئے وارد ہُوا ہے اور وہ ہمارے لئے اللہ کے احکام حاصل کر کے ہماری اصلاح کے لئے ساعی ہے۔

اے حاکم آگ کس طرح لوگوں کی الٰہ ہو گی۔ آگ کی راہ دھوکے کی راہ ہے اس مسلک کو وہ اکرام کہاں حاصل ہے کہ اسلام کو حاصل ہے۔ اے حاکم! اسی آگ کے مملوک ہو گئے ہو کہ وہ دُوسرے عالم آکر اللہ کے اعداد کو کھائے گی۔ ہمارے رسولؐ اللہ کے وہ احکام لائے کہ اُس کے عمل سے اس عالم مادی کی کامگاری ملے گی اور دارالسّلام کا دائمی سرور حاصل ہو گا۔

اسی طرح دلدادۂ رسول سے اُس کو اسلام کے دُوسرے اصول معلوم ہُوئے اس کا دل مائل ہُوا اور کہا کہ ہمارا مسلک آگ کا مسلک[3] ہے۔ اس کے سارے احوال

---

[1] حضرت علاء بن حضرمی (سیرت مصطفیٰ صہ۱۱۹ ج۲) [2] بحرین کے حاکم منذر بن ساویٰ (ایضاً)

[3] منذر بن ساویٰ مجوسی تھا۔ آتش پرست : (سیرت مصطفیٰ صہ۱۲۹ ج۲)

عالمِ مادی کے لئے رہے۔ دارالسلام اور دُوسرے عالم کے لئے وہ ہر اصول سے محروم
ہے، اس لئے اے دلدادۂ رسول ہمارا دل اسلام کے لئے مائل ہے۔

وہ حاکم اُسی دم اشرکے کرم سے اسلام لاکر اللہ کی راہ لگا اور آگ سے اُس کو
رہائی ملی اور سارے مُلک والوں کو رسولِ اکرمؐ کے مراسلے سے آگاہ کر کے راہِ
اسلام کے لئے صدا دی۔ اُس کے حکم سے وہاں کے کئی لوگ اسلام لائے۔ دلدادۂ
رسول کو اک مراسلہ رسولِ اکرمؐ کے لئے دے کر اُس کو الوداع کہا۔ اُس کے مراسلے
کا ماحصل اس طرح مروی ہے[1]۔

"اے رسول اللہ! مراسلۂ گرامی کے ماحصل سے اہلِ مُلک آگاہ ہو گئے۔
کئی لوگ اسلام لائے اور کئی لوگ اسلام سے دُور رہے۔ ہمارا مُلک
اسرائلی لوگوں اور آگ کے مسلک والوں کا مُلک ہے۔ اِس معاملے
کے لئے حکم صادر کر کے ہم کو اُس سے آگاہ کرو۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اُس کا مراسلہ ملا۔ اُس حاکم کے اسلام
سے رسول اللہ مسرور ہوئے اور اک مراسلہ لکھوا کر اُس مُلک کے لوگوں کے لئے
اسی حاکم کو عامل کر کے کہا کہ مُلک کے وہ لوگ کہ اسلام سے دُور رہے ہیں اُن
سے کہہ دو کہ اسلام کا حصّۂ مال ادا کرو۔ اس کے علاوہ اور دُوسرے احکام
اصول اُس کو لکھے گئے۔

اس طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے مراسلے سے وہ حاکمِ صالح اسلام
لاکر اہلِ اسلام کا حامی ہُوا۔ اور اسلامی علوم و احکام اُس مُلک کے لوگوں کو معلوم ہوئے۔

---

[1] منذر بن ساوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو جو خط لکھا اُس کا متن یہ ہے :-

اما بعد یا رسول اللہ ! انی قرأت کتابک علی اهل بحرین فمنهم من احب الاسلام
واعجبه ودخل فیه ومنهم من کرهه وبارضی یهود ومجوس فاحدث الی فی
ذلک امرک - (حوالہ بالا) ،

اِک ہمسائے مُلک کے حاکم کو آں مُکرّم کا مُراسلہ

ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا اک اور مُراسلہ رسول اللہ کے ہمدم عمرو ولدِ عاص لے کر اک ہمسائے ملک[1] گئے۔ معلوم رہے کہ عمرو ولدِ عاص وہی آدمی ہے کہ حاکمِ اصحمہ کے مُلک آکر اُس سے مُصِر ہُوا کہ اہلِ اسلام کو مکّے والوں کے حوالے کر دے اور وہاں سے ملول ہو کر لوٹا۔ اللہ کا کرم ہُوا اور اسلام کے لئے دل مائل ہُوا اور مکّہ مکرّمہ سے راہی ہو کر معمورۂ رسول آکر رسولِ اکرم سے ملا اور مُسلم ہُوا۔ رسولِ اکرمؐ کے حکم سے وہی اس مراسلے کے حامل ہو کر اُس ملک گئے اور وہاں کے حاکم اور اُس کے اہم ولد سے مل کر کہا کہ اے حاکمو! اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) کے حکم سے اس مُلک کے لئے راہی ہُوا ہوں اور مامور ہُوا ہوں کہ رسول اللہ کا مراسلہ حاکم کو دوں اور اُس سے کہا کہ اے حاکم! گواہی دو کہ اللہ واحد ہے اور اس امر کی گواہی دو کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور مٹّی کے الٰہوں سے الگ ہو رہو۔ اسی طرح حاکم کے آگے اسلام کے اصول اور احکام رکھے۔ حاکم، رسول اللہ کا مراسلہ لے کر اسلام کے لئے مائل ہُوا۔ عمرو ولدِ عاص سے رسول اللہ کے احوال کے لئے طرح طرح کے سوال کئے۔ سارے احوال معلوم کر کے کہا کہ اسلام اک عمدہ مسلک ہے اور کہا کہ اے عمرو! ہمارے ہاں رُکے رہو کہ اہم ولد سے رائے لوں۔ اگلی سحر کو وہ حاکم مع اہم ولد کے ہمدمِ رسول ولدِ عاص کے آگے ہُوا۔ کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اسلام لا کر رسول اللہ کے حامی ہوں اور اسی دم ہر دو آدمی اسلام لائے۔[2]

---

[1] عمان کے حاکم۔ جلندی کے دو بیٹوں عبید اور جیفر کے نام رسولِ اکرم کا مکتوب حضرت عمرو بن العاص لے کر گئے (اصح السیر و سیرت مصطفیٰ)

[2] عبید اور جیفر دونوں مسلمان ہوئے اور اس ملک کے جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے اُن پر جزیہ قائم کیا گیا۔

رسول اللہ کے اس مراسلے کا ماحصل کسریٰ کے لئے ارسال کردہ مراسلے کی
طرح ہے اگر اُس کو الگ لکھوں گا اک دُہرا عمل ہو گا۔

عمرو ولد عاص رسول اللہ کے حکم سے اُسی مُلک رُکے رہے اور وہاں کے
اُمور کے عامل[1] رہے۔ وہ وہاں کئی سال رہے۔ ہادیٔ اکرمؐ کے وصال کی اطلاع اس
ہمدم رسول کو اُسی مُلک ملی۔

اس طرح اُس ملک کے کئی گروہ اسلام لائے اور وہاں اسلام کے لئے راہ
ہموار ہوئی۔ اس کے علاوہ دو اور مُراسلے دُوسرے دو حاکموں کو لکھوائے گئے۔ اک
حاکم ولدعلی[2] کے لئے اور دُوسرا اُدم[3] کے اک عامل کے لئے۔ ولدِ علی کا مُراسلہ
رسول اللہ کے دلدادہ ولد عمرو لے کر گئے اور دوسرا مراسلہ ولد اسدی لے کر گئے۔
ہر دو حاکم اسلام سے دُور رہے۔ رسول اللہ کو ہر دو کے حال کی اطلاع ہوئی، ہر
دو کے لئے کہا کہ اُس کا مُلک ہلاک ہوا اور کئی سال اُدھر اسی طرح ہوا۔ ہر دو مُلک
سے محروم ہوئے۔ رسول اللہ کے سارے مراسلوں سے اس امر کا علم ہوا کہ رسولِ اکرمؐ
سارے مسالک و ممالک اور سارے عالم کے رسول ہو کر آئے۔ اسی لئے ملوکِ عالم
کو مراسلے لکھوائے گئے۔

---

[1] حضرت عمرو بن العاص وہاں زکوٰۃ و صدقات اور جزیے کی وصولی کے لئے گورنر مقرر ہوئے۔ اور وصالِ مبارک تک وہیں رہے۔ (جامع السیر، سیرت مصطفیٰ صـ ۱۲۶ ج ۲)۔

[2] رئیس یمامہ ہوذہ بن علی کے نام (جامع السیر، سیرت مصطفیٰ صـ ۱۲۶ ج ۲)۔

[3] حارث غسانی کے نام۔ (حوالۂ بالا) *

اسرائلی گروہ[1] سے معرکۂ اسلام

معاہدۂ صلح سے ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اور اہلِ اسلام کو اہلِ مکّہ اور دوسرے گروہوں کی معرکہ آرائی سے رہائی ملی۔ معاہدۂ صلح کے سال اہلِ اسلام سے اللہ کا وعدہ ہوا کہ اللہ اہلِ اسلام کو کوئی کامگاری عطا کرکے اموال کا مالک کرے گا۔ سو وہ لمحہ آ لگا کہ اللہ کا وہ وعدہ مکمل ہوا اور اس معرکے اور کامگاری کی راہ اس طرح ہموار ہوئی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو حکم ہوا کہ وہ معمورۂ رسول سے دو سو کوس اُدھر اسرائلی لوگوں کے مصر آکر حملہ آور ہوں اور اللہ کے کلام سے اطلاع ملی کہ سرکاروں کا گروہ مال کی طمع کرکے مُصِر ہوگا کہ اس معرکے کے لئے ہم کو ہمراہ لے لو۔ مگر اللہ کا حکم ہے کہ وہ گروہ اس معرکے سے دور ہی رہے[2]۔

وہ اسرائلی گروہ کہ رسول اللہ کے حکم سے معمورۂ رسول سے رواں ہو کر اس مصر آکر ٹھہرا اور وہاں کئی محکم حصار[3] کھڑے کر لئے اور سارا عرصہ اس امر کے لئے ساعی رہا کہ دوسرے گروہوں کو اُکسا کر اہلِ اسلام سے لڑوا دے اور کسی طرح اسلام کی راہ رُکے۔ معرکۂ صلح دراصل اسی گروہ کی ساعی سے ہوا۔ اس لئے اللہ کا حکم وارد ہوا اور اس سال کے ماہِ محرّم الحرام کو حکم ہوا کہ وہ سارے لوگ کہ معاہدۂ صلح کی مہم کے ہمراہی رہے۔ اس معرکے کے لئے[4] آمادہ ہوں۔

---

[1] غزوۂ خیبر [2] سورۃ الفتح میں منافقوں کے بارے میں آیت نازل ہوئی سیقول المخلفون الخ۔ [3] حصارِ قلعہ۔ [4] صلح حدیبیہ کے شرکاء سے ایک قریبی فتوحات مالِ غنیمت کا وعدہ قرآن میں ہوا تھا۔ اس لئے اس غزوے میں وہی لوگ شریک ہوئے جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔

اُدھر معمورۂ رسول کے مکاروں کا گروہ ہر طرح اسرائلی گروہ کا حامی رہا اور اہلِ اسلام کے احوال سے اُس گروہ کو مطلع رکھا۔ اُدھر وہ اسرائلی گروہ دوسرے اک گروہ سے مل کر لڑائی کے لئے آمادہ ہوُا۔

الحاصل سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اک مددگارِ رسول کو معمورۂ رسول کا والی کرکے عسکرِ اسلامی کو لے کر رواں ہوُئے۔ اس معرکے کے لئے اہلِ اسلام کا عدد وہی رہا کہ معاہدۂ صُلح کی مہم کے لئے رہا۔ (دو سو کم سولہ سو)

سلمہ ولد الاکوع، مددگارِ رسول سے مروی ہے کہ اُس کے عم عامر ولد الاکوع رسول اللہ کے آگے حدی گا گا کر مسرور ہوئے۔ حُدی کا کلام مسموع کرکے رسول اللہ مسرور ہوُئے اور عامر ولد الاکوع کو دُعا دی اور کہا کہ "اللہ اس کے لئے رحم کرے"۔

اور امام احمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کی دُعا ہوئی کہ اللہ اُس کو طاہر کرے۔

رسول اللہ کے ہمدموں کو معلوم رہا کہ ہر گاہ کہ رسول اللہ کی اس طرح کی دُعا کسی کا اسم لے کر ہوُئی۔ وہ اللہ کی راہ لڑکر دارالسلام کا راہی ہوُا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے ہمدموں اور مددگاروں کو رسولِ اکرمؐ کی دُعا سے معلوم ہوُا کہ عامر ولد الاکوع اس معرکے سے دارالسلام کو راہی ہوگا اور اسی طرح ہوُا۔[1]

اُدھر رسول اللہ کو معلوم ہوُا کہ گمراہوں کا اک دوسرا گروہ اسرائلی گروہ کا حامی ہو کر لڑائی کے لئے آمادہ ہوُا۔ رسولِ اکرمؐ راہ کے سارے مراحل طے کرکے اسرائلی لوگوں کے اُس مِصر آکر وارد ہوُئے اور اسرائلی مصر اور گمراہوں کے مصر[2] کے وسط کو

[1] آنحضرتؐ نے رحم اور مغفرت کی دُعا دی۔ آپؐ جب کسی کو خاص کرکے دُعائے مغفرت فرماتے تو وہ ضرور شہید ہوتا۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۱۳۶)

[2] یہودیوں نے بنی غطفان سے معاہدہ کر لیا تھا۔ آپؐ نے بنی غطفان کی بستی اور خیبر کے درمیان پڑاؤ کیا تاکہ بنی غطفان یہودیوں کی مدد کو نہ آسکیں۔ چنانچہ بنی غطفان یہودیوں کی مدد کو نکلے لیکن اسلامی لشکر کو دیکھ کر لوٹ گئے۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۱۴۱ ج ۲)

ورود گاہ کرکے رہے۔ اس لئے کہ گمراہوں کا گروہ اسرائلی گروہ کی امداد سے دُور رہے۔

اُس سحر کو کہ عسکرِ اسلام اسرائلی حصاروں کے آگے وارد ہُوا۔ وہاں کے لوگ معمول کے کاموں کے لئے گھروں سے کُدال لئے آگے آئے۔ معاً اسلامی عسکر کی آمد کا علم ہُوا۔ دوڑ کر گھروں کو لوٹے اور صدا دی "محمدؐ، واللہ محمد اعسکر کامل کے ہمراہ" اس اطلاع سے سارے مصر کے لوگ دہل گئے۔ سارے لوگوں کی رائے ہُوئی کہ حصاروں کے کواڑ لگا کر محصور ہو رہو اور گھر والوں کے لئے اک حصار الگ کر کے، سارے مرد دُوسرے حصار کے محصور ہو گئے۔[1] اس گروہ کا سردار سلام اسرائلی لوگوں کے ہمراہ رہا اور طرح طرح کے کلام کر کے لڑائی کے لئے لوگوں کی آمادگی حاصل کی۔ رسولِ اکرمؐ کے حکم سے اہلِ اسلام اس حصار کا محاصرہ کر کے وہاں رہے۔

اہلِ اِسلام کے حملے

مالِ کار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عسکرِ اسلام کو حکم ہُوا کہ اس حصار کے لئے حملہ آور ہو۔ اگلی سحر ہوئی اور اہلِ اسلام معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہُوئے۔ صدائے "اللہ احد" سے ساری وادی معمور ہُوئی اور معرکہ گرم ہُوا۔ کئی کڑے حملے ہُوئے اور کمال حوصلگی اور محال اُمور کو سر کر کے اہلِ اسلام لوٹے۔

مالِ کار اللہ کی مدد اور اہلِ اسلام کے مسلسل حملوں سے وہ محکم حصار ٹوٹا۔ اور معمولی لڑائی سے اہلِ اسلام اُس حصار کے مالک ہُوئے۔

---

[1] یہ قلعہ ناعم کے نام سے مشہور تھا۔ (رحمۃ للعالمین)

اسی حصار کے آگے رسولِ اکرمؐ کے اک مددگار محمود ولد مسلمہ کا وصال ہُوا۔

اس کا معاملہ اس طرح ہُوا کہ محمودؓ[1] ولدِ مسلمہ کا ارادہ ہُوا کہ وہ کسی سائے دار محل آکر اک لمحہ کے لئے آرام کرے۔ وہ حصار کے اک حصّے کے آگے آکر سو گئے۔ حصار والوں کو معلوم ہُوا کہ وہاں کوئی سو رہا ہے۔ حصار کے سرے سے اک مرمری سِل لڑھکا دی۔ وہ سِل آکر ہمدمِ رسول کو لگی۔ اُس کے صدمے سے ہمدمِ رسول کا سر دو ٹکڑے ہُوا۔ اور اُسی دم وہ ہمدمِ رسول وصالِ الٰہی کے اکرام سے مالامال ہُوئے۔

اہلِ اسلام کو حصارِ اوّل سے کامگاری ملی۔ ہادیٔ کامل کا اہلِ اسلام کو حُکم ہُوا کہ دوسرے[2] حصار کے لئے حملہ آور ہوں۔ وہ حصار دوسرے حصاروں سے سوا محکم رہا۔ اُس عرصے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کو اک دردِ سر رہا اس لئے ہمدموں اور مددگاروں کی رائے سے رسولِ اکرمؐ حملہ آور عسکر کی ہمراہی سے دُور رہے اور ہمدمِ مکرّم[3] کو اس مہم کے لئے علَم عطا ہُوا۔ ہمدمِ مکرم اہلِ اسلام کو لے کر حملہ آور ہُوئے اور کمال سعی کی کہ حصارِ محکم ٹُوٹے مگر کامگاری سے محروم لوٹے۔

دوسری سحر کو حکم ہُوا کہ وہ اہلِ اسلام کے علَمدار ہو کر حملہ آور ہوں، عمرِ مکرّم کمال حوصلے اور ولولے سے حملہ آور ہُوئے۔ مگر کامگاری سے محروم رہے۔ رسولِ اکرمؐ سارے احوال سے مطلع ہُوئے اور کہا کہ کل عسکرِ اسلامی کا علَم اُس آدمی کو ملے گا کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کا دلدادہ ہے اور

---

[1] حضرت محمد بن مسلمہ کے بھائی، محمود بن مسلمہ قلعے کی دیوار کے نیچے آکر سو گئے تھے۔ اوپر سے پتھر لڑھکایا گیا اور وہ شہید ہوئے۔ (اصح السیر) [2] اس قلعے کا نام قموص تھا، اس کا مالک مرحب یہودی تھا یہ بہت مضبوط قلعہ تھا۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۱۴۳) [3] قموص کی فتح کے لئے سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کی سرکردگی میں فوج بھیجی گئی، اس کے بعد حضرت عمرؓ کو فوج کا علَم ملا۔ آخر حضرت علیؓ کے ہاتھ پر یہ قلعہ فتح ہُوا ۔

اللہ اور اس کا رسول اس کا دلدادہ ہے۔ اس کے حملے سے وہ حصار ٹوٹے گا اور اہلِ اسلام کو کامگاری حاصل ہوگی۔ رسول اللہ کے اس کلام سے سارے لوگوں کے دل دھڑک اٹھے اور ایک دوسرے سے کہا کہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ اہم اکرام کس کو حاصل ہوگا۔

الحاصل اگلی سحر ہوئی۔ لوگ اس حصار کے حملے کے لئے آمادہ ہوئے۔ ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سوال ہوا کہ "علی کہاں ہے؟" لوگ علی کرم اللہ کے لئے دوڑے اور کہا کہ رسولِ اکرمؐ کا حکم ہوا ہے کہ آکر ہم سے ملو۔ وہ رسول اللہ کے آگے آئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اے علی! اللہ کی مدد کا آسرا لے کر عسکرِ اسلامی کا علم اٹھاؤ اور اس محکم حصار کے لئے حملہ آور ہو۔ مگر اول اس گروہ کے لوگوں کو اسلام کی راہ دکھاؤ۔ اے علی! اگر اس طرح ایک آدمی اسلام لے آئے۔ وہ ہر کامگاری سے اعلیٰ کامگاری ہے۔

علی کرم اللہ اہلِ اسلام کو لے کر راہی ہوئے۔ اس حصار کا مالک اس گروہ کے سارے لوگوں سے سوا دلاور اور حوصلہ ور رہا۔ اس کو معلوم ہوا کہ علی کرم اللہ لڑائی کے لئے آمادہ ہو کر آگئے۔ وہ حصار سے آگے آکر للکارا کہ لڑائی کا ماہر ہوں۔ دل اور حوصلے والا ہوں۔ اگر حوصلہ ہو آکر لڑو۔

اول مددگارِ رسول عامر ولد الاکوع اس کے آگے آڈٹے اور حسام لے کر حملہ آور ہوئے۔ مگر وہ حسام الٹ کر مددگارِ رسول کے گھٹنے کو آلگی اور وہ گر گئے اور آسی محل دارالسلام کو راہی ہوئے۔ سلمہ ولد اکوع سے مروی ہے کہ رسولِ اکرمؐ کو احساس ہوا کہ ملول ہوں۔ سوال ہوا کہ کس لئے ملول ہو؟ کہا کہ اے رسول اللہ! لوگوں سے معلوم ہوا کہ عامر کے سارے اعمالِ صالحہ مٹ گئے اس لئے کہ وہ اس کی ہی حسام سے گھائل ہو کر مرا۔ رسولِ اکرمؐ کا کلام ہوا کہ

وہ کمال لڑائی والا ہے۔ اُس کے لئے دُہرا اکرام ہے[1]۔

وہ مددگار رسول، اللہ کے گھر کو سدھارے اور علی کرمہ اللہ اُس سردار کے آگے آڈٹے اور دوڑ کر اُس کے لئے حملہ آور ہوئے۔ علی کرمہ اللہ کا وار اس طرح کاری ہوا کہ اُس سردار کا سر کٹ کر وہاں گرا اور وہ اُسی دم ہلاک ہوا۔ امام مسلمؒ سے اس لڑائی کا حال اسی طرح مروی ہے۔ مگر دُوسرے کئی علماء راوی ہوئے کہ وہ سردار ہمدم رسول محمد ولد مسلمہ کے وار سے ہلاک ہوا۔ ہر دو احوال کو اکٹھا کر کے عُلما کی رائے ہے کہ در اصل علی کرمہ اللہ کے وار سے وہ گھائل ہو کر گرا اور علی کرمہ اللہ اُس کو مردہ محسوس کر کے آگے رواں ہو گئے۔ ہمدم رسول محمد ولد مسلمہ وہاں آئے اور اُس کو گھائل محسوس کر کے اُس کا سر کاٹ ڈالا۔

اس معاملے کو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے آگے لائے اور سوال ہوا کہ سردار کے احوال کا مالک علی کرمہ اللہ ہو کہ محمد ولد مسلمہ ہو؟ سارا حال معلوم کر کے حکم ہوا کہ اس سردار کے اسلحہ اور املاک کا مالک محمد ولد مسلمہ ہوگا۔ اسی حکم کی رُو سے وہ اُس سردار کے اسلحہ اور مال کے مالک ہوئے۔ سردار کی حسام اک عرصہ اُس کی ملکیت رہی[2]۔

الحاصل اس محکم حصار کے لئے آدھے ماہ سے سوا عسکر اسلامی حصار کر کے وہاں رہا اور لڑائی کا سلسلہ رہا۔ مآل کار اہلِ اسلام کی حوصلہ وری اور علی کرمہ اللہ کی دلاوری سے وہ حصار ٹوٹا اور اہلِ اسلام اُس کے مالک ہوئے۔ اس حصار سے حد سے سوا مال ملے اور وہاں کے سارے لوگ محصور ہوئے۔ اس گروہ

---

[1] حضرت عامر بن الاکوع کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اُس کے لئے دو اجر ہیں (سیرت مصطفیٰ صفحہ ۱۳۶ ج ۲)۔ [2] مرحب کی تلوار میں حضرت محمد بن مسلمہ ہی کر ملی۔ اُس کے دستے پر مرحب کا نام کندہ تھا۔ وہ ایک عرصے تک ان کے گھر والوں کے پاس محفوظ رہی۔

(سیرت مصطفیٰ صفحہ ۱۳۶ ج ۲)

کے سردار[1] کی لڑکی محصور ہو کر ہمراہ ہوئی۔ اسی طرح اللہ کے کرم سے اسرائلی گروہ کے کئی حصار اہلِ اسلام کے حملوں سے ٹوٹے اور سارے حصاروں کے اموال اہل اسلام کو ملے۔ سارے لوگ اکٹھے ہو کر وہاں کے اک دوسرے حصار سلالم آکر محصور ہوگئے۔

حصارِ سلالم کا محاصرہ

اسرائلی گروہ کا اک حصار سلالم کمال محکم رہا۔ گروہ کے سارے لوگ اُس حصار آکر محصور ہوگئے۔ ہادئ کامل صلی اللہ علی رسولہ وسلم کا حکم ہوا کہ عسکرِ اسلامی اُس حصار کا محاصرہ کر کے وہاں رہے۔ کوئی آدھے ماہ اس حصار کا محاصرہ رہا۔ مآلِ کار گروہِ اعدا اس محاصرے سے گراں حال ہوا اور آمادہ ہوا کہ رسول اللہ سے صلح کا معاملہ کرلے۔

گروہ کا اک عالم صلح کے مکالمے کے لئے حصار سے رواں ہو کر رسولِ اکرم سے ملا اور کہا کہ گروہ کے سارے لوگ صلح کے لئے آمادہ ہوئے اس لئے ہم سے صلح کا معاملہ کرلو۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کا کلام ہوا کہ اگر سارے لوگ اس امر کے لئے آمادہ ہوں کہ وہ اس مصر سے راہی ہو کر کسی دوسرے مصر وارد ہوں اور سارے اموال و املاک کے مالک اہلِ اسلام ہوں۔ وہ ہلاکی سے دور ہوں گے اور اگر اس کا عکس ہوا، ہم حملہ آور ہوں گے اور گروہ کے سارے لوگ ہلاک ہوں گے۔ اس امر کے لئے گروہ کے لوگ آمادہ ہوگئے۔

---

[1] حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ⁂

اس گروہ کے کئی لوگ اس معاہدے سے رُوگرداں ہو کر گروہ کے اموال اک دُور کے محل گاڑ کر آ گئے کہ اہلِ اسلام اُس مال سے محروم[۱] ہوں۔ مگر رسولِ اکرمؐ کو وحی سے معلوم ہُوا کہ مال کس محل گڑا ہُوا ہے؟ اوّل سرداروں سے اُس مال کے لئے سوال ہُوا۔ سردار اُس مال سے مکر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کا کلام ہُوا کہ اگر وہ مال ہم کو حاصل ہُوا۔ سارے لوگ اس عمل کے لئے ہلاک ہوں گے۔ وہ اس کے لئے آمادہ ہو گئے۔ رسول اللہ کا اک مددگار کو حکم ہُوا کہ اُس محل وہ مال گڑا ہُوا ہے۔ اُس کو کھود کر لے آؤ۔ وہ مددگار اس محل آئے اور کھود کر سارا مال لے آئے۔ اس لئے وہ لوگ ہلاک ہُوئے اور مال اہلِ اسلام کو ملا۔ اس طرح اللہ کے کرم سے اس حصار کی کامگاری اہلِ اسلام کو ملی۔

اسودِ راعی کا اسلام

اسودِ راعی کا معاملہ کہ سارے ہی علمائے اسوۂ رسول سے مروی ہے۔ اسی معرکے[۲] کا معاملہ ہے۔ اس گروہ کا اک سادہ لوح راعی اک سحر کو معمول کی طرح گلّے کو لے کر راہی ہُوا۔ وہ گلّے کے ہمراہ اس حصار کے آگے آ کر کھڑا ہُوا۔ حصار

۱؎ سلاطم کے یہودیوں نے صلح کی درخواست کی۔ آنحضرتؐ نے اس شرط پر صلح کر لی کہ یہود خیبر سے جلا وطن ہو جائیں اور اپنے ساتھ کوئی چیز نہ لے جائیں۔ اسلحہ زر و زیور نقد اور غلّہ وغیرہ سب چھوڑ جائیں۔ چنانچہ اس پر صلح ہو گئی۔ مگر یہودیوں نے چالاکی کی کہ وہ تھیلا ایک درخت کی جڑ میں گاڑ دیا جس میں سارے لوگوں کا سونا اور زیورات رہتے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کہ وہ تھیلا کہاں ہے؟ سب نے کہا کہ سارا مال خرچ ہو گیا ہے۔ آپؐ نے ایک انصاری کو بھیج کر وہ تھیلا درخت کی جڑ سے نکلوایا جس میں دس ہزار دینار سے زیادہ کی نقدی اور زیور موجود تھے۔ اس جرم میں یہ لوگ قتل کر دیئے گئے۔ قتل ہونے والوں میں کنانہ بن الربیع بھی تھا جو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا شوہر تھا۔ (سیرت مصطفیٰ صـ ۳۴۲ جـ ۲)

۲؎ اسود راعی کا یہ قصہ محدثین نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ غزوۂ خیبر ہی میں پیش آیا تھا۔ (راحج السیر صـ ۲۲۲) ۔

کے آگے آکر لوگوں کی کمال رواداری اور ہماہمی دکھائی دی اور محسوس ہؤا کہ کسی لڑائی کے
لئے آمادگی ہو رہی ہے۔ لوگوں سے کہا کہ وہ ساری ہماہمی کس امر کے لئے ہے؟
لوگوں سے معلوم ہؤا کہ اک آدمی معمورۂ رسول سے عسکر لے کر وارد ہؤا ہے اور
اُس کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ وہ سادہ لوح راعی اگلے رسولوں کے
احوال کا دلدادہ رہا۔ اور سارے رسولوں کے احوال اُسے معلوم رہے ہے۔ اِس امر
کو معلوم کر کے کہ اللہ کا اک رسول اُس مصر وارد ہؤا ہے۔ اُس کا دل آمادہ ہؤا کہ
کسی طرح وہ عسکرِ اسلامی کی ورودگاہ آکر رسولِ اکرمؐ سے ملے۔ دل کو اس ارادے
سے معمور کئے وہ راعی گلے کو لے کر وہاں سے راہی ہؤا اور حصار کے گرد گھوم
کر وہ عسکرِ اسلامی کی ورودگاہ آکر ساعی ہؤا کہ اُس کو معلوم ہو کہ اللہ کا رسول
کہاں ہے۔ لوگوں سے کہا کہ اے لوگو! اس راعی کو اللہ کے رسول سے ملا دو۔
لوگ اُس کو لے کر ہادئ کامل صلی اللہ علی رسولہ وسلم کے آگے لائے۔ اللہ کے رسول
سے مل کر وہ راعی کمال مسرور ہؤا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں سے
معلوم ہؤا ہے کہ اللہ کے رسول ہو۔ ہم کو آگاہ کرو کہ کس امر کا حکم لے کر آئے
ہو۔ رسولِ اکرمؐ صلی اللہ علی رسولہ وسلم اُس سے ہمکلام ہوئے اور کہا کہ درگاہِ الٰہی
سے مامور ہؤا ہوں کہ لوگوں کو اسلام کی راہ دکھاؤں اور لوگوں کو اس امر کا گواہ
کروں کہ اللہ واحد ہے اور محمد (صلی اللہ علی رسولہ وسلم) اللہ کا رسول ہے۔
اس کلامِ رسول سے اُس سادہ لوح اور صالح آدمی کا دل گھائل ہؤا اور کہا۔
اے رسول اللہ! اگر اسلام لے آؤں اور دل سے گواہ رہوں کہ محمد (صلی اللہ
علی رسولہ وسلم) اللہ کا رسول ہے۔ اس عمل سے کس طرح کی کامگاری ملے گی،
رسولِ اکرمؐ کا وعدہ ہؤا کہ اگر وہ دل کی گہرائی سے اس امر کا گواہ ہوگا اُس کو
دارالسلام کا گھر ملے گا۔ وہ راعی آگے ہؤا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! کالا

ہوں۔ مال سے محروم ہوں اور دھول اور گرد سے اٹا ہوا ہوں۔ اگر اس حال اللہ کی راہ لڑ کر مروں، دارالسلام کے گھر کا مالک ہوں گا؟ رسول اللہ کا وعدہ ہوا کہ اُس کو دارالسلام کا گھر ملے گا۔ وہ داعی اس وعدے سے کمال مسرور ہوا۔ آگے آ کر رسول اللہ سے کہا کہ لوگوں کا گلّہ میرے ہمراہ ہے۔ اس کا معاملہ کس طرح حل ہو؟ سرورِ عالم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم کا حکم ہوا کہ اس گلّے کو لے کر حصار کے لئے راہی ہو اور حصار کے آگے آ کر گلّے کو سوئے حصار دوڑا دو۔ وہ سارا گلّہ اک اک کر کے مالکوں کے حوالے ہو گا۔

وہ داعی گلّے کو دوڑا کر لوٹا اور اہلِ اسلام کے ہمراہ حملہ آور ہوا اور اس طرح دل کھول کر دلاوری سے لڑا کہ کئی لوگوں کو گھائل کر کے رہا اور مائلِ کار اعداء کے اک حملے سے گھائل ہو کر گرا اور اُسی دم دارالسلام کے لئے راہی ہوا۔ لوگ اُس کو مُردہ رسولِ اکرمؐ کے آگے لائے اور کہا کہ وہی داعی ہے کہ اسلام لا کر اللہ کی راہ لڑا اور وصالِ مسعود کے اکرام سے مالا مال ہوا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا کلام ہوا کہ اُس کو دارالسلام کا گھر ملا اور وہ دو حوروں کا مالک ہوا۔[1]

اس طرح اللہ کے کرم اور اُس کی مدد سے اسرائلی گروہ کے سارے حصار اک اک کر کے ٹوٹے اور اعدائے اسلام کا گروہ رُسوا ہو کر رہا۔ اس معرے سے

---

[1] روایت میں ہے کہ اُس نے پوچھا یا رسول اللہ! میں بدشکل اور کالا ہوں۔ بدن میں بدبو ہے اور میرے پاس مال بھی نہیں ہے۔ اس حال میں اگر لڑ کر مارا جاؤں تو کیا مجھے جنت مل جائے گی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ملے گی۔ (اصح السیر صفحہ ۲۳۲) [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے چہرے کو دیکھ کر فرمایا کہ اللہ نے اُس کے چہرے کو حسین کر دیا۔ اُس کے بدن کو خوشبودار کر دیا اور جنت کی دو حوریں اس کو ملیں۔ اللہ اکبر چند گھنٹے کے اندر کیسی کایا پلٹ گئی۔ نہ کوئی نماز پڑھی، نہ روزہ رکھا، اور اس اعلیٰ مرتبے کو پہنچا۔ (اصح السیر صفحہ ۲۳۲) ☆

کئی مراحل اُدھر اسرائلی گروہ کا اک اور مِصر رہا۔ وہاں کے لوگوں کو معلوم ہُوا کہ حصارِ سلام کے لوگوں سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا صُلح کا معاہدہ ہُوا ہے۔ اُس گروہ کو محسوس ہُوا کہ اہلِ اسلام کا اگلا مرحلہ وہی مِصر ہوگا۔ اس لئے وہاں کے لوگوں کی رائے ہُوئی کہ اُسی مِصر آکر رسولِ اکرمؐ سے صُلح کر کے اہلِ اسلام کے حملے سے الگ ہوں۔ اُس مِصر کے کئی سرکردہ لوگ آکر رسول اللہؐ سے ملے اور کہا کہ ہم آمادہ ہوئے کہ اس مِصر سے راہی ہو کر کسی اور مِصر وارد ہوں۔ ہمارے سارے اموال اور املاک ہم سے لے لو۔ مگر ہم لوگوں کی ہلاکی سے دُور رہو۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اس کے لئے آمادہ ہوگئے اور اس مِصر کے لئے اہلِ اسلام کو لڑائی کے علاوہ ہی کامگاری حاصل ہُوئی۔ اس لئے اُس گاؤں کے سارے اموال و املاک سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم ہی کے لئے ہوگئے۔

احمرہ کے مُلک سے[1] اہلِ اسلام کی آمد

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے دورِ مکی کے احوال کے ہمراہ مسطور ہُوا کہ اللہ والوں کا اک گروہ رسول اللہؐ کے حکم سے حاکمِ احمرہ کے مُلک کے لئے راہی ہو کر وہاں آکے ٹھہر رہا کہ وہ مکے والوں کے آلام سے رہا ہوں۔ اس کے علاوہ رسول اللہؐ کے مراسلوں کے احوال سے معلوم ہُوا کہ رسولِ اکرمؐ کا اک مراسلہ رسول اللہؐ کے مددگار عمروؓ اُس حاکم کے لئے لے کر گئے اور معلوم ہُوا کہ وہ حاکم مراسلے کا مطالعہ کر کے مُسلم ہُوا۔ سارے اہلِ اسلام عمروؓ کے ہمراہ وہاں سے راہی

---

[1] حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے مُلک سے تمام مہاجرین خیبر آنحضرتؐ سے خیبر میں آکر ملے۔ (رامع السیر)

ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ کے لئے اطلاع ملی کہ وہ اسرائیلی مصر آکر معرکہ آرا ہوئے۔ اس لئے وہ سارا کارواں اسی مصر کے لئے راہی ہوا اور وہاں آکر ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے ملا۔ رسولِ اکرمؐ کو اہلِ اسلام سے مل کر کمال سرور حاصل ہوا اور ولدِ عمِ سردار[1] سے مل کر حد سے سوا مسرور ہوئے اور کہا کہ "کس طرح کہوں کہ اس معرکے کی کامگاری کا سرور سوا ہے کہ ولدِ عمِ سردار کی آمد کا[2]؟"

طعامِ سم آلود

اس گروہ کے سردار سلام[3] کی گھر والی کا دل حسد سے معمور ہوا اور وہ ساعی ہوئی کہ کسی طرح اللہ کے رسول کو ہلاک کرے۔ ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے لئے طعام لے کر اور اس کو مہلک سم سے مسموم کر کے رواں ہوئی اور رسولِ اکرمؐ کے لئے لے کر آئی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اک دلدادہ[4] کے ہمراہ آمادہ ہوئے کہ اس طعام کو کھا کر مسرور ہوں۔ مگر اللہ کا حکم ہوا اور رسولِ اکرمؐ کو اطلاع دے دی گئی کہ طعام سم آلود ہے اس سے الگ رہو۔ رسولِ اکرمؐ کے دلدادہ کو وہ طعام کڑوا لگا، مگر مکروہ لگا کہ وہ اس طعام کو کڑوا کہہ کر الگ ہوں۔ اس لئے اس کا اک حصہ کھا گئے اور اسی سے اس دلدادۂ رسول کا وصال ہوا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہوا کہ سلام کے گھر والوں کو لاؤ۔ وہ لائے گئے۔ رسولِ اکرمؐ کا سوال ہوا کہ وہ کارروائی کس لئے کی گئی۔ کہا کہ واللہ اس

---

[1] حضرت جعفر بن ابی طالب ان لوگوں کے ساتھ تھے۔ ان سے مل کر خاص طور پر آنحضرتؐ کو بیحد خوشی ہوئی (اصح السیر)

[2] آپ نے فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے فتح خیبر کی مسرت زیادہ ہے یا جعفر کے آنے کی۔ (سیرت مصطفیٰ صفحہ ۱۵)

[3] سلام بن مشکم کی عورت زینب بنت الحارث نے ایک بکری پکا کر آپ کو ہدیہ دیا اور اس میں زہر ملا دیا (اصح السیر صفحہ ۲۳۲) [4] حضرت بشر بن براء بن المعرور نے باوجود تلخی کے حضورؐ کے سامنے کھانے کو تھوکنا سوءِ ادب سمجھا اس لئے کچھ حصہ کھا گئے۔ (اصح السیر صفحہ ۲۳۲)

کارروائی سے ہمارا اصل مدعا رہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم) اللہ کا رسول ہے۔ اُس کو وحی کے واسطے سے سم آلود طعام کا سارا حال معلوم ہوگا اور اگر اس کا عکس ہے ہمارا اصل مُدعا حاصل ہوگا کہ اس طرح کے آدمی سے لوگوں کو رہائی ملے[1]۔

واللہ علم سے مروی ہے کہ سلام کی گھر والی کے لئے حکم ہوا کہ اُس کو لاؤ۔ وہ آئی اور رسول اللہ کے حکم سے دلدادۂ رسول مُعَرد رکے بدلے ہلاک[2] کی گئی۔ مگر دوسرے علمائے کرام کی رائے ہے کہ اوّل رسول اللہ کا حکم ہوا کہ اُس کو رہا کردو۔ دیگر رسول اللہ کو اطلاع ہوئی کہ دلدادۂ رسول مُعَرد اس مسموم طعام سے وصال[3] کر گئے۔ رسول اللہ کا حکم ہوا کہ اُس کو ہلاک کردو اور کئی دوسرے لوگوں سے مروی ہے کہ وہ اسلام لے آئی اور اس لئے رہا[4] کی گئی۔ واللہ اعلم۔

اِس معرکے کے محاصل

اس معرکے سے اہلِ اسلام کے لئے اللہ کا وہ وعدہ مکمل ہوا کہ اللہ کی درگاہ سے اہلِ اسلام کو اک عرصہ اُدھراک کامگاری حاصل ہوگی اور اُس کے اموال و املاک سے سارے اہلِ اسلام مالامال ہوں گے۔ الحمد للہ! اس معرکے سے اہلِ اسلام کو سارے معرکوں سے سوا اموال ملے اور اللہ کے کرم سے اہلِ اسلام ہر طرح سے مالامال ہوئے اور رسول اکرمؐ کے سارے وہ ہمدم کہ اس سے آگے آسودہ حالی سے دُور رہے۔ مالی طور سے محکم ہو کر آسودہ حال ہوگئے۔ رسول اللہ

---

[1] اُن لوگوں نے اقرار کیا کہ زہر اُنھوں نے ملایا ہے اور کہا کہ ہمارا ارادہ تھا کہ اگر آپ سچّے ہیں اور نبی ہیں تو آپ کو اطلاع ہو جائے گی اور اگر جھوٹے ہیں تو ہم نجات پائیں گے (اصح السیر صٓ۲۴۲)

[2] اصح السیر صٓ۲۴۲ [3] یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے کہ پہلے حضورؐ نے اُس کو چھوڑ دیا۔ پھر بشر کے انتقال کے بعد اُنھیں مارنے کا حکم دیا۔ [4] امام زہریؒ سے مروی ہے کہ وہ عورت مسلمان ہو گئی اور حضورؐ نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

کا اسرائیلی گروہ سے معاہدہ ہوا کہ وہاں کے سارے محاصل کا آدھا حصہ ہر سال اہلِ اسلام کو ملے گا۔ اس طرح اللہ کا وہ وعدہ مکمل ہوا کہ معاہدۂ صلح اہلِ اسلام کی کھلی کامگاری ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم عسکرِ اسلام کو لے کر وہاں سے رواں ہوئے اور وہاں سے کئی مرحلے اُدھر وادی کے اک گاؤں کا محاصرہ کر سکے رہے۔ مگر گاؤں والے صلح کے لئے آمادہ ہو گئے اور طے ہوا کہ ہر سال اسلامی حصہ مال اہلِ اسلام کو ملے گا۔ اس طرح ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کھلی کامگاری حاصل کر کے معمورۂ رسول لوٹ آئے۔

رسولِ اکرمؐ کا عُمرۂ اوّل

معاہدۂ صلح کو اک سال مکمل ہُوا۔ اُس معاہدے سے طے ہُوا کہ اگلے سال اہلِ اسلام عمرے کی ادائگی کے ارادے سے مکّہ مکرمہ کے لئے راہی ہوں۔ ہادیٔ کامل صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کا حکم ہُوا کہ اہلِ اسلام عمرۂ معہودؐ[1] کے لئے آمادہ ہوں اور وہ سارے لوگ لامحالہ ہمراہ ہوں کہ معاہدۂ صُلح کے سال رسول اللہؐ کے ہمراہ راہی ہُوئے۔ اس حکم سے اہلِ اسلام کے دل مسرور ہو گئے اور کوئی اٹھارہ سو اور دو سو اہلِ اسلام اُس عمرے کے لئے آمادہ ہُوئے۔ رسولِ اکرمؐ اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول سے راہی ہُوئے اور معمورۂ رسول سے راہ کے دو مرحلے اُدھر اک محل آکر ٹھہرے۔ وہاں آکر احرام کس کر سارے اہلِ اسلام احرام اوڑھ کر آمادہ ہوئے۔

وہاں سے راہی ہو کر مکّہ مکرمہ سے آٹھ کوس اُدھر اک محل آکر رُکے اور وہاں آکر دو سو اہلِ اسلام کے اک رسالے کو حکم ہُوا کہ وہاں رُکا رہے اور اہلِ اسلام کے سارے اسلحہ کی رکھوالی کرے۔ اس لئے کہ معاہدے کی رُو سے اہلِ اسلام مامور رہے کہ وہ ہر طرح کے اسلحہ سے دُور ہوں۔ اس طرح سارا اسلحہ دو سو مسلموں کے حوالے کر کے رسولِ اکرمؐ سوئے حرم رواں ہُوئے۔ ہمدموں اور مددگاروں کا گروہ اللہ کے رسول کی سواری کے گرد ہُوا۔ ولد رواحہ رسول اللہ کی سواری کی مہار لئے ھدی گاتا سواری کے آگے آگے رواں ہُوئے۔ ولد رواحہ کی ھدی کا

---

[1] چونکہ صلح حدیبیہ کے سال عمرہ ادا نہ ہو سکا تھا اس لئے اس عمرے کی قضا ضروری تھی، اسی لئے اس کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں۔

ما حصل اس طرح ہے[1]۔

"اے گمراہوں کی اولاد! رسول اللہ کی راہ سے ہٹ کر الگ رہو اس لئے کہ اللہ کا ہر کرم اُس کے رسول کے لئے ہے (معاہدہ صلح کے سال) رسول اللہ ؐ لوٹ کر گئے۔ گمراہوں کو ہماری مار لگی۔ وہ مار اس طرح کاری ہوئی کہ آرام دلوں سے محو ہوا اور دلدار، دلدار سے دُور ہوا۔ اے اللہ! رسول اللہ کے ہر حکم کا دل سے عامل ہوں۔"

اس طرح سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم ہر سُو اللہ والوں سے گھرے ہوئے مکہ مکرمہ آئے۔ اہلِ اسلام اک عرصے سے اس اکرام کے لئے دُعاگو رہے کہ وہ عمرہ کی ادائگی اور "دار اللہ" کے دَور کے اکرام سے مکرم ہوں۔ اللہ کے کرم سے دلوں کی مراد حاصل ہوئی۔ رسول اللہ ؐ کے گرد ہو کر سارے کے سارے حرمِ مکرم آئے۔ مکے کے گمراہ "دارالرائے" کے آگے کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کے اکرام اور دعلو سے دل مسوس کردہ گئے۔ دار اللہ کے گرد گھوم گھوم کر اہلِ اسلام محوِ دعا و حمد ہوئے۔

وہاں اہلِ اسلام کو حکم ہوا کہ "دار اللہ" کا "دَور" رَمَل[2] کر کے ادا کرو۔ اہلِ اسلام اسی حکم کے عامل ہوئے۔ اللہ والے اللہ کے گھر کے گرد گھوم گھوم کر دل کھول کر مسرور ہوئے۔

---

[1] حضرت عبد اللہ بن رواحہ رجز اور حدی پڑھ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور کہا اے رواحہ! پھر پڑھو۔ (رحمۃ السیر، طبقات ابن سعد، سیرت مصطفیٰ صفحہ ۱۶۲)

[2] رمل اس کو کہتے ہیں کہ طواف کے پہلے تین چکر دوڑ کر مکمل کئے جائیں۔

سرورِ عالمؐ وارثِ اللہؐ کے ذِکر کو مکمل کرکے سوئے سعی[1] آئے اور وہاں آکر سعی کی۔ سعی مکمل ہوئی۔ حکم ہُوا کہ ہدی لاؤ۔ ہدی لائی گئی۔ اللہ کے لئے اُس کو کاٹا اور اس طرح عمرۂ معہود مکمل ہُوا۔

عمرے کی ادائگی سے اُدھر سرورِ عالمؐ اک عرصہ[2] مکۂ مکرمہ ہی رُکے رہے۔ اک اور اہم معاملہ ہُوا کہ رسول اللہؐ کے عمِ گرامی کی سالی[3] سے وہاں رسولِ اکرمؐ کی عروسی ہوئی اور وہ عالمہ سارے عالم کے مسلموں کی ماں ہوئی۔

عرصۂ موعود مکمل ہُوا۔ مکے والوں کے سردار ولد عمرو[4] کے ہمراہ رسولِ اکرمؐ سے آکر ملے اور مُصر ہوئے کہ سارے اہلِ اسلام کو لے کر مکۂ مکرمہ سے سوئے معمورۂ رسول لوٹو۔ اس لئے کہ معاہدے کی رُو سے عرصۂ موعود مکمل ہُوا۔ رسولِ اکرمؐ کا سارے مسلموں کو حکم ہُوا کہ وہ معمورۂ رسول رواں ہوں۔ اس طرح اہلِ اسلام عمرہ ادا کرکے اور دلوں کی مُراد حاصل کرکے رسول اللہ کے ہمراہ سوئے معمورۂ رسول رواں ہوئے اور راہ کے سارے مراحل طے کرکے معمورۂ رسول آگئے۔

مکے کے دو سرداروں کا اسلام

اسی سال مکۂ مکرمہ کے دو اہم اور سرکردہ سردار اسلام لاکر رسولِ اکرمؐ کے حامی ہوئے۔ اوّل عمرو[5] ولد العاص اور دوسرے مکہ والوں کا وہ سالار کہ اسلام لاکر

---

[1] سعی، صفا اور مروہ کے درمیان وہ جگہ جہاں سعی کی جاتی ہے۔ [2] صلح میں یہ طے ہوا تھا کہ مکہ مکرمہ میں مسلمان تین دن رہ سکیں گے۔ [3] ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالے عنہا۔ [4] سہیل بن عمرو۔ [5] حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالے عنہ عمرۂ قضاء کے بعد اسلام لائے۔

اسلام کے لئے ساری عمر لڑا اور رسول اکرمؐ سے اُس کو "حسام اللہ[1]" کے اسم کا اکرام ملا۔
عمرو ولد العاص کا دل اک عرصہ سے اسلامی احکام کے لئے مائل رہا۔ مگر مصالح کی رُو سے
اسلام سے رُکا رہا۔ اس سال اُس کے دل کا اصرار ہوا کہ مٹی کے گھڑے ہوئے الہوں
کی گمراہی سے دُور ہو کر اسلام کی راہِ صدیٰ کا عامل ہو۔ اس ارادے کو لے کر
مکہ کے اک سالار کے گھر گئے اور اُس سے کہا کہ ہم کو محسوس ہوا ہے کہ ہماری راہ گمراہی اور
لاعلمی کی راہ ہے۔ دل کا اصرار ہے کہ اس گمراہی کی دلدل سے الگ ہو رہو۔ اُدھر
اُس سالار کا دل اک عرصے سے راہِ اسلام کے لئے مائل رہا۔ معاہدۂ صلح کے سال وہ
مکۂ مکرمہ سے راہی ہو کر راہ کے اک مرحلے آ کر رُکا وہ محل اہلِ اسلام کی ورود گاہ رہی۔
وہاں رسول اللہ سے اس کو کلامِ الٰہی مسموع ہوا۔ اُسی لمحے سے اُس کلام سے اُس کا
دل مسحور رہا۔ وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ واللہ! اے عمرو، اس گمراہی کی دلدل
سے اُٹھو۔ اس طرح وہ ہر دو سردار مکۂ مکرمہ سے سوار ہو کر معمورۂ رسول آئے اور ہادیٔ
کامل سے ملے۔ دل کا حال کہہ کر رو اُٹھے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ہمارے
لئے اللہ کا کرم ہوا کہ ہمارے دل اسلام کے لئے مائل ہو گئے۔ اس طرح وہ ہر دو
سردار اسی دم اسلام لائے۔ سارے اہلِ اسلام ہر دو کے اسلام سے کمال مسرور ہوئے
اللہ کے کرم سے وہ سالارِ مکہ سالارِ اسلام ہوئے اور صدہا اسلام کی مہموں کو سر کر کے لوٹے۔
اسی سالارِ اسلام سے مروی ہے کہ اسلام کا کلمہ کہہ کر رسول اللہ کے آگے ہوا اور
کہا کہ اے رسول اللہ! اسلام سے دُور رہ کر اہلِ اسلام سے معرکہ آرا رہا ہوں۔
اس لئے اللہ سے دُعا کرو کہ اللہ اُس دورِ لاعلمی کے اعمالِ سُو کو محو کر دے۔ رسول اللہ
کا کلام ہوا۔ "اسلام اُس سے اوّل کے سارے اعمال کا ماحی[2] ہے۔"

---

[1] آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو "سیف اللہ" کا خطاب عطا فرمایا ہے۔

[2] ماحی۔ مٹانے والا۔

اہلِ رُوم سے معرکۂ اسلام[۱]

اس سے آگے مسطور ہُوا کہ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مراسلے اردگرد کے ممالک و امصار کے حاکموں کو لکھے گئے۔ رسول اللہؐ کے ایک مددگار[۲] وہ ایک مراسلہ لے کر ملکِ روم کے ایک عامل[۳] ولد عمر کے ملنے کے لئے گئے۔ راہ کے ایک مرحلے آکر رُکے۔ اُدھر اس عامل کو معلوم ہُوا کہ معمورۂ رسل سے ایک آدمی اس کے لئے ہر اسلہ لے کر آرہا ہے۔ اُس مرحلۂ راہ کے عامل کو حکم ہُوا کہ رسول اللہ کے اُس مددگار کو روک کر اور محصور کر کے رکھو۔ رسول اللہ کے وہ مددگار محصور ہوگئے اور اُن کا اُس عامل کا حکم ہُوا کہ اس حاملِ مراسلہ کو مار ڈالو۔ اس طرح رسولِ اکرمؐ کے وہ مددگار اُس ملکِ رُوم کے حاکم سے مارے گئے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا حال معلوم ہو کر کمال دُکھ ہُوا۔ رسولِ اکرمؐ عمرۂ معہودہ ادا کر کے لوٹے۔ ارادہ ہُوا کہ رُوم کے اس عامل کے لئے ایک عسکرِ اسلام معمورۂ رسولؐ سے راہی ہو اور اُس عامل سے معرکہ آرا ہو۔ دس[۴] دس سو کے دو اور ایک رسالے اہلِ اسلام کے اس معرکے کے لئے آمادہ ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ کے ہمدمؐ ولد[۵] کو اس عسکر کی سالاری عطا ہوئی اور حکم ہُوا کہ اگر اس عسکر کا سالار یہ

---

۱ غزوۂ موتہ: اگرچہ آنحضرتؐ اس میں تشریف نہیں لے گئے مگر علمائے حدیث اس کو غزوہ ہی کے نام سے لکھتے ہیں۔ ۲ حضرت حارث بن عمیر ازدی رضؓ شرجیل بن عمرو کے لئے مکتوبِ نبوی لے کر گئے۔ ۳ قیصرِ روم کا ایک گورنر شرجیل بن عمرو غسانی۔ ۴ غزوۂ موتہ میں تین ہزار مجاہدین نے شرکت کی۔ ۵ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

اوّل اللہ کی راہ لڑ کر اللہ کے گھر کو سدھارے۔ اسلام کا عَلَم عمِ سردار[1] کے ولد کو ملے۔ اگر وہ اسی طرح لڑ کر دار السلام کو راہی ہو، ولدِ رواحہ عَلَمِ اسلامی کے حامل ہو کر معرکہ آرا ہوں اور اگر سالارِ سوم ہر دو علمداروں کی طرح دار السلام کو راہی ہوں اہلِ اسلام کا عَلَمدار وہ آدمی ہو کہ سارے اہلِ اسلام اُس کے لئے ہم رائے ہوں۔ اسی کلامِ رسول کی رُو سے اس معرکے کا دُوسرا اسم "عسکر الامراء"[2] ہے۔

بعدہٗ ولد کو حکم ہوا کہ اوّل اُسی مَصر وارد ہو کر وہاں حاملِ مراسلہ اور رسول اللہ کے مددگار محصور رہے اور مارے گئے۔ اوّل لوگوں کو اسلام کے لئے آمادہ کرو۔ اگر آمادہ ہوں اللہ کی حمد کرو اور اگر وہ رُوگرداں ہوں اللہ سے دُعا کر کے معرکہ آرائی کرو۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم عسکر کے ہمراہ وداع کی گھاٹی آئے اور وہاں سے عسکرِ اسلامی کو الوداع کہا۔ رسول اللہ کو الوداع کہہ کر ولدِ رواحہ رو اُٹھے۔

عسکرِ اسلامی وہاں سے رواں ہوا۔ وداع کی گھاٹی سے لوگوں کی صدا آئی کہ اللہ سارے لوگوں کو کامگار و سالم لوٹا کر لائے۔ ولدِ رواحہ کہ ساری عمر اللہ اور اُس کے رسول کے دلدادہ رہے۔ کہہ اُٹھے کہ۔

"اے لوگو! دل اس ارادے اور آس سے دُور ہے کہ لَوٹ کر آؤں،[3]
دل کی آس اور دل کی لَو لگی ہے کہ ولدِ رواحہ کو اس معرکے سے گہرا
گھاؤ لگے اور اس طرح کا کاری گھاؤ آئے کہ وہ اسی گھاؤ سے
اللہ کے گھر آ کر اللہ سے ملے اور ہر آدمی اُس کی لحد آ کر کہہ اُٹھے کہ
واہ! کس طرح کا دلاور اور کامگار آدمی ہے۔"

---

[1] حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ [2] غزوہ موتہ کا دُوسرا نام جیش الامراء ہے راجع سیرت مصطفیٰ ص ۱۲۴ ج ۲۔ [3] حضرت عبداللہ بن رواحہ نے ذوقِ شہادت سے لبریز چند اشعار پڑھے، اُن اشعار کا مفہوم اُوپر دے دیا گیا ہے۔

اس طرح عسکرِ اسلامی معمورۂ رسول سے رواں ہُوا اور راہ کے دس بارہ مراحل طے کر کے اک محل[1] آکر رُکا۔ اُدھر روم کے اُس عامل کو اس عسکرِ اسلامی کے آمد کی اطلاع ملی۔ وہ اک لاکھ رُومی لوگوں کا عسکر لے کر لڑائی کے لئے آمادہ ہُوا۔ اُدھر ملکِ روم اک لاکھ کے عسکر کے ہمراہ اک دوسرے محل آکر وارد ہُوا کہ روم کے عامل کی مدد کرے۔ اس طرح دو لاکھ اعدائے اسلام کا ٹڈی دَل اہلِ اسلام سے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہُوا۔ اہلِ اسلام کو اس محل آکر اعدائے اسلام کے اس ٹڈی دَل عسکر کا حال معلوم ہُوا۔ کہاں وہ دو لاکھ کا عسکرِ طرّار اور کہاں اسلام کے وہ معدودے رسالے۔ اس لئے عسکرِ اسلامی اس محل رُکا رہا اور اک دوسرے سے رائے لی کہ اس مسئلہ کا حل کس طرح ہو؟ اہلِ اسلام کے سرکردہ لوگوں کی رائے ہُوئی کہ کسی کو معمورۂ رسول ارسال کر کے سارے احوال کی اطلاع رسول اللہ کو دو۔ مگر ولیدِ رواحہ آگے اور اک دھواں دھار کلام کر کے عسکرِ اسلامی سے اس طرح ہمکلام ہُوئے[2]۔

“اے اللہ والو! اس مہم سے ہمارا اصل مُدّعا اس امر کا حصول ہے کہ ہم اللہ کی راہ اللہ کے حکم کے لئے سر دے کر اللہ کے آگے کامگار ہوں۔ اسی لئے ہم معمورۂ رسول سے راہی ہُوئے۔ عدد اور اسلحہ کا سہارا اعدائے اسلام کا سہارا ہے۔ ہمارا واحد سہارا اللہ ہے۔ دو مرادوں سے اک مُراد ہمارے لئے ہر حال لکھی ہُوئی ہے۔ اگر لڑ کر مارے گئے اللہ کے گواہ ہُوئے اور وہی ہمارے دلوں کی مُراد ہے اور اگر کامگار لوٹے وہ اللہ کا کرم اور ہمارے دلوں کا سرور ہو گا۔”

---

[1] مقامِ معان آکر معلوم ہُوا کہ شرحبیل ایک لشکر لے کر مقامِ بلقاء میں جمع ہُوا ہے (سیرتِ مصطفیٰ صہ۴۰۱ ج ۲)

[2] حضرت عبداللہ بن رواحہ نے بڑی مؤثر تقریر کی اور کہا کہ مقابلہ کرو۔ دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی ضرور حاصل ہوگی۔ شہادت یا فتح۔ (سیرتِ مصطفیٰ صہ۴۰۱ ج ۲)

حوصلے اور ولولے سے معمور اس کلام سے عسکرِ اسلام کو اک روح مل گئی۔ سارے لوگ کہہ اُٹھے کہ ولیدِ رواحہ کا کلام ہماری مُراد ہے۔ اسی رَم سارے لوگ حوصلے اور ولولے سے معمور ہو کر اُٹھے اور دو لاکھ کے ٹڈی دَل سے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہو کر وہاں سے راہی ہوئے۔

اس طرح عسکرِ اسلام وہاں سے رواں ہو کر راہ کے مراحل طے کر کے رُوم کے اُس مصر آکر رُکا کہ وہاں حاکمِ روم کا اک عالی عسکر لئے لڑائی کے لئے اکٹھا ہوا۔ اِدھر اعدائے اللہ کے اک لاکھ لوگوں کا مسلح ٹڈی دَل اور اِدھر محدود اللہ والوں کا گروہ، اللہ کی مدد اور اُس کے کرم کے احساس سے مسلح اور رسول اللہ کی دعاؤں کے سہارے اُس عسکرِ طرار کے آگے آڈٹا۔ رسول اللہ کے ہمدم اور رسالہ[1] اسلام مسلم ہو کر اوّل اوّل اس معرکے کے لئے عسکرِ اسلامی کے ہمراہ ہوئے تھے۔

ہمدمِ ولد اور علمدارِ اسلام کا حکم ہوا کہ عسکرِ اسلامی حملے کے لئے آمادہ ہو۔ ہر دو عسکر اک دوسرے کے آگے آڈٹے اور لڑائی کا سلسلہ ہوا۔ ہمدمِ ولد عسکرِ اسلامی کا عَلم لئے اہلِ اسلام کے آگے رہے اور اعدائے اسلام سے دل کھول کر لڑے۔ اور اعدائے اسلام کے گردہوں کو دُور دُور دھکیل کر حملے کے لئے للکارا اور کئی اعدائے اسلام مارے گئے۔ مگر اک محل آکر وہ اعدائے اسلام کے اک گروہ کے محصور ہو گئے۔ ہر سُو سے اعدائے اسلام ٹوٹ کر حملہ آور ہوئے اور آل کار وہ اک کاری وار سے گھائل ہو کر گرے۔

ولدِ عم سردارِ رسول اللہ کے حکم کی رُو سے علمدارِ اوّل کے سامنے سامنے لگے رہے۔ اِدھر ہمدمِ ولد گھائل ہو کر گرے، اُدھر عم سردار کے ولد دوڑے اور عَلمِ اسلامی کو اُٹھا کر حملہ آور ہوئے۔ وہ اس حوصلے اور دلاوری سے لڑے کہ کوئی

---

[1] حضرت خالد بن ولید اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے اسی غزوے میں شریک ہوئے تھے۔

اس طور سے کم لڑا ہوگا۔ اِدھر اُدھر گھوم گھوم کر اعدائے اسلام کو ہلاک کرکے لوٹتے۔ اِدھر گئے اُدھر گئے۔ مآلِ کار اک کاری وار لگا اور ساعدِ اوّل[1] اُس وار سے کٹ کر گِرا۔ مگر جو صفِ اسلام سے محمود وہ اللہ والا دوسرے ساعد سے عَلَم اُٹھا کر اُسی طرح اعدائے اسلام سے معرکہ آرا رہا اور وہ ہر طرح دلاوری سے اِدھر اُدھر حملہ آور ہوتے مگر اک حملہ اس طرح کا ہُوا کہ دُوسرا ساعد کٹ کر گِرا۔ مگر وہ رہے حُکمِ الٰہی کا احساس کہ عَلَمِ اسلامی کو گلے اور صدر کے سہارے سے اُٹھا کر ساعی رہا کہ عَلَمِ اسلامی کھڑا رہے۔ ولدِ رواحہ کو اللہ کے رسول کے حُکم کا احساس رہا۔ وہ ہر لمحہ ولدِ عم سردار کے ہمراہ رہے۔ مگر ولدِ عمّ سردار ہر دو ساعدوں سے محروم ہو کر اللہ کے گواہ ہو کر دارالسلام کو سدھارے اور رسولِ اکرمؐ کا اُس کے لئے کلام ہُوا کہ دارالسلام آکر اس کو طائروں کی طرح دو ساعد[2] ملے۔

ولدِ رَوَاحہ عَلَم لے کر آ گئے۔ اُس کا دِل وصالِ الٰہی کے احساس سے کمال مسرور رہا۔ رسول اللہ کے کلام سے اُس کو معلوم رہا کہ وہ اس معرکے سے گھائل ہو کر دارالسلام کو رواں ہوں گے اور وہ اُس لمحے کے لئے اس طرح مسرور رہے کہ ماسوا سے الگ ہو کر وہ اسی آس کو گلے لگائے رہے کہ وہ لمحۂ مسعود آئے کہ وہ لہو لہو ہو کر اللہ کے آگے کامگار و مسرور ہو کر آئے۔

عَلَمدارِ اسلام ہو کر وہ اعدائے اسلام کے لئے حملہ آور ہوئے اور کمال خوشی اور دلاوری سے اعدائے اسلام کے آگے ڈٹے رہے۔ مآلِ کار وہ لمحۂ مسعود کہ اُس کے لئے دل کی لَو لگائے رہے آ کے رہا اور وہ گھائل ہو کر گرے اور مُرادِ دِلی کے حامل ہُوئے۔

---

[1] ساعد : بازو [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جعفر بن ابی طالب کو جنّت میں دو پَر ملے جن سے وہ اُڑتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے اُن کا لقب جعفر طیّار ہے۔

سالارِ اسلام کی حوصلہ وری

ولید رواحہ (اللہ اُس کو دارالسلام کا سرور عطا کرے) کے وصال سے اک مسئلہ کھڑا ہوا کہ عسکرِ اسلام کی سالاری کس کو ملے۔ سرکردہ لوگوں کی رائے ہوئی کہ اسلام کا علَم ہمدم سالار کو ملے۔ اس طرح ہمدمِ سالار اس عسکر کے علَمدار ہوئے۔

اسلام لا کر وہ کمال طول رہے کہ گمراہی اور لاعلمی سے وہ اہلِ اسلام کے عدو رہے اور رسول اللہ سے معرکۂ اُحد لڑے اور اُس کے حملے سے اہلِ اسلام کو دھکا لگا۔ دل کی مُراد رہی کہ کسی طرح وہ اس امر کا اہل ہو کر اسلام کے لئے اعدائے اسلام سے لڑ کر اور کوئی معرکہ سَر کر کے دل کو مسرور کرے۔ عسکرِ اسلامی کا علَم ملا۔ سارے عسکر کو سِرے سے آمادہ کر کے گھوڑا دوڑا کر حملہ آور ہوئے اور سالاری کے اُمور اس عمدگی سے مکمل ہوئے کہ عسکرِ اسلام کو سِرے سے اک رُوح سی مل گئی۔

وہ اس دلاوری اور ولولہ کاری سے معرکہ آرا ہوئے کہ اِدھر وہ حملہ آور ہوئے اور اُدھر اعدائے اسلام لڑکھڑائے۔ عسکرِ اسلامی کے اک اک حصّے کو حملے کے لئے آگے لائے اور کمال عمدگی سے عسکرِ اسلام کو اکٹھا رکھا کہ وہ مل کر اعدائے اسلام کے لئے حملہ آور رہیں۔ اس طرح ہمدمِ سالار کی علَمداری سے عسکرِ اسلام کمال محکم رہا اور مسلسل حملہ آور رہا۔[1]

اس طرح اہلِ اسلام کے مسلسل حملوں اور ہمدمِ سالار کی عمدہ مساعی اور کمال دلاوری سے معرکے کا حال اہلِ اسلام کے لئے ہموار ہوا۔ کہاں وہ اللہ والوں کا کم عدد اور کم

---

[1] حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ موتہ میں لڑتے لڑتے میرے ہاتھ سے نو تلوار ٹوٹیں، صرف ایک یمنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۱۵۶ ج ۲) ۱۲

اسلحہ گروہ اور کمان ہر طرح سے مسلح اہلِ روم کا اک لاکھ لوگوں کا ٹڈی دَل، مگر اللہ کا سہارا سارے سہاروں سے سوا محکم سہارا ہے۔ اُسی کرم کے سہارے اہلِ اسلام عدد اور اسلحہ کے احساس کو دُور کر کے لوہے اور اسلحہ کی اُس کالی گھٹا کے آگے آ ڈٹے۔ اسی لئے اللہ کی مدد آئی اور اللہ والوں کا وہ گروہ اعدائے اسلام کے اک لاکھ کے عسکر کو رُسوا کر کے رہا۔

اعدائے اسلام کے صدہا لوگ ہلاک ہوئے اور اہلِ اسلام کی حوصلہ کاری اور معرکہ آرائی کے اطوار کا مطالعہ کر کے دلوں کے حوصلے سرد ہو گئے۔ اعدائے اسلام اک اک حصہ کر کے سمٹ کر معرکہ گاہ سے ہٹے اور اس طرح معرکہ گاہ سے ہٹ کر اہلِ اسلام کے کاری حملوں سے رہا ہوئے۔

اُدھر سرورِ عالم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کو اس معرکے کے احوال کی اطلاع ملائک کے واسطے سے دی گئی۔ اُدھر ہمدمِ ولد، علمدارِ اوّل لڑ کر مارے گئے، اُدھر رسولِ اکرم سے لوگوں کو اطلاع ملی کہ ہمدمِ ولد مارے گئے اور اللہ اُس سے مسرور ہوا۔ اطلاع ملی کہ ولدِ عم سردار علمدار ہو کر آگے آئے اور مارے گئے اور اُس کے دو ساعد کٹ کر گرے اور اُس کو اللہ کی درگاہ سے دو ساعد عطا ہوئے۔ اُدھر ولید رواحہ کو علَم ملا، اُدھر رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کا کلام ہوا کہ ولید رواحہ کو علم ملا اور وہ لڑ کر مارے گئے۔ سارا حال کہہ کر سرورِ عالم رو دیئے۔

ولدِ سعد[1]، والدِ عامر سے مروی ہے کہ ہمدم سالارِ علمدار ہوئے اور اس طرح حملہ آور ہوئے کہ اُس کے حملوں سے اور عمدہ کامگاری اہلِ اسلام کو ملی اِس معرکہ سے کل دس اور دو مسلم اللہ کے گواہ ہو کر دارالسلام کو سدھارے۔

---

[1] طبقاتِ ابنِ سعد۔ حصہ اوّل۔ از سیرتِ مصطفیٰ صہ ۱۴۲ ج ۲ [2] ابنِ سعد ابو عامر۔ (سیرتِ مصطفیٰ صہ ۱۵۱ ج ۲)

دلدِ عمر راوی ہُوئے کہ دلدِ تم مردار کو ہم معرکہ گاہ سے مُردہ اُٹھا کر لائے۔ اس معرکے سے اُس کو دس کم سو گھاؤ لگے ۔

اس طرح عسکرِ اسلام کامگار و مسرور ہو کر معمورۂ رسول لوٹا۔ ہادئ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اس عسکر کی آمد کے لئے معمورۂ رسول سے آگے آکر کھڑے ہُوئے اور اس کے ہمراہ معمورۂ رسول لوٹے ۔

سلاسل کی مُہم

اہلِ رُوم سے معرکۂ اسلام کو اک ماہ کا عرصہ ہُوا کہ سرورِ عالم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو معلوم ہُوا کہ معمورۂ رسول سے دس مرحلے اُدھر ملکِ رُوم کی سرحد کے اک مصرِ سُلسُل کے لوگ اہلِ اسلام سے معرکہ آرائی کے لئے اکٹھے ہو کر آمادہ ہُوئے کہ وہ معمورۂ رسول کے لئے حملہ آور ہوں[1] ۔

عمرو[2] ولد العاص کو سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ وہ سو اور دو سو لوگوں کو ہمراہ لے کر سُوئے سُلسُل رواں ہوں اور اعدائے اسلام کے اُس گروہ سے معرکہ آرا ہوں۔ عمرو ولد العاص اہلِ اسلام کے اس رسالے کے سالار ہو کر معمورۂ رسول سے رواں ہُوئے اور سُلسُل سے کئی مرحلے اِدھر آکر رُکے۔ وہاں آکر معلوم ہُوا کہ گروہِ اعداء کا عدد اہلِ اسلام سے کئی حد سوا ہے۔ اس لئے عمرو ولد العاص کی رائے ہُوئی کہ عسکرِ اسلام اُسی محل رُکا رہے اور وہاں سے اک آدمی معمورۂ رسول رواں ہو اور سرورِ عالم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اُس کی اطلاع دے اور کہے کہ عسکرِ اسلامی کی مدد کے لئے کمک ارسال کرو۔ اس کمک

---

[1] اس کو غزوہ ذات السلاسل کہتے ہیں۔ سلسل پانی کے ایک چشمے کا نام تھا۔ مسلمانوں کا لشکر وہاں ٹھہرا رہا، اسی لئے اس کو ذات السلاسل کی مہم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ [2] حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔

کو ہمراہ کر کے ہم اُس گروہ سے معرکہ آرائی کے لئے آگے رواں ہوں۔ سارے لوگوں کی رائے سے اک آدمی معمورۂ رسول کے لئے رواں ہُوا اور عسکرِ اسلام اُسی محل رُکا رہا۔

اِدھر سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو اُس آدمی سے اطلاع ملی کہ عسکرِ اسلام مُلک کی اُس رُکاوٹ کے راہ کے اک مرحلے رُکا ہُوا ہے۔ اس لئے اک ہمدم[1] کو حکم ہُوا کہ وہ دو سو اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر رواں ہو اور دوڑ کر عسکرِ اسلامی سے آملے۔ اس طرح دو سو اہلِ اسلام کا اک اور رسالہ عمرو ولد العاص کی مدد کے لئے ارسال ہُوا۔ وہ ہمدمِ رسول اس رسالے کو لے کر رواں ہُوئے اور عسکرِ اسلامی سے آملے۔ عسکرِ اسلامی وہاں سے رواں ہو کر سُلسُل کے سِرے آ کر رُکا۔ اُدھر عسکرِ اعداء لڑائی کے لئے آمادہ ہُوا۔ عمرو ولد العاص کا حکم ہُوا کہ عسکرِ اسلامی حملہ آور ہو۔ اہلِ اسلام کا اوّل ہی حملہ اس طرح کڑا ہُوا کہ گروہِ اعداء اس حملے سے اِدھر اُدھر ہو گئے۔ اور مآل کار معمولی لڑائی کر کے سارے گروہ معرکہ گاہ سے رُو موڑ کر دوڑے۔ اہلِ اسلام گروہِ اعداء کے اموال کے مالک ہُوئے۔ عسکرِ اسلام اک عرصہ وہاں رُکا رہا۔ مآل کار عمرو ولد العاص کا لشکر دوسرے معمورۂ رسول لوٹ آئے۔

ساحلی گروہ[2] کی اک مُہم

وداعِ مکّہ کا آٹھواں سال ہے۔ ماہِ صوم سے دو ماہ اُدھر سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے اک مہم سوئے ساحل ارسال کی گئی کہ ساحلی گاؤں کا اک گروہ سر اُٹھا کر لڑائی کے لئے آمادہ ہُوا۔ ہمدمِ رسول عمرِ مکرّم اس مہم کے ہمراہ

---

[1] حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ [2] یہ سریہ خبط کے نام سے مشہور ہے۔ لغت میں خبط کے معنی پتے جھاڑنے کے ہیں۔ اس میں صحابہ کرامؓ نے درختوں کے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے اور اس سے صحابۂ کرامؓ کے ہونٹ زخمی ہو گئے۔ (سیرت مصطفیٰ صفحہ ۴۲، ج ۳)

رہے۔ مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کا حکم ہُوا کہ اس رسالے کا سالار رسولِ
اکرمؐ کا وہی ہمدم ہو کہ عمرو ولد العاص کے لئے کمک لے کر سُلسُل کے معرکے
لئے رواں ہُوا۔

اہلِ اسلام معمورۂ رسول سے رواں ہو کر اُس ساحلی گاؤں آئے۔ اُدھر اُس
ساحلی گروہ کو معلوم ہُوا کہ اہلِ اسلام کی اک مہم اس گروہ کے لئے ارسال ہوئی ہے۔
وہ گروہ حوصلہ ہار کر لڑائی کے ارادے سے دُور ہُوا اور اہلِ اسلام کی آمد سے اوّل
ہی سارے لوگ وہاں سے ہٹ کر اِدھر اُدھر ہو گئے۔ اللہ والوں کا گروہ اس ساحلی
گاؤں آکر ٹھہرا اور آمادہ رہا کہ اگر کوئی عدو لڑائی کے لئے آمادہ ہو، اُس سے معرکہ آرا
ہو مگر ہر گروہ اس حوصلے سے دُور رہا۔

اہلِ اسلام کا وہ رسالہ کوئی اک ماہ وہاں رُکا رہا۔ اکل و طعام کی ساری رسد
حصّہ حصّہ کر کے اُٹھ گئی اور اہلِ اسلام طعام سے محروم ہو گئے۔

اللہ والوں کے لئے اللہ کی مدد آئی اور اللہ کے حکم سے اک موٹی سَمَک[1] مُردہ
ہو کر ساحل سے آلگی۔ دُور سے وہ سَمَکِ مُردہ لوگوں کو اک کوہ کی طرح لگی۔ دوڑ کر
اُدھر آئے۔ اُس کوہ کی طرح موٹی سَمَک کو حاصل کر کے اہلِ اسلام کمال مسرور ہوئے۔
مگر سارے لوگوں کو احساس ہُوا کہ اہلِ اسلام کو مُردار حلال کہاں؟

سردارِ رسالہ کا حکم ہُوا کہ اس حال ہم کو مُردار حلال ہے۔ اک عرصے سے ہم
طعام سے محروم رہے۔ وہ سَمَک ہمارے لئے اللہ کی عطا ہے۔ اس لئے اس کو
ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھاؤ۔ اس طرح اہلِ اسلام اُس سَمَکِ مُردہ کے آگے آئے
اور وہ سَمَکِ مُردہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے آدھے ماہ سے سوا عرصہ کھائی گئی۔ سردارِ سالہ

---

[1] سَمَک: مچھلی ۔۔

کے حکم سے اُس سمک کے صدر کی ہڈی لے کر کھڑی کی گئی کہ اُس کی موٹائی اور طول معلوم ہو۔ اک آدمی کو حکم ہُوا کہ وہ سوار ہو کر کھڑا ہو۔ اُس ہڈی کا طول اُس سوار سے سوا رہا۔[1]

اس مہم سے لوٹ کر سارے لوگ معمورۂ رسول آئے اور ہادئ اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلم سے اُس سمکِ مُردہ کا سارا حال کہا۔ رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلم مُسکرائے اور کہا کہ اہلِ اسلام کے لئے وہ سمک اللہ کی درگاہ سے عطا کی گئی اور کہا کہ اگر اُس لحم کا کوئی ٹکڑا ہو، ہمارے لئے لاؤ۔ رسول اکرم اُس سمک کا لحم کھا کر مسرور ہُوئے۔

[1] حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے اُس مچھلی کی اضلاع کی دو ہڈیوں کو کھڑا کیا اور سب سے اونچے اونٹ پر سب سے لمبا آدمی سوار کیا اور اس کے نیچے سے جانے کے لئے کہا تو وہ ہڈی سے ٹکرائے بغیر گزر گیا۔ (اصح السیر صفحہ ۲۸۰) ؎

معرکہ مکّہ مکرّمہ[1]

معاہدۂ صلح کے سال اہلِ اسلام اور اہلِ مکّہ طے کر کے آئے کہ اس ملک کا ہر گروہ اس امر کا مالک ہوگا کہ وہ اہلِ اسلام اور اہلِ مکّہ کے ہر دو گروہوں سے کسی گروہ کا حامی ہو کر رہے۔ اسی لئے مکّہ مکرّمہ کا اک اہم گروہ[2] اہلِ اسلام کا حامی ہوا۔ اور اس کا عدو گروہ اہلِ مکّہ کا حامی ہو کر رہا۔ ہر دو گروہ معاہدے کی رُو سے مامور ہوئے کہ دس سال کے عرصے کے لئے وہ اک دوسرے سے لڑائی کے معاملوں سے الگ ہوں گے۔ مگر وہ گروہ کہ اہلِ مکّہ کا حامی ہوا آمادہ ہوا کہ اسلام کے حامی گروہ کو لاعلم رکھ کر سحر اُس کے لئے حملہ آور ہو اور اُس کے لوگوں کو مار ڈالے۔ اس کام کے لئے اُس گروہ کا سردار مکّہ مکرّمہ آکر وہاں کے لوگوں سے ملا اور کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم مُسلموں کے حامی اس گروہ کے لئے حملہ آور ہوں۔ اس معاملے کے لئے ہماری مدد کرو۔

گو اہلِ مکّہ معاہدے کی رُو سے مامور رہے کہ وہ اس طرح کے معاملوں سے الگ ہوں۔ مگر اسلام اور اہلِ اسلام سے حسد کی آگ سے وہ آمادہ ہو گئے اور وعدہ ہوا کہ اسلحہ اور لوگوں سے اُس گروہ کی مدد کر کے مسرور ہوں گے اور مکّے والوں کو اُمّید رہی کہ رسولِ اکرمؐ اس معاملے سے لاعلم ہوں گے۔

اس طرح وہ مکّے والوں کا حامی گروہ مکّے والوں کی مدد سے مسلموں کے حامی

---

[1] فتح مکّہ مکرّمہ۔ [2] قریش کے دو قبیلے بنو خزاعہ اور بنو بکر ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ صلح حدیبیہ میں بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف ہو گئے اور بنو بکر اہلِ مکّہ کے حلیف ہو گئے۔

گروہ کے محلّے آکر اور اُس کو لاعلم رکھ کر حملہ آور[1] ہُوا اور اُس لاعلم گروہ کے کئی آدمی مار ڈالے۔ گھروں کو لوٹ کر اُس گروہ کے اموال لوٹے۔ وہ اسلحہ سے محروم اور لاعلم گروہ اس حملے سے ڈر کر سُوئے حرم دَوڑا کہ وہاں اللہ کا گھر ہے اور وہ لوگ گروہ عدو کے حملوں سے دُور ہوں گے۔ مگر اُس گروہ کے لوگ حرم آ گئے اور وہاں آکر لڑائی کا اُسی طرح سلسلہ رکھا۔[2]

اہلِ اسلام کئی سو کوس دُور اس معاملے سے لاعلم رہے۔ اُدھر مسلموں کے حامی گروہ کا اک سردار عمرو ولد سالم کئی لوگوں کو ہمراہ لے کر مکّۂ مکرمہ سے راہی ہُوا کہ وہاں آکر سارے احوال کی اطلاع رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو کر کے امداد کا سائل ہو۔

اُدھر اُسی لمحہ اللہ کے حکم سے رسول اللہ کو اللہ کی وحی آئی اور اس لڑائی کا سارا حال معلوم ہُوا اور مسلموں کے حامی گروہ کی وہ للکار مسموع ہُوئی کہ رسول اللہؐ کی امداد کے لئے اُٹھی۔ سرورِ عالم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اُٹھے اور کہا "آرہا ہوں! آرہا ہوں"۔ گھر والے لاعلم رہے کہ وہ کلام کس سے ہو رہا ہے[3]۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے معلوم ہُوا کہ مکّے والے معاہدۂ صُلح سے رُوگرداں ہو گئے اور مسلموں کے حامی گروہ کے لئے حملہ آور ہو کر اُس کے کئی آدمی مار ڈالے۔

عمرو ولد سالم کئی لوگوں کے ہمراہ معمورۂ رسول آکر رسول اللہؐ سے ملے اور

---

[1] بنو خزاعہ اس حملے کے وقت پانی کے ایک چشمہ پر جس کا نام وتیر تھا سو رہے تھے، اچانک حملہ ہُوا۔

[2] بنو خزاعہ نے حرم میں پناہ لی مگر وہ شقی لوگ حرم میں بھی قتال سے باز نہ آئے۔ (سیرت مصطفیٰ صفحہ ۴۲، ج ۲)

[3] روایات میں ہے کہ آنحضرتؐ اُس وقت حضرت میمونہؓ کے حجرے میں وضو کر رہے تھے۔ اُس وقت آپؐ نے بنو خزاعہ کی وہ فریاد جو وہ مکّے میں کر رہے تھے۔ آپؐ نے دوبارہ فرمایا لبیک لبیک۔ حضرت میمونہؓ نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ آج مکّے والوں نے بنو خزاعہ کا قتلِ عام کر کے معاہدہ توڑ دیا۔ (تاریخ اسلام جلد اوّل صفحہ ۲۱۸)

اس حملے کے مکمل احوال کی اطلاع دی اور کہا کہ

"اے محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) ہم سدا اسمرۂ رسول کے حامی رہے۔ ہمارا گروہ اعداء کے حملوں سے گھائل ہوا اور اہلِ مکہ اس گروہ کی مدد کو آئے۔ ہم کو اس حملے سے لاعلم رکھ کر مارا۔ ہم اہلِ اسلام کے معاہد رہے۔ اس لئے اے محمد صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم معاہدے کی رُو سے ہماری مدد کو آؤ۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم سارے احوال سے مطلع ہوئے اور کہا کہ حوصلہ رکھو اور سوئے مکہ مکرمہ لوٹو۔ لامحالہ اس گروہ کی مدد کا وعدہ مکمل ہوگا۔

عمرو ولدِ سالم لوگوں کو ہمراہ لے کر سوئے مکہ لوٹے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کا حکم ہوا کہ اک آدمی مکہ مکرمہ راہی ہوا اور وہاں آکر لوگوں سے کہہ دے کہ رسول اللہؐ کے حکم سے کئی امور لے کر وارد ہوا ہوں۔ اوّل اس کہ

۱۔ اے اہلِ مکہ! اس گروہ کے عہد سے الگ ہو رہو۔

۲۔ دوم اس کہ مسلموں کے حامی گروہ کے مُردہ لوگوں کا "صلۂ دم" ادا کرو۔

۳۔ سوم اس کہ، کھل کر کہہ دو کہ ہم معاہدۂ صلح سے رُوگرداں ہوگئے۔[1]

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے حکم سے اک آدمی ہر سہ امور لے کر مکہ مکرمہ راہی ہوا۔

اہلِ مکہ کا ملال

اہلِ مکہ اس گروہ کے حامی ہو کر وہ کارروائی کر گئے اور اس گروہ کے لوگوں

---

[1] آنحضرتؐ نے پیغام بھیجا کہ ان تین باتوں میں سے کوئی بات اختیار کرلیں۔ بنو بکر کی حمایت سے علیحدہ ہو جائیں یا بنو خزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کریں۔ یا معاہدے کے فسخ کا اعلان کر دیں۔

(سیرت مصطفیٰ صفحہ ۱۸ ج ۲) ۔

کو مار ڈالا۔ مگر انگلی سحر ہوئی۔ احساس ہوا کہ ہم اس گروہ کی مدد کر کے عملاً معاہدۂ صُلح سے رُوگرداں ہو گئے۔ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) کو اس معاملے کی اطلاع لامحالہ ہو گی، اس طرح اہلِ مکّہ کے لئے اک مسئلہ کھڑا ہو گا۔

رسولِ اکرمؐ کا ارسال کردہ وہ آدمی مکّہ مکرّمہ آ کر وہاں کے سرداروں سے ملا اور ہر سہ اُمور کی اطلاع دی۔ مکّے والوں کا اک سردار ولدِ عمرو کھڑا ہوا اور کہا کہ ہمارے لئے محال ہے کہ ہم اوّل دو اُمور کے عامل ہوں۔ ہاں ہم آمادہ ہوئے کہ معاہدۂ صلح سے الگ ہوں۔ رسول اللہؐ کا ارسال کردہ آدمی اس اطلاع کو لے کر معمورۂ رسول لوٹا۔

مگر معاً اہلِ مکّہ کو احساس ہوا کہ معاہدۂ صُلح سے دُور ہو کر اہلِ اسلام مکّہ مکرّمہ کے لئے حملہ آور ہوں گے۔ اس لئے سارے لوگوں کی رائے ہوئی کہ مکّے والوں کا سردار[1] معمورۂ رسول کے لئے راہی ہو اور سرے سے معاہدہ کر کے لوٹے۔ مکّے کا سردار اس ارادے سے مکّہ مکرّمہ سے راہی ہوا اور معمورۂ رسول آ کر ہمدمِ مکرّم سے ملا۔ ہمدمِ مکرّم اُس کی مدد سے دُور رہے۔ وہ ہمدمِ عمرؓ اور علی کرّمہ اللہ سے آ کر ملا اور ساعی ہوا کہ ہر دو کے واسطے سے معاہدۂ صُلح سرے سے مکمّل ہو۔ مگر وہ ہر دو ہمدم اُس سے الگ رہے۔ اُس کو محسوس ہوا کہ معاہدۂ صُلح کی راہ مسدود ہے اور محال ہے کہ وہاں اُس کی دال گلے۔ سو وہ سردار معمورۂ رسول سے اُداس و محروم لوٹا۔

کئی دوسرے عُلماء سے مروی ہے کہ وہ سردار اوّل رسولِ اکرمؐ سے حرمِ رسول اکرم

---

[1] ابوسفیان تجدیدِ معاہدہ کے لئے مدینہ منورہ روانہ ہوا۔ ابوسفیان کی بیٹی حضرت ام حبیبہؓ آنحضرتؐ کی زوجہ تھیں۔ ابوسفیان اُن سے ملنے کے لئے آیا تو ام المومنین ام حبیبہ نے بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے پوچھا۔ بیٹی یہ بستر تُو نے کیوں لپیٹ دیا؟ کہا یہ رسول اللہ کا بستر ہے اس پر ایسا آدمی نہیں بیٹھ سکتا جو شرک کی نجاست سے آلودہ ہو۔ (سیرت مصطفیٰ ص۱۵۸ ج ۲) ٭

ملا اور صلح کے معاہدے کے لئے کہا۔ مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے عمل سے معلوم ہُوا کہ صلح کا معاملہ محال ہے۔ وہاں سے اگر وہ ہمدمِ مکرّم اور دوسرے دو ہمدموں سے ملا۔ واللہ اعلم۔

معمورۂ رسول کے لوگوں کو سارا حال معلوم ہُوا۔ لوگوں کو آس رہی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا ارادہ ہوگا کہ وہ مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوں۔

رحلۂ مکۂ مکرّمہ

اہلِ مکہ کی مکروہ عمل سے معاہدۂ صلح ٹوٹا اور اس طرح معرکۂ مکہ مکرمہ کی راہ ہموار ہُوئی۔ رسولِ اکرمؐ کے حامی گروہ کے سردار سے وعدہ ہُوا کہ اللہ کا رسول اُس کی مدد کو آئے گا۔ اس لئے اہلِ اسلام کو حکم ہُوا کہ وہ معرکۂ مکہ مکرمہ کے لئے مسلّح ہو کر اس رحلۂ مسعود کے لئے آمادہ ہوں اور حکم ہُوا کہ اس معرکے سے اعدائے اسلام کو لاعلم رکھو اور گرد کے گروہوں کو حکم ہُوا کہ وہ اکٹھے ہو کر مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوں۔

وداعِ مکہ کو آٹھ سال ہُوئے۔ ماہِ صوم کی دس کو رسولِ اکرمؐ کا حکم ہُوا کہ اگلی سحر کو عسکرِ اسلامی سوئے مکہ مکرمہ راہی ہوگا۔ اہلِ اسلام اس لمحہ کی اک عرصے سے آس لگائے رہے۔ اس حکم سے کمال مسرور ہو کر رسولِ اکرمؐ کی ہمراہی کے اکرام کے لئے آمادہ ہو گئے۔

اگلی سحر ہوئی اور دس دس[1] سو کے دس گروہ اہلِ اسلام کے اکٹھے ہو کر آمادہ ہوئے کہ رسولِ اکرمؐ کے ہمراہ رواں ہوں۔ اس طرح اک عسکرِ طرار اہلِ اسلام کا معمورۂ رسول سے رواں ہُوا۔

---

[1] فتح مکہ میں مسلمانوں کی تعداد دس ہزار تھی۔ (طبقات ابن سعد، امام المسیر)

راہ کے اک مرحلے آکر معلوم ہُوا کہ رسول اللہ کے عمِ مکرّم[1] مع گھر والوں کے اسلام لائے اور مکۂ مکرّمہ کو الوداع کہہ کر سوئے معمورۂ رسول رواں ہُوئے ۔ راہ کے اس مرحلے عمِ مکرّم رسول اللہ سے آکر ملے ۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم عمِ مکرّم سے مل کر کمال مسرور ہُوئے ۔ عمِ مکرّم کے لئے حکم ہُوا کہ وہ عسکرِ اسلامی کے ہمراہ ہوں اور گھر والوں کے لئے راسے ہُوئی کہ وہ سوئے معمورۂ رسول راہی ہوں ۔

رسولِ اکرمؐ کے حکم سے عسکرِ اسلامی وہاں سے رواں ہُوا اور راہ کے سارے مراحل طے کر کے مکۂ مکرّمہ سے کئی مرحلے اُدھر اک وادی کے وسط آکر رُکا[2] اور حکم ہُوا کہ وہ عسکرِ اسلامی کی ورود گاہ ہو ۔ رسول اللہ ؐ کا حکم ہُوا کہ ہر آدمی الگ الگ آگ سُلگائے ۔ آگ سُلگائی گئی ۔ ساری وادی آگ کی لَو سے دمک اُٹھی اور دُور دُور کے لوگوں کو معلوم ہُوا کہ کوئی عسکرِ طرار وہاں آکے رُکا ہے ۔ مکّے والوں کو اوّل ہی سے دھڑکا لگا رہا کہ معمورۂ رسول سے کوئی ردِّ عمل ہو گا ۔ مکّے والوں کا سردار دوسرے دو سرداروں کے ہمراہ حصولِ احوال کے لئے مکۂ مکرّمہ سے راہی ہُوا ۔[3] وادی کے سرے آکر ہر سُو آگ کے الاؤ دکھائی دیئے ۔ دل دھک سے ہُوا ۔ کہا کہ اس طرح کا عسکرِ طرار کس کا ہے ؟ رسول اللہ ؐ کے ہرکارے اور عسکرِ اسلامی کی رکھوالی والے ادھر آئے اور سرداروں کو محصور کر کے کھڑے ہُوئے ۔

عمِ مکرّم کو محسوس ہُوا کہ رسول اللہ کا عسکر اہلِ مکّہ کی معرکہ آرائی سے لامحالہ کامگار ہو گا ۔ اس لئے اگر مکّے والوں کو معلوم ہو کہ عسکرِ اسلامی حملہ آور ہو رہا ہے دل کو آس ہے کہ وہ اسلام لا کر اہلِ اسلام کے حامی ہوں گے ۔ اس ارادے

---

[1] حضرت عباس رضی اللہ عنہ ۔ اسلام تو پہلے ہی لا چکے تھے مگر خفیہ رکھے ہُوئے تھے ۔ ذی الحلیفہ میں آکر آنحضرت سے ملے ۔ [2] وادی مرّ الظہران (تاریخ اسلام)

[3] ابوسفیان بن حرب ، بدیل بن ورقاء اور حکیم بن حزام کے ساتھ مکّے سے نکلا (سیرت مصطفیٰ ج ۲ ص ۴۱۱)

سے رسولِ اکرمؐ کی سواری "دُلدُل" لے کر سوار ہوئے اور سوئے مکہ روان ہوئے۔ اُدھر مکّے کے سردار کی صدا عمِّ مکرمؐ کو مسموع ہوئی۔ عمِّ مکرمؐ اُدھر آئے اور مکّے کے سردار سے ملے اور کہا کہ اے سردار! وہ رسول اللہؐ کا عسکر ہے۔ اگر وہ کامگار ہو گئے لامحالہ سردار کے لئے حکم ہوگا کہ اُس کو ہلاک کردو۔ مکّے کا سردار اوّل ہی سے ڈر رہا۔ کہا کہ اے عمِّ رسولؐ! ہماری رہائی کا کوئی سلسلہ کرو۔ کہا کہ اے سردار! مرے ہمراہ سوار ہو کر رسول اللہؐ سے ملو۔

عمِّ مکرمؐ اُس سردار کو سوار کر کے سوئے عسکر رواں ہوئے۔ عمرؓ مکرم عسکر کی رکھوالی کے ارادے سے اُدھر آئے اور معلوم ہوا کہ عمِّ مکرمؐ کے ہمراہ سردارِ مکہ سوار ہے۔ حسام لے کر اُس سردار کے لئے دوڑے اور کہا کہ الحمدللہ مکّے کا سردار ہمارا محصور ہے۔

عمِّ مکرمؐ سواری دوڑا کر رسول اللہؐ کے آگے آئے۔ اُدھر عمرؓ مکرم دوڑے ہوئے وہاں آئے اور رسول اللہؐ سے کہا کہ اے رسول اللہ! وہ مکّے کا سردار ہے۔ الحمدللہ کسی عہد کے علاوہ ہی ہم کو حاصل ہوا ہے۔ اس لئے اگر حکم ہو اس کا سر اُڑا دوں۔ عمِّ مکرمؐ آگے آئے اور کہا کہ

"اے رسول اللہ! مکّے کے اس سردار سے مرا عہد ہے کہ وہ ہلاکی سے دُور ہوگا۔"

عمرؓ مکرم مصر ہے کہ مکّے کے سردار کے لئے ہلاکی کا حکم ہو۔ مگر سرورِ عالمؐ کا حکم ہوا کہ اے عمِّ مکرم اس سردار کو ہمراہ لے کر آرام گاہ کو لوٹو اور اگلی سحر کو اس کو لے کر آؤ۔ اس طرح وہ سردار عمِّ مکرمؐ کے ہمراہ آرامگاہ آ گئے۔ مگر مکّے کے دو سرے دو سردار اسی لمحہ رسولِ اکرمؐ کے آگے آ کر اسلام لائے تھے۔[1]

---

[1] ابو سفیان تو حضرت عباسؓ کے خیمے میں آ گئے تھے، مگر بدیل بن ورقا اور حکیم بن حزام اُسی وقت آنحضرتؐ کے پاس آ کر اسلام لائے تھے۔

سردارِ مکّہ کا اسلام

اگلی سحر ہوئی، رسول اللہ کے عمِ مکرم سردارِ مکّہ کو لے کر ہادیٔ اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم سے آکر ملے۔ رسولِ اکرمؐ اس سردار سے ہمکلام ہوئے اور کہا کہ اے سردار! دل کو ملال ہے کہ اس سارا عرصہ اسلام سے دور رہا۔ اے سردار! گواہ ہو کہ اللہ واحد ہے۔ کہا۔ اے رسول اللہ! حلم و کرم اور صلۂ رحمی کے حامل ہو۔ ہمارے مٹی کے الٰہ ہماری مدد سے عاری رہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اللہ واحد ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم کا کلام ہوا کہ گواہ ہو کہ محمد (صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم) اس کا رسول ہے۔ کہا۔ واللہ! حلم و کرم اور عمدہ سلوک کے حامل ہو، مگر اسی دوسرے امر کے لئے دل آمادگی سے محروم ہے کہ "دراصل اللہ کے رسول ہو[۱]"۔ عمِ مکرم سردارِ مکّہ سے ہمکلام ہوئے اور مآلِ کار سردارِ مکّہ کا دل اسلام کے لئے آمادہ ہوا اور کہا کہ اے رسول اللہ! دل آمادہ ہوا ہے کہ اسلام لا کر دوسروں کی طرح راہِ ھدیٰ کا راہرو ہوں۔ اس طرح مکّے کے وہ سردار رسول اللہ کے کہے اسلام لے آئے۔

عمِ مکرم رسولِ اکرمؐ کے آگے آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول مکّے کا سردار اکرام کا عادی ہے۔ اس لئے اس کے لئے اس طرح کا کوئی حکم ہو کہ وہ مکّے والوں کا سردار معلوم ہو اور دوسروں سے سوا مکرم ہو۔ ہادی اکرم صلی اللہ علی رسولہٖ وسلّم

---

۱ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ افسوس! اے ابوسفیان کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تجھے یقین ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ابوسفیان نے کہا اگر اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتا تو آج ہمارے کام آتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو مجھ کو اللہ کا رسول جانے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھے اسی میں ذرا تردد ہے کہ آپ نبی ہیں یا نہیں۔ بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

ابوسفیان کی سچائی قابلِ ذکر ہے۔ (سیرتِ مصطفیٰ ص ۱۹۶ ج ۲)۔

کا حکم ہُوا کہ مکّے والوں سے نکارکر کہہ دو کہ ہر وہ آدمی کہ مکّے کے سردار کے گھر
گھر آئے گا، اُس کو رہائی۔ ہر وہ آدمی کہ حرم آئے گا اُس کو رہائی ملے گی۔ اور
ہر وہ آدمی کہ گھر کے کواڑ لگائے گا سالم رہے گا۔

اس حکم سے سردارِ مکّہ کا دل کمال مسرور ہُوا۔ اگلی سحر ہُوئی، رسولِ اکرمؐ کا
حکم ہُوا کہ عسکرِ اسلامی اس وادی سے رواں ہو۔ اسلام کا وہ عسکرِ طرّار سوئے
مکّہ مکرمہ راہی ہُوا۔ عمِ مکرّم مکّے کے سردار کو لے کر اک حصّۂ کوہ سے لگ کر کھڑے
ہُوئے۔ اسلامی عسکر گروہ گروہ کر کے عَلَم لہراتے ہُوئے رواں ہُوا۔ اسلام
کے عُلو کا حال مطالعہ کر کے سردارِ مکّہ کا دل اس عسکرِ اسلام کے ہول سے معمور
ہُوا۔ اس طرح سارے گروہ اک اک کر کے وہاں سے رواں ہُوئے۔

اس حال کا مطالعہ کر کے سردارِ مکّہ سوئے مکّہ مکرمہ سوار ہو کر دوڑا اور
مکّے والوں کو صدا دے کر کہا۔ اے مکّے والو! محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) آگئے۔
واللہ وہ حاوی ہو گئے۔ مکّے والوں کا حوصلہ کہاں کہ وہ اس سے معرکہ آرا ہوں،
اس لئے اے لوگو! اسلام لے آؤ، سالم رہو گے۔ رسول اللہ کا حکم ہے کہ ہر
وہ آدمی کہ حرم آ رہے گا، رہا ہو گا۔ ہر وہ آدمی کہ سردار کے گھر آئے گا اُسے
رہائی ملے گی اور ہر وہ آدمی کہ گھر کے کواڑ لگا لے سالم رہے گا۔ سارے مکّے
کے لوگ اُس کے گرد ہو گئے اور سارا حال معلوم کر کے دوڑے۔ کوئی
سوئے حرم دوڑا اور کوئی گھر آ کر کواڑ لگا کر وہاں رُکا رہا کہ ہلاکی سے دُور ہو
اور سالم رہے۔

رسُولِ اکرمؐ کی مکّۂ مکرّمہ آمد

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم محلہ کدا[1] سے مکّہ مکرمہ آئے۔ اللہ اللہ! وہی

---

[1] کدا: ک کے زبر کے ساتھ، مکّے کی بالائی جانب کو کہتے ہیں۔ (سیرت مصطفیٰ صـ ۳۶۲ ج ۲)

مکہ مکرمہ ہے کہ آٹھ سال اُدھر رسول اللہ وہاں کے لوگوں سے آلام اور دُکھ لے کر مولدِ مطہرہ سے دُور ہوئے اور وہاں رہ کر مکے والوں کے سارے صدمے سہے، مگر وہی اللہ کا رسول عسکرِ جرار کے ہمراہ اس طرح مکہ مکرمہ وارد ہوا کہ اُس کا دل اللہ کے ڈر سے معمور ہے۔ سرِ مسعود کو اس طرح گرائے ہوئے کہ داڑھی کو سواری کی لکڑی سے مَس کئے ہوئے ہے اور حرمِ الٰہی کے اکرام سے دل معمور ہے۔

ہمدم سالار کو حکم ہوا کہ وہ رسالے کو لے کر محلہ "کُدیٰ"[1] سے مکہ مکرمہ وارد ہو۔ مکے کے سردار عکرمہ اور ولدِ عمرو مکے کے کئی لوگوں کو اُکسا کر لائے اور لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے اور حملہ کر کے سالارِ اسلام کے رسالے کے دو آدمی مار ڈالے۔ طوعاً و کرھاً سالارِ اسلام حملہ آوروں سے معرکہ آرا ہوئے اور اُس کے حملوں سے مکے کے دس سے سوا لوگ ہلاک ہوئے۔ سوادِ مکہ کی صدا آئی کہ لوگو! اسلحہ ڈال دو، سالم رہو گے۔ گھروں کو گھس کر کواڑ لگا لو، سالم رہو گے۔ حرم آ کر حملوں سے سالم رہو۔ اس طرح لوگ اِدھر اُدھر ہوئے اور مکہ مکرمہ کی کامگاری اہلِ اسلام کو حاصل ہوئی۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم مکہ مکرمہ کی کامگاری حاصل کر کے ہمدموں اور مددگاروں کے ہمراہ سوئے حرم رواں ہوئے۔ رسولِ اکرم سوار ہو کر ہی "دار اللہ" کے آگے آئے اور سوار رہ کر ہی دار اللہ کا دَور مکمل ہوا۔ دار اللہ کے گرد رکھے ہوئے مٹی کے سارے الٰہ[2] گرائے گئے اور الحمد للہ کہ اللہ واحد کے کلمے کو علو حاصل ہوا اور مکہ مکرمہ کے اُس مکرم گھر سے سارے مٹی کے الٰہ سدا سدا کے لئے

---

[1] کُدیٰ: مکہ کے جنوب اور اطراف معمورہ کے ساتھ مکے کی جانب اسفل کو کہتے ہیں (سیرت مصطفیٰ صفحہ ۲ جلد ۲)

[2] حرم کعبہ کے گرد رکھے ہوئے بتوں کے پاس سے جب آنحضرتؐ گزرتے تو لکڑی سے اشارہ فرماتے اور وہ بت اوندھے ہو کر گر جاتے۔ آپ فرماتے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اور وہ بت اوندھے منہ گر جاتا۔ (اصح السیر، طبقات ابن سعد)

دُور ہوئے اور مکّے سے لاعلمی اور گمراہی دُور ہوئی۔

"دارُ اللہ" کا دُور مکمل کر کے سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم دار اللہ کے دَر کے آگے آ کھڑے ہوئے اور سارے لوگوں سے ہمکلام ہوئے اور کہا۔

"اے لوگو! اللہ واحد ہے، سارا عالم اُس کی ہمسری سے عاری ہے۔
اللہ کا وعدہ مکمل ہوا اور اُس کے رسول کی مدد کی گئی اور اُس کے
سارے اعداء رُسوا اور ملول ہوئے، دورِ گمراہی کی ہر رسم مٹادی
گئی۔ مگر اللہ کے گھر کو آئے ہوئے لوگوں کا اکرام و اطعام اُسی طرح
رہے گا۔ اے لوگو! اے اہلِ مکہ! ہر طرح کی اکڑ سے دُور رہو۔
ہر آدمی آدمؑ کی اولاد ہے اور آدمؑ مٹی سے مولود ہوا ہے۔ اللہ
کے آگے وہی سارے لوگوں سے سوا مکرّم ہے کہ اُس کا دل سارے
لوگوں سے سوا اللہ کے ڈر سے معمور ہے۔"

اس کلام کو کر کے رسول اللہؐ کھڑے ہوئے اور مکّے والوں سے کہا کہ اے لوگو! معلوم ہے کہ اللہ کا رسول مکّے والوں سے کس طرح کا سلوک کرے گا؟ اہلِ مکہ آگے آئے اور کہا کہ ہم کو اللہ کے رسول سے عمدہ سلوک کی آس ہے۔ اس لئے کہ ہمارے مکرّم سردار کے ولد ہو اور ہمارے لئے مکرّم ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اُٹھے اور کہا۔

"مکّے والوں کے لئے ہمارا وہی کلام ہے کہ اللہ کے رسول حاکمِ مصر[1] کا ہوا
کہ سارے لوگ رہا ہو کر گھروں کو لوٹو۔"

رسولِ اکرمؐ کا اک ہمدم[2] کو حکم ہوا کہ "دارُ اللہ" کے دَر سے کھڑے ہو کر "عمادِ اسلام" کے لئے صدا لگاؤ اور صدائے اللہ احد سے سارا ماحول معمور ہوا۔ مکّے

---

[1] حاکمِ مصر سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ [2] حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ۔

کے گمراہ اسلام کے غلو کا وہ سارا معاملہ کہساروں سے مطالعہ کر کے دل مسوس کر رہ گئے۔ مگر اللہ کا وعدہ مکمل ہُوا اور اللہ واحد کا حکم حاوی ہو کر رہا۔

مکّے کے سر کردہ لوگوں کا اِسلام

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکمِ عام ہُوا کہ سارے مکّے والے ہلاکی سے دُور ہوئے۔ ہاں مگر وہ معدود لوگ کہ ساری عمر دوسروں سے سوا اللہ اور اُس کے رسول کے عدو رہے۔ اس حکمِ عام سے الگ رہے اور لوگوں کو حکم ہُوا کہ اعداء اللہ سے اگر کوئی کسی کو ملے ہلاک کر دے۔[1]

عکرمؓ[2] کے لئے حکم ہُوا کہ اگر وہ کسی کو ملے ہلاک کر دو۔ وہ مکّے سے راہی ہو کر سُوئے ساحل دوڑا۔ اُدھر اللہ کا حکم ہُوا اور اُس کی گھر والی[3] اسلام لے آئی۔ وہ اسلام لا کر ہادیٔ کامل صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے آگے آئی اور کہا کہ اے رسول اللہ! عکرمہ کو ہلاکی کے حکم سے رہائی دو اور اُس سے رحم و کرم کا معاملہ کرو۔ سرورِ عالمؐ کا حکم ہُوا کہ وہ ہلاکی کے حکم سے الگ ہُوا۔

اُدھر عکرمہ ساحل آ کر دوسرے مُلک کے لئے سوار ہُوا۔ مگر اللہ کا کرم ہُوا کہ کڑی ہَواؤں سے اُس کی سواری سُوئے ساحل لَوٹی۔ عکرمہ کی گھر والی وہاں آئی اور عکرمہ سے کہا کہ سوئے مکّہ لوٹو اور ہمارے ہمراہ رسول اللہ صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے آگے آ کر اسلام لے آؤ۔ عکرمہ کا دل اسلام کے لئے آمادہ ہُوا اور وہ گھر والی

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فتح مکّہ کے وقت عام معافی کا اعلان کر دیا تھا۔ مگر چند لوگ جو غایت درجہ گستاخ اور دریدہ دہن تھے۔ اُن کے متعلق حکم ہُوا کہ جہاں کہیں ملیں، قتل کر دیئے جائیں۔ ایسے لوگ پندرہ یا سولہ تھے۔ [2] حضرت عکرمہ بن ابوجہل، فتح مکّہ کے وقت اسلام لائے تھے۔ [3] حضرت امّ حکیم رضی اللہ عنہا۔

ـــــے کے ہمراہ سوئے مکہ روان ہُوا۔

اُدھر سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے لوگوں کو اطلاع ملی کہ عکرمہ مسلم ہو کر آ رہا ہے۔ اس کے والد کے لئے سوئے کلام سے الگ رہو۔ عکرمہ گھر والی کے ہمراہ آئے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے کہا کہ۔

"اے رسول اللہ! کس امر کا حکم لائے ہو؟"

کہا کہ اس امر کی گواہی دو کہ اللہ واحد ہے اور اس امر کی کہ اللہ کا رسول ہوں اور عمادِ اسلام کے لئے کھڑے ہو اور اللہ کے عطا کردہ مال سے ہر سال اسلام کا حصّہ ادا کرو۔

اس طرح عکرمہ کا دل اسلام کے احکام کے لئے مائل ہُوا اور وہ اسی دم لا الٰہ الا اللہ محمدٌ الرسول اللہ کہہ کر مسلم ہُوا۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم مکۂ مکرمہ ہی رُکے رہے۔ مکے کے کئی سردار اسی طرح اک اک کر کے آئے اور اسلام لا کر راہِ ھدیٰ کے حامل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے عمِ گمراہ[1] کے دو لڑکے آ کر اسی ماہ اسلام لائے۔ اسی طرح ولدِ عمرو[2] کہ معاہدۂ صلح کے سال رسول اللہ صلعم سے معاہدہ کر کے لوٹا۔ اسلام لا کر مسلموں کا حامی ہُوا۔ اور دُور دُور سے لوگ آ کر رسولِ اکرمؐ کے کلمۂ اسلام کے گواہ ہوئے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ مکے کا ہر مسلم گھر سے مٹی کے الٰھوں کو دُور کر ڈالے۔ اس حکم سے سارا مکۂ مکرمہ مٹی کے الٰھوں سے طاہر ہُوا۔ اس امر

---

[1] ابولہب کے بیٹے: عتبہ و معتب۔ فرار ہو گئے تھے۔ حضرت عباس ان کو پکڑ کر لائے اور وہ اسلام لائے۔ [2] سہیل بن عمرو بھی فتح مکہ کے وقت اسلام لائے ہے۔

کو کرے لوگوں کو حکم ہُوا کہ اردگرد کے وہ سارے صومعے مسمار کر ڈالو کہ وہ گمراہوں کے لئے مکرّم رہے۔

اس طرح ہمدموں اور مددگاروں کے کئی رسالے اردگرد کے امصار کو رواں ہُوئے کہ اس مُلک کے سارے صومعے مسمار ہوں۔ عمرو ولد العاص سُواؔع کے صومعے آئے اور آمادہ ہُوئے کہ اُس کو کدال سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے حکم رسول کے عامل ہوں۔ اُس صومعے کا رکھوال آڑے ہُوا اور کہا کہ اس صومعے سے دُور رہو۔ اس گھر کا مالک اُس کے حملہ آوروں کو ہلاک کر دے گا۔ عمرو ولد العاص کدال لے کر آگے آئے اور اک کاری وار اس طرح ہُوا کہ سواؔع ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا۔ اس امر کے مطالعہ سے اُس رکھوالے کا دل اسلام کے لئے آمادہ ہُوا اور اُسی دَم کلمۂ اسلام کہہ کر مُسلم ہُوا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اُس مُلک کے سارے صومعے اک اک کر کے مسمار ہُوئے اور اللہ واحد کا حکم سارے مُلک کو حاوی ہُوا۔

معرکۂ وادی واوطاس[1]

مکّہ مکرمہ سے کئی مرحلے اُدھر سوئے کہسار اک وادی ہے۔ وہاں گمراہوں کے کئی گروہ سالہا سال سے رہے۔ وہ گروہ لڑائی کے ماہر رہے۔ سارے گروہوں کو معلوم ہُوا کہ اہلِ اسلام مکّہ مکرمہ کے مالک ہو گئے۔ سارے لوگوں کو ڈر ہُوا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم مکّہ مکرمہ کے امور طے کر کے اس وادی کے امصار کے لئے حملہ آور ہوں گے۔

اس لئے اردگرد کے سارے گروہ اکٹھے ہُوئے اور مصرِ اوطاس کو وردگاہ کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہُوئے۔ گروہوں کے سردار مالک[2] کی رائے ہوئی کہ اس سے اوّل کہ اہلِ اسلام ہمارے مصر کے لئے رواں ہوں، ہم مل کر مکّہ مکرمہ آ کر حملہ آور ہوں۔ سارے سالاروں کو مالک کا حکم ہُوا کہ ہر آدمی گھر والوں کو ہمراہ رکھے کہ وہ دل کھول کر معرکہ آرا ہو سکے اور گھر والوں کے احساس سے معرکہ گاہ آ کر ڈٹا رہے۔ اک معمّر سردار صمّہ[3] کو ہمراہ رکھا کہ وہ سارے گروہوں کو لڑائی کے امور کے لئے رائے دے اور لوگ اس سے صلاح لے کر اُس کے احکام کے عامل ہوں۔ وہ معمّر سردار مصرِ اوطاس وارد ہُوا اور کہا کہ لڑائی کے لئے وہ مصر دوسرے امصار سے سوا عمدہ ہے۔ اس لئے وہاں رُک کے رہو۔

---

[1] غزوۂ حنین: حنین۔ طائف اور مکّہ مکرمہ کے درمیان ایک وادی ہے اور اوطاس ایک مقام کا نام ہے جہاں غزوۂ حنین میں حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ دشمنوں کے تعاقب میں گئے اور اُن کو زیر کر کے لوٹے۔ (سیرتِ مصطفیٰ صـ۴۳۱)

[2] مالک بن عوف [3] درید بن صمّہ

اُدھر ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کو اطلاع ملی کہ وادی اور کسار کے لوگ مل کر حملہ آوری کے لئے آمادہ ہوئے۔ ولد حدادِ اسلمی کو حکم ہُوا کہ وہ سوئے اوطاس رواں ہو اور اعداء کے گروہوں کے مکمل احوال معلوم کر کے لوٹے۔ وہ سوئے وادی رواں ہوئے اور سارے احوال معلوم کر کے آئے اور اطلاع دی کہ کساری امصار کے سارے گروہ اکٹھے ہو کر حملہ آوری کے لئے آمادہ ہو گئے۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا حکم ہُوا کہ اہلِ اسلام اس معرکے کے لئے مسلح ہو کر آمادہ ہوں۔ دس دس سو کے وہ دس رسالے کہ معمورۂ رسول سے رسول اللہ کے ہمراہ مکے آئے، وہ سارے لوگ ہمراہ رہے۔ اس کے علاوہ مکے والوں کے دس دس سو کے دو اور رسالے رسول اللہ کے ہمراہ ہوئے۔[1] اس طرح وہ عسکر طرار مکۂ مکرمہ سے ماہِ صوم کی آٹھ کو رواں ہُوا۔

عسکرِ اسلام کے اس سوادِ اعدد کے احساس سے مسرور ہو کر عسکر کا کوئی آدمی کہہ اٹھا کہ

"محال ہے کہ عسکر کی کمی کی رُو سے ہم کو رسوائی ملے"[2]

اور کئی لوگوں کو اس عدد کی رُو سے کامگاری کا احساس رہا۔ مگر کامگاری اور رسوائی اللہ کے حکم سے ہے۔ عسکر کے عدد اور اسلحہ سے کامگاری کہاں؟ اس لئے اللہ کو وہ کلمہ مکروہ لگا اور اسی رُو سے اوّل اوّل اہلِ اسلام کی اس معرکے سے ہوا اکھڑ گئی اور وہ اِدھر اُدھر ہو گئے۔ اسی کے لئے کلامِ الٰہی وارد ہُوا کہ

---

[1] غزوۂ حنین میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی، دس ہزار تو وہی صحابہ تھے جو مدینہ منورہ سے آئے تھے اس کے علاوہ مکہ مکرمہ کے دو ہزار آدمی جن کو معافی دی گئی، وہ بھی ساتھ ہو گئے۔

(سیرت مصطفیٰ ص ۳۳۱ ج ۲)

[2] کسی شخص نے کہا کہ ہم قلت کی وجہ سے آج مغلوب نہ ہوں گے۔

"لوگو! معرکۂ وادی کے لمحے لوگوں کے دل عسکر کے سوا عدد کے احساس[1]
سے مسحور رہے۔ مگر وہ عدد کس کام کا؟ ساری وادی لوگوں کے لئے
کم ہوگئی اور لوگ رُو سوڑ کر دوڑ گئے" [2]

عسکرِ اسلام راہ کے مراحل طے کر کے وادی کہسار کے وسط رواں ہوا۔ اعدائے
اسلام کے گروہ وہاں اول ہی آکر کہسار کی آڑ لے کر کھڑے رہے۔ سارے گروہوں
کو مالک کا اول ہی سے حکم رہا کہ ادھر عسکرِ اسلام وادی کے وسط آئے اور اُدھر
سارے گروہ ہلہ کر کے حملہ آور ہوں۔

اہلِ اسلام لاعلم رہے کہ اعدائے اسلام کے گروہ وہاں کہسار کی آڑ لئے
کھڑے رہے۔ عسکرِ اسلام کہسار کے اک درّے سے رواں ہوا کہ ہر کہسار کی
آڑ سے وہ گروہ حملہ آور ہوئے اور دل کھول کر معرکہ آرا ہوئے اور ہر گھاٹی
سے گروہوں کے حملے ہوئے۔ اس سے عسکرِ اسلام گراں حال ہو کر اِدھر اُدھر ہوا۔
اور لوگ حواس گم کر کے معرکہ گاہ سے دور ہو گئے۔ عسکرِ اسلام اس طرح ٹکڑے
ٹکڑے ہوا اور اہلِ اسلام اس حد گراں حال ہوئے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علی رسولہ
وسلم کے گرد کوئی دس آدمی رہ گئے۔

ہمدمِ مکرم، ہمدم عمرؓ، علی کرم اللہ، ہمدم اُسامہ اور رسول اللہ ص کے
عمِ مکرم ہادی کامل کے ہمراہ رہے۔ عمِ مکرم رسول اللہ کے گھوڑے کی لگام
لئے رہے۔ اہلِ اسلام کی وہ کم حوصلگی اور گراں حالی اس لئے ہوئی کہ اہلِ مکہ[3]
کہ مسلموں کے ہمراہ رہے، وہ اول معرکہ گاہ سے دوڑے۔ اس سے اہلِ اسلام
کا حوصلہ کم ہوا اور وہ اہلِ مکہ کی طرح گم سم ہو گئے اور معرکہ گاہ سے الگ ہوئے۔

---

[1] قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہوئیں: ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم الخ

[2] بنی ہوازن اور بنی ثقیف کے حملوں سے نئے نئے والے سراسیمہ ہو کر بھاگنے۔ ان کو دیکھا دیکھی دوسرے
مسلمان بھی بھاگنے لگے۔

اُدھر اعدائے اسلام اس حال سے اور سوا حوصلہ ور ہو کر حملہ آور ہوئے مگر اللہ کا رسول معمول کی طرح دلاوری اور حوصلے سے اعداء کے آگے ڈٹا رہا۔
رسولِ اکرمؐ کی صدا آئی۔
"لوگو! اللہ کا رسول ہوں، اِدھر آؤ۔"
عمِ مکرم کو حکم ہُوا کہ اہلِ اسلام کو اس طرح صدا دو۔
"اے اہلِ السمرہؓ ادھر آؤ۔"
عمِ مکرم کی صدا سے ساری وادی معمور ہو گئی۔
اس صدا کو مسموع کر کے سارے اہلِ اسلام کے حواس اکٹھے ہوئے اور ہر سُو سے رسولِ اکرمؐ کے لئے دوڑے اور للکار کر کہا کہ
"ہم آ گئے۔ اے اللہ کے رسول ہم آ گئے۔"
اس طرح اِدھر اُدھر سے سارے لوگ اللہ کے رسول کے لئے سمٹ سمٹا کر اور اعدائے اسلام کے حملوں کو روک روک کر رسولِ اکرمؐ کے گرد ہوئے اور مکرر سے عسکرِ اسلام محکم ہو کر حملہ آور ہوا اور معرکۂ عام گرم ہوا۔
امام مسلم سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم دُلدل سے درود کر کے کھڑے ہوئے اور اک مُٹھی مٹی لے کر اور اللہ کا اسم کہہ کر دم کر کے سوئے اعداء ڈالی۔ عسکرِ اعداء کا ہر آدمی اُس مٹی سے آلودہ ہُوا اور اہلِ اسلام کا ڈر دلوں کو طاری ہُوا۔ ادھر اہلِ اسلام حوصلہ وری اور دلاوری سے حملہ آور ہوئے ادھر اللہ کی مدد آئی اور سردارِ ملائک، اللہ کے ملائک کا گروہ لے کر مدد کو آ گئے۔

لہ سمرہ: اُس درخت کا نام ہے جس کے نیچے بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے وقت بیعت لی تھی۔ (ابنِ سعد) ؏

ولدِ مطعم[1] سے مروی ہے کہ گروہِ اعداء کی ہار سے کئی لمحے اُدھر سوئے سما ء اک کالی ردا دکھائی دی۔ وہ رداء اللہ کے ملائک کو لے کر آئی۔ اہلِ اسلام کو ہمہ سرے سے کمال حوصلہ ہُوا اور وہ کمال حوصلے اور ولولے سے لڑے اور معرکۂ اوّل کی کارکردگی دُہرائی گئی۔ مآلِ کار اعدائے اسلام کے سارے گروہ لڑلڑ کر حوصلہ ہار گئے اور اعداء کا سارا عسکر ٹکڑے ٹکڑے ہُوا۔ گروہِ اعداء کے صدہا آدمی مارے گئے۔

گروہوں کا سردار مالک اک گروہ کے ہمراہ حوصلہ ہار کر دوڑا اور کسار کے معر[2] آکر اہلِ اسلام کے حملوں سے دُور ہُوا۔ دوسرا اک گروہ صمہ کے ہمراہ اوطاس معر آکر رُکا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کا حکم ہُوا کہ والدِ عامر[3] اک رسالہ اہلِ اسلام کا لے کر سوئے اوطاس رواں ہو۔ وہاں والدِ عامر آکر حملہ آور ہُوئے۔ صمہ ہلاک ہُوا اور والدِ عامر اک آدمی کے وار سے گھائل ہُوئے اور دارالسّلام کو راہی ہُوئے۔

گروہِ اعداء کے حد سے سوا اموال اہلِ اسلام کو ملے اور اہلِ اسلام طرح طرح کے اموال کے مالک ہُوئے۔ سارے اموال کے لئے اور اس معرکے کے محصوروں کے لئے رسولِ اکرمؐ کا حکم ہُوا کہ وہ اک دوسرے مقر[4] اکٹھے ہوں اور عسکرِ اسلامی کو حکم ہُوا کہ وہ معرِ کسار کے لئے رواں ہو۔ اس سے اوّل ہمدمِ عمرو دوسی کو حکم ہُوا کہ اُس وادی کے لکڑی کے گھڑے ہُوئے اِلٰہ کے صومعے[5] کو رواں ہو اور اُس کو آگ لگا کے

---

[1] حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کالی چادر دیکھی کہ آسمان سے اُتری ہے اور اس میں چیونٹیاں ہیں۔ وہ چیونٹیاں سارے میدان میں پھیل گئیں۔ (سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۳۳ ج ۲)

[2] معرِ کسار: طائف [3] حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالے عنہ۔ (حوالۂ بالا)

[4] مقامِ جعرانہ میں قیدی اور مالِ غنیمت جمع کیا گیا۔ (حوالۂ بالا) [5] ذوالکفین: اہلِ طائف کا لکڑی کا بت تھا ۔

اور مسمار کرکے لوٹے۔

اہلِ کہسار کا محاصرہ

آگے مسطور ہوا کہ اعدائے اسلام کا سردار مالک معرکہ گاہ سے کئی گروہوں کو ہمراہ لے کر مصر کہسار آکر حصار کے سارے ڈر لگا کر محصور ہوا۔ عسکرِ اسلامی راہ کے گاؤں گوٹھوں سے ہو کر اک محل[1] آکر رکا۔ رسول اللہ صلعم کا حکم ہوا کہ وہاں اللہ کے اک گھر کی اساس رکھو۔

وہاں سے عسکرِ اسلام رواں ہوا اور مصر کہسار آکے رکا۔ اہلِ کہسار اک سال کے لئے اموال و املاک اور اکل و طعام لے کر حصار کے کواڑ لگا کر محصور ہو گئے۔ ہمدم عمرو دوسی لکڑی کے صومعے کو آگ لگا کر اور اس الہٰ کو مسمار کرکے وہاں رسول اللہ صلعم سے آملے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا حکم ہوا کہ اہلِ کہسار کا محاصرہ کرکے رہو۔

اس محاصرے کو طول ہوا۔ کئی حملے کئے گئے۔ مگر حصارِ محکم اسی طرح مسدود رہا۔ ادھر اہلِ حصار کے "سہام کار" حصار سے سہام کاری کرکے حملہ آور ہوئے۔ کئی اہلِ اسلام گھائل ہوئے اور کئی اللہ کے گھر کو سدھارے۔ اہلِ اسلام کے کئی کڑے حملے ہوئے۔ مگر کامگاری سے محروم رہے۔

اک سحر کو رسول اللہ صلعم کا حکم ہوا کہ حصار کے آگے آکر صدا دو کہ اگر کوئی مملوک حصار سے آکر عسکرِ اسلامی کے ہمراہ ہوگا وہ رہا ہوگا۔ اس صدائے رہائی کو سموع کرکے اٹھارہ اور دو مملوک حصار سے آکر اہلِ اسلام سے مل گئے۔ وہ سارے رسول اللہ صلعم کے حکم سے رہا ہوئے۔ رسول اللہ صلعم کا حکم ہوا کہ کئی لوگ مل کر مملوکوں کے اکل و طعام

---

[1] اس مقام کا نام لیہ ہے۔ یہاں آنحضرتؐ نے ایک مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ (اصح السیر، سیرت مصطفیٰ جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

اور آرام کے اُمور کے عامل ہوں۔

ہمدم علی کرمہٗ اللہ کو حکم ہُوا کہ وہ اک رسالہ لے کر اردگرد کے امصار کو راہی ہو اور وہاں کے سارے صومعوں کو مسمار کر کے آئے۔ وہ اس مہم کے لئے رواں ہُوئے اور سارے صومعوں کو مسمار کر کے لوٹے۔

اسی طرح کوئی آدھے ماہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم وہاں محاصرہ کر کے رہے۔

اک سحر کو ہادیٔ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم سو کر اُٹھے اور ہمدمِ مکرم سے کہا کہ ہم کو محسوس ہُوا ہے کہ اس سال اس حصار کی کامگاری کا حصول محال ہے[1]۔ ہمدموں اور مددگاروں کی رائے لی۔ اس طرح مآل کار طے ہُوا کہ عسکرِ اسلامی محاصرہ اُٹھا کر وہاں سے راہی ہو۔ لوگوں کو گراں معلوم ہُوا کہ عسکرِ اسلامی مراد سے محروم اس طرح لوٹے۔ اس لئے کئی لوگوں کا اِصرار ہُوا کہ عسکرِ اسلامی وہاں رُک کر حصار کے لئے حملہ آور ہو۔ رسول اللہؐ کا حکم ہُوا کہ اگلی سحر کو حملہ کر کے اصل حال معلوم کر لو۔ اگلی سحر ہُوئی۔ وہ لوگ حملہ آور ہُوئے۔ مگر حصار والوں کی "سہام کاری" سے کئی اہلِ اسلام گھائل ہو کر لوٹے۔ اس طرح لوگوں کو معلوم ہُوا کہ اللہ کا امر اسی طرح ہے۔

سرورِ عالم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کا حکم ہُوا کہ عسکرِ اسلامی محاصرہ اُٹھا کر وہاں سے رواں ہو اور اس مصرآ کے رُکے کہ وہاں اس معرکے سے حاصل کردہ اموال و املاک اکٹھے ہُوئے۔ اس طرح عسکرِ اسلامی وہاں سے راہی ہو کر

---

[1] آنحضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ ایک دودھ سے بھرا ہُوا پیالہ آپ کو دیا گیا ہے۔ مگر ایک مرغ نے آکر ٹھونگ ماری اور سارا دودھ گر گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہؐ میرا گمان ہے کہ اس قلعہ کو فتح کرنیکا ارادہ ابھی حاصل نہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میرا بھی یہی خیال ہے اور صحابہ سے مشورہ فرما کر کوچ کا حکم دیا۔
(سیرۃ مصطفیٰ صہ ۳۳۲ ج ۲)

اُس معرکہ کا۔

اولادِ سعد[1] کے گروہ کی آمد

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اُس معرکہ کے بعد رہے اور آس لگائے رہے کہ اولادِ سعد کے لوگ آکر اس گروہ کے محصوروں کو رہا کرا کے مسرور ہوں۔ مگر اک عرصہ ہُوا اور وہ گروہ آمد سے محروم رہا۔ اس لئے رسول اللہ ؐ کا حکم ہُوا کہ سارے اموال اہلِ اسلام کو حصّہ حصّہ کر کے عطا ہوں۔

اک سحر کو معلوم ہُوا کہ اولادِ سعد کے گروہ مع سردار کے وارد ہوئے۔ اس گروہ کا سردار ولد صُرد[2] سعدی کھڑا ہُوا اور کہا۔ اے اللہ کے رسول! ہمارے دل اسلام کے لئے آمادہ ہوئے۔ وہ سردار اور دُوسرے کئی آدمی اُسی دم اسلام لائے۔ گروہ کا سردار ولد صُرد کھڑا ہوا اور رسول اللہ ؐ سے کہا اے رسول اللہ! ہم رسول اللہ کی دائی ماں کے گروہ کے لوگ اس معرکہ سے گراں حال ہوئے اور ہمارے گھروالے اہلِ اسلام کے محصور ہو گئے۔ اس لئے اے رسول اللہ! ہم کو اللہ کے رسول سے عمدہ سلوک کی آس ہے۔ ہمارے اموال اور ہمارے محصور گھر والوں کو ہم کو لوٹا دو۔ دائی ماں کی لڑکی اس گروہ کے ہمراہ[3] آئی۔ رسولِ اکرم ؐ اُس سے مل کر کمال مسرور ہوئے اور سردار سے کہا کہ سارے اموال حصّہ حصّہ ہو کر اہلِ اسلام کو مل گئے۔ اس لئے اموال اور گھر والوں سے کوئی اک اس گروہ

---

[1] بنو سعد: یہ وفد ہوازن کے وفد کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ اسی قبیلے کی تھیں۔

[2] زہیر بن صُرد: اس وفد کے سردار تھے۔ [3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن شیما اس وفد کے ساتھ تھی۔ انھوں نے کہا کہ میں آپ کی بہن ہوں اور علامت بتائی کہ بچپن میں آپؐ نے ایک مرتبہ مجھے دانت سے کاٹا تھا۔ آپؐ نے اس کو پہچان لیا اور بہت سا انعام دیا۔

کے حوالے[1] ہو گا۔ اور سردار سے کہا کہ ہم سے اُس لمحہ مل کر سارے لوگ عمادِ اسلام کے لئے اکٹھے ہوں۔

گروہ کے لوگ اکٹھے ہو کر آئے اور سارے لوگوں کے آگے دل کی مراد کہی۔

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اُٹھے اور گروہ سے ہم کلام ہو کر کہا کہ وہ سارے اموال اور محصور کہ ہمارے اور ہمارے گھر والوں کے حصّے آئے۔ گروہ والوں کو حوالے ہوئے اور اہلِ اسلام سے ہمکلام ہو کے کہا کہ اس گروہ سے عمدہ سلوک کر کے اس کے سارے محصوروں کو گروہ کے حوالے کر دو۔ سارے ہمدم و مددگار اُٹھے اور کہا کہ ہمارے سارے اموال اور محصور رسول اللہ کے ہوئے اور ہم آمادہ ہوئے کہ ہمارے سارے اموال اور محصور[2] اس گروہ کو لوٹا دو۔ اس طرح اس گروہ کے لوگ رسول اکرمؐ کی عطاء و کرم سے مالا مال ہو کر لوٹے۔

رسول اللہ ؐ کے حکم سے اہلِ مکّہ کو دوسروں سے سوا اموال عطاء ہوئے۔ رسول اللہ کا مُدعا اس عطاء و کرم کے معاملے سے رہا کہ اہلِ مکّہ کے دل اسلام کے لئے اور سوا مائل ہوں اور مکّے والوں کی دلداری ہو۔

مددگاروں کے کئی لوگوں کو احساس ہُوا کہ مکّے والوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا معاملہ سارے لوگوں سے سوا اکرام و عطاء کا ہُوا۔ ہمارا حال ساروں کو معلوم ہے کہ ہم سارے لوگوں سے سوا رسول اللہ ؐ کے مددگار رہے اور اللہ اور اُس کے رسول کے لئے دل کھول کر لڑے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو معلوم ہُوا کہ مددگار اس عطاء و کرم کے معاملے سے ملول ہو گئے۔ مددگاروں کو اکٹھا کر کے کہا کہ "اے لوگو! اللہ اور اس

---

[1] آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیدی اور مالِ غنیمت میں سے کوئی ایک چیز لے لو۔ انہوں نے قیدیوں کی رہائی کو ترجیح دی۔ [2] چھ ہزار قیدی اسی وقت رہا کئے گئے۔ (سیرت مصطفیٰ صفحہ ۲۳ ج ۲)

کے رسول کی مددگاری کر کے علم الٰہی سے مالا مال ہوئے ہو اور اسلام سے اُدھر مال طور سے آسودگی سے دور رہے۔ اللہ کے رسول ہی کے واسطے سے سارے لوگوں کو اموال عطاء ہوئے۔ لوگو! کہو گے کہ ہم اللہ کے رسول کے آس سے مددگار ہوئے کہ اہلِ مکہ رسول کے عدو ہو کر اس سے لڑے اور اللہ کے رسول کی ہر طرح مدد کی۔ اللہ کا رسول کہے گا کہ ہاں اسی طرح ہوا۔ مگر اے مددگارو! گواہ رہو کہ اللہ کا رسول مددگاروں کے گروہ کا آدمی ہے۔ اس امر سے مسرور ہو کر اُٹھو کہ اہلِ مکہ مادی اموال و املاک کے حامل ہو کر گھروں کو راہی ہوں اور مددگاروں کا گروہ اللہ کے رسول کا حامل ہو کر گھروں کو لوٹے۔ مکے والوں سے ہمارا وہ کرم کا معاملہ اس لئے ہوا کہ اس گروہ کو سارا عرصہ طرح طرح کے دُکھ، صدمے اور رسوائی ملی۔ ہمارا ارادہ ہوا کہ اموال و املاک سے اس گروہ کے دُکھوں کا معمولی مداوا ہو۔ مددگاروں کا گروہ، اللہ کے رسول کا گروہ ہے۔ اس گروہ کا اسلام محکم ہے۔ اس لئے اس سے گھر والوں کا سا معاملہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کے اس کلام کو مسموع کر کے سارے مددگار صدا دے کر رو اُٹھے[1] اور اس امر سے کمال مسرور ہوئے کہ اللہ کا رسول مددگاروں کا حامی ہے اور کہا کہ ہمارے دل کی مُراد اللہ کا رسول ہے۔ اگر وہ ہمارے ہمراہ ہے، ہم سارے اموال و املاک سے الگ ہوئے۔

وہاں سے رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم سوئے مکہ رواں ہوئے اور

---

[1] آنحضرتؐ کی اس دلگداز تقریر کو سُن کر انصار چیخ پڑے اور اتنا روئے کہ ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۲۳۴ ج ۲)

ارادہ ہُوا کہ عمرہ ادا ہو۔ مکہ مکرمہ آکر عمرے کی ادائگی ہُوئی۔ وہاں کے اک ہمدم[1] کہ حصول علم کے دلدادہ رہے، رسول اللہؐ کے حکم سے مکہ مکرمہ کے والی ہُوئے اور اک[2] مدد گار کو حکم ہُوا کہ وہاں کے لوگوں کا معلم ہو کر وہاں رہے۔ مکہ مکرمہ کے سارے امور طے کر کے سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ عسکرِ اسلام معمورۂ رسول کے لئے راہی ہو۔

اس طرح معرکۂ مکہ مکرمہ اور معرکۂ وادی وادوطاس سے کامگاری حاصل کر کے سرور عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم معمورۂ رسول کے لئے راہی ہُوئے اور ڈھائی ماہ کے عرصہ معمورۂ رسول سے دُور رہ کر معمورۂ رسول وارد ہُوئے[3]۔ معرکہ وادی وادوطاس رسول اللہؐ کا وداعی معرکہ رہا۔

عُروہ ولدِ مسعُود کا اسلام[4]

اہلِ کہسار کے اک سردار عروہ ولدِ مسعود کہ کئی ماہ سے مصرِ کہسار سے دُور رہے۔ وہاں سے مصرِ کہسار لوٹے۔ محاصرۂ اہلِ کہسار کا سارا حال معلوم ہُوا اور لوگوں سے اطلاع ملی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم مکہ مکرمہ کے سارے امور طے کر کے سوئے معمورۂ رسول رواں ہُوئے، سردار کا دل اسلام کے لئے مائل ہُوا۔ وہ وہاں سے گھوڑا دوڑا کر معمورۂ رسول کی راہ دوڑے اور راہ کے اک مرحلے آکر رسول اللہ سے ملے اور اسلام لا کر رسول اللہؐ کے حامی

---

[1] حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے سب سے اوّل حاکم ہُوئے۔ ان کی عمر بیس برس تھی اور علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ (تاریخ ابیہر) [2] حضرت معاذ بن جبل کو مکہ مکرمہ کا معلم مقرر فرمایا۔

[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ۲۴ ذی قعدہ سنہ ۸ھ کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے (سیرت مصطفیٰ جوالہ بالا)

[4] حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ؓ

ہوئے۔ رسولِ اکرمؐ اُس کے اسلام سے مسرور ہوئے۔

وہ سردار اُٹھے اور رسول اللہ سے کہا کہ اگر حکم ہو مصرِ کسار لوٹ کر وہاں کے لوگوں کو اسلام کے لئے آمادہ کروں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم اُس سردار سے ہمکلام ہوئے اور کہا کہ اے عروہ! وہ سارا گروہ واکڑ والا اور ہٹ دھرم گروہ ہے۔ اگر اُس گروہ کو اسلام کے کلمے کے لئے کہو گے وہ عدو ہو کر حملہ آور ہوگا اور اُس کے حملے سے اللہ کے گھر کو سدھار دوگے۔ مگر عروہ اُٹھے اور کہا کہ اے رسول اللہ! وہ گروہ سدا سے مرا دلدادہ ہے۔ اس لئے آس ہے کہ وہ مرا کلام سموع کر کے مسلم ہوگا۔ اس لئے اگر حکم ہو وہاں لوٹ کر ساروں کو اسلام کا حکم کروں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا حکم لے کر عروہ وہاں سے راہی ہوئے اور مصرِ کسار آکر لوگوں کو اکٹھا کر کے کلمۂ اسلام کے لئے کہا۔ وہ سارے لوگ معاً اُس کے عدو ہوگئے اور مل کر حملہ آور ہوئے اور اُسی دم عروہ کو مار ڈالا اور اس طرح اللہ کے رسول کا کہا مکمل ہوا۔

اِس سال کے دُوسرے احوال

درائے مکہ کو آٹھواں سال مکمل ہو رہا ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم مکۂ مکرمہ سے لوٹ کر آئے اور اللہ کے کرم سے آٹھ سال کا محدود عرصہ لگا کر کلمۂ اسلام دور دور رسا ہوا اور گمراہی اور لاعلمی کے سارے گڑھ مسمار ہو کر رہے۔ مکے والوں کی اکڑ مٹی ہوگئی اور اعدائے اسلام کی کمر ٹوٹ گئی۔

اسی سال سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے ہاں اک ولدِ مسعود[1] مولود ہوا

---

[1] حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اسی سال پیدا ہوئے۔ یہ ام المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

اور معارِ حرم سلام اللہ علیٰ روحہ کے اسم سے موسوم ہُوا۔

اسی سال رسول اللہ کی وہ لڑکی[1] اللہ کے گھر کو سدھاری کہ والدِ عاص کی اہل رہی۔

اسی سال اک ہمسائے مُلک کے حاکم ولدِ ساوی[2] کو لکھ کر حکم ہُوا کہ وہ وہاں کے اسرائلی لوگوں سے اور دوسرے لوگوں سے کہ اسلام سے دُور رہے اسلام کا حصۂ مال وصول کرکے معمورۂ رسول ارسال کرے۔

اس کے علاوہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے رسول اللہ کے مددگار اور ہمدم اردگرد کے گروہوں اور امصار کے لئے مہم لے کر گئے کہ وہاں کے لوگوں کو اسلام کے احکام و علوم حاصل ہوں اور وہ مسلم ہو کر راہِ ہدیٰ کے عامل ہوں۔ ساری مہموں کا سلسلہ کامگار و مسرور اور اموال سے مالا مال ہو کر لوٹا۔[3]

اسی طرح وداعِ مکہ کا آٹھواں سال مکمل ہُوا۔

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ جو ابی العاص کے نکاح میں تھیں، ان کا انتقال اسی سال ہُوا۔ [2] بحرین کے حاکم منذر بن ساوی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ کی وصولی کے احکام ارسال کیے۔ (طبقات ابن سعد) [3] اسی سال کئی سریے تبلیغ اسلام کے سلسلے بھیجے گئے جو کامیاب ہو کر لوٹے۔ (سیرت مصطفیٰ ص [illegible] ج ۲) ❖

معرکۂ عُسرہ[1]

مُلکِ روم کے حاکم کو کسی طرح اطلاع ملی کہ محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم) اس دارِ فانی سے دارالسلام کو راہی ہوئے اور اس ملک کے لوگ مال و طعام سے محروم ہو گئے۔ اس لئے اگر اس مُلک آکر حملہ آور ہو گئے کامگار ہو گے۔ حاکمِ روم ہرکلس کا دل ملک و مال کی طمع سے معمور ہوا اور وہ اک عسکرِ جرّار اکٹھا کر کے آمادہ ہوا کہ معمورۂ رسول آکر حملہ آور ہو۔

اِدھر مُلکِ روم کے کسی کارواں کے لوگوں سے سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو معلوم ہوا کہ حاکمِ روم حملے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اُدھر رسولِ اکرمؐ کا ملکی عدو[2] والدِ عامر مکۂ مکرمہ سے رواں ہو کر ملکِ روم آ کر رہا۔ حاکمِ روم کے ہاں رسائی حاصل کر کے ساعی ہوا کہ وہ کسی طرح حاکمِ روم کو اُکسا کر معمورۂ رسول کے لئے حملہ آور کرے اور اس کے علاوہ معمورۂ رسول کے مکاروں سے اُس کے معاملے طے ہوئے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہوا کہ عسکرِ اسلام مُلکِ روم کے رد حملے کے لئے آمادہ ہوا اور دوڑ کر مُلکِ روم کی سرحد آئے کہ عسکرِ روم کو سرحد کے اُدھر

---

[1] غزوۂ تبوک کو سخت آزمائشی حالات کی وجہ سے غزوۂ عسرہ بھی کہتے ہیں۔ عسرہ کے معنی تنگی اور تکلیف کے ہیں۔

[2] عرب کے عیسائیوں نے ہرقل کو لکھ دیا کہ آنحضرتؐ انتقال فرما گئے اور عرب کے لوگ قحط سے مر رہے ہیں۔ اس لئے حملے کا یہ بہترین موقع ہے (سیرت مصطفیٰ صہ ۱۴۲ جلد ۲) [3] ابو عامر راہب آنحضرتؐ کا شدید دشمن تھا، وہ روم چلا گیا تھا اور ہرقل کو حملے کی ترغیب دیتا رہتا تھا۔

ہی روک کر حملہ آور ہو۔ رسول اللہ کو ڈر ہوا کہ اگر رُومی عسکر معمورۂ رسول کے لئے راہی ہوا۔ اس مُلک کے اردگرد کے گروہ اُس کے حامی ہو کر حملہ آور ہوں گے۔ اور اس طرح سارا مُلک معرکہ گاہ ہو کر رہے گا۔ اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کی رائے ہوئی کہ اس معرکے کا حال سارے لوگوں سے کھول کر کہہ دو کہ اردگرد کے گروہ معمورۂ رسول کو آ اکٹھے ہوں۔

اُدھر مکاروں کو اس معرکے کی اطلاع سے اس لئے دُکھ ہوا کہ مکاروں کے دل اس صد ہا کوس کے رحلے کے لئے آمادگی سے دُور رہے۔ ڈر ہوا کہ اگر وہ اس رحلے سے رُوگرداں ہوئے سارے اہلِ اسلام کو اس گروہ کی مکاری کا حال معلوم ہو گا۔ وہ سال اہلِ اسلام کے لئے کڑا سال رہا۔ اس لئے کہ اُس سے اگلے سال گراں سالی رہی اور وہ موسم کٹائی کا موسم رہا۔[1] کڑی گرمی اور صد ہا کوس کی راہ۔ الحاصل ہر طرح سے وہ معرکہ کڑے احوال سے گھرا رہا۔ رسولِ اکرمؐ کے حکم سے اک لمحے کے لئے لوگوں کے دل کسمسائے۔ مگر اللہ والے سارے احوال اور سارے مصالح کو محو کر کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس معرکے کے لئے آمادہ ہو گئے۔

رسول اللہ کا حکم ہوا کہ اس معرکے کے لئے لوگ کھلے دل سے اموال دے کر اللہ کے آگے کامگار و مسرور ہوں۔ رسول اللہ کے سارے ہمدم و مددگار گھروں سے اموال لے کر آئے اور اللہ کی راہ کے لئے دل کھول کر اموال ادا کئے۔

ہمدم مکرمؓ گھر گئے اور گھر کے سارے اموال لا کر رسول اللہ کے آگے لا ڈالے۔ رسولِ اکرمؐ کا سوال ہوا کہ "گھر والوں کے لئے کوئی مال رکھ کر آئے ہو؟" کہا۔ ہاں گھر والوں کے لئے اللہ اور اُس کا رسول ہے۔ اس سے اوّل ہمدم عمرؓ گھر کا آدھا مال

---

[1] غزوۂ تبوک بڑے سخت حالات میں پیش آیا۔ فصلوں کے کٹنے کا وقت تھا اور پچھلے سال خشک سالی کی وجہ سے پیداوار کم ہوئی تھی۔ اس لئے اس گرمی میں اتنی دور کا سفر بہت صبر آزما تھا۔ (تاریخ السیر و طبقات ابن سعد) ⁂

اللہ کی راہ دے کر مسرور رہے اور دل سے کہا کہ اس امر سے ہمدم مکرم سے آگے رہوں گا۔ مگر ہمدم مکرم سارا مال دے کر گھر والوں کو اللہ اور اُس کے رسول کے حوالے کر آئے۔ دل سے کہا کہ محال ہے کہ ہمدم مکرم سے سوا کوئی عمل صالح کر کے اُس سے آگے ہو۔ الحاصل ہر طرح سے اموال اکٹھے ہوئے اور اہل اسلام ہر طرح معرکے کے لئے آمادہ ہوئے۔

مکاروں کا گروہ ساعی ہوا کہ وہ کسی طرح عسکرِ اسلام کو معمورۂ رسول ہی روکے رکھے اور حاکمِ رُوم کے لئے سہل ہو کہ وہ معمورۂ رسول آکر حملہ آور ہو۔ لوگوں سے کہا کہ کڑی گرمی اور لُو کا موسم ہے۔ اگر اُس مُلک کے لئے راہی ہوئے۔ گرمی سے گراں حال ہوگے اور اموال کا گھاٹا اُٹھاؤ گے۔ کلامِ الٰہی اس گروہ کی اس سعی کا گواہ[1] ہوا۔

رسول اللہ کا حکم ہوا کہ عسکرِ اسلام دوڑ کر اس معرکے کے لئے رواں ہو۔ مکاروں کے گروہ کے لوگ اس طرح کے احوال گھڑ کر لائے اور ساعی ہوئے کہ وہ اس معرکے سے الگ ہوں۔ مآلِ کار عسکرِ اسلامی معمورۂ رسول سے مُلکِ رُوم کے لئے راہی ہوا۔ محمد ولد مسلمہ کے لئے طے ہوا کہ وہ معمورۂ رسول کے والی اور حاکم ہوں۔ علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ وہ رسول اللہ کے گھر والوں کی رکھوالی کے لئے معمورۂ رسول ہی رُکے۔ علی کرمہ اللہ آگے آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ! ہم کو گھر والوں کی رکھوالی کے لئے حکم ہوا ہے۔ کہا۔ ہاں۔[2] "علی اللہ کے رسول کے لئے اُسی طرح ہے کہ موسیٰ رسول کے لئے اُس کا دلدامؑ"

---

[1] قرآن کریم میں منافقین کا قول ارشاد ہوا کہ قالوا لا تنفروا فی الحر قل نار جہنم اشد حرا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس گرمی میں مت نکلو۔ کہہ دو کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے۔ [2] آنحضرت نے حضرت علیؓ سے فرمایا: انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ تجھ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسےٰ کے ساتھ تھی۔

مالِ کار عسکرِ اسلامی معرکۂ رُوم کے لئے رواں ہُوا۔ مکّاروں کے گروہ کا اک حصّہ عسکرِ اسلامی کے ہمراہ ہُوا کہ وہ حاکمِ روم کو عسکرِ اسلام کے احوال سے مطلع کر سکے۔

عسکرِ اسلام راہ کے مراحل طے کر کے مُلکِ روم کی سرحد کے اُدھر اک مصر آکر رُکا۔ اُدھر حاکمِ روم کو عسکرِ اسلام کی آمد کا حال معلوم ہُوا۔ وہ علمِ دحی کا ماہر رہا۔ اُس کا دل آگے سے اس امر کا گوارہ رہا کہ محمد (صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم) اللہ کا رسول ہے۔ اُس کا دل ڈرا کہ اگر وہ اللہ کے رسول سے لڑے گا تو رُسوا اور ہلاک ہوگا۔ اس لئے وہ سارے عسکر کو لے کر وہاں سے دُوسرے امصار کو رواں ہُوا۔ دُوسرے عساکر اس حال سے مطلع ہُوئے۔ وہ حوصلہ ہار کر معرکہ گاہ سے دُور ہُوئے۔

رسولِ اکرمؐ رُوم کی سرحد کے اُس مصر آدھے ماہ سے سوا رُکے رہے۔ مگر اعدائے اسلام اس حوصلے سے محروم رہے کہ اللہ کے رسول سے آکر معرکہ آرا ہوں۔ اُس مُلک کے دوسرے گروہ اِدھر اُدھر سے آکر سرورِ عالمؐ سے ملے۔ اور کئی گروہ صُلح کا معاہدہ کر کے لوٹے اور آمادہ ہُوئے کہ اسلام کا حصّہ مال ہر سال ادا کر کے صُلح کے معاہدے کے عامل ہوں گے۔

حاکمِ دُومہ کا حال

حاکمِ دُومہ[1] حکم و مال کی اکڑ دل سے لگائے صُلح سے الگ رہا۔ سالارِ اسلام سیّدُ حسامِ اللہؓ کو رسولُ اللہؐ کا حکم ہُوا کہ وہ دو دو سو کے دو گروہ اہلِ اسلام کے لے کر حاکمِ دُومہ کے لئے راہی ہو۔ ہمدم سالار لوگوں کو لے کر اس مہم کے لئے

---

[1] تبوک: یہ ایک چشمہ کا نام ہے۔ [2] دومۃ الجندل کا حاکم اکیدر۔

آمادہ ہوئے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اُس سے ہمکلام ہوئے اور کہا کہ اُس لمحہ کہ دُومہ مصر وارد ہوئے، دُومہ کا حاکم مصر سے ادھر ہی اس طرح ملے گا کہ وہ اک گائے کے لئے دوڑ رہا ہوگا۔ اُس کو محصور کر کے ہمارے آگے لاؤ۔ سالارِ اسلام اہلِ اسلام کے اک گروہ کو لے کر مصر دومہ کے لئے راہی ہوئے۔

اُدھر حاکمِ دُومہ محل کے کوٹھے آکر محوِ آرام ہوا۔ معاً اک گائے محل کے در کے آگے آئی اور محل کے کواڑ سینگوں سے کھڑکھڑائے۔ اس کھڑکھڑاہٹ سے حاکمِ دُومہ اُٹھا اور محل کا در کھول کر آگے آ کھڑا ہوا کہ گائے کو مار کر وہاں سے دُور کرے۔ مگر وہ گائے دَر کے آگے سے دوڑی۔ حاکم گھوڑا لاکر سوار ہوا اور اُس گائے کے آگے آگے دوڑا۔ حاکمِ دُومہ اور گائے کی دوڑ لگی اور حاکم محل سے دُور ہو کر گائے کے لئے ساعی رہا۔ اُسی لمحہ سالارِ اسلام مع اہلِ اسلام کے وہاں آگئے اور ہمدم سالار کو اُسی دَم معلوم ہوا کہ حاکمِ دُومہ وہی ہے کہ گائے کے لئے دوڑ رہا ہے۔ حاکمِ دُومہ کو محصور کر کے ہمدمِ سالار سوئے معمورۂ رسول راہی ہوئے۔ سوادِ عالم رُوم کے سرحدی مصر سے عسکرِ اسلام کو لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔ سالارِ اسلام حاکمِ دُومہ کو لے کر معمورۂ رسول آئے۔

حاکمِ دُومہ صُلح کے لئے دُعاگو ہوا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم صُلح کے لئے آمادہ ہوئے اور حاکمِ دُومہ کا وعدہ ہوا کہ وہ آٹھ سو گھوڑے اور دُوسرے اموال دے کر صُلح کے حکم کا عامل ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے حکم سے حاکمِ دُومہ رہا ہو کر دُومہ لوٹا۔

لہ آنحضرتؐ نے پیشگوئی کردی کہ اے خالد جب تم دُومہ پہنچو گے تو اکیدر ایک گائے کا شکار کر رہا ہوگا (سیرۃ مغلطائی صفحہ ۲۵۱)

ٹ اکیدر نے دو ہزار اونٹ، آٹھ سو گھوڑے اور چار سو زرہیں جزیہ دے کر صُلح کی۔ (حوالۂ بالا)

مکّاروں کا گڑھ[1]

مکّاروں کے گروہ کے کئی سرکردہ لوگوں کی رائے سے معمورۂ رسول کے اک محلّہ کا اک حصّہ لے کر اک گھر کی اساس رکھی گئی اور مُدّعا رہا کہ وہاں مکّار اکٹھے ہو کر اہلِ اسلام کی رُسوائی اور آلم رسائی کے لئے ساعی ہوں اور دھوکے سے اُس گھر کو "اللہ کا گھر" کہا۔ مکّاروں کی وہ کارروائی اس لئے ہوئی کہ وہ "عمادِ اسلام" کی آڑ لے کر وہاں اکٹھے ہوں۔ اس طرح مکّاروں کو اک گڑھ ملے گا۔ طے ہوا کہ سرورِ عالم سے آکر کہو کہ وہ وہاں آکر عمادِ اسلام کے لئے کھڑے ہوں۔ اس طرح اہلِ اسلام کو معلوم ہوگا کہ وہ اللہ کا گھر ہے اور وہ مکّاری کے اس گڑھ سے لاعلم ہوں گے۔ رسولِ اکرمؐ اُس لمحہ معرکۂ عُسرہ کے لئے ساعی رہے۔ مکّاروں کے لوگ آکر مصر ہوئے کہ اللہ کا رسول وہاں آکر عمادِ اسلام ادا کرے۔ رسولِ اکرمؐ کا حکم ہوا کہ معرکۂ رومؑ سے لوٹ کر اس گھر کا معاملہ طے ہوگا۔

سرورِ عالم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم ملکِ رُوم سے لوٹ کر معمورۂ رسول سے اک مرحلے اُدھر آکر رُکے۔ وہاں اللہ کی وحی[2] آئی کہ دراصل وہ گھر مکّاروں کا اک گڑھ ہے۔ مکّاروں کے مکروہ ارادے اس گھر کی اساس ہے۔ اللہ کا حکم ہوا کہ اس گھر کو مسمار کردو۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا دو مددگاروں مالکؓ اور

---

[1] مسجدِ ضرار جو منافقین نے فتنہ و فساد کے ارادے سے تعمیر کی تھی۔ [2] قرآن کریم میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں آیا ہے۔ والّذین اتّخذوا مسجداً ضراراً وّکفراً وّتفریقاً بین المؤمنین وارصاداً لّمن حارب اللّٰہ ورسولہ من قبل۔ اور جن لوگوں نے ایک مسجد بنائی مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کے لئے اور کفر کرنے کے لئے اور اہلِ ایمان میں تفرقہ ڈالنے کے لئے اور اس شخص کے ٹھکانے کے لئے جو اللہ اور اُس کے رسول سے پہلے ہی سے برسرِ پیکار ہے۔

ولد عدی[1] کو حکم ہوا کہ مکاروں کے اُس گھر کے لئے رواں ہوا ور اُس کو آگ لگا کر اور ڈھا کر لوٹو۔ ہر دو اللہ والے دوڑے ہوئے اُس محلے گئے اور اُس گھر کو آگ لگا دی۔

اس طرح وہ گھر کہ اہلِ اسلام کی الم رسائی کے لئے کوشش ہوا، سدا کے لئے مسمار ہوا اور وہ گھر کہ اُس کی اساس اللہ کا ڈر[2] ہے۔ سدا اسدا کے لئے محکم ہوا۔

علماء سے مروی ہے کہ اُس گھر کا وہ حصہ سدا لوگوں سے محروم[3] رہا۔

اہلِ کہسار کا اسلام

اہلِ کہسار کو معلوم ہوا کہ ملکِ روم کا حاکم سرورِ عالم صلی اللہ علی رسولہ وسلم سے ڈر کر معرکہ گاہ سے الگ ہوا اور عسکرِ اسلام وہاں سے کامگار و مسرور اور اموال لے کر لوٹا۔ وہاں کے سرداروں کو احساس ہوا کہ اسلام اور اہلِ اسلام کو اللہ کی مدد حاصل ہے اور احساس ہوا کہ رسول اللہ کے سامنے اعداء اک اک کر کے رسوا ہو گئے۔ اس لئے سرداروں کی رائے ہوئی کہ وہ معمورۂ رسول کو راہی ہوں۔ اس طرح دو کم آٹھ سردار[4] مع کہسار سے معمورۂ رسول کو راہی ہوئے۔ اہلِ اسلام کو

---

[1] حضرت مالک بن دخشم اور معن بن عدی رضی اللہ عنہما ص۲۵ ج ۲ [2] مسجد قباء کے بارے میں قرآنِ کریم کا ارشاد ہے کہ اُس کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ [3] احقر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے "معارف القرآن" میں لکھا ہے کہ مسجد ضرار کی جگہ خالی پڑی تھی۔ آپؐ نے عاصم بن عدی کو اجازت دی کہ وہ اُس جگہ اپنا گھر بنالیں۔ اُنھوں نے کہا کہ قرآن کریم میں اُس جگہ کی برائی آئی ہے۔ اس لئے وہاں میں گھر بنانا پسند نہیں کرتا۔ آپؐ نے وہ جگہ حضرت ثابت بن اقرم کو دے دی۔ مگر جو وہاں رہے قرآن کے بیان کی بچے نہ جئے رہا۔ انسان تو کیا وہاں کبوتر اور مرغی بھی انڈے دینے کے قابل نہیں رہی۔ سو وہ جگہ آج تک مسجد قباء کے قریب خالی پڑی ہے۔ (معارف القرآن ج ۴ ص۴۳۳) [4] طائف کے چھ سردار عبد یا لیل کی سرکردگی میں مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ (جامع السیر و سیرت مصطفیٰ ص۲۱۴) ⁂

اس گروہ کی آمد سے کمال سرور ہُوا۔ ہمدم مکرم دوڑتے ہُوئے آئے اور رسولِ اکرمؐ کو سرداروں کی آمد کی اطلاع دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہُوا کہ اس گروہ کے لئے الگ اک آرام گاہ حرمِ رسول سے ملا کر موسٹس کرو۔ اس لئے کہ وہ اہلِ اسلام کے کردار و اطوار اور عبادِ اسلام کی ادائگی کے احوال کا مطالعہ کر کے اسلام کے لئے مائل ہوں۔ اک[1] مددگار کو حکم ہُوا کہ وہ اس گروہ کے طعام و آرام کے اُمور کے عامل ہوں۔

وہ سردار وہاں آکر رہے اور وہاں کے لوگوں کے اطوار و احوال کا مطالعہ کر کے دل سے اسلام کے مداح ہُوئے اور کلمۂ اسلام کہہ کر اسلام لائے۔ اس گروہ کے اک کم عمر سردار[2] کو حکم ہُوا کہ وہ اس گروہ کا والی اور سردار ہو اور دو ہمدموں کو حکم ہُوا کہ وہ سرداروں کے ہمراہ ہُوئے کہسار روان ہوں اور وہاں آکر وہاں کے صومعے اور مٹی کے الٰہ[3] کو مسمار کر کے اللہ کے آگے کامگار ہوں۔ ہمدم رسول سرداروں کے ہمراہ وہاں آئے اور اُس مٹی کے الٰہ کو کدال ماری کہ وہ وہاں کے لوگوں کے لئے کمال مکرم رہا۔ مصرِ کہسار کے سارے لوگ گھروں سے آگئے کہ اس الٰہ کی مسماری کے مآل سے آگاہ ہوں۔ وہ مٹی کا الٰہ ٹکڑے ٹکڑے ہُوا۔ اس صومعے سے حد سے سوا اموال حاصل ہُوئے۔

اس طرح اہلِ کہسار کہ اُس ملک کے سارے لوگوں سے سوا اکڑ والے اور ہٹ دھرم رہے۔ مآلِ کار کسی لڑائی اور حملے کے علاوہ ہی اسلام لائے اور اسی

---

[1] خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ [2] عثمان بن ابی العاص کو جو سب سے کم سن تھے ان کا سردار مقرر کیا۔ وہ حصولِ علم کے دلدادہ تھے۔ دراجع السیر و سیرت مصطفیٰ ص ۲۹۰۔ [3] لات؛ اہلِ طائف کا مشہور بت تھا۔ اس کا نام قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔

گروہ کے صدہا لوگ اسلام کے ماہر علماء ہوئے۔ اس طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کی وہ دُعا کہ اہلِ کہسار کے لئے اُس لمحہ ہوئی کہ مصرِ کہسار کا محاصرہ اُٹھا کر ہوئے مکہ مکرمہ رواں ہوتے، مکمل ہوئی۔ اُس دُعا کا ماحصل اس طرح ہے۔

"اے اللہ! اس گروہ کو مُسلم کر کے ہمارے آگے لا کھڑا کر۔" ؎

امصار و ممالک کے گروہوں کی آمد

اس مُلک کے سارے گروہوں سے سوا اکرم، محکم اور سرداری کا اہل گروہ مکے والوں کا گروہ رہا۔ سارے ہی گروہ اس گروہ کے اکرام سے معمور رہے۔ اس لئے کہ مکے والے اللہ کے حرم اور "دارُ اللہ" کے رکھوالے رہے اور ہمیشہ وہاں آئے ہوئے لوگوں کی مال و طعام سے مدد کی۔ مگر مکے والے اسلام اور رسول اللہ ؐ کے سارے لوگوں سے سوا عدو رہے۔ مُلک کے دُوسرے گروہ اسلام کی راہ سے اس لئے رُکے رہے کہ مکے والے اسلام سے دُور رہے۔ اللہ کا کرم ہوا کہ اہلِ اسلام کو معرکۂ مکۂ مکرمہ سے مکمل کامگاری حاصل ہوئی اور مکے والوں سے سوائے محدود لوگوں کے سارے اسلام لے آئے۔ اس لئے مُلک کے دوسرے امصار کے گروہوں کو معلوم ہوا کہ اسلام ہی اصل راہِ ہدیٰ ہے۔ اسی لئے دُور دُور سے صدہا گروہ اس سال معمورۂ رسول آئے اور رسولِ اکرمؐ کے آگے اسلام لا کر رسول اللہ ؐ کے حامی ہوئے۔ کلامِ الٰہی کی اک سُورہ اسی لمحے کے

؎ محاصرۂ طائف سے واپسی پر کسی نے آپ سے کہا کہ ان کے لئے بددعا کیجئے۔ آپ نے دُعا فرمائی: اللّٰھم اھد ثقیفًا و ائت بھم۔ (سیرت مصطفیٰ صد ۲۳۲) ؎

لئے وحی کی گئی اور اُس سُورہ کے واسطے سے رسول اللہ سے وعدہ ہُوا کہ
وہ [1] لمحہ کہ اللہ کی کامگاری اور امداد آئے اور لوگ گروہ در گروہ آکر
اسلام کے حامل ہوں۔ سو اُس لمحہ اے رسول! اللہ کے آگے دُعا
اور حمد کر۔"

اس طرح اللہ کا وعدہ مکمل ہُوا اور اللہ کے کرم سے دُور دُور کے گروہوں
کے دل اسلام کے لئے مائل ہُوئے اور وہ کوسوں دُور کے مراحل طے کر کر کے
سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے آکر ملے اور اسلام لا کر لاعلمی اور حسد و
ہَوس کی راہ سے ہٹے۔ گھر گھر اور گلی گلی کلمۂ اسلام سے معمور ہُوئی۔ گروہ کے
گروہ اسلام سے مالا مال ہو کر گھروں کو لوٹے اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کا
حُکم کر کے لوگوں کے لئے معلّمِ اسلام ہُوئے۔ وداعِ مکّہ کو آٹھواں سال مکمل ہُوا۔
اس سے اگلا سال اور دسواں سال گروہوں کی آمد کا سلسلہ رہا۔ اسی لئے ہر دو
سال "گروہوں [2] کے سال" سے موسوم ہُوئے۔ ہر گروہ کی آمد کا اگر الگ الگ حال
لکھوں اس رسالے کو طول ہوگا۔ کوئی آدھے [3] سو سے کم گروہ معمورۂ رسول آئے۔
اور اسلام کے علوم و احکام سے مالا مال ہو کر لوٹے اور اس طرح دُور دُور کے
امصار کے لوگوں کو راہِ اسلام دکھائی دی۔

وداعِ مکّہ کو دسواں سال ہُوا۔ اس سال سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے

---

[1] سورۂ نصر میں اسی کا ذکر ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ الخ: سُورت کا ترجمہ یہ ہے:
جب اللہ کی نصرت اور فتح ہو جائے اور (اے رسول!) آپ جوق در جوق لوگوں کو دین میں داخل
ہوتا ہُوا دیکھیں تو تسبیح، تحمید اور استغفار میں مشغول ہو جائیے۔ [2] ۹ھ اور ۱۰ھ کو عام
عام الوفود کے نام سے پکارتے ہیں۔ [3] سیرت کی کتابوں میں جو اہم اہم وفود بیان کئے گئے ہیں
اُن کی تعداد اڑتیس ۳۸ ہے۔

حکم سے کئی ہمدم و مددگار اردگرد کے امصار کے لئے مہم لے کر گئے اور اللہ کے کرم سے کامگار لوٹے۔ اسی سال علی کرمہٗ اللہ کو حکم ہُوا کہ وہ ہمسائے ملک[1] کے لئے اہلِ اسلام کو لے کر راہی ہو اور وہاں کے لوگوں کو کلمۂ اسلام کا حکم کر کے ساروں کو راہِ ھُدیٰ دکھلائے۔ وہ اس مہم کو لے کر وہاں گئے اور کئی گروہوں سے صُلح کر کے اور کئی کو مُسلم کر کے اور اموال و املاک لے کر لوٹے۔

اسی طرح علی کرمہٗ اللہ مسطورہ مہم سے کئی ماہ اُدھر سرورِ عالم صلّی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے حکم سے اک مہم گروہِ طے کے لئے لے کر گئے۔ وہاں کے سردار عدی[2] ولد طائی کو معلوم ہُوا کہ اہلِ اسلام کی کوئی مہم اِدھر آرہی ہے۔ وہ ڈر کر وہاں سے دوڑا اور ملکِ روم آکر ٹھہرا۔

علی کرمہٗ اللہ اوّل کلمۂ اسلام کہہ کر مصر ہُوئے کہ اسلام لے آؤ۔ مآلِ کار معمولی لڑائی کا سلسلہ ہُوا اور اُس گروہ کے کئی لوگوں کو محصور کر کے لائے۔ طائی کی لڑکی محصور ہو کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے آگے آئی اور کہا کہ اس لڑکی کو اللہ کے رسول سے عمدہ سلوک کی آس ہے اور کہا کہ اُسی طائی کی لڑکی ہوں کہ وہ مال و طعام سے سدا لوگوں کی امداد کے لئے ساعی رہا۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ اس لڑکی کو رہا کر دو۔ اور اُس کو اموال دے کر عدی ولد طائی کے گھر لوٹا دو۔ اس طرح وہ لڑکی وہاں سے رہا ہو کر کسی کے ہمراہ عدی ولد طائی کے گھر گئی۔ گھر آکر اُس لڑکی کا اصرار ہُوا کہ عدی لامحالہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے معمورۂ رسول آکر ملے۔

---

[1] ملکِ یمن۔ [2] حاتم طائی کا لڑکا عدی بن حاتم ؞

اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا سلوک سارے لوگوں سے عُمدہ ہے۔ اُس کے اِصرار سے عدی ولد طائیؓ کا دِل اسلام کے لئے مائل ہُوا۔ وہ مُلکِ روم سے راہی ہو کر معمورۂ رسول وارد ہُوا اور رسولِ اکرمؐ سے مل کر دل کا حال کہا اور اسلام لا کر اللہ اور اُس کے رسول کی راہ لگا۔

اسی سال اک مہم ہمدمِ سالار لے کر اک دُوسرے گروہ کے لئے گئے۔ ؎ رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا حکم ہُوا کہ اوّل لوگوں کو اسلام کی راہ دکھا دے۔ ہمدمِ سالار وہاں گئے۔ وہاں کے لوگوں سے کہا کہ لاعلمی اور ہٹ دھرمی سے الگ ہو کر اسلام کی راہ لگو۔ وہ لوگ اسلام کے لئے آمادہ ہو گئے۔ رسولِ اکرمؐ کو اک مراسلے کے واسطے سے اُس کی اطلاع ہوئی۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کا ہمدمِ سالار کو حکم ہُوا کہ وہ وہاں کے لوگوں کا اک گروہ لے کر معمورۂ رسول آئے۔ وہ گروہ معمورۂ رسول آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم سے ملا۔ اک عرصہ وہاں رہ کر لوٹا۔ رسول اللہؐ کے حکم سے اک معلّمِ اسلام اس گروہ کے ہمراہ گئے۔

؎ نجران کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک سریہ لے کر گئے ۔

اِس سال کا موسمِ احرام[1]

اس سال کے موسمِ احرام کی آمد آمد ہوئی۔ گمرہوں کی آمد کا سلسلہ حارے ہوا رہا۔ اس لئے سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کے لئے محال ہوا کہ وہ اس سال عمرہ و احرام کے لئے مکہ مکرمہ راہی ہوں۔ اس لئے رسول اللہ کا حکم ہوا کہ ہمدم مکرم اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر سوئے مکہ راہی ہوں اور وہی سارے امورِ عمرہ و احرام کے معلّم ہوں۔ اس طرح سو اور دو سو[2] اہلِ اسلام اس سال مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے اور ہمدم مکرم اہلِ اسلام کے سردار اور والی ہوئے۔

ادھر سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم کو کلامِ الٰہی کی اک سورہ وحی کی گئی۔ اللہ کا حکم ہوا کہ گمراہوں کو اطلاع کر دو کہ اللہ کا حکم وارد ہوا ہے کہ اس سال کے علاوہ سارے گمراہ سدا کے لئے حرم[3] سے دور ہوں۔ اس کے علاوہ عمرہ و احرام کے دوسرے کئی امور کا حکم ہوا۔ ہمدم علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ وہ دوڑ کر راہی ہو اور عمرہ و احرام کے سارے احکام ادا کر کے گمراہوں کو اطلاع کر دے کہ اللہ کا حکم اس طرح ہوا ہے۔

ہمدم علی کرمہ اللہ معمورۂ رسول سے راہی ہو کر راہ کے اک مرحلے آکر ہمدم مکرم

---

[1] حج کے لئے مجھے کوئی متبادل غیر منقوط لفظ نہیں مل سکا۔ سواطع الالہام کو دیکھا تو حج کے لئے انھوں نے موسمِ احرام کا لفظ اختیار کیا ہے۔ وہیں میں نے بعینہٖ لے لیا ہے۔ (محمد ولی)

[2] سنہ ۹ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ امیرِ حج ہو کر تین سو مسلمانوں کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔

[3] اسی دوران سورۂ توبہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں یہ حکم تھا کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کریں۔ وغیرہ ❖

سے ملے اور سارا حال کہا اور کہا کہ مامور ہُوا ہوں کہ احکامِ احرام ادا کر کے سارے گمراہوں کو اکٹھا کروں اور کلامِ الٰہی کا وہ حصّہ سارے لوگوں کے آگے کہوں۔ اِس طرح وہ ہمدمِ مکرّم اور دوسرے اہلِ اسلام کے ہمراہ مکّہ مکرّمہ راہی ہُوئے اور سارے احکام ادا کر کے لوگوں سے کہا کہ گمراہوں کے سارے گروہ اکٹھے ہوں۔ مکّے اور اردگرد کے گروہ اکٹھے ہوگئے۔ ہمدمِ علی کرّمہُ اللہ آگے آئے اور کلامِ الٰہی کا وہ حصّہ سارے لوگوں کے آگے کہا۔ اِس طرح اِس حکمِ الٰہی سے سدا سدا کے لئے گمراہ حدودِ حرم سے محروم ہوگئے۔ اللہ کے اِس حکم سے آگاہ ہوکر مکّے کے لوگ گروہ در گروہ اسلام لائے۔ اِس طرح سارے لوگوں کو حکمِ الٰہی سے مطلع کر کے ہمدمِ علی کرّمہُ اللہ اور ہمدمِ مکرّم اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔ مکاروں کے گروہ کا سردار ولدِ سلول ساری عمر اللہ اور اُس کے رسول کا عدو رہ کر اسی سال دارالاسلام کے دُکھ والے گھر کے لئے راہی ہُوا۔

اسی سال اک اور گروہ رسولِ اکرمؐ سے آکر ملا۔ اِس گروہ کے ہمراہ وہ آدمی رہا کہ مدّعی[لہ] ہُوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ رسولِ اکرمؐ اُس سے ملے، وہ مُصر ہُوا کہ اگر اُس کو اِس امرِ وحی کا حصّہ دار کر دو وہ مُسلم ہو۔ رسول اللہ کا حکم ہُوا کہ وہ ہر حصّے سے محروم رہے گا۔ وہ لوٹ کر مدّعی ہُوا کہ اللہ کا رسول ہے۔ صدہا آدمی اُس کے گرد اکٹھے ہوگئے۔ مآل کار وہ کئی سال ادھر ہمدمِ مکرّم کے ارسال کردہ اک عسکر سے معرکہ آراء ہوکر ہلاک ہُوا۔

لہ اُس سے مراد مسیلمہ کذاب ہے۔ وہ وفد بنی حنیفہ کے ساتھ مدینہ منورہ آیا تھا۔

رسول اللہ کا رحلۂ[1] وداع

وداعِ مکہ کا دسواں سال گئے سال کی طرح گروہوں کی آمد کے سلسلے سے
گھرا رہا۔ دُور دُور سے لوگ گروہ در گروہ آکر اسلام لائے اور کلمۂ اسلام دُور
دُور کے امصار و ممالک کو رسا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے ہمدم و
مددگار اگلے سالوں کی طرح اس سال اردگرد کے امصار اور گروہوں کے لئے
مہم لے کر گئے اور اللہ کے کرم سے کامگار و مسرور لوٹے۔

آگے مسطور ہوا کہ علی کرم اللہ اک ہمسائے ملک گئے کہ وہاں کے لوگوں
کو اسلام کی راہ دکھا کر حکمِ رسولِ اکرمؐ کے عامل ہوں۔ اس ملک کا اک سرکردہ گروہ
علی کرم اللہ کی مساعی سے مسلم ہوا اور اس گروہ کے واسطے سے وہاں کے
کئی گروہ اسلام لائے۔

اس سال کے آٹھ ماہ سے سوا کا عرصہ اسی طرح کے امور سے طے ہوا۔
موسمِ احرام کے احکام اسی سال وحی کئے گئے۔

اس سال کے موسمِ احرام کی آمد آمد ہوئی۔ اس سے اوّل سال سرورِ عالمؐ
گروہوں کی آمد کے سلسلے کی رُو سے عمرہ و احرام کی ادائگی سے دُور رہے، اس
لئے اس سال سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا ارادہ ہوا کہ وہ اسلام کے اس
اہم حکم کی ادائگی کے لئے سوئے مکہ مکرمہ راہی ہوں اور موسمِ احرام کے وہ سارے

---

[1] حجۃ الوداع: یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج ہے۔

اُمور کہ اللہ کی درگاہ سے وحی ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کا عمل ہو کہ اُسوۂ کاملہ کا حصّہ ہوں اور لوگ رسولِ اکرمؐ کے عمل کا مطالعہ کر کے اُس کے عالم و عامل ہوں۔

رسول اللہ کا احرام الوداع

لوگوں کو معلوم ہُوا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کا ارادہ ہے کہ وہ اس سال مکّہ مکرمہ راہی ہو کر عمرہ و احرام کے احکام کے عامل ہوں گے۔ اس اطلاع سے سرور کی اک لہر دوڑ گئی۔ محلے محلے اور گاؤں گاؤں سے لوگ گروہ در گروہ آکر آمادہ ہُوئے کہ وہ اس رحلۂ مسعود کے لئے راہی ہو کر رسولِ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کی ہمراہی سے مالا مال ہوں۔ اس طرح کوئی لاکھ سے سوا لوگ اس رحلۂ مسعود کے لئے آمادہ ہو کر اکٹھے ہو گئے۔

ہادئ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم اہلِ اسلام کے ہمراہ معمورۂ رسول سے اس سال کے ماہِ دہم کے اگلے ماہ رواں ہُوئے۔ راہ کے اک مرحلے آکر رُکے اور وہاں آکر لوگوں کو حکم ہُوا کہ وہ محرّم[1] ہوں۔ وہاں سے احرام اوڑھ کر سوئے مکّہ راہی ہُوئے۔ رسول اللہ صؐ کے ہمدم و مددگار ہر ہر گام علومِ وحی کے احکام و اسرار سے مالا مال ہُوئے۔

اس طرح راہ کے سارے مراحل طے کر کے ہادئ اکرم صلّی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم مکّہ مکرمہ سے اک مرحلہ اُدھر وادئ طُوی[2] آکے ٹھہرے رہے کہ طلوعِ سحر ہوا اور وہ مکّہ مکرمہ کے لئے راہی ہوں۔ سحر طلوع ہُوئی اور لوگوں کو حکم ہُوا کہ وہ مکّہ مکرمہ کے لئے راہی ہوں۔ رسولِ اکرمؐ ہمدموں اور مددگاروں کے ہمراہ مکّہ مکرمہ آئے

---

[1] احرام پہننا۔ [2] ذی طوی: مکّے کی ایک وادی ٭

اور سوئے حرم رواں ہوئے۔ راہ کے ہر ہر گام سارے عالم کے مسلموں کے لئے اللہ سے دُعا گو رہے۔ دار اللہ کے آگے آکر حجرِ اسود کو لمس کر کے "دور" کے لئے رواں ہوئے۔ "دار اللہ" کا دَور کر کے دُوسرے احکام ادا ہوئے۔ وہاں سے مسعیٰ[1] آکر سعی کر کے اللہ سے دُعا گو ہوئے۔ کوہِ مروہ سے وارد ہو کر اہلِ اسلام کے ہمراہ راہی ہوئے اور حدودِ مکہ سے آگے ورود[2] گاہ کر کے رُکے۔

وہاں سے دُوسرے احکام کی ادائگی کے لئے اس ماہ کی آٹھ کو مکہ مکرمہ سے راہی ہو کر اُس وادی آئے کہ اہلِ اسلام کو حکم ہے کہ وہاں رُہ کر دُعا گو ہوں۔ اک عرصۂ معلوم وہاں رُک کر وادی الرحمہ کے لئے رواں ہوئے۔ کوہِ الرحمہ آکر سارے لوگوں سے ہمکلام ہوئے اور وہ اساسی اور علوم و حِکم سے معمور کلام ہوا کہ وہ کلام سارے عالم کے دُکھوں کا مداوا ہے اور عالمی امور کا واحد حل ہے۔ اور سارے لوگوں کے مسائل کا اصولی درس ہے۔ اُس کلام کا ماحصل اس طرح ہے۔

رسول اللہ کا اصولی اور اساسی کلام[3]

رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کوہِ الرحمہ سوار ہو کر آئے اور سارے اہلِ اسلام سے اس طرح ہمکلام ہوئے :۔

"اے لوگو![4] اللہ واحد ہے۔ سارا عالم اُس کی ہمسری سے عاری ہے۔

لوگو! اللہ کا وعدہ مکمل ہوا اور اُس کے رسول کی مدد کی گئی اور اُس کے

---

[1] مسعیٰ: کوہ صفا اور مروہ کے درمیان وہ جگہ جہاں سعی کی جاتی ہے۔ [2] سعی سے فارغ ہو کر آپ نے مکہ سے باہر قیام فرمایا (رحمۃ السیر صفحہ ۲۲۵)۔ [3] خطبہ حجۃ الوداع [4] خطبۂ حجۃ الوداع کا یہ خلاصہ مختلف کتابوں سے جمع کر کے لکھا گیا ہے۔ خصوصاً چیئرمین پورٹ ٹرسٹ کراچی کی جانب سے طبع شدہ خطبہ حجۃ الوداع سے اس کے کچھ مضامین لئے گئے۔

واسطے سے گمراہی اور لاعلمی کی رسم محو ہو کر رہی۔
لوگو! اللہ کے رسول کے اس کلام کو گرہ کر لو۔ اے لوگو! اللہ کا کلام ہے کہ سارے لوگ اک مرد اور اُس کی اہل سے مولود ہوئے ہو اور اس لئے گروہ گروہ کئے گئے ہو کہ اک گروہ کو دوسرے گروہ کا علم سہل ہو۔ وہی آدمی سارے لوگوں سے سوا اکرم ہے کہ اس کا دل دوسرے لوگوں سے سوا اللہ کے ڈر کا حامل ہے۔
اے لوگو! سارے کے سارے آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے مولود ہوئے۔ اس لئے سارے عالم کے لوگ گورے ہوں کہ کالے، مالک ہوں کہ مملوک، اس مُلک کے ہوں کہ کسی دُوسرے ملک کے اللہ کے لئے مساوی ہوئے۔ اس لئے وہی آدمی سرداری کا اہل ہوگا کہ اُس کا دل اللہ کے ڈر سے معمور ہوگا۔
اے اہلِ مکّہ اس لمحہ اور اس محل دورِ لاعلمی کے سارے دعوے محو ہو گئے اور گمراہی کے سارے رسوم مٹ گئے۔ لوگو! اللہ کے حکم سے سود کی ادائگی اور سُود کا حصول حرام ہُوا ہے۔ اس سے سدا کے لئے دُور رہو۔ سارے لوگوں سے اول اللہ کا رسول سُود سے الگ ہُوا کہ اُس کے گھر والوں کا دُوسروں کو لاگو ہُوا۔
لوگو! دُوسروں کا مال اُس کے مالکوں کو لوٹا دو۔ اگر کسی سے اُدھار لو اُس کو ہر حال اُس کے مالک کو لوٹاؤ۔ لوگو! گھر والوں اور مملوکوں کا معاملہ اہم ہے۔ اس کے لئے اللہ سے ڈرو اور گھر والی سے اور مملوک لوگوں سے عمدہ سلوک کرو۔
لوگو! اللہ واحد کے مملوک ہو کر رہو اور اسلام کے سارے اساسی

احکام کے عامل رہو۔

لوگو! اس امر سے دُور رہو کہ اک آدمی کے عمل کا فیصلہ اُس کے لڑکے اور لڑکی سے لو۔

اے لوگو! اللہ کا رسول دو اہم اُمور دے کر الوداع کہہ رہا ہے۔ اگر ہر دو امور کے عامل رہو گے سدا ہر رُسوائی سے دُور رہو گے اور کامگار رہو گے۔ وہ اہم امر اللہ کلام اور اُس کے رسول کا اُسوہ ہے۔

اے لوگو! گواہ رہو کہ اللہ کے سارے احکام اللہ کے رسول سے لوگوں کو مل گئے۔"

لوگ اُٹھے اور کہا۔

"ہم گواہ ہوئے کہ اللہ کے رسول سے ہم کو سارے احکام مل گئے۔"

رسولِ اکرمؐ اللہ سے اس طرح ہم کلام ہوئے۔

"اے اللہ گواہ رہ! اے اللہ گواہ رہ!"

سرورِ عالمؐ کا حکم ہوا کہ اس کلام سے دوسرے لوگوں کو آگاہ کر دو۔

کوہِ الرحمہ کے درود کر کے رسولِ اکرمؐ وادی کے اک حصے آکر کھڑے رہے اور اک عرصہ رو رو کر اللہ سے دُعا گو ہوئے۔ وہاں کلامِ الٰہی کا وہ حصہ وحی ہوا کہ "لوگوں کے لئے اسلام مکمل ہوا اور اللہ کا کرم کامل ہوا"۔[1]

وہاں سے سرورِ عالمؐ دوسرے احکام ادا کر کے دو کوس اُدھر اک وادی آکر رہے، سحر ہوئی۔ لوگوں کو حکم ہوا کہ رمی کے لئے سوئے در ودگاہ راہی ہو کر سے

---

[1] وقوفِ عرفہ کے وقت یہ آیت نازل ہوئی: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناہ آج ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا اور تمہارے اُوپر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا۔ (داعیِ الحق المتیر صـ ۲۴۳)

اور احرام کے مسائل کا درس ہوا۔ سارے احکام ادا کر کے اک ہمدم[1] کو حکم ہوا کہ وہ موئے سر کاٹے۔ وہ ہمدم گئے اور رسول اللہ کے موئے سر کاٹ کر مسرور ہوئے۔ کٹے ہوئے موئے سر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم کے دلدادہ ہمدموں اور مددگاروں کو عطا ہوئے۔[2]

وہاں سے سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلّم دار اللہ کے دورِ وداعی کے لئے رواں ہوئے اور مکہ مکرمہ آکر دار اللہ کے دور کی ادائگی کر کے سوئے وردگاہ لوٹ گئے اور وہاں رُک کر رمی کی۔

اس طرح سارے ہمدم و مددگار رسول اکرمؐ کے وداعی عمرہ و احرام کے ہمراہی رہے اور سرورِ عالمؐ کے حکم سے معمورۂ رسول لوٹے۔

ہمدم علی کرمہٗ اللہ کہ رسولِ اکرمؐ کے حکم سے معمورۂ رسول سے اک ہمسائے ملک کے لئے رواں ہوئے۔ مکہ مکرمہ آکر رسولِ اکرمؐ سے مل گئے اور سارے عرصے رسول اللہ کے ہمراہ رہے۔

---

[1] حضرت عمرو بن عبد اللہ [2] داہنی جانب کے بال حضرت ابو طلحہ رضؓ کو عطا ہوئے اور بائیں جانب کے بال اُن کو دیئے کہ وہ دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دیں۔

رسول اللہ کا سالِ وداع

عسکرِ اسامہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم مکہ مکرمہ سے لوٹ کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ وداعِ مکہ کا دسواں سال مکمل ہوا۔ اگلے سال کے ماہِ محرم سے رسولِ اکرمؐ کو دردِ سر کا سلسلہ ہوا اور اسی سے محمومؐ ہوئے۔

اگلے ماہ ملکِ روم سے اطلاع آئی کہ اہلِ روم کئی گروہوں کو اکٹھا کر کے اہلِ اسلام سے معرکے کے لئے آمادہ ہوئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کا حکم ہوا کہ ہمدم اسامہ آکر رسول اللہ سے ملے۔ حکم ہوا کہ اک عسکرِ اسلام لے کر ملکِ روم کے لئے راہی ہو اور اس طرح دوڑ کر وہاں وارد ہو کہ ملکِ روم کا عسکر اہلِ اسلام کی آمد سے مکمل طور سے لاعلم رہے۔ رسول اللہ کا حکم ہوا کہ ہمدموں اور مددگاروں کے سرکردہ لوگ اس عسکر کے ہمراہ ہوں۔

سرورِ عالم صلی اللہ علی رسولہ وسلم اٹھے اور عسکرِ اسلامی کا علم ہمدم اسامہ کو عطا ہوا۔ عسکرِ اسلامی کے سارے لوگ رسول اللہ کے حال سے دکھی دل رہے اور کئی ہمدموں کو احساس رہا کہ رسول اللہ کے وصالِ الی اللہ کا سال آ لگا ہے۔ مگر اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم ہر احساس سے سوا اہم ہے۔ اس لئے ڈرے

---

۱ محموم: جس کو بخار ہو (المنجد)۔ ۲ حضرت اسامہؓ کی سرکردگی میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ جیسے اکابر صحابہ آپ کے حکم سے اس لشکر کے ساتھ رہے۔

ہوئے اور دُکھے ہُوئے دلوں سے اللہ کے سہارے عسکرِ اسلامی رواں ہُوا ۔ معمورۂ رسول سے رواں ہو کر اِک مرحلہ آگے آکر ٹھہرا ۔ وہاں آکر معلوم ہُوا کہ سرورِ عالم ؐ کا حال حد سے سِوا دگر ہے ۔ اس اطلاع سے آگاہ ہو کر عسکرِ اسلامؐ اسی مرحلے رُکا رہا اور ہمدمِ مکرّم اور ہمدم عمرؔ وہاں سے آکر سرورِ دو عالم ؐ کے حال سے آگاہ رہے ۔

سرورِ عالم صلی اللہ علی رسولہ وسلّم کے لئے محال ہُوا کہ وہ عمر کے معمول کی طرح ہر عروس کے گھر آکر محوِ آرام ہوں ۔ اس لئے سارے گھر والوں سے رائے لی اور طے ہُوا کہ عروسِ مطہرہ کا گھر سرورِ عالمؐ کی آرامگاہ[1] ہو ۔

رسول اللہ کا وصالِ مسعود

ہادئ کامل صلی اللہ علی رسولہ وسلّم سارے رسولوں کے سردار ہو کر اہلِ اسلام کی اصلاح کے لئے سراسر کرم و عطا ہو کر آئے ۔ اِک معلوم عرصہ کے لئے اس عالمِ مادّی آکر رہے ۔ لوگوں کو راہِ ھُدیٰ دکھائی ۔ اسلام کے احکام و اسرار عطا کئے ۔ لوگوں کو حلال و حرام کا علم عطا ہُوا ۔ عدل و صلۂ رحمی ، عطا و کرم ہمدردی و مددگاری کا عمل عام ہُوا ۔ لوگوں کی اصلاح کا اہم کام مکمّل ہُوا ۔ اگلے لوگوں کے لئے ہر ہر گام کے لئے اسوۂ مطہرہ عطا ہُوا ۔ اس لئے سارے دُوسرے رسولوں کی طرح سرورِ عالم کے لئے حکمِ وصال آکر رہا ۔ اللہ کا ارادہ ہُوا کہ اللہ کا رسول اس عالمِ مادّی کی اصلاح کا کام مکمّل کر کے اللہ واحد سے آملے ۔

---

[1] آنحضرتؐ کا معمول تھا کہ ہر زوجۂ مطہرہؓ کے ہاں باری باری قیام فرماتے تھے ۔ علالت کی وجہ سے یہ ممکن نہ رہا ۔ اس لئے سب کی اجازت سے حضرت عائشہؓ کے حُجرے میں قیام فرمایا ۔ (رامح السیرۃ)

سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم اس سارے عرصے عروسِ مطہرہ ہی کے گھر رہے۔ لگا ہے لگا ہے درد کی کمی محسوس ہوئی اور لوگوں کے سہارے آکر حریم رسول عمادِ اسلام کے لئے کھڑے ہوئے۔ اسی طرح اک سحر کو حریم رسول آکر عمادِ اسلام ادا کی اور ہمدموں اور مددگاروں سے ہمکلام ہوئے۔ اس کلام کا ماحصل اس طرح ہے :-

"اک آدمی کو اللہ کا حکم ہوا کہ اگر اُس کا ارادہ ہو وہ عالمِ مادی کا آرام لے لے اور اگر اُس کا ارادہ ہو وہ اکرام لے لے کہ اللہ کے گھر ہے۔ اس لئے اُس آدمی کی رائے ہوئی کہ وہ اللہ کے گھر کو راہی ہو۔"

اس کلام کو مسموع کر کے ہمدمِ مکرّم رو اُٹھے۔ اس سے لوگوں کو احساس ہوا کہ "اُس آدمی" سے مراد اللہ کا رسول ہے۔ ہمدمِ مکرّم کی دلداری کے لئے اللہ کے رسول کا کلام ہوا کہ :

"وہ آدمی کہ اُس کی ہمدمی اور اُس کے مال سے اللہ کے رسول کو سہارا ملا ہمدمِ مکرّم ہے۔ اُس کا دل دوسروں سے سوا اللہ اور اُس کے رسول کے احساس سے معمور ہے۔"

لوگوں سے کلام و وداعی کر کے سرورِ عالم صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلّم لوگوں کے سہارے گھر آ گئے۔

درد حد سے سوا ہوا اور اسی لئے سرورِ عالم کے لئے محال ہوا کہ وہ حریم رسول آکر لوگوں کے ہمراہ "عمادِ اسلام" کے لئے کھڑے ہوں۔ ہمدمِ مکرّم کو حکم ہوا کہ وہ ہر عمادِ اسلام کی ادائگی کے لئے لوگوں کے امام ہوں۔ علماء سے مروی ہے کہ لوگوں کی رائے ہوئی کہ ہمدمِ مکرّم کا دل ملائم ہے، اس لئے عمرِ مکرّم امام ہوں۔ مگر سرورِ عالم کا اصرار ہوا کہ ہمدمِ مکرّم ہی امام ہوں۔

رسول اکرمؐ کا درد حد سے سوا ہُوا۔ سارے اہلِ اسلام رسولِ اکرمؐ کے لئے
دل سے دُعا گو رہے، مگر اللہ کا حکم ہو کر رہا۔ وصالِ مسعود سے اُدھر درد کو کمی
ہوئی۔ حکم ہُوا کہ لاؤ! آگے کے دَور کے لئے اولی الامر کا حکم لکھوا دوں۔ مگر عمرِ مکرمؓ
آگے آئے اور لوگوں سے کہا کہ اللہ کے رسول کو حد سے سوا درد ہے۔ اس لئے
اس لمحے رسول اللہؐ کو اس دُکھ سے دُور ہی رکھو۔ اللہ کا کلام اور رسول اللہؐ کا
اُسوہ ہمارے لئے مکمل ہُوا۔ ہم کو ہر عمل کا حکم اُس سے معلوم ہو رہے گا کئی لوگ
عمرِ مکرمؓ کے ہم رائے ہُوئے۔ دوسروں کی رائے ہُوئی کہ اس حکم کو لکھوالو۔ ہر دو
رائے والے لوگ اک دُوسرے سے ہم کلام ہُوئے۔ رسول اللہؐ کا حکم ہُوا کہ لوگ
وہاں سے اُٹھ کر الگ[1] ہوں۔

اُسی لمحہ رسول اللہ کا کلام ہُوا کہ اس مُلک سے سارے گمراہوں کو دُور کر دو
اور اگر اور دگر دسے گروہ معمورۂ رسول وارد ہوں۔ ساروں کو اسی طرح مال ادا کرو کہ
ہمارا معمول رہا۔

رسول اللہؐ کے وداعی لمحے

اسی سال کے ماہِ سوم دس اور دو ہے۔ سوموار کی سحر ہُوئی۔ رسولِ اکرمؐ
سحر کی عمادِ اسلام کے لمحے گھر کے در سے لگ کر کھڑے ہُوئے۔ اہلِ اسلام عمادِ
اسلام کے لئے آمادہ ہُوئے۔ سرورِ عالم مُسکرائے۔ مگر درد کی کسک سے اُسی دم وہاں
سے ہٹ گئے۔ سرورِ عالمؐ کی وہ مسکراہٹ وداعی مُسکراہٹ ہوئی۔

---

[1] آنحضرتؐ نے حجرت کو یعنی وصالِ مبارک کے چار دن پہلے لوگوں سے فرمایا کاغذ اور قلم دوات لاؤ تاکہ تمہارے
لئے ایک وصیت نامہ لکھوا دوں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ بیماری کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہو گی۔ دوسرے
لوگوں کی رائے ہوئی کہ وصیت نامہ لکھوا لیا جائے۔ اختلافِ رائے کی آوازیں رسول اللہؐ کے کانوں میں
آئیں۔ آپ کا حکم ہُوا کہ لوگ وہاں سے اُٹھ جائیں۔ (سیرتِ مصطفیٰ صہ۳) ❖

عروسِ مطہرہ سے مروی ہے کہ اُسی دم ہمدمِ مکرم کے لڑکے اور رسول اللہؐ کے سالے مسواک لئے اُدھر آئے۔ رسول اللہ رو ٹنے مسعود سے محسوس ہوا کہ مسواک کا ارادہ ہے۔ عروسِ مطہرہ اُٹھی اور کہا کہ اے رسول اللہ! مسواک لاؤں۔ کہا ''ہاں'' مسواک لائی گئی اور سرورِ عالمؐ کو دی گئی۔ کئی لمحے مسواک کی۔ مگر معاً رسول اللہؐ سے مسواک گر گئی اور وداعی کلمہ کہا کہ۔

''اے اللہ! اے اعلیٰ[1] گھر والے''

عروسِ مطہرہ سے مروی ہے کہ اس کلام کو مسموع کر کے ہم کو احساس ہوا کہ رسول اللہؐ ہم سے دور ہو کر ملاءِ اعلیٰ کو راہی ہوں گے۔

اس طرح کہہ کر ہادیٔ کامل صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم ساٹھ اور سہ سال اس عالمِ مادی کی عمر کے مکمل کر کے سوموار کو دارالسلام کے لئے راہی ہو کر اللہ واحد سے آملے اور اللہ کا رسولؐ اللہ کے حکم سے اس عالمِ مادی سے سدھارا۔

(ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اُسی کے ہاں لوٹے گا۔)

لاکھوں درود و سلام ہوں اُس ہادیٔ کامل کے لئے کہ اُس کی عمر کا ہر لمحہ اور اُس کا ادا کردہ ہر کلمہ اہلِ عالم کے لئے اُسوہ ہو کر رہا۔ لاکھوں درود و سلام ہوں اُس رسولِ اُمّی کے لئے کہ اُس کے واسطے سے اہلِ عالم کو گمراہی، لاعلمی، ہوس کاری اور مکاری سے رہائی ملی۔ لاکھوں درود و سلام ہوں اُس عادلِ کامل کو کہ اُس کی آمد سے دُکھی لوگوں کی دادرسی ہوئی۔ لاکھوں سلام ہوں اُس رسولِ ملحمہ کو کہ اُس کے حکم سے دورِ لاعلمی کے سارے معاملے مٹی ہو کر رہے اور ساری لاعلمی کے رسوم محو ہوئے۔ لاکھوں درود ہوں اُس سالارِ اُمم کو کہ اُس کی مساعی سے گمراہی

---

[1] آنحضرتؐ کے آخری الفاظ تھے: اللّٰھم الرّفیق الاعلیٰ۔ ''اے اللہ! میں رفیقِ اعلیٰ میں جانا چاہتا ہوں۔ (سیرتِ مصطفیٰ صـ ۱۳۱) ؎

اور لاعلمی کے حصار مسمار ہو گئے۔

اے اللہ! اے ہمارے مالک و مولیٰ! ہمارے ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کو وہ محل محمود عطا کر کہ اُس کا وعدہ اللہ کے رسول سے ہُوا۔ اے ہمارے مالک! ہم ساروں کو اُس رسولِ کامل کی دکھائی ہُوئی راہ کا عامل کر دے اور اہلِ اسلام کے سارے مُسلموں کو کلامِ الٰہی کے احکام کا دلدادہ کر کے اہلِ عالم کا امام کر۔

اہلِ مطالعہ سے

اللہ کا کرم ہے اور اُس کی عطائے کامل ہے کہ اس رسالے کا کام مکمل ہُوا۔ اہلِ مطالعہ سے اور اہلِ علم سے آس ہے کہ وہ اس رسالے کا مطالعہ کر کے اس کے محرّر کے لئے دُعاگو ہوں گے کہ اللہ اس کی اس سعی کو وصول کر کے اُس کو ہر دو عالم کی کامگاری عطا کرے۔

محرّرہ

محمد ولی

(اٹھارہ مئی سال آٹھ اور دو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ ناشر

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

خاتم الانبیاء و رحمتِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مستند احوال پر لکھی گئی اُردو کی سب سے پہلی غیر منقوط سیرت "ہادیٔ عالم" کے کئی ایڈیشن اب تک آپ کی خدمت میں پیش کیے جا چکے ہیں۔ ہم نے اُردو کے اس نادر اور منفرد شاہکار کی کتابت و طباعت کے سلسلے میں اپنی ہر ممکن کوشش کی ہے کہ ہم اسے زیادہ سے زیادہ خوبصورت اور معیاری انداز میں قارئین تک پہنچائیں۔ ہم اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب رہے ہیں اس کا اندازہ ہمیں قارئین کی طرف سے موصول شدہ ان بے شمار خطوط سے ہُوا جن میں اس کتاب کے معیار کو سراہا گیا ہے۔

مُلک و بیرونِ مُلک "ہادیٔ عالم" کا استقبال جس ذوق و شوق اور والہانہ انداز میں کیا گیا اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ پہلا ایڈیشن بازار میں آتے ہی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اور اس کے کاغذ، کتابت و طباعت اور جلد بندی کے معیار کو ہر طبقہ نے بیحد پسند کیا۔ البتہ بعض حضرات کی طرف سے یہ اعتراض کیا گیا کہ اس کی قیمت کچھ زیادہ ہے۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کر دینا کافی ہوگا کہ مہنگائی کے اس دَور میں اس معیار اور اس نوعیت کی کتاب کو موجودہ قیمت پر لانے کے لئے ہمیں جو پاپڑ بیلنے پڑے اس کا اندازہ کچھ ہم ہی کر سکتے ہیں۔

"ہادیٔ عالم" کے تصحیح شدہ جدید ایڈیشن میں جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے مصنف مدظلہم نے چند مفید اضافے کئے ہیں اور گزشتہ ایڈیشنوں میں کتابت و طباعت کی

جو اغلاط باقی رہ گئی تھیں اُنہیں بہت اہتمام کے ساتھ درست کر دیا گیا ہے اور باوجود قیمتوں میں معتد بہ اضافہ کے، اس ایڈیشن میں قیمت میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا جب کہ صفحات کی تعداد بڑھ گئی ہے۔

مصنف مدظلہم کو بہت سے خطوط ایسے ملے جن میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ کتاب کے مشکل الفاظ اور ان کے معنیٰ کی ایک فہرست بھی شامل کر دی جائے۔ چنانچہ موجودہ ایڈیشن میں اس کتاب کے مشکل الفاظ اور غیر منقوط متبادلات کی ایک فہرست شامل ہے۔

آخر میں اللہ تعالےٰ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اُس نے مجھے یہ فخر عطا کیا کہ میں اپنے والد ماجد جناب مولانا محمد ولی رازی کی اس نادر تالیف اور اُردو کی سب سے پہلی مایۂ ناز غیر منقوط سیرت "ہادیٔ عالم" کی طباعت و اشاعت کی سعادت حاصل کر سکا۔ اور یہ صرف اللہ تعالےٰ کا خصوصی کرم ہے کہ نہایت قلیل عرصے میں "ہادیٔ عالم" کو مثالی مقبولیت حاصل ہوئی۔

اُمید ہے کہ اس نئے اور جدید ایڈیشن کا معیار قارئین کو گذشتہ ایڈیشنوں سے زیادہ پسند آئے گا اور وہ اس سے مستفید ہوتے وقت ناشر اور مصنف کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

دُعاؤں کا طالب

فرید اشرف عثمانی

دارالعلوم، اسبیلہ چوک، کراچی نمبر ۵

۲۸ مئی ۱۹۸۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

میرے جسم کا ہر ذرہ اگر زبان بن جائے تو بھی حق تعالےٰ شانہٗ کی اس نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اُس نے مجھ جیسے بے علم و عمل آدمی کو سرورِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیبہ کو غیر منقوط اُردو میں لکھنے کی عظیم سعادت کا ایک ذریعہ بنا دیا۔ الحمدللہ! یہ بات تو اپنی جگہ حیرت انگیز ہے ہی کہ اُردو جیسی تنگ زبان میں بغیر نقطوں کے لکھی ہوئی ایک اچھی خاصی ضخیم کتاب وجود میں آگئی، میرے لئے اس سے زیادہ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اس کی تالیف اور نظرِ ثانی میں صرف ایک سوا ایک دن کا عرصہ لگا۔

۱۳ر مارچ ۱۹۸۲ء کو یہ کام باقاعدہ شروع کیا گیا۔ پہلا مسودہ ۱۹ر مئی ۱۹۸۲ء کو مکمل ہوا۔ پھر بعض اضافوں اور نظرِ ثانی کے لئے دوسرا مسودہ لکھا گیا جس میں ایک ماہ کا عرصہ لگا۔ اپنی علمی بے بضاعتی کے پیشِ نظر اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ میرے والدین (اللہ تعالےٰ اُن کے درجات بلند فرمائے) اور میرے بزرگوں کی دعاؤں سے اللہ جلّ شانہٗ نے اس احقر سے یہ پہاڑ جیسا علمی اور ادبی کام بڑی سہولت سے کرا دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

"کلموں کی مراد" کے عنوان سے جو الفاظ و معانی کی فہرست کتاب کے آخر میں شامل کی گئی ہے اُس کو دیکھنے سے اندازہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے اُردو جیسی تنگ زبان میں منقوط الفاظ کے کیسے کیسے متبادلات عطا فرمائے ہیں، مثلاً مدینہ منورہ کے لئے "معمورۂ رسول" پیش لفظ کے لئے "سطورِ اوّل" مسجد نبویؐ کے لئے "حرمِ رسول" اور بیت اللہ کے لئے "دار اللہ" وغیرہ وغیرہ۔

میں اپنے برادرِ عزیز جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی سلمہٗ کا خصوصیت سے ممنون ہوں کہ ہر مرحلے پر اُن کے قیمتی مشورے میرے لئے بہت مفید ثابت ہوئے اور اُنہوں نے کتاب کے

لئے ایک پُر مغز اور تحقیقی مقدمہ تحریر کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین! یہاں میں اپنی اہلیہ اور دونوں لڑکیوں کا بھی تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں، اہلیہ کا اس لئے کہ ہر قدم پر انہوں نے میری ہمت بڑھائی اور لڑکیوں کا اس لئے کہ "ہادیٔ عالم" کے مسودے کی بار بار خواندگی میں انہوں نے میری مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین! ناانصافی ہوگی اگر میں اپنے ان احباب اور کرم فرماؤں کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف سے لے کر اس کے طبع ہونے تک ہر ہر مرحلے پر دامے، درمے، سخنے بھرپور تعاون کیا۔

پہلے ایڈیشن کے منظرِ عام پر آنے کے بعد ملک کے گوشے گوشے سے اور بعض بیرونی ممالک سے تعریف و تحسین کے خطوط کا ایک تانتا بندھ گیا۔ میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمت افزائی فرمائی۔ خاص طور پر ان اہلِ علم کا بہت ممنون ہوں جنہوں نے ہادیٔ عالم کا مطالعہ بڑی عمیق نظر سے کیا اور کتابت و طباعت کی چھوٹی بڑی غلطیوں کی نشاندہی کی۔ انہی کی وجہ سے یہ ممکن ہو سکا کہ موجودہ ایڈیشن ان تمام غلطیوں سے پاک ہے۔

آخر میں میں اپنے بیٹے عزیزم فرید اشرف عثمانی سلمہٗ کو دعاؤں کا نذرانہ پیش کرتا ہوں جو انتھک محنت اور لگن کیسا تھ اس کتاب کو ہر طرح سے معیاری بنا کر منظرِ عام پر لانے میں کامیاب ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ انہیں علمِ صحیح اور عملِ مقبول کی دولت عطا فرمائے۔ آمین!

محمد ولی رازی

۳۴/۷۔ بی، اشرف منزل، متصل لسبیلہ چوک، کراچی نمبر ۵

فون نمبر: رہائش ۷۴۳۷۵۶۲

○

۱۳ محرم ۱۴۰۳ھ ــــــ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۲ء

کلموں کی مُراد

کلمہ	مُراد	کلمہ	مُراد
(الف)			
آرام گاہِ رسول	عریشِ رسول، روضۂ مبارک	اُمم	امت کی جمع
اُردوئے معرّا	غیر منقوط اُردو	اوطاس	وادیٔ حنین کا ایک مقام
اِسراء	معراج	اولادِ سعد	بنو سعد
اسرائیلی	یہودی	اولادِ عمرو کا گاؤں	قبا، بنو عمرو بن عوف کی آبادی
اسرائیلی گروہ سے معرکہ	غزوۂ بنو قینقاع	اہلِ الشجرہ	بیعتِ رضوان کے شرکاء
اسرائیلی گروہ سے دوسرا معرکہ	غزوۂ بنو نضیر	اہلِ کہسار	اہلِ طائف
اُسرہ	خاندان	(ح)	
اسلامی سال کا سلسلہ	سنِ ہجری کا آغاز	حاکمِ مردود	ابرہہ بن الاشرم
اصحمہ	نجاشی کا اصل نام	حرمِ رسول	مسجدِ نبوی
اطوارِ محمودہ	اخلاقِ حسنہ	حسام	تلوار
اِعلا	ترقی بلندی	حصار	قلعہ
اعلام	علامات، آثار	حمامِ صحرائی	جنگلی کبوتر
اِلٰہ	بُت	(د)	
الروح	حضرت جبریل علیہ السلام	دارُالآلام	دوزخ
المدراس	مدینہ میں یہودیوں کا مدرسہ	دارالرائے	دارالندوہ
امصار	مصر کی جمع، شہر، ملک۔	دارالسلام	جنّت
		دارُ اللہ	بیتُ اللہ
امطار	مطر کی جمع، بارشیں	دارِ کوہ	دارِ ارقم

کلمہ	مُراد	کلمہ	مُراد
دارالمطہر	بیت المقدس	سَلسَل	پانی کا چشمہ
درّۂ کوہ	شعب ابی طالب	سَمک	مچھلی
دَور	طواف	سہام کار	تیر انداز
دورِ ارہاص	نبوت سے پہلے کا عرصہ	سہم	حصہ
(ر)		(ص)	
راعی	گلہ بان، چرواہا	صاد	تصدیق کرنا
راہوار	شہسوار	صدائے عبادِ سلام	اذان
رحلۂ اوّل	ہجرتِ اولیٰ	صدرِ مسعود	سینۂ مُبارک
رحلۂ وداعِ مکہ	ہجرتِ مدینہ کا سفر	صعود	چڑھنا، بلند ہونا
ردا	چادر	صلائے عام	عام حکم
ردِ کلام	بات کا جواب	صلۂ دم	خون کا انتقام
رودِ سادہ	ایران کا ایک دریا	(ط)	
رُوح اللہ	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	طمّاع	بہت لالچی
رُؤسا	رئیس کی جمع، سردار	طُہرہ	طہارت، آبدست
رہوم	لاغر بکری	(ع)	
(س)		عالمِ معاد	آخرت
ساعی	کوشش کرنے والا	عالمِ وحی	آسمانی کتابوں کا علم
سردارِ مکہ	ابوسفیانؓ	عروسِ مطہرہ	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سعی	کوشش	عروسِ مکرمہ	حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ
سلاسل کی مہم	غزوہ ذاتِ السلاسل	عساکر	عسکر کی جمع، لشکر۔

کلمہ	مراد	کلمہ	مراد
عسکرِ اسامہ	جیشِ اسامہؓ	مٹی کے الٰہ	پتھر کے بت
علو	ترقی، بلندی	محکم	مضبوط
علمی وسائل	کتاب کے مآخذ	محلہ کدی	مکہ مکرمہ کا ایک محلہ
عمادِ اسلام	نماز	مددگارِ رسول	انصار
عہدِ سلوک کا معاہدہ	عقدِ مواخات	مددگاروں کا عہد	عقبہ اولیٰ و ثانیہ
عمِ اسد اللہ	حضرت حمزہؓ	مرمرِ اسود	حجرِ اسود
عمِ سردار	حضرت ابو طالب	مسطور	تحریر ہونا
عمرو (محرومِ حکم)	ابوجہل	مسموع کر کے	سن کر
عمِ عدو	ابولہب	مسموم	زہریلا
(ک)			
کامگار	کامیاب	مصارع	پہلوان
(گ)		مصارعہ	کشتی
گروہوں کا سال	عام الوفود	معاہدۂ صلح	صلح حدیبیہ
(ل)		معاہدۂ عدمِ سلوک	مسلمانوں کا بائیکاٹ
لمس	چھونا	معرکہ	غزوہ
لوحِ مرصع	منقش تختی	معرکۂ احد	غزوۂ احد
(م)		معرکۂ اول	غزوۂ بدر
ماحصل	مفہوم، خلاصہ	معرکۂ دومہ	غزوۂ دومۃ الجندل
مالِ دم	خون بہا	معرکۂ سلع	غزوۂ خندق
مالِ کامگاری	مالِ غنیمت	معرکۂ عسرہ	غزوۂ تبوک
ماہرِ کلام	شاعر	معرکۂ موعد	غزوۂ بدر ثانی
ماءِ طاہر	آبِ زمزم	معرکۂ وادیِ اوطاس	غزوۂ حنین

کلمہ	مراد	کلمہ	مراد
معاہدِ حرم	حضرت ابراہیمؑ	وداعِ مکہ کا سماں	ہجرت کا سماں
معاری	تعمیر	وصالِ مسعود	آنحضرتؐ کا وصال مبارک
معمورۂ رسول	مدینۃ النبیؐ	ولدِ اُمّ	بھائی
معمورۂ رسول کا معاہدہ	میثاقِ مدینہ	ولدِ رواحہ	حضرت عبداللہ بن رواحہؓ
مکارہ	مکروہ کی جمع، برائیاں	ولدِ سلول	حضرت عبداللہ بن اُبی سلول
مکاروں کا گروہ	منافقین کی جماعت	ولد العوام	حضرت زبیر ابن العوامؓ
مکاروں کا گڑھ	مسجدِ ضرار	(ہ)	
ملکی گھوڑا	بُراق	ہمدم داماد	حضرت عثمان غنیؓ
مولد	جائے پیدائش	ہمدمِ رسولؐ	صحابی
سہم	سریہ	ہمدم علی کرم اللہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ
(و)		ہمدم عمر	حضرت عمر فاروقؓ
والدِ سلمہ	حضرت ابو سلمہؓ	ہمدم ولد	حضرت زید بن حارثہؓ

اس رسالے کے علمی وسائل

(۱) تفسیر معارف القرآن
(۲) سیرت خاتم الانبیاء
(۳) صحیح بخاری اُردو
(۴) سیرت مصطفیٰؐ
(۵) طبقات ابن سعد اُردو
(۶) اصح السیر
(۷) سیرت النبی جلد اوّل
(۸) تاریخ اسلام
(۹) المنجد
(۱۰) اُردو لغت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکومتِ پاکستان

وزارتِ امورِ مذہبیہ

اسلام آباد

تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ
۱۸ دسمبر ۱۹۸۳ء

نمبر ۱(۱۲) ڈی ایس/آر آر/۸۳

سندِ امتیاز

نہایت مسرت سے تصدیق کی جاتی ہے کہ جناب مولانا محمد ولی رازی کی تالیف کردہ کتاب ھادئ عالم بزبان اردو کتب سیرت النبیؐ کے قومی مقابلہ برائے سال ۱۴۰۲-۰۳ میں اوّل انعام کی مستحق قرار پائی اور مؤلف موصوف کو مبلغ دس ہزار روپے حکومتِ پاکستان کی طرف سے بطورِ انعام دیئے گئے۔

عرفان احمد امتیازی

سیکریٹری

وزارتِ امورِ مذہبیہ حکومت پاکستان

اسلام آباد